بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع

○

مصنف: امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی

مترجم

علامہ سید محمد اقبال شاہ گیلانی
مدرس دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف

○

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور — کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	فضائل درود پاک (القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع)
مصنف	امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی
مترجم	علامہ سید محمد اقبال شاہ گیلانی فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
ناشر	محمد حفیظ البرکات شاہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
تاریخ اشاعت	اپریل 2012ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	FM4
قیمت	-/325 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون:37221953 فیکس:۔042-37238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون:37247350 فیکس:37225085

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:32630411-021-32212011۔ فیکس:۔021-32210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

پیش لفظ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو مقام رفیع اور بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے، اس تک نہ کسی نبی و مرسل کی رسائی ہوئی ہے اور نہ کسی بشر و ملک کی۔ معجزات و کرامات شرافت و نجابت، حسب و نسب اور کتاب و شریعت ہر چیز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حد و بے شمار عظمتوں میں ایک عظمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور مسلمانوں کو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود بھیجنے کا حکم قرآن حکیم میں دیا ہے یہ ایک ایسا ورد ہے کہ جتنی برکات و خیرات اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھی ہیں وہ کسی دوسرے عمل میں نہیں۔ میرے شیخ و مرشد حضور ضیاء الامت مدظلہ العالی فرماتے ہیں یہ ایک ایسا وظیفہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ اور محبت کا سبب بنتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت کے حصول کا باعث بنتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا اہل محبت کا درود میں خود سنتا ہوں اور دوسرے لوگوں کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ وظیفہ فقر و تنگ دستی سے نجات، پل صراط کا نور اور محافل کی زینت ہے۔ اس کے اور بھی کئی فوائد جلیلہ ہیں جن کا ذکر آپ کتاب میں پڑھیں گے۔

اس ورد کی عظمت کے پیش نظر علماء اجلہ نے اپنی اپنی بساط کے مطابق اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ ہر ایک کی کوشش قابل ستائش ہے مگر علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور و معروف تصنیف ''القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع'' میں جس شرح و بسط سے اس موضوع پر لکھا ہے یہ ان کا ہی نصیب ہے، میں نے جب اس کا مطالعہ کیا اور مجھے جو ایمان کی تازگی اور روحانی تسکین میسر آئی وہ بیان سے وراء ہے۔ میں نے سوچا کہ اس کا اردو ترجمہ کر کے اردو دان طبقہ کو بھی اس کے فیضان سے محظوظ کیا جائے، مگر یہ کام میرے

لیے نہایت مشکل اور کٹھن تھا کیونکہ میرے کندھوں پر پہلے ہی تدریس کا بہت زیادہ بوجھ موجود تھا۔ اور پھر اس کام کے لیے جو وقت کی پابندی اور ذہنی یکسوئی کی ضرورت ہوتی ہے وہ بھی مجھے میسر نہ تھی۔ مگر میرے رحیم ورحمٰن رب کی دستگیری اور بندہ نوازی نے مجھے اس عظیم کام کی توفیق مرحمت فرمادی اور مجھ سے یہ کام ہو گیا ورنہ مجھ میں نہ اس کی اہلیت تھی اور نہ حالات کی موافقت۔

اب میں اپنے پروردگار سے یہ التجا کرتا ہوں کہ جس طرح تو نے مجھے اس کے ترجمہ کی توفیق بخشی، اس طرح اب اپنے فضل واحسان سے اسے اپنی بارگاہ صمدیت میں اور اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت عطا فرما اور امت مسلمہ کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت وعقیدت پیدا کرنے کا باعث بنا۔

اس سلسلہ میں میں اپنے مشفق ومحترم استاذ مکرم شیخ الحدیث والفقہ قاضی محمد ایوب صاحب مدظلہ العالی کا ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب کے مشکل مقامات کے حل میں میری مدد فرمائی، اللہ تعالیٰ ان کی تمام نیک تمناؤں کی تکمیل فرمائے۔

محترم علامہ شیر محمد خان صاحب، علامہ شاہد محمود صاحب، مولانا غلام حسین اہیر صاحب کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تصحیح میں میرے ساتھ تعاون فرمایا۔

مشتاق دیدار در نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ابو العابدین السید محمد اقبال شاہ گیلانی

مصنف علیہ الرحمۃ کے مختصر حالات

مصنف کا نام الحافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن ابی بکر بن عثمان السخاوی ہے۔ مصر کے ایک دیہات سخا میں ربیع الاول 831 ہجری کو پیدا ہوئے۔ سب سے پہلے قرآن کریم کے حفظ کی نعمت سے سرفراز ہوئے پھر فقہ، عربی، قراءت وغیرہا میں فوقیت حاصل کی، اس کے بعد علم فرائض وحساب اور میقات کے حصول کے لیے علماء سے رجوع کیا تقریباً چار سو سے زائد علماء کرام سے شرف تلمذ پایا، آخر میں شیخ الشہاب الحافظ ابن حجر العسقلانی سے فیضیاب ہوتے رہے، ان کی وفات تک ان کی شاگردی اختیار کیے رکھی العالی، النازل اور الکشف عن التراجم والمتون کی معرفت کے لیے ان کے ساتھ مشق کرتے رہے، اس کے بعد حلب، دمشق، القدس، نابلس، رملہ، بعلبک اور حمص وغیرہا کا سفر کیا، شیخ ابن حجر کی وفات کے بعد حج کی سعادت حاصل کی اور اس سفر میں ابوالفتح، البرہان الزمزمی، التقی بن فہد اور ابن ظہیرہ جیسے افاضل علماء سے اکتساب فیض کیا پھر سماع وتخریج کے لیے قاہرہ واپس تشریف لائے۔ پھر 870 ہجری میں دوبارہ حج بیت اللہ کی سعادت کیلئے روانہ ہو گئے، اس باسعادت سفر سے واپسی کے بعد شیخ ابن حجر کی ''الاذکار'' کی تخریج کا تکملہ لکھنا شروع کر دیا۔ پھر 885 ہجری میں بیت اللہ شریف کی زیارت کی۔ 887 ہجری تک وہاں رہے پھر 892 ہجری میں حج کیا اور 898 ہجری کے درمیان تک مکہ مکرمہ میں رہے اس کے بعد مدینہ طیبہ چلے گئے اور شعبان 903 ہجری کو مدینہ طیبہ میں وصال فرما گئے، مشہور ومعروف مندرجہ ذیل تصانیف پیچھے چھوڑ گئے۔

1۔ فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث اس فن پر اس سے جامع اور تحقیق شدہ کوئی کتاب نہیں ہے۔

2۔ المقاصد الحسنۃ فی بیان الاحادیث المشتہرۃ الالسنۃ

3۔القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع

4۔الضوء اللامع

5۔المنهل العذب الروی فی ترجمۃ النووی

6۔الجواهر والدرر فی ترجمۃ شیخ ابن حجر

7۔الفوائد الجلیلۃ فی اسماء النبویۃ

8۔الفخر العلوفی المولد النبوی

9۔رجحان الکفۃ فی مناقب اهل الصفۃ

10۔الاصل الاصیل فی تحریك النقل من التوراۃ والانجیل وغیرذالك وکذا النور السافر فی اخبار القرن العاشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَ قَدْرَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الرَّسُوْلِ الْکَرِیْمِ وَ خَصَّهٗ بِالصَّلَاةِ عَلَیْهِ وَاَمَرَنَا بِذٰلِكَ فِی الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ وَمَنَّ عَلَیْنَا بِاتِّبَاعِ هٰذَا النَّبِیِّ الرَّحِیْمِ وَحَبَّبَ اِلَیْنَا اقْتِفَاءَ اٰثَارِهٖ فِی الْحَدِیْثِ وَالْقَدِیْمِ وَخَصَّ اَهْلَ هٰذَا الشَّانِ بِالْخِصَالِ الْجَمِیْلَةِ وَالْفَضْلِ الْجَسِیْمِ وَجَعَلَهُمْ اَوْلَی النَّاسِ بِرَسُوْلِهِ السَّیِّدِ الْعَظِیْمِ لِاِکْثَارِهِمْ کِتَابَةً وَقِرَاءَةً وَسِمَاعًا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَیْهِ وَالتَّسْلِیْمِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اُولِی الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ صَلَاةً وَّسَلَامًا دَائِمَیْنِ یُضِیْءُ نُوْرُهُمَا جُنْحَ اللَّیْلِ الْبَهِیْمِ۔

مقدمہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ، سلطنت واضحہ، رافت وافرہ اور احسان عظیم کے باعث ہمارے آقا ومولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشرف وکرم کو دین قدیم صراط مستقیم، خلق عظیم، خلق سلیم کے ساتھ مبعوث فرمایا اور انہیں تمام جہانوں کے لیے رحمت، موحدین میں سے جو اس پر ایمان لایا اس کے لیے نجاۃ، متقین کا امام، تمام مخلوق پر حجت، شفیع محشر، فخر محشر اور امت سے بے چینی کو دور کرنے والا بنا کر بھیجا، اور آپ کو تمام رسولوں کے بعد بھیجا پھر آپ کے ذریعے واضح اور سیدھے راستہ کی ہدایت دی، اپنے بندوں پر آپ کی اطاعت، عزت، توقیر، رعایت، آپ کے حقوق کا قیام اور آپ کے منطوق ومفہوم سے جو چیز ثابت ہو اس کی پیروی کرنا اور آپ پر صلاۃ وسلام پڑھنا فرض کیا ہے، علم وتعلیم کے ذریعے آپ کی شریعت کو پھیلایا، اپنی جنت کے دروازے بند رکھے ہیں مگر آپ کے لیے بند نہیں کئے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ پر چلا اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اعتراف کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے سینہ گنجینہ کو کشادہ فرمایا۔ آپ کے ذکر کو رفعت بخشی، آپ ﷺ کے بوجھ کو اتار دیا اور ذلت و رسوائی ہر اس شخص کا مقدر بنائی جس نے آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کی، کتنا خوش نصیب ہے وہ جسے آپ کی فرمانبرداری کی توفیق ملی اور کتنا افسوس ہے آپ پر جو اس کے راستوں سے دور ہو گیا، اور درود و سلام بھیجے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر اور اپنی بارگاہ میں آپ ﷺ کی فضیلت و شرف کو زیادہ فرمائے۔

بحمد اللہ تعالیٰ میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کی تحصیل میں، ثواب کے حصول اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کو کھٹکھٹانے کی امید سے، مگن تھا اور آپ ﷺ کے آثار میں غور و خوض اور ان کو جمع کرنے اور تحریر کرنے میں مصروف تھا کہ میرے ایک محبوب دوست عالم فاضل عابد نے اپنی فضیلت و بھلائیوں کے تحقق و کثرت کی بنا پر مجھ سے سوال کیا کہ میں سید البشر پر درود پڑھنے کے متعلق، اللہ تعالیٰ سے عطیات و بشارت کے حصول کی غرض سے، ایک ایسی کتاب جمع کروں جو ہر رجوع کرنے والے کا سہارا ہو جو اس پر اعتماد کرے اس کیلئے کافی ہو۔ وسائل کا مرکب ہو، خصائل جمیلہ کا مجمع ہو۔ اہل دارین کیلئے نجات ہو، بلند صلاحیتوں کی حامل ہو، جس سے ہر عیب دور ہو، اسناد کی وجہ سے طویل نہ ہو، تاکہ اہل توفیق و سداد کے لئے اس کو حاصل کرنا آسان ہو، جس میں ہر حدیث کے بعد اس کے راوی کا بیان ہو، عموماً احادیث کی صحت، حسن یا ضعف کو بیان کرنے والی ہو تاکہ اشباہ دور رہے فوائد ماثورہ، نوادر مشہودہ، حکایات مسطورہ جو اس موضوع کے متعلق ہوں ان تمام کو تھوڑا تھوڑا بیان کرنے والی ہو اور لکھنے والے کی بھلائی اور اجر کو کئی گنا کرنے والی ہو، اس میں اختصار بھی مدنظر ہو، بے فائدہ کلام اور کثرت عبارات سے مبرا ہو۔ میں نے اس کے سامنے کئی عذر پیش کیے مگر اس نے کسی کو قابل التفات نہ سمجھا اور اپنے مقصد و مطلب سے نہ ہٹا، پس اس وقت میں نے اس کے اصرار اور محبت میں کمی کے خوف سے کام شروع کیا۔ پس یہ سمندر بڑا گہرا اور عمیق ہے۔ مقام نبوت فضائل کے ساتھ مسلم ہے جس نے کچھ کہنا چاہا، میدان کلام کو وسیع پایا، لیکن کہاں ہے وہ زبان جو کلام کی طاقت رکھے۔ کہاں ہے وہ عبارت

جو شفا کا ذائقہ چکھے اور تنگ نہ ہو۔ مگر یہ تو ایک نسبت و اضافت ہے، تصنیف میں ایک رتبہ ہے جو ہر رتبہ سے کم ہے۔ یہاں تو عجز ہی عجز ہے، اگر کسی نے وعدہ کیا کہ وہ اس عنوان کا حق ادا کرے گا تو وہ اس وعدہ کو پورا نہ کر سکا، لیکن اللہ تعالیٰ جو صاحب احسان و جود ہے اس سے امید ہے کہ وہ اس تالیف کو بہت سے لوگوں کیلئے رہنمائی اور مقصد عظیم کے حصول کا ذریعہ بنائے گا میں نے اس کتاب کو ایک مقدمہ پانچ ابواب اور ایک خاتمہ پر ترتیب دیا ہے۔

مقدمہ، صلاۃ کی لغت و اصطلاح کے اعتبار سے، تعریف، صلاۃ کے حکم، محل اور اس کے مقصود پر مشتمل ہے، میں نے اس کا اختتام اس آیت شریفہ کے چند فوائد پر کیا ہے، جو اس عنوان کی اصل ہے۔

کتاب کے ابواب

پہلے باب میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم، اس کی مختلف کیفیات، عمدہ طریقہ سے درود پڑھنے کا حکم، ان مجالس میں حاضری کی ترغیب جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا جاتا ہے۔ اہل السنت کی علامت کثرت سے درود بھیجنا ہے۔ ملائکہ ہمیشہ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کو بطور مہر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھ کر دیا، بچے کا ایک عرصہ تک رونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے کیلئے ہوتا ہے، غیر انبیاء و رسل پر درود بھیجنے کے متعلق جو ارشادات وارد ہیں اور جو غیر انبیاء و رسل پر صلاۃ بھیجنے میں اختلاف ہے، ان تمام چیزوں کا مفصل بیان ہے۔ میں نے اس باب کو درود پاک کی افضل کیفیات کے فائدہ حسنہ کے ساتھ ختم کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں سترہ اہم فصول ہیں۔

دوسرے باب میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے والے کیلئے عطیات و نوازشات کا بیان ہے، اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور اس کا رسول مقبول صلاۃ بھیجتا ہے، اس کی خطائیں معاف کی جاتی ہیں، اعمال پاک کر دیئے جاتے ہیں، درجات بلند ہوتے ہیں، گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے، درود پڑھنے والے کے گناہوں کے لیے فرشتے استغفار

کرتے ہیں، اجر میں سے احد پہاڑ کی مثل ایک قیراط نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ پورا پورا بدلہ دیا جاتا ہے جس نے اپنا تمام وقت درود پڑھنے کیلئے وقف کر دیا، اس کے لیے وہ دنیا و آخرت کیلئے کافی ہے، خطاؤں کو مٹا دیتا ہے، غلام آزاد کرنے سے بھی درود شریف پڑھنا افضل ہے، ہولنا کیوں سے اس کے ذریعے نجات ہوتی ہے، اس کی برکت سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہادت دیں گے، اس کی برکت سے شفاعت واجب ہوگی اور اللہ کی رضا اور رحمت میسر آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے مامون ہو جائے گا، عرش کے سایہ میں داخل ہوگا، میزان بھاری ہوگا، حوض کوثر پر حاضری کا شرف میسر آئے گا۔ پیاس اور آگ کے عذاب سے نجات ملے گی، پل صراط پر گزرنا آسان ہوگا، مرنے سے پہلے جنت میں اپنا مقام دیکھ لے گا، جنت میں کثرت سے حوریں ملیں گی، بیس غزوات میں شمولیت کے عمل سے اس کا عمل بھاری ہوگا، تنگ دست کیلئے یہ درود صدقہ کے قائم مقام ہوگا۔ یہ گناہوں کو پاک اور صاف کر دیتا ہے، اس کی برکت سے مال بڑھتا ہے، اس کی برکت سے سو سے زیادہ حاجات پوری کی جاتی ہیں، یہ ایک عبادت ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل ہے، محافل کی زینت ہے، فقر کو دور کرتا ہے، تنگ دستی کو ختم کرتا ہے، اس کے ذریعے بھلائی کے مقامات تلاش ہوتے ہیں، درود شریف پڑھنے والے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب نصیب ہوگا، پڑھنے والا، اس کے بیٹے، پوتے سب اس کی برکت سے نفع پائیں گے، اور اس شخص کو اس کا نفع پہنچے گا جس کو تو نے اس کا ثواب پہنچایا ہوگا، یہ وظیفہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب دیتا ہے، یہ نور ہے، دشمنوں کے خلاف امداد ہے۔ نفاق اور زنگ سے دل کو پاک کرتا ہے، لوگوں کی محبت اور خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا موجب بنتا ہے، یہ پڑھنے والے کو غیبت سے محفوظ رکھتا ہے، یہ تمام اعمال سے زیادہ بابرکت، افضل اور دارین کے نفع کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔ اس کے علاوہ اعمال کے ذخائر کو جمع کرنے اور امیدوں کے تازہ پھل چننے والے کیلئے اس عمل میں پسندیدہ ثواب رکھا گیا ہے، اور یہ عمل فضائل عظیمہ، مناقب کریمہ اور ایسے فوائد کثیرہ پر مشتمل ہے جو کسی

دوسرے عمل میں نہیں پائے جاتے، جتنے اقوال وافعال اس کے متعلق وارد ہیں کسی دوسرے عمل کے متعلق نہیں میں نے اس باب کو کئی اہم فصول پر ختم کیا ہے۔

تیسرے باب میں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر کے وقت درود نہ پڑھنے والے کو وعید سنائی گئی ہے، درود نہ پڑھنے والے کے لیے ہلاکت کی بددعا، شقاوت کا حصول، جنت کا راستہ بھولنے، دوزخ میں داخل ہونے، جفا سے موصوف ہونے، بخیل ترین شخص ہونے کا ذکر ہے اور مجلس میں درود ترک کرنے والے سے نفرت کرنے اور جس نے درود نہیں بھیجا اس کا دین نہیں اور اس کے علاوہ اخبار کا بیان ہے، اس باب کو بھی میں نے فوائد نفیسہ پر ختم کیا ہے۔

چوتھے باب میں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سلام عرض کرنے والے کے سلام پہنچانے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جواب مرحمت فرمانے کا بیان ہے اس کے علاوہ چند فوائد وتتمات ہیں۔

پانچواں باب اوقات مخصوصہ میں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنے کے متعلق ہے جیسے وضو سے فارغ ہونے کے بعد، نماز میں، اقامت صلاۃ اور صلاۃ کے بعد، مغرب وصبح کی نماز کے بعد اس کی تاکید، تشہد میں، قنوت میں، تہجد کے وقت، نماز تہجد کے بعد، مساجد سے گزرتے ہوئے ان کو دیکھتے اور ان میں داخل ہوتے اور ان سے خارج ہونے کے وقت، مؤذن کا جواب دیتے وقت، جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو، عیدین، استسقاء، کسوفین کے خطبہ میں، عید کی تکبیرات کے دوران، نماز جنازہ میں، میت کو قبر میں داخل کرتے ہوئے رجب اور شعبان میں، کعبہ شریفہ کو دیکھنے کے وقت، صفا ومروہ کے اوپر، تلبیہ اور حجر اسود کے سلام سے فارغ ہونے کے بعد التزام میں، عرفہ کی شام کے وقت، مسجد خیف میں، مدینہ شریف دیکھتے ہوئے، قبر انور کی زیارت اس کے وداع اور آثار شریف کو دیکھنے کے وقت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گزرگاہوں اور آرام گاہوں کو دیکھنے کے وقت مثلاً میدان بدر وغیرہ، ذبح کے وقت، بیع، وصیت کی کتابت اور نکاح کے خطبہ کے وقت، صبح وشام سونے، سفر کرنے اور سوار ہونے کے ارادہ کے وقت، اس شخص کیلئے جسے نیند بہت کم آتی ہو، بازار اور دعوت پر جاتے وقت، ہر گھر میں داخل ہوتے اور خط لکھتے وقت، بسم اللہ شریف کے بعد، غم،

مصیبت، شدت، فقر، غرق، طاعون کے اوقات میں، دعاء کی ابتداء، وسط اور آخر میں، کانوں کے آواز دینے، پاؤں کے شل ہونے، چھینک مارنے، بھول جانے، کسی شے کو عمدہ پانے، گدھے کی آواز دینے، مولی کھانے، گناہ سے توبہ کرنے اور ضروریات کے لاحق ہونے کے اوقات میں، تمام حالات میں، اس شخص کیلئے جو بری ہو مگر اس پر جھوٹی تہمت لگائی گئی ہو، بھائیوں کی ملاقات کے وقت، لوگوں کے جمع ہونے کے بعد، جدا ہونے کے وقت، ختم قرآن اور حفظ قرآن کے وقت، مجلس سے اٹھنے کے وقت، ہر اس جگہ جہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اجتماع، ہو کلام کی ابتداء میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے وقت، علم پھیلانے کے وقت، قراءت حدیث، افتاء، وعظ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لکھنے کے وقت اس کی کتابت کا ثواب اور جو کچھ اس سے غافل ہونے والے شخص کے متعلق کہا گیا ہے۔ اس کا اس میں بیان ہے، اس کے علاوہ بھی چند چیزوں کا ذکر ہے، کلام کے دوران میں کئی فوائد حسنہ اور اہم تنبیہات بھی موجود ہیں۔

خاتمہ، فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کے جواز اور اس کی شرائط کے بیان میں ہے، اس میں کئی اہم امور کا ذکر بھی ہے۔ پھر میں نے ان کتب کے نام لکھے ہیں جو اس مضمون پر تحریر کی گئی ہیں، میں پہلے صرف ان کتب کا ذکر کروں گا جن پر مجھے آگاہی ہوئی۔ پھر میں ان کتب کو بیان کروں گا جن سے میں نے دارین کے نفع کی غرض سے اس تالیف میں نفع حاصل کیا۔ میں نے عمداً اس کے پانچ ابواب بنائے ہیں اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ میرے حواس خمسہ کی حفاظت فرمائے۔ میں نے اس کا نام "القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع" رکھا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب سے اس کے کاتب، اس کے جامع، اس کے ناظر، سامع کو نفع دارین بخشے اور مجھے ظاہر و باطن میں اخلاص کے ساتھ ڈھانپ دے، شدائد و مصائب میں وہ میرا مددگار و ناصر رہے اور مجھے محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گروہ سے اٹھائے، اور وہ اپنی کرم نوازی اور احسان سے مجھے کتاب اور سنت نبوی میں نیک سوچ عطا فرمائے۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما

لغت اور اصطلاح کے اعتبار سے صلاۃ کی تعریف

لغت کے اعتبار سے اس کے دو معنی ہیں پہلا ''الدعاء والتبرك'' ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۖ قوله صلاة الرسول، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ، مِنْهُ الصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ اَىِ الدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ

ایک شاعر کہتا ہے ؎

وَقَائِلُهَا الرِّيحُ فِيْ دَنِّهَا — وَصَلّٰى عَلٰى دَنِّهَا وَارْتَسَمَ

اعشی کا قول ہے ؎

لَهَا حَارِسٌ لَا يَبْرَحُ الدَّهْرَ بَيْتَهَا — وَاِنْ مَا دَعَتْ صَلّٰى عَلَيْهَا وَزَمْزَمَا

دعا کو صلاۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ سائلین کے اختلاف کے باوجود دعا کرنے والے کا ارادہ اول وآخر ظاہر وباطن میں تمام مقاصد حسنہ اور نوازشات عالیہ کا حصول ہوتا ہے۔ پس اس میں مکمل صلاۃ کا مفہوم پایا جاتا ہے، جیسا کہ تفصیل آگے آئے گی واللہ اعلم۔

الصلاۃ کا دوسرا معنی ''العبادۃ'' ہے۔ اسی مفہوم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلٰى طَعَامٍ فَاِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ ''جب تم میں سے کسی کو کھانے پر بلایا جائے پس اگر وہ روزہ دار ہو تو اسے عبادت کرنی چاہئے'' اس کی تفسیر پہلے معنی کے ساتھ دعا بھی کی گئی ہے اور یہی معنی ہی زیادہ بہتر ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں لغت کے اعتبار سے الصلاۃ کا معنی دعا ہے اور دعا کی دو قسمیں ہیں۔ دعا عبادۃ اور دعا مسئلہ (سوال کرنا) پس عابد بھی سائل کی طرح دعا مانگنے والا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ارشاد: اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ کی تفسیر ان دونوں معانی کے ساتھ بیان کی گئی ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس کا معنی اَطِيْعُوْنِیْ اُثِبْكُمْ ''تم میری اطاعت کرو میں تمہیں ثواب دوں گا'' ہے۔ بعض فرماتے ہیں اس کا معنی، سلونی اعطکم ''تم مجھ سے سوال کرو میں تمہیں عطا کروں گا'' ہے۔ اسی مفہوم

میں أُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ہے۔
ابن القیم لکھتے ہیں الدعاء کا لفظ دونوں قسموں کو شامل ہے، پس ان دونوں قسموں کے اعتبار سے ''الصلاۃ الشرعیہ'' کے اسم پر وارد ہونے والے اعتراضات زائل ہو جاتے ہیں، یعنی کیا یہ لغت میں اپنے موضوع سے منقول ہے (یا نہیں)؟ پس اس کا معنی دعا حقیقت شرعیہ ہے مجاز شرعی نہیں، اس اعتبار سے صلاۃ لغت کے اعتبار سے اپنے مسمی پر باقی رہے گا اور وہ الدعاء ہے اور دعا کی دو قسمیں ہیں دعا عبادت اور دعا مسئلہ، مصلی تکبیر تحریمہ سے سلام تک دعا عبادۃ اور دعا مسئلہ (سوال) کے درمیان رہتا ہے۔ وہ حقیقی صلاۃ میں ہوتا ہے، مجازی یا منقولہ صلاۃ میں نہیں ہوتا، لیکن صلاۃ کا اسم اس عبادت مخصوصہ کیلئے خاص کیا گیا ہے جیسے باقی تمام الفاظ کو اہل لغت اور عرف بعض مسمی کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں جیسے دابہ، راس وغیرہما، پس لفظ کو خاص کرنے اور اپنے بعض موضوع پر محصور کرنے کی یہی غایت ہے، یہ چیز موضوع اصلی سے خروج نقل کا موجب نہیں بنتی العلامہ اللغوی مجد الدین نے علماء کا اختلاف ذکر کیا یعنی صلاۃ کا معنی دعا ہے یا یہ اس الصلاۃ بالقصر سے مشتق ہے جس کا معنی آگ ملازمت ترحم یا تعظیم ہے یا اس کے علاوہ جو مفاہیم حلیمی سے مذکور ہیں وہ ہیں۔
اس کے بعد علامہ مذکور لکھتے ہیں: علماء نے کچھ مفاہیم ایسے ذکر کیے جن کا ہم ذکر نہیں کریں گے ہمارے نزدیک اس کے متعلق ایک ہی قول ہے اور وہی انشاء اللہ تعالیٰ صحیح قول ہے۔
ص، ل، واو ص، ل، ی، کا مادہ ایک اصل کیلئے وضع کیا گیا ہے اور مفرد معنی کو اس میں ملحوظ رکھا گیا ہے وہ ہے ملانا، جمع کرنا، اس کی تمام تفریعات اسی معنی کی طرف راجع ہیں۔ اسی طرح اس کی تمام تبدیلیاں جیسے بھی تبدیل کیا جائے اس کا مرجع اسی معنی کی طرف ہوگا اس کا بیان اس طرح ہے۔ ص، ل، و کے مادہ سے الصلا ہے اس کا معنی انسان اور ہر چوپائے کی پیٹھ کا درمیانی حصہ ہے، بعض فرماتے ہیں اس کا معنی سرین کا نچلا حصہ ہے، ان تمام میں اجتماع وانضام کا مفہوم ہے، اسی سے صلاہ بالنار اس نے اس کو آگ میں جلا دیا کیونکہ جل بھن کر اس کے اجزاء جمع ہو جاتے ہیں اور اکٹھے ہو جاتے ہیں، صلایدہ سخنها

وادفاها ہاتھ کو آگ کی حرارت پہنچی اور اس نے اس کو گرم کیا، وصلاہ، اس نے اس کو دھوکا دیا کیونکہ وہ دھوکا دینے کیلئے اکٹھا ہوتا اور جمع ہوتا ہے، جیسے شکاری اکٹھا ہو کر بیٹھتا ہے، الصلایہ خوشبو کوٹنے کا آلہ جس میں خوشبو جمع کی جاتی ہے، المصلی، دوڑ لگانے والے گھوڑوں میں سے دوسرے نمبر پر آنے والا گھوڑا، یہ سبقت لے جانے والے کے ساتھ جمع ہوتا ہے الصلوٰت، یہود کے کنائس، اس میں یہود جمع ہوتے ہیں۔

ص، و، ل، تو کہتا ہے صال علی قرنه صولا اذا سطا علیه ووثب الیه جب کوئی دوسرے پر حملہ کرے، جھپٹ پڑے تو ''صال علی قرنه'' بولا جاتا ہے۔ المصولہ جھاڑو کو کہتے ہیں کیونکہ اس کے ساتھ کوڑا جمع کیا جاتا ہے الصیلہ تنکے میں گرہ لگانا، المصول وہ چیز جس میں حنظل جمع کیا جاتا ہے پھر پانی میں کافی دیر رکھا جاتا ہے تاکہ اس کی کڑواہٹ دور ہو جائے، التصویل، کھلیان کے اردگرد جھاڑو دینا، یعنی بکھری چیزوں کو جمع کرنا۔

ل، و، ص جب کوئی دروازے کی دراڑ سے دیکھے تو کہا جاتا ہے لاص لوصا اسی طرح لاوص، ملاوصه واللصوص واللواص الملوص الفالوذ (فالودہ) کیونکہ یہ بھی جمع ہو جاتا ہے، اللواص، شہد اس کے جمع ہونے کی وجہ سے لواص کہا جاتا ہے یہ خلیہ میں جمع ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے لاص، حاد عن الطریق، راستہ سے بھٹک گیا گویا اس نے چھپنا اور جمع ہونا طلب کیا اسی طرح ل، ی، ص کا مادہ ہے۔ چوتھا ل، ص، وا اور ل، ص، ی، شک کی وجہ سے ملنے کیلئے لصا یلصو استعمال ہوتا ہے، اسی طرح لصی یلصی بروزن رمیٰ یرمی ہے اور لصی یلظی بروزن رضی یرضی ہے۔

پانچواں، و، ص ل، دصله وصلا وصله ووصله ای لامه، یعنی ملامت کرنا، وصل الشی ووصل الی الشی وصولا وصلا وصله بلغه اجتمع به یعنی کسی دوسری چیز تک پہنچنا اور اس کے ساتھ مل جانا۔

الوصیلہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو دس بچے جنم دے چکی ہو وہ بکری جو سات مرتبہ دو، دو بچے جنم دے چکی ہو، پس ظاہر ہو گیا کہ ان تمام مادوں میں ضم اور جمع کا معنی پایا جاتا ہے۔

افعال مشروعہ مخصوصہ کو صلاۃ کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں اعضاء ظاہرہ، خواطر باطنہ کا اجتماع ہوتا ہے اور نمازی اپنے آپ سے تمام مفرقات، مکدرات کو دور کرتا ہے اور تمام مہمات و مجتمعات جو دل کو سکون بخشنے والی ہوتی ہیں ان کو جمع کرتا ہے، یا اس لیے اس کو صلاۃ کہتے ہیں کہ یہ تمام مقاصد وخیرات کی جامع ہے، اور تمام عبادات کی اصل ہے۔

الصلاۃ بمعنی الاستغفار بھی استعمال ہوتا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: اِنِّی بُعِثْتُ اِلٰی اَھْلِ الْبَقِیْعِ لِاُصَلِّیَ عَلَیْھِمْ یعنی ''مجھے اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ میں ان کیلئے استغفار کروں''، دوسری روایت میں اس کی تفسیر ہے اُمِرْتُ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَھُمْ، اور الصلاۃ بمعنی برکت بھی استعمال ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: اَللّٰھُمَّ صل علی آل ابی اوفی، ''اے اللہ! آل ابی اوفی میں برکت دے''۔ الصلاۃ بمعنی القراۃ بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا، یعنی ''اپنی قراءت کو نہ زیادہ بلند اور نہ بالکل پست کرو'' الصلاۃ بمعنی رحمت ومغفرت بھی استعمال ہوتا ہے۔ اعشی کہتا ہے۔

تَرَاوَحَ مِنْ صَلَاةِ الْمَلِيْكِ فَطَوْرًا سُجُوْدًا وَطَوْرًا حَوَارًا

صلاۃ سے مراد صلاۃ شرعیہ ہے جس میں رکوع وسجود ہوتا ہے اور الحوار سے مراد قیام وقعود کی طرف رجوع ہے۔

جب صلاۃ کا معنی متعین ہوگیا تو جاننا چاہیے کہ صلاۃ کی حالت مصلی، مصلی لہ اور مصلی علیہ کی حالت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، بخاری شریف میں ابو العالیہ سے مروی ہے کہ ''صَلَاۃُ اللہِ عَلٰی نَبِیِّہٖ'' کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کے پاس اپنے نبی کی ثناء وتعریف فرماتا ہے صلاۃ الملائکہ علیہ کا مطلب ہے کہ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے دعا کرتے ہیں۔ آٹھویں فصل کے آخر میں ہم نے الخراسانی عن الربیع بن انس کی حدیث: اِنَّ اللہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ: کی تفسیر میں لکھی ہے۔ فرمایا صلاۃ اللہ علیہ کا مطلب ثناؤہ عند ملائکہ ہے اور صلاۃ الملائکہ علیہ کا مطلب فرشتوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے دعا کرنا

ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ کا مطلب ہے کہ ''اے ایمان والو! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے دعا کرو''، ابن ابی حاتم کے ہاں اس کی تفسیر میں سعید بن جبیر اور مقاتل بن حیان سے مروی ہے ھُوَالَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ یَغْفِرُ لَکُمْ وَیَاْمُرُ الْمَلٰٓئِکَۃَ اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لَکُمْ یعنی وہ خود تمہارے گناہ بخشتا ہے اور ملائکہ کو تمہارے لیے استغفار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ صلاۃ الملائکۃ ای الدعاء بالبرکۃ ہے یعنی برکت کی دعا کرنا ہے۔ امام بخاری سے مروی ہے کہ قال ابن عباس یصلون ای یبرکون یعنی حضرت ابن عباس نے یصلون کا معنی یبرکون لیا ہے۔ امام ترمذی نے حضرت سفیان ثوری اور کئی دوسرے اہل علم سے روایت کیا ہے کہ صلاۃ الرب سے مراد رحمت فرمانا ہے اور صلاۃ الملائکہ سے مراد الاستغفار ہے الضحاک فرماتے ہیں: صلاۃ اللہ ای رحمتہ و فی روایۃ مغفرتہ یعنی صلاۃ اللہ سے مراد اس کی رحمت ہے اور دوسری روایت میں ان سے صلاۃ اللہ کا مطلب اللہ تعالیٰ کی مغفرت مروی ہے اور صلاۃ الملائکہ ای الدعاء ہے یعنی صلاۃ ملائکہ سے مراد الدعاء ہے ان دونوں معانی کو القاضی اسماعیل نے تخریج کیا ہے، گویا دعا سے مراد ان کی مغفرت ہے، الشیخ شہاب الدین القرافی کا میلان بھی اسی طرف ہے کہ الصلاۃ من اللہ سے مراد مغفرت ہے، یہی تفسیر الارموی اور بیضاوی نے بیان کی ہے امام فخر الدین الرازی اور آمدی فرماتے ہیں صلاۃ اللہ سے مراد رحمت ہے۔ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کیا تمہارا رب صلاۃ بھیجتا ہے موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ سوال بڑا گراں ہوا، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ انہیں بتادو کہ میں صلاۃ بھیجتا ہوں میری صلاۃ اور میری رحمت میرے غضب سے سبقت لے گئی ہے۔ الطبرانی کی معجم اوسط اور صغیر میں ''عطاء بن ابی رباح عن ابی ہریرہ'' سے مرفوعاً مروی ہے کہ میں نے پوچھا اے جبریل! کیا تمہارا رب صلاۃ بھیجتا ہے، جبریل نے کہا ہاں میں نے پھر پوچھا اس کی صلاۃ کیا ہے، جبریل نے کہا، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ۔

ابن ابی حاتم نے عطاء مذکور سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی صلاۃ ''سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ'' ہے، المبرد کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی صلاۃ رحمت ہے اور ملائکہ کی صلاۃ سے مراد وہ رقت ہے جو رحمت کی استدعاء پر برانگیختہ کرتی ہے اس کا تعاقب کیا گیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے ارشاد: اُولٰٓىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ، میں صلاۃ اور رحمت کو علیحدہ علیحدہ ذکر کیا ہے، اسی طرح صحابہ کرام نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا سے صلاۃ اور رحمت میں تفریق سمجھی ہے کیونکہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ کے الفاظ میں رحمت کا ذکر ہو چکا تھا مگر پھر بھی انہوں نے کیفیت الصلاۃ کا سوال کیا، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان کی اس تفریق کو قائم رکھا اگر الصلاۃ بمعنی الرحمۃ ہوتی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تم سلام میں اس کی کیفیت سیکھ چکے ہو۔

ابن الاعرابی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاۃ رحمت ہے اور انسانوں ملائکہ، جن وغیرہم کی طرف سے رکوع، سجود، دعاء اور تسبیح ہے اور پرندوں اور حشرات کی طرف سے بھی تسبیح ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِيْحَهٗ، ''ہر ایک اپنی تسبیح جانتا ہے''۔ ابن عطیہ فرماتے ہیں: بندوں پر اللہ تعالیٰ کی صلاۃ کا مطلب اس کا عفو، اس کی رحمت، اس کی برکت اور دنیا و آخرت میں اس کا اپنے بندوں کو عزت بخشنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓىِٕكَتُهٗ کے تحت فرماتے ہیں: بندے پر اللہ تعالیٰ کی صلاۃ کا مطلب، اس کا اس پر رحمت فرمانا، برکت دینا اور اس کی عمدہ تعریف کو پھیلانا ہے اور فرشتوں کی صلاۃ کا مطلب، فرشتوں کا ان کیلئے دعا کرنا ہے کسی اور کا قول ہے صلاۃ الملائکہ سے مراد رقت اور دعا ہے۔

علامہ راغب لکھتے ہیں: لغت میں صلاۃ کا معنی دعا، تبریک اور تحمید ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاۃ کا مطلب تزکیہ ہے، ملائکہ کی طرف سے استغفار ہے اور لوگوں کی طرف سے صلاۃ کا مطلب الدعاء ہے، علامہ زمخشری فرماتے ہیں جب نمازی کی شان یہ ہے کہ وہ

رکوع وسجود میں جھکتا ہے، پس یہی لفظ استعارۃً اس شخص کیلئے استعمال ہونے لگا جو غیر پر مہربانی اور رافت کے ساتھ جھکتا ہے جیسے مریض کی عیادت کرنے والا مریض پر جھکتا ہے۔ عورت اپنے بچے پر شفقت ومحبت سے جھکتی ہے، حتیٰ کہ پھر اس کا استعمال صرف رحمت و تروف میں ہونے لگا۔ عربوں کا قول ہے: صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ اَیْ تَرَحَّمَ وَتَرَأَّفَ یعنی اللہ تعالیٰ تجھ پر رافت ورحمت فرمائے یہ قول المجد اللغوی نے نقل کیا ہے اس کے بعد لکھتے ہیں اگر سوال ہو کہ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ کی تفسیر تم نے ترحم وترأف سے کر دی لیکن وَ مَلٰٓئِکَتُهٗ کی کیا تفسیر کرو گے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عربوں کے اس قول کی مثل ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ چونکہ فرشتے مستجاب الدعوات بنا دیئے گئے ہیں گویا وہ بھی رحمت ورافت کرتے ہیں۔

الماوردی فرماتے ہیں: یہ لفظ کئی معانی کیلئے اسم مشترک ہے، اظہر وجوہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاۃ کا مطلب رحمت، فرشتوں کی طرف سے استغفار اور مومنوں کی طرف سے دعا ہے۔ فرماتے ہیں لفظ کے اختلاف کے باوجود عطف کے ساتھ اس کو مؤکد فرمایا ہے کیونکہ یہ زیادہ بلیغ ہے، حلیمی نے صلاۃ بمعنی سلام بھی جائز قرار دیا ہے مگر ہمارے شیخ (ابن حجر) فرماتے ہیں اس قول میں نظر ہے، حدیث کعب وغیرہ اس قول کو رد کرتی ہیں، سب سے اولیٰ قول وہ ہے جو ابو العالیہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے نبی پر صلاۃ کا مطلب اس کی ثناء اور تعظیم فرمانا ہے، اور فرشتوں وغیرہم کی صلاۃ کا مطلب ان کا اللہ تعالیٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے صلاۃ طلب کرنا ہے اور یہاں مراد طلب زیادتی ہے، طلب اصل الصلاۃ نہیں ہے، بعض علماء فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر صلاۃ خاص بھی ہوتی ہے اور عام بھی، پس انبیاء کرام پر اس کی صلاۃ ''ثناء وتعظیم'' ہے اور دوسرے لوگوں پر صلاۃ کا مطلب رحمت ہے، یہ وہ رحمت ہے جو ہر شی پر وسیع ہے، قاضی عیاض نے بکر القشیری سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی صلاۃ کا مطلب، شرف وعزت میں زیادتی کرنا ہے اور غیر نبی پر صلاۃ کا مطلب رحمت ہے۔

اس تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باقی مومنوں میں فرق ہے۔ ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ '' اور اسی سورت میں اس آیت سے پہلے فرمایا: ''هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓىٕكَتُهٗ ''۔ پس معلوم ہو گیا کہ وہ قدر و منزلت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق ہے وہ اس قدر و منزلت سے بلند ہے جو کسی دوسرے کیلئے ہے اور اس بات پر اجماع ہے کہ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو شان اور عظمت بیان کی گئی ہے وہ کسی دوسری آیت میں نہیں ہے۔

الحلیمی نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ کا مطلب اس کی عظمت بیان کرنا ہے، شعب الایمان میں فرماتے ہیں الصلاۃ فی اللسان کا مطلب عظمت بیان کرنا ہے، بعض علماء فرماتے ہیں صلاۃ معروفہ کو صلاۃ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں پیٹھ کا درمیان جھک جاتا ہے چونکہ چھوٹا جب بڑے کو دیکھتا ہے تو وہ عادت کے طور پر تعظیماً بڑے کیلئے جھک جاتا ہے پھر نماز کے پڑھنے کو صلاۃ کہتے ہیں کیونکہ عموماً اس میں بھی رکوع وسجود، قیام وقعود کے ساتھ رب تعالیٰ کی تعظیم مقصود ہوتی ہے کیونکہ اس کی طرف رغبت کی جاتی ہے اور اس کے سامنے اپنی مفلسی کا اظہار کیا جاتا ہے اور اس لحاظ سے مدعولہ کی تعظیم ہوتی ہے کہ وہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے حسن توجہ کو طلب کرتا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں: الصلاۃ للہ کا مطلب وہ اذکار ہیں جن سے تعظیم مذکور اور بلند مرتبہ اور عظیم قدر و منزلت کا اس کے لیے اعتراف، مراد ہوتا ہے اور یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں، وہی ان کا مستحق ہے اس کے سوا کوئی ان عظمتوں کے لائق نہیں جب ہم اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہتے ہیں تو ہماری مراد یہ ہوتی ہے اے اللہ! دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلندی، دین کو غلبہ اور شریعت کو بقا عطا فرما، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عظمت عطا فرما اور آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت آپ کی امت کے حق میں قبول فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجر و ثواب کو عظیم فرما، مقام محمود پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت اولین و آخرین میں ظاہر فرما اور تمام مقربین بالشہود پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقدیم فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ظاہر فرما۔

یہ تمام امور اگرچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ثابت کر دیئے ہیں، مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی امتی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر صلاۃ بھیجتا ہے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور جائز ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اس دعا کی وجہ سے ہر اس چیز میں اضافہ کیا جائے جس کو ہم نے رتبہ اور درجہ کا نام دیا ہے۔ اسی وجہ سے الصلاۃ ان افعال سے ہے جن کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ادا کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے، ہمارا یہ درود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَاۃً مِّنَّا عَلَیْہِ اس بات پر دلالت کرتا ہے، یعنی اے اللہ! تو ہماری طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج کیونکہ ہم تو قادر ہی نہیں ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی چیز پہنچائیں جس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر و منزلت بلند ہو، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے حضور رفیع ہو۔ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کی قدرت وقبضہ میں ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہماری صلاۃ کا مطلب ان چیزوں کے لیے دعا کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثنا طلب کرنا ہے۔ فرماتے ہیں کبھی اَلصَّلَاۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وجہ ہوتی ہے وہ یہ کہ اَلصَّلَاۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہے جیسے کہا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ۔ اور اس کا معنی لِتَکُنْ اَوْکَانَتِ الصَّلَاۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہے۔ جیسے صلی اللہ علیہ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صلاۃ ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یا اللہ تعالیٰ کی صلاۃ ہونی چاہیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تمنا کا مطلب سوال ہوتا ہے، کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ کہا جاتا ہے غَفَرَ اللہُ لَکَ وَرَحِمَکَ اور اس کے قائم مقام اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ ہے واللہ ورسولہ اعلم۔

حلیمی کا قول ہے کہ صلاۃ کا معنی ''التعظیم'' ہے۔ ہمارے شیخ ''ابن حجر'' فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل، ذریت پر عطف کرنے سے کوئی التباس لازم نہیں آتا کیونکہ ان کیلئے بھی تعظیم کی دعا کرنا ممتنع نہیں ہے۔ ہر ایک کو اس کے مقام و مرتبہ کے مطابق تعظیم پہنچتی ہے، اور ابو العالیہ سے جو گزر چکا ہے اس کا مدعیٰ ظاہر ہے

کہ لفظ صلاۃ اللہ تعالیٰ ملائکہ اور مومنین کی طرف سے ایک معنی میں استعمال جائز ہے اس کی تائید یہ قول بھی کرتا ہے کہ غیر انبیاء پر ترحم کے جواز میں کسی کو اختلاف نہیں اور غیر انبیاء پر صلاۃ کے جواز میں اختلاف کیا گیا ہے اگر ہمارے قول اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کا مطلب اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ مُحَمَّدًا اَوْ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ ہے تو غیر انبیاء کیلئے بھی جائز ہے اگر تزکیہ اور رحمت معنی ہوتا تو تشہد میں جس کے نزدیک اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ کہنا واجب ہے، اس کے لیے تشہد میں درود کا وجوب ساقط ہو جاتا۔

فائدہ: ہم نے قاضی اسماعیل کی ''فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' سے محمد بن سیرین کے واسطہ سے روایت کیا ہے کہ وہ چھوٹے بچے کیلئے اسی طرح دعا مانگتے تھے جیسے بڑے کیلئے دعا مانگتے تھے ان سے پوچھا گیا اس کا تو کوئی گناہ نہیں ہے اس کے لیے مغفرت کا کیا فائدہ ہے، انہوں نے فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگلے، پچھلے خطایا معاف کر دیئے گئے ہیں۔ پھر بھی مجھے ان پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے، میں کہتا ہوں دوسری صورت کی حکمت پیچھے گزر چکی ہے۔ (یعنی درود کا فائدہ ہمیں پہنچتا ہے) نیز اس کی حکمت کا ذکر اسی مقدمہ میں آیت کریمہ کی تفسیر میں عنقریب آئے گا، الفاکہانی فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا ہمارے لیے عبادت کا حکم رکھتا ہے اور ہمارے اعمال میں نیکیوں کی زیادتی کا باعث ہے۔ فرماتے ہیں اس میں ایک لطیف نکتہ بھی ہے، وہ یہ ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق سے محبوب ہیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجیں، تو ہم اس حکم کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں، پس حقیقت میں ذاکر اللہ تعالیٰ کی ذات خود ہے، من احب شیئا اکثر ذکرہ یا جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو ہم پر کثرت سے صلاۃ بھیجی جاتی ہے اور جو کسی چیز سے محبت رکھتا ہے وہ اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے یہ ہمارے شیخ (ابن حجر) کا قول ہے۔

چھوٹے بچے کے لیے مغفرت طلب کرنے کا فائدہ

چھوٹے بچے کا کوئی گناہ نہیں ہوتا پھر اس کے لیے مغفرت طلب کرنے میں کیا حکمت

ہے، ہمارے شیخ سے جب پوچھا گیا کہ نماز جنازہ میں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِصَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا پڑھنے کا کیا مطلب ہے، انہوں نے فرمایا یہ قول کئی احتمال رکھتا ہے: ۱۔ بچے کیلئے مغفرت طلب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بلوغت کے وقت وہ جو کچھ کرتا اس کے لیے یہ دعائے مغفرت کی گئی ہے۔ ۲۔ بچے کیلئے مغفرت طلب کرنے والا، اس کے والدین یا اس کے مربی کیلئے دعائے مغفرت کرنا والا ہوتا ہے۔ ۳۔ اس کے مقام کی بلندی کیلئے دعا کرتا ہے، جیسے اس شخص کی رفعت منزل کیلئے دعا کی جاتی ہے جس کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ مثلاً جب کوئی شخص بلوغت کے فوراً بعد فوت ہو جائے یا اسلام لانے کے بعد فوراً فوت ہو جائے تو اس کے لیے دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ ۴۔ مراہقین، بچوں اور دس سال کی عمر کو پہنچنے والوں کے متعلق علماء کے دعا کرنے کے قول پر عمل ہو جائے۔ یہ تمام احتمالات ہیں کیونکہ یہ مسئلہ اجتہادی ہے پس اس اعتبار سے ان کے لیے دعا کرنا مستحسن ہے۔

درود بھیجنے کا حکم

ہمارے شیخ (ابن حجر) فرماتے ہیں علماء کرام کی طویل کلام کا حاصل یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے کے متعلق دس مذاہب ہیں:

1۔ ابن جریر الطبری وغیرہ کا قول یہ ہے کہ درود شریف پڑھنا مستحب ہے اور علامہ الطبری نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور اس دعویٰ کی وجہ سے ان پر اعتراض کیا گیا ہے اور جنہوں نے اس اعتراض کا جائزہ لیا ہے وہ ابوالیمن بن عساکر ہیں وہ فرماتے ہیں: بعض علماء نے آیت کریمہ کے لفظ صَلُّوْا کے امر کو مستحب پر محمول کیا ہے، وجوب پر نہیں۔ اس قول کے نہ قائل کو تسلیم کیا جاتا ہے اور نہ اس کا قول اعتراض سے سلامت ہے کیونکہ انہوں نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ مسئلہ محل نزاع ہے، بعض علماء نے استحباب کے قول کی تاویل ایک مرتبہ سے زائد کے ساتھ کی ہے اور ایک مرتبہ سے زائد کا استحباب تو متعین ہے واللہ اعلم۔

2۔ درود شریف پڑھنا فی الجملہ بغیر کسی حصر کے واجب ہے لیکن کم از کم مقدار جس سے وجوب حاصل ہو جاتا ہے وہ ایک مرتبہ ہے۔ بعض مالکی علماء نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا

ہے، ابن القصار جو ہمارے اصحاب میں سے مشہور ہیں، ان کی عبارت یہ ہے: اِنَّ ذَالِكَ وَاجِبٌ فِی الْجُمْلَةِ عَلَی الْاِنْسَانِ وَ فُرِضَ عَلَيْهِ اَنْ يَاتِیَ بِهَا مَرَّةً مِنْ دَهْرِهٖ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلٰی ذَالِكَ "یعنی فی الجملہ انسان پر درود شریف پڑھنا واجب ہے اور قدرت کے ہوتے ہوئے زندگی میں ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے"۔

فاکہانی اس کے بعد لکھتے ہیں: یہ بھی احتمال ہے کہ المشہور کے لفظ سے طبری کے گزشتہ قول سے احتراز کیا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان کا کوئی خاص مفہوم یہاں نہ ہو صرف اصحاب کے قول مشہور کا ارادہ ہو، کسی مخالفت کا ارادہ نہ ہو۔ القاضی ابو محمد بن نصر فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنا فی الجملہ واجب ہے، ابن عبدالبر لکھتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنا ہر مومن پر فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

3۔ پوری زندگی میں نماز کے اندر یا باہر ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے، یہ کلمہ توحید کی مثل ہے، یہ مسلک امام ابوحنیفہ سے حکایت کیا گیا ہے اور اُن کے مقلدین میں سے ابوبکر الرازی نے اسی قول کی تصریح کی ہے۔ امام مالک، الثوری، اوزاعی سے بھی یہی قول روایت کیا گیا ہے یعنی زندگی میں ایک مرتبہ درود پڑھنا واجب ہے کیونکہ امر مطلق ہے اور مطلق امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا اور ماہیت ایک مرتبہ پڑھنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ قاضی عیاض اور ابن عبدالبر فرماتے ہیں: جمہور امت کا یہی قول ہے جنہوں نے یہ قول فرمایا ہے ان میں سے ابن حزم بھی ہیں، مفسر قرآن علامہ قرطبی فرماتے ہیں: پوری عمر میں ایک مرتبہ پڑھنے کے وجوب میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور یہ ہر وقت سنن موکدہ کے وجوب کی طرح واجب ہے، ابن عطیہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنا سنن موکدہ کی طرح ہر حال میں واجب ہے، جن کا ترک جائز نہیں ہے اور ان سے غافل نہیں ہوتا مگر وہ جو بھلائی سے خالی ہو۔

4۔ تشہد اور سلام تحلل کے درمیان نماز کے آخر میں واجب ہے، امام شافعی اور ان کے متبعین کا یہی مذہب ہے، ابن خزیمہ، البیہقی جیسے شوافع علماء نے نماز میں درود کے وجوب پر

حدیث ابی مسعود سے حجت پکڑی ہے جس میں اِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا عَلَیْكَ فِی صَلَاتِنَا کے الفاظ ہیں: اس حدیث میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں، بلکہ یہ تو فقط تشہد میں نمازی پر ان الفاظ کے ساتھ درود بھیجنے کے ایجاب کا فائدہ دیتی ہے۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو درود کی اصل کے وجوب پر دلالت کرتی ہے اس مخصوص محل پر دلالت نہیں کرتی لیکن امام بیہقی نے یہ ثابت کیا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشہد میں سلام کی کیفیت صحابہ کرام کو سکھائی اور تشہد نماز میں داخل ہے پھر صحابہ کرام نے صلاۃ کی کیفیت پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں صلاۃ کی کیفیت سکھائی۔ پس یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ اس سے مراد تشہد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کا پڑھنا ہے اور یہ اس تشہد سے فارغ ہونے کے بعد ہے جس کی تعلیم پہلے دی جا چکی تھی، پس نماز سے باہر درود کے وجوب کا احتمال بعید ہے جیسا کہ قاضی عیاض وغیرہ نے کہا ہے، لیکن ابن دقیق العید فرماتے ہیں، اس میں اس بات پر کوئی نص نہیں ہے کہ درود کا امر نماز کے ساتھ مخصوص ہے۔ فرماتے ہیں حالانکہ نماز میں درود کے وجوب پر اکثر استدلال کیا گیا ہے،۔ بعض علماء نے ثابت کیا ہے کہ درود کے وجوب کا استدلال بالاجماع ہے اور نماز کے باہر درود کا عدم وجوب بھی بالاجماع ہے، پس نماز میں درود کا وجوب متعین ہو گیا، یہ ضعیف ہے کیونکہ نماز کے باہر بالاجماع واجب نہیں ہے کا قول اگر اس سے مراد تعیین ہے تو پھر صحیح ہے لیکن مطلوب فائدہ پھر بھی حاصل نہیں ہوتا کیونکہ یہ دونوں مقامات میں سے کسی ایک مقام پر وجوب کا فائدہ دیتا ہے مگر کسی ایک مقام کی تعیین کا فائدہ نہیں دیتا القرافی نے ''الذخیرہ'' میں خیال ظاہر کیا ہے کہ امام شافعی وجوب کا قول کرتے ہیں اور پھر ابن دقیق کی طرح رد بھی کرتے ہیں۔

ہمارے شیخ فرماتے ہیں، نماز میں درود کے وجوب کی نسبت امام شافعی کی طرف صحیح نہیں ہے امام شافعی ''الام'' میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے قول اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کیلئے نماز سے بہتر کوئی جگہ نہیں اور اس قول سے ہم نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت پر رہنمائی پائی ہے، پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور کعب رضی اللہ عنہ کی عظمت کی احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ پھر امام شافعی لکھتے ہیں جب مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں تشہد پڑھنا سکھاتے تھے اور یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درود شریف نماز میں پڑھنا سکھاتے تھے، پس اب یہ جائز نہ ہوگا کہ تشہد تو نماز میں واجب ہو اور درود شریف نہ ہو۔

بعض مخالفین نے اس استدلال کا کئی وجوہ سے تعاقب کیا ہے:

1۔ امام شافعی کے شیخ نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف ضعف کی نسبت کی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر فیہ یعنی فی الصلوٰۃ کے قول کی صحت کو تسلیم بھی کیا جائے تو یعنی کے لفظ کے ساتھ قائل کی تصریح نہیں ہے، تیسری وجہ یہ ہے حدیث کعب میں ہے کہ انه یقول فی الصلوٰۃ اگرچہ اس کے ظاہر کا تقاضا یہ ہے کہ یہاں صلوٰۃ سے مراد صلوٰۃ مکتوبہ ہے لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ فی الصلوٰۃ سے مراد فی صفة الصلوٰۃ علیه ہو اور یہ احتمال قوی ہے کیونکہ کعب کے اکثر طرق اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ سوال صفت صلوۃ کے متعلق ہے، صلوۃ کے محل کے متعلق نہیں ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں تشہد میں خصوصاً تشہد اور سلام کے درمیان میں اس کی تعیین پر کوئی دلالت نہیں ہے۔ ایک قوم نے اس مسئلہ میں امام شافعی کی شذوذ کی طرف نسبت کرنے میں مبالغہ کیا ہے، اس قوم سے ایک ابوجعفر الطبری بھی ہیں، ان کی عبارت یہ ہے: اَجْمَعَ جَمِيْعُ الْمُتَقَدِّمِيْنَ وَالْمُتَاَخِّرِيْنَ مِنْ عُلَمَاءِ الْاُمَّةِ عَلٰى اَنَّ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ غَيْرُ وَاجِبَةٍ فِى التَّشَهُّدِ وَلَا سَلَفٌ لِلشَّافِعِيِّ فِيْ هٰذَا الْقَوْلِ وَلَا سُنَّةٌ يَتْبَعُهَا۔

"یعنی تمام متقدمین ومتاخرین علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ تشہد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا واجب نہیں ہے اور امام شافعی کیلئے پہلے اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور نہ کوئی ایسی سنت ہے جس کی اتباع کی جائے"۔

اسی طرح ابو الطحاوی، ابوبکر بن المنذر، الخطابی نے کہا ہے اور قاضی عیاض نے الشفاء

میں اس طرح علماء کے اقوال لکھے ہیں۔ العمدہ کے شارح فرماتے ہیں: قیل لم یقلہ احد قبلہ ''یعنی امام شافعی سے پہلے کسی کا ایسا قول نہیں ملتا'' ابن بطال شرح بخاری میں لکھتے ہیں، کہ صحابہ کرام میں سے جس نے بھی تشہد روایت کیا ہے کسی نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کا ذکر نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے انصار و مہاجرین کی موجودگی میں منبر پر تشہد کی تعلیم دی مگر کسی نے انکار نہیں کیا، جس نے تشہد میں درود کو واجب قرار دیا ہے اس نے آثار کو رد کر دیا ہے اور گزشتہ اقوال اور اجماع سلف اور جو کچھ امت نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے تمام کو نظر انداز کر دیا ہے۔

یہ تمام اشیاء عمدہ نہیں ہیں، شیخ الشیوخ الحافظ ابوالفضل العراقی فرماتے ہیں، میں نے اپنے کئی مشائخ سے سنا ہے کہ قاضی عیاض نے جو امام شافعی پر اعتراض کیا ہے اس کو انہوں نے ناپسند فرمایا ہے اور امام کی شذوذ کی طرف نسبت کو عجیب سمجھا ہے، حالانکہ شفاء میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بول، خون کی طہارت میں مخالفت حکایت کی گئی ہے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادتی شرف کی وجہ سے پاک سمجھا ہے پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے وجوب صلاۃ علیہ کے قول کا کیسے انکار کیا جا سکتا ہے جبکہ اس میں مزید شرف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام شافعی کے پیروکار غالب آ گئے اور انہوں نے دلائل نقلیہ اور نظریہ پیش کئے ہیں اور شذوذ کے دعویٰ کو دور کیا ہے۔ اور مزید انہوں نے صحابہ کرام، تابعین اور فقہاء کرام کی ایک جماعت سے وجوب کا قول نقل کیا ہے۔

صحابہ کرام اور تابعین سے جو منقول ہے اس سے اصح ترین آخری باب میں ابن مسعود کی مروی حدیث ہے، حضرت ابن مسعود نے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں تشہد پڑھنے کا طریقہ سکھایا پھر فرمایا: ثُمَّ لِیَتَخَیَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ یعنی پھر دعا پڑھنی چاہیے، جب ابن مسعود سے دعا سے پہلے درود پڑھنے کا حکم ثابت ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ وہ دعا اور تشہد کے درمیان زیادتی کرنے پر مطلع تھے، ان لوگوں کی حجت دور ہو گئی جنہوں نے ابن مسعود کی حدیث سے حجت پکڑ کر امام شافعی کے مسلک کا رد کیا ہے جیسا کہ

قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے، فرمایا: هٰذَا تَشَهُّدُ ابْنِ مَسْعُوْدِ الَّذِیْ عَلَّمَهٗ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ''یعنی یہ حضرت ابن مسعود کا تشہد ہے جو انہیں نبی کریم ﷺ نے سکھایا تھا''۔ اس میں درود شریف پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔ اسی طرح خطابی نے لکھا ہے کہ ابن مسعود کی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ اِذَا قُلْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَیْتَ صَلَاتَكَ ''یعنی جب تو یہ کہہ لے تو تو نے اپنی نماز مکمل کر لی اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ زیادتی مدرجہ ہے، اگر اس کا ثبوت مان بھی لیا جائے، تو یوں کہا جائے گا کہ درود شریف کی مشروعیت تشہد کے بعد وارد ہوئی۔ حدیث عمر سے اس کو تقویت بھی دی جاسکتی ہے جس میں ہے کہ دعا موقوف ہوتی ہے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا جائے، حضرت ابن عمر فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں، اسی طرح الشعبی کا قول بھی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ تمام چیزیں آخری باب میں ذکر کروں گا۔ الماوردی نے محمد بن کعب القرظی تابعی سے بھی امام شافعی کے قول کی طرح روایت کیا ہے، بلکہ ہمارے شیخ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ میں نے تو صحابہ کرام اور تابعین میں سے سوائے ابراہیم النخعی کے کسی سے بھی عدم وجوب کی تصریح روایت نہیں کی، اور ابراہیم النخعی کے کلام سے بھی یہی سمجھ آتا ہے کہ باقی تمام لوگ وجوب کے قائل تھے۔

فقہاء الامصار بھی امام شافعی کی مخالفت پر متفق نہیں ہیں۔ بلکہ امام احمد سے دو روایتیں منقول ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ وجوب کی روایت آخری ہے۔ ابو زرعہ الدمشقی سے منقول ہے، پہلے میں وجوب کے قول سے گھبراتا تھا پھر مجھ پر ظاہر ہوا کہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا واجب ہے۔

صاحب المغنی فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے آپ نے پہلے قول سے رجوع فرمالیا تھا اسحٰق بن راہویہ سے العمد میں مروی ہے فرماتے ہیں: اِذَا تَرَكَهَا عَمَدًا بَطَلَتْ صَلَاتُهٗ اَوْ سَهْوًا رَجَوْتُ اَنْ یَجْزِیَهٗ ''جب کوئی شخص جان کر درود چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے، سہواً چھوٹ جائے تو امید ہے وہ جائز ہو جائے گی''۔ یہ ان کی آخری روایت ہے جیسا کہ

حرب نے ''المسائل'' میں اشارہ کیا ہے۔ مالکی علماء میں بھی اس کے متعلق اختلاف ہے،
ابن حاجب نے درود شریف کو نماز کی سنتوں میں شمار کیا ہے پھر فرماتے ہیں یہی صحیح مسلک
ہے، ان کے شارح ابن عبدالسلام فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے وجوب کے
متعلق دو قول ہیں۔ ابن المواز کے کلام کا ظاہر بھی یہی ہے، القاضی ابوبکر بن العربی نے بھی
اسی قول کو پسند فرمایا ہے۔ ابن ابی زید نے ابن مواز کے فرضیت کے قول کا جواب یہ دیا ہے
کہ اس کا مطلب ہے کہ درود شریف فرائض صلاۃ میں سے نہیں ہے ابن القصار القاضی
عبدالوہاب نے بیان کیا ہے کہ ابن المواز بھی درود شریف کو نماز میں فرض سمجھتے تھے جیسا کہ
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ابو یعلی العبدالمالکی نے مالکیوں کے مذہب سے تین اقوال بیان
کئے ہیں: وجوب، سنت، مستحب۔ عراقی نے شرح الترمذی میں بھی ان احناف کا ذکر کیا ہے
جنہوں نے کہا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو تو درود پڑھنا لازمی ہے جیسے امام طحاوی
السروجی نے ہدایہ کی شرح میں المحیط، التحفہ، المفید، الغنیہ کے مصنفین سے اس
کی تصحیح نقل کی ہے کہ تشہد میں درود شریف واجب ہے کیونکہ تشہد کے آخر میں اس کا ذکر مقدم
ہے۔ ہمارے شیخ (ابن حجر) فرماتے ہیں، علماء احناف اس کے لزوم کا قول فرماتے ہیں مگر
نماز کی صحت کیلئے اس کو شرط قرار نہیں دیتے۔ امام الطحاوی نے روایت کیا ہے کہ درود کے
وجوب کو امام شافعی سے روایت کرنے میں حرملہ منفرد ہیں۔

ابن عبدالبر نے ''الاستذکار'' میں حرملہ سے روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ
انہوں نے امام شافعی سے درود شریف کا محل آخری تشہد روایت کیا ہے اگر کوئی اس سے پہلے
پڑھے گا تو وہ جائز نہ ہوگا۔ فرماتے ہیں یہ قول صرف حرملہ کی روایت سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
سے منقول ہے اور حرملہ کے علاوہ امام شافعی سے یہ روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود
پڑھنا ہر نماز میں فرض ہے اور اس کے پڑھنے کی جگہ آخری تشہد میں سلام سے پہلے ہے اور
انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ جو پہلے پڑھ لے وہ اعادہ کرے، مگر امام شافعی کے پیروکاروں
نے حرملہ کی روایت کی تقلید کی ہے اور اس کے خلاف مناظرے کئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ

ابن خزیمہ اور ان کے متبعین جیسے بیہقی نے وجوب کیلئے حدیث فضالہ جو آخری باب میں آئے گی، سے استدلال کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے اس سے وجوب کے استدلال پر طعن کیا ہے۔ فرماتے ہیں، اگر معاملہ اس طرح ہے تو مصلی کو اعادہ کا حکم دیا جائے جیسے مسیئ کو نماز کے اعادہ کا حکم دیا جاتا ہے، اسی طرح ابن حزم نے بھی اشارہ فرمایا ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ تشہد سے فارغ ہونے کے وقت یہ واجب ہو، اور وجوب کے دعویٰ میں امر کے صیغہ سے دلیل پکڑنا کافی ہے۔ علماء کی ایک جماعت کا قول ہے، جن میں سے الجرجانی حنفی بھی ہیں فرماتے ہیں اگر درود فرض ہوتا تو حاجت کے وقت سے بیان کی تاخیر لازم آئے گی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشہد سکھایا اور پھر فرمایا فَلْيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ مَا شَاءَ یہاں درود کا ذکر ہی نہیں فرمایا۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس میں یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ اس وقت درود شریف فرض ہی نہ ہو، العراقی لکھتے ہیں الصحیح میں ثم لیتخیر کے الفاظ کے ساتھ حدیث وارد ہے اور ثم تراخی کیلئے آتا ہے پس یہ دلالت کرتا ہے کہ تشہد اور دعاء کے درمیان کوئی چیز موجود تھی اور دعا تشہد کے فوراً بعد نہیں بلکہ مصلی کو دعا کا حکم، یہ تقاضا کرتا ہے کہ پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جائے جیسا کہ حدیث فضالہ میں ثابت ہے۔

بعض علماء نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا ہے جو صحیح مسلم میں موجود ہے۔ ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی آخری تشہد سے فارغ ہو تو چار چیزوں کی اللہ سے پناہ مانگے، جس نے تشہد میں استعاذہ کے ایجاب کا جزم کیا ہے اس نے اس حدیث پر اعتماد کیا ہے، پس تشہد کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا مستحب ہے واجب نہیں ہے، وفیہ مافیہ۔

ابن قیم نے امام شافعی کی تائید کی ہے لکھتے ہیں: تشہد میں درود کی مشروعیت پر علماء کا اجماع ہے، مگر اس کے وجوب واستحباب میں اختلاف ہے اور عمل سلف کو وجوب کی دلیل نہ بنانے میں نظر ہے کیونکہ ان کا عمل اتفاق پر مبنی ہے مگر جب عمل سے اعتقاد مراد ہو تو پھر سلف سے کسی صریح دلیل کی نقل کی ضرورت ہے اور صریح دلیل تو موجود ہی نہیں ہے۔

قاضی عیاض کا قول کہ امام شافعی پر لوگوں نے سخت تنقید کی ہے اس کا کوئی معنی نہیں، کیونکہ اس میں میں تنقید والی کوئی بات ہی نہیں کیونکہ امام صاحب کا قول نص، اجماع، قیاس اور مصلحت راجحہ میں سے کسی کا بھی مخالف نہیں ہے بلکہ یہ قول تو ان کے مذہب کے محاسن میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ خوش وخرم رکھے یہ کہنے والے کو۔

اِذَا مَحَاسِنِيَ اللَّاتِيْ اُدِلُّ بِهَا كَانَتْ ذُنُوْبًا فَقُلْ لِيْ كَيْفَ اَعْتَذِرُ

''جب وہ محاسن جن کی طرف میں رہنمائی کرتا ہوں وہ گناہ بن جائیں تو آپ ہی بتایئے کہ میں معذرت کیسے کروں''

اور قاضی عیاض نے جو اجماع کا قول کیا ہے اس کا رد پہلے ہو چکا ہے اور ان کا دعویٰ کہ امام شافعی نے ابن مسعود کے تشہد کو اختیار کیا ہے تو یہ امام شافعی کے اختیارات پر ان کی عدم معرفت کی دلیل ہے کیونکہ امام شافعی نے تو تشہد ابن عباس کو اختیار کیا ہے اور رہا یہ کہ شوافع نے جن احادیث مرفوعہ سے حجت پکڑی ہے وہ ضعیف ہیں جیسے حضرت سہل بن سعد، حضرت عائشہ، حضرت ابومسعود اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہم کی احادیث، ان تمام کو بیہقی نے ''الخلافیات'' میں جمع کیا ہے اور تقویت کیلئے ان کو ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ حجت کو قوت بخشتی ہیں وہ احادیث جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان کا ذکر انشاء اللہ اپنے محل میں آئے گا، جو کچھ ہم نے تشہد آخیر میں درود کے وجوب کا ذکر کیا ہے وہی مشہور ہے۔

الجرجانی نے ''الشافی والتحریر'' میں عجیب بات بیان کی ہے۔ انہوں نے درود کے وجوب کے متعلق امام شافعی کے دو قول بیان کئے ہیں، ابن المنذر نے عدم وجوب کا قول کیا ہے حالانکہ وہ بھی شوافع میں شمار ہوتے ہیں۔

ابوالیمن بن عساکر لکھتے ہیں: ایک امام العصر نے دعویٰ کیا کہ میں نے امام شافعی سے نہیں سنا کہ نماز کے تشہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کے وجوب پر کوئی دلیل نہیں ہے، ان کے اس قول کو ان کی جماعت نے نقل کیا ہے اور فرماتے ہیں ان کا یہ دعویٰ اپنے امام کی

تقلید کی وجہ کو مخدوش کرتا ہے حالانکہ وہ امام کی اقتداء پر برانگیختہ کرتے تھے۔

امام نے اپنی مسند میں اپنی سند کے ساتھ حدیث کا ایک ٹکڑا ذکر فرمایا جس کی تصریح اس حدیث سے ہوتی ہے جسے ابو حاتم نے اپنی صحیح میں اور ابو الحسن الدار قطنی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور اس پر صحت کا حکم بھی لگایا ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ دلیل قوی ہو جاتی ہے اور پہلی حدیث کے متعلق دلائل کثیر ہیں اور اس کو نقل کرنا محققین کا عمل نہیں ہے بلکہ اس کی صحت کی معرفت کا طریقہ طرق حدیث کو جمع کرنا ہے۔

پانچواں مسلک یہ ہے کہ تشہد میں درود شریف واجب ہے یہ شعبی اور اسحٰق بن راہویہ کا قول ہے۔

چھٹا قول یہ ہے کہ محل کی تعیین کے بغیر نماز میں واجب ہے، یہ ابو جعفر الباقر سے منقول ہے۔

ساتواں قول یہ ہے کہ تعداد کی قید کے بغیر درود کی کثرت واجب ہے، یہ ابو بکر بن بکیر مالکی کا قول ہے ان کی عبارت یہ ہے:

اِفْتَرَضَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَلْقِهٖ اَنْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّهٖ وَیُسَلِّمُوْا وَلَمْ یَجْعَلْ ذَالِكَ لِوَقْتٍ مَعْلُوْمٍ فَالْوَاجِبُ اَنْ یَكْثُرَ الْمَرْءُ مِنْهَا وَلَا یَغْفَلَ عَنْهَا

”یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنے نبی مکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجیں اور اس کے لیے کوئی معلوم وقت بھی نہیں بنایا پس ضروری ہے کہ انسان درود شریف میں کثرت کرے اور غفلت نہ کرے“۔

میں کہتا ہوں بعض مالکی علماء سے مروی ہے فرماتے ہیں، بغیر کسی وقت معین اور بغیر کسی قید تعداد کے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا فرض اسلامی ہے۔

آٹھواں مسلک یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کا ذکر ہو تو درود پڑھنا ضروری ہے یہ الطحاوی، جماعۃ من الحنفیہ، الحلیمی، شیخ ابو حامد الاسفرائینی اور شوافع کی ایک جماعت کا قول

ہے۔ابن عربی المالکی کہتے ہیں، یہی احوط مسلک ہے۔میں کہتا ہوں طحاوی کی عبارت یہ ہے:

یَجِبُ کُلَّمَا سَمِعَ ذِکْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ غَیْرِہٖ اَوْ ذَکَرَ بِنَفْسِہٖ

''یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کسی غیر سے سنے یا خود ذکر کرے تو درود شریف پڑھنا واجب ہے''۔

الحلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کو ایمان کا حصہ لکھا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ تعظیم، محبت سے اوپر کی منزل ہے۔پھر فرماتے ہیں ہم پر واجب ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی محبت کریں اور تعظیم کریں جو اس محبت و تعظیم سے بڑھ کر ہو جو غلام کو اپنے آقا سے اور بچے کو اپنے والد سے ہوتی ہے، پھر فرماتے ہیں اسی کی مثل ہمیں قرآن نے حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اوامر وارد ہیں، پھر انہوں نے وہ آیات واحادیث اور صحابہ کرام کے حالات ذکر کئے ہیں جو ہر حال اور ہر طریقہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تبجیل کے کمال پر دلالت کرتے ہیں، پھر فرماتے ہیں، یہ تو ان لوگوں کی تعظیم وتوقیر کا حال تھا جنہیں مشاہدہ کی دولت سے سرفراز کیا گیا تھا مگر آج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ارشاد یہ ہے کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجا جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) الآیہ۔اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ملائکہ کے متعلق یہ خبر دینے کے بعد کہ وہ اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں، فرشتے شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قید سے جدا ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں پس ہم اس چیز کے زیادہ مستحق ہیں۔

میں کہتا ہوں، انہوں نے جو کہا ہے کہ فرشتے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قید سے جدا ہیں، حالانکہ البیہقی نے ان کی تقیید کو ثابت کیا ہے اور اس پر اتفاق نہیں ہے ہاں امام فخر الدین الرازی نے ''اسرار التنزیل'' میں اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملائکہ کے رسول نہ تھے اسی طرح علامہ نسفی نے بھی لکھا ہے۔لیکن ہمیں اس نقل پر اختلاف ہے بلکہ الشیخ السبکی نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں کے بھی رسول تھے، اور

انہوں نے کئی وجوہ سے حجت پکڑی ہے، جن کے ذکر کا یہ محل نہیں، واللہ ورسولہ اعلم۔

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا واجب ہے اس کی دلیل قرآن کریم کی آیت کریمہ ہے، کیونکہ امر وجوب کیلئے ہوتا ہے اور اسے ہمیشہ تکرار پر محمول کیا جاتا ہے اس بنا پر کہ امر ہمیشہ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔

شہاب بن ابی حجلہ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

صَلُّوْا عَلَيْهِ كُلَّمَا صَلَّيْتُمْ لِتَرَوْا بِهِ يَوْمَ النَّجَاةِ نَجَاحًا

''جب نماز پڑھو تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو! قیامت کے روز تم اس کی برکت سے کامیابی دیکھو گے''۔

صَلُّوْا عَلَيْهِ كُلَّ لَيْلَةِ جُمُعَةٍ صَلُّوْا عَلَيْهِ عَشِيَّةً وَصَبَاحًا

''آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہر جمعہ کی رات درود بھیجو اور صبح شام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو''۔

صَلُّوْا عَلَيْهِ كُلَّمَا ذُكِرَ اسْمُهٗ فِيْ كُلِّ حِيْنٍ غُدْوَةً وَرَوَاحًا

''جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم پاک کا ذکر ہو تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہر وقت صبح و شام درود بھیجو''۔

فَعَلَى الصَّحِيْحِ صَلَاتُكُمْ فَرْضٌ اِذَا ذُكِرَ اسْمُهٗ وَسَمِعْتُمُوْهُ صِرَاحًا

''صحیح مسلک کے مطابق جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کا ذکر ہو اور تم واضح طور پر اس کو سنو تو تم پر درود پڑھنا فرض ہے''۔

صَلَّى عَلَيْهِ اللّٰهُ مَا شَتَّ الدُّجٰى وَبَدَا مَشِيْبُ الصُّبْحِ فِيْهِ وَلَاحَا

''اللہ تعالیٰ درود بھیجے جب تاریکی سخت ہو اور تاریکی میں صبح کی کمزوری ظاہر ہو''۔

جب فاکہانی نے اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ کی حدیث کو ذکر کیا تو فرمایا یہ حدیث اس شخص کے قول کو تقویت دیتی ہے جو یہ کہتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا واجب ہے اور میرا رجحان بھی اسی طرف ہے۔

میں کہتا ہوں ابن بشکوال نے محمد بن فرح الفقیہ سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت حسان کا یہ شعر پڑھتے تھے۔

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا وَاَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

''تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کی میں نے آپ کی طرف سے اس کا جواب دیا اور عمل خیر کی جزا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے''۔

اور اس شعر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا اضافہ کرتے تھے، ان سے کہا گیا اس طرح تو شعر کا وزن نہیں بنتا، انہوں نے فرمایا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کو ترک نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد ابن بشکوال لکھتے ہیں رحمہ اللہ، ''اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے'' مجھے ان کا یہ فعل بہت پسند ہے، اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیت پر جزا عطا فرمائے گا اور اس پر درود و سلام بھیجتا رہے گا۔

دسواں قول یہ ہے کہ ہر دعا میں پڑھنا۔

میں کہتا ہوں کئی مقامات پر درود پڑھنے کے متعلق علماء کا اختلاف ہے اور کئی مقامات پر پڑھنا مؤکد ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آخری باب میں تمام مقامات کو تفصیل سے ذکر کروں گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا نذر ماننے کے ساتھ واجب ہو جاتا ہے۔

درود شریف پڑھنے کی نذر ماننا

یہاں دو چیزوں کا استفادہ کیا جاسکتا ہے: پہلی یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا نذر کے ساتھ واجب ہو جاتا ہے کیونکہ یہ اعظم القربات، افضل العبادات اور اجل الطاعات ہے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے وہ اس کو پورا کرے، دوسری چیز یہ ہے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے زمانہ میں کسی نمازی کو خطاب کرتے تو اسی وقت زبان سے جواب دینا لازم تھا۔ لیکن بعض مالکی علماء فرماتے ہیں کہ یہ احتمال ہے کہ وہ نوافل کو توڑ کر جواب دے، یا درود پڑھ کر جواب دے یا الفاظ قرآن سے جواب دے، یہ تمام باتیں ظاہر کے خلاف ہیں۔

هَلْ يَجِبُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُصَلِّيَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَمْ لَا ''کیا نبی کا اپنی ذات پر درود بھیجنا واجب ہے یا نہیں''۔

ہدایہ کی بعض شروح میں ہے کہ واجب نہیں ہے اور ہمارے نزدیک نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی اپنے اوپر درود بھیجنا واجب ہے وباللہ التوفیق۔

صلوٰۃ کا محل

اس کا محل ان آراء سے متعین کیا جا سکتا ہے جو ہم نے اس کے حکم میں بیان کی ہیں اور مزید آخری باب سے بھی اس کی تعیین ہو سکتی ہے۔

درود پڑھنے کا مقصود

الحلیمی فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کا مقصود، اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق کو ادا کرنا ہے، عبدالسلام نے ان کا تعاقب کیا ہے اور فرمایا ہمارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا، ہماری طرف سے آپ کی سفارش نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم جیسے ناقص بندے، آپ جیسے کامل و اکمل کیلئے شفاعت نہیں کر سکتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا بدلہ چکانے کا حکم فرمایا جس نے ہم پر احسان و انعام کیا اور اگر ہم احسان چکانے سے عاجز ہوں تو محسن کیلئے دعا کریں پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب دیکھا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسان کا بدلہ دینے سے عاجز ہیں تو اس نے ہماری رہنمائی درود کی طرف فرمائی تا کہ ہمارے درود آپ کے احسان کا بدلہ بن جائیں کیونکہ آپ کے احسان سے افضل کوئی احسان نہیں۔

ابو محمد المرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیرا درود بھیجنا حقیقت میں اس کا نفع تیری طرف لوٹتا ہے گویا تو اپنے لیے دعا کر رہا ہے۔ ابن عربی فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا فائدہ درود بھیجنے والے کی طرف لوٹتا ہے کیونکہ اس کا درود پڑھنا اس کے صاف عقیدہ، خلوص نیت، اظہار محبت اور طاعت پر مداومت اور واسطہ کریمہ کے احترام پر دلالت ہے۔

کسی اور عارف نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق کی ادائیگی کیلئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و توقیر کے لیے درود پڑھنا ایمان کا بڑا حصہ ہے اور درود

شریف پر مواظبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شکریہ کی ادائیگی کا ایک باب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بہت بڑا اہم پر انعام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوزخ سے نجات، جنت میں دخول، آسان ترین اسباب کے ذریعے کامیابی کے حصول، ہر طرف سے سعادت کے وصول اور بغیر حجاب کے مراتب سنیہ اور مناقب علیا تک پہنچنے کا ہمارا سبب ہیں، ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان فرمایا جب اس نے ان میں سے ایک مکرم رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت سکھاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے''۔

صرف صلاۃ پڑھنا یا صرف سلام پڑھنا مکروہ نہیں

تنبیہ: حدیث کعب وغیرہ سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ بغیر سلام کے صلاۃ پڑھنا مکروہ نہیں ہے، اسی طرح بغیر صلاۃ کے صرف سلام پڑھنا بھی مکروہ نہیں ہے کیونکہ صلاۃ کی تعلیم سے پہلے صرف سلام کی تعلیم دی گئی تھی، صلاۃ سے پہلے تشہد میں ایک مدت تک صرف سلام پڑھا جاتا رہا۔ امام نووی نے ''الاذکار'' وغیرہ میں علیحدہ علیحدہ پڑھنے کو مکروہ کہا ہے، انہوں نے آیت میں دونوں کا اکٹھا وارد ہونے سے استدلال کیا ہے، ہمارے شیخ (ابن حجر) نے فرمایا، نووی کے اس قول میں نظر ہے، صرف صلاۃ پڑھنا اور سلام کبھی نہ پڑھنا مکروہ ہے اگر کسی وقت درود پڑھے اور کسی وقت سلام پڑھے تو وہ حکم کی پیروی کرنے والا ہوگا۔

عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں کہ ''صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' کہنا مستحب ہے، عَلَيْهِ السَّلَامُ نہ کہے کیونکہ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا سلام ہے، ابن بشکوال وغیرہ نے یہی کہا ہے۔ واللہ الموفق۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد: اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کے چند فوائد ہیں یہ آیت مدنی ہے، اس کا مقصود یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان سے آگاہ فرمائے کہ اس کی ملاء

اعلیٰ میں اس کے پاس کتنی قدر ومنزلت ہے وہ ملائکہ مقربین کے پاس اس کی تعریف فرماتا ہے اور ملائکہ اس پر درود بھیجتے ہیں پھر عالم سفلی کے مکینوں کو درود وسلام کا حکم دیا تا کہ عالم علوی وسفلی کے مکینوں کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ثناء مجتمع ہوجائے۔ ؎

حَلَلْتَ بِهٰذَا حَلَّةً ثُمَّ حَلَّةً   بِهٰذَا فَطَابَ الْوَادِيَانِ مَلَاهُمَا

کشاف میں مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا فرمان ''اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط'' نازل ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جب بھی آپ کو کسی شرف سے مشرف فرمایا تو اس نے ہمیں بھی اس شرف میں شریک فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا'' کو نازل فرمادیا۔ مجھے ابھی تک اس حدیث کی اصل پر آگاہی نہیں ہوئی۔

آیت میں مضارع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جو دوام اور استمرار پر دلالت کرتا ہے تا کہ یہ معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ اور تمام ملائکہ ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ ہمیشہ درود بھیجتے رہتے ہیں اور اولین وآخرین کے مطلوب کی غایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک صلاۃ کا حصول ہے، اور یہ کیوں نہ ہو بلکہ اگر ایک عقلمند سے پوچھا جائے کہ تمہیں اپنے صحیفہ اعمال میں تمام مخلوق کے اعمال کا ہونا پسند ہے یا اللہ تعالیٰ کا درود، تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی صلاۃ کو ہی پسند کرے گا۔ اب تیرا اس ذات اقدس کے متعلق کیا خیال ہے جس پر ہمارا پروردگار اور تمام فرشتے ہمیشہ ہمیشہ سے درود پڑھ رہے ہیں، پھر مومن کیلئے یہ کیسے مناسب ہوسکتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود نہ بھیجے یا بالکل ہی اس سے غافل رہے۔

یہ فاکہانی نے نکتہ لطیفہ لکھا ہے، شاید انہوں نے کلام میں اس طرح نظر کی ہے کہ یہ آیت بطور احسان ذکر کی ہے یا یوں نظر کی ہے کہ جملہ کی دو وجہیں ہیں جیسے اپنی خبر کے اعتبار سے تجدد وحدوث پر دلالت کرتا ہے اسی طرح مبتدا کی حیثیت سے استقرار وثبوت پر دلالت کرتا ہے، پس اس طرح دونوں حیثیتوں کا جمع ہونا واقعی استمرار ودوام پر دلالت کرتا ہے۔ اہل معانی نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ میں مستہزء سے

عدول کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے استہزاء کے استمرار اور تجدد کا قصد کیا ہے، اور قرآن کریم اور کسی دوسری کتاب میں کوئی ایسا کلام نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی پر درود بھیجا ہو۔ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص فرمایا ہے دوسرے تمام انبیاء کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔

آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ الخ کے فوائد

علماء کرام نے اس آیت شریفہ کے کئی اور فوائد بھی ذکر فرمائے ہیں ایک یہ ہے کہ واحدی نے ابوعثمان الواعظ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے الامام سہل بن محمد کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد "اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ (الآیہ) کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرف بخشا وہ اس شرف سے اتم واجمع ہے جو فرشتوں کو آدم کے سامنے سربسجود ہونے کا حکم دے کر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بخشا تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے ساتھ اس میں شریک ہونا جائز ہی نہیں جبکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی خود اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق خبر دی ہے، اور پھر فرشتوں کے متعلق خبر دی ہے پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو شرف حاصل ہو وہ اس شرف سے بلیغ ہے جو صرف فرشتوں سے حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ اس شرف میں شریک نہ ہو۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جسے نیند کم آتی ہو وہ سوتے وقت اس آیت کریمہ کی تلاوت کرے، ابن بشکوال نے عبدوس الرازی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کم نیند والے انسان کیلئے یہ نسخہ بتایا ہے، مزید ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آخری باب میں آئے گا۔

تیسرا فائدہ وہ ہے کہ جو ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا ہے اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے ابن ابی فدیک کے حوالہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے جن لوگوں سے ملاقات کی ہے ان میں سے کسی نے بتایا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پاس کھڑا ہو اور "اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا

عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا'' کی تلاوت کرے۔ پھر صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّد ستر مرتبہ کہے، تو ایک فرشتہ اسے یوں ندا دیتا ہے: صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا فُلَاں لَم تَسْقُطْ لَكَ حَاجَةٌ۔ ''اے شخص! تجھ پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے تیری ہر حاجت پوری ہوگی'' ابن بشکوال نے احمد بن محمد بن عمر الیمانی سے سند اًذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میں صنعاء کے مقام پر تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا جس پر لوگ جمع تھے، میں نے اجتماع کا سبب پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص رمضان المبارک میں ہماری امامت کرتا تھا بڑے خوبصورت لہجہ میں قرآن پڑھتا تھا جب آیت کریمہ ''اِنَّ اللهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ'' پر پہنچا تو اس نے يُصَلُّوْنَ عَلٰى عَلِيِّ النَّبِيِّ پڑھ دیا تو اسی وقت یہ گونگا، مجزوم، مبروص، اندھا اور اپاہج ہو گیا یہ اس کا مکان ہے۔

چوتھا فائدہ اس کا وہ ہے جو قاضی عیاض نے بعض متکلمین سے كٓهٰيٰعٓصٓ کی تفسیر میں نقل فرمایا ہے ک سے مراد کاف ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کافی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ، الهاء هداية له۔ ارشاد فرمایا: ''وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا''، ''الیاء'' اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب کی تائید کرنا ہے ارشاد فرمایا: ''هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ''، ''العین'' سے مراد عصمة له ہے، ارشاد ہے: وَاللهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ اور الصاد سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا صلاۃ بھیجنا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''اِنَّ اللهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ'' (الایہ)۔

الشفاء میں قاضی عیاض نے ابوبکر بن فورک سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ''قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ'' سے مراد اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا آپ پر صلاۃ بھیجنا ہے اور جس صلاۃ کا حکم آپ کی امت کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے دیا ہے، اس مفہوم کے اعتبار سے الصلوٰۃ پر الف لام عہدی ہوگا۔

میں کہتا ہوں قاضی عیاض نے ''المشارق'' میں لکھا ہے کہ اکثر الاقوال اور اظہر الاقوال یہ ہے کہ یہاں صلاۃ سے مراد الصلاۃ الشرعیہ المعہودہ ہے کیونکہ اس میں مناجات کشف معارج اور شرح الصدر ہوتا ہے واللہ ورسولہ اعلم۔

ساتواں فائدہ یہ ہے کہ الواحدی نے الاصمعی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے فہدی کو البصرہ کے منبر پر یہ کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک ایسے کام کا حکم دیا ہے، جس کی ابتداء اس نے خود کی ہے اور دوسرے نمبر پر وہ کام فرشتوں نے کیا ہے، اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرف بخشنے کے لیے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا''۔ اس خصوصیت کے ساتھ تمام انبیاء کرام میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترجیح دی ہے، تمام لوگوں کے درمیان سے اس نے یہ تحفہ تمہیں دیا ہے، پس اس نعمت کا شکریہ ادا کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجو۔

خطباء اس کے طریقہ پر اپنے خطبات میں اس کو ذکر کرتے تھے اگر مکمل ذکر کرتے تو مزید اچھا ہوتا۔

آٹھواں فائدہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے آیت میں اسم جلالت اللہ ذکر فرمایا کسی اور اسم مبارک کو ذکر نہیں فرمایا کیونکہ کہا جاتا ہے کہ یہ اسم اعظم ہے اللہ تعالیٰ کے سوا یہ کسی اور کا نام نہیں ہے اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا کی تفسیر بیان کی گئی ہے یا کوئی دوسری وجہ بھی ہوسکتی ہے۔

نواں فائدہ یہ ہے کہ آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر النبی کے ساتھ فرمایا محمد نہیں فرمایا، جیسے دوسرے انبیاء کے نام ذکر فرمائے مثلاً ارشاد فرمایا: ''يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ و يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا و يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا و يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ و يٰعِيْسٰۤى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ و يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ و يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ۔ اور اس قسم کی دوسری مثالیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ذکر نہیں فرمایا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عظمت و رفعت کی بلندی کا اظہار ہو جائے جو صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مختص ہے اور اس فضیلت کی خبر دی جائے جو تمام رسل اخیار میں سے صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیل کے ذکر کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا تو خلیل کا نام ذکر فرمایا اور حبیب کو لقب کے ساتھ یاد فرمایا، ارشاد

فرمایا: اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ یہ ایک عظیم فضیلت ہے جس کو علماء نے مراتب علیا میں شمار کیا ہے اور جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ذکر فرمایا ہے وہاں کوئی خاص مصلحت ہے جو نام کا ہی تقاضا کرتی ہے، پس اس کی اہمیت کے پیش نظر ایسا کیا ہے۔

النَّبِيُّ پر الف لام عہدی بھی ہوسکتا ہے کیونکہ اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو چکا ہے لیکن غلبہ کیلئے ہونا زیادہ اولیٰ ہے جیسے المدنیہ، النجم، الکتاب، گویا آپ ہی اس کے ساتھ معروف ہیں اور اس صفت میں تمام انبیاء پر مقدم ہیں صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَعَلٰى كُلِّ سَائِرِ الصَّحَابَةِ اَجْمَعِيْنَ۔

نبی کے لفظ کی تحقیق

نبی کا لفظ ہمزہ کے ساتھ اور ہمزہ کے بغیر دونوں طرح استعمال ہوتا ہے مگر اولی ہمزہ کا نہ ہونا ہے قرآت سبعہ میں دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، یہ لفظ یا تو النبا سے مشتق ہے جس کا معنی خبر ہے اس صورت میں اس کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے غیب پر مطلع فرمایا اور اسے آگاہ فرمایا کہ وہ اس کا نبی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ یہ فعیل بمعنی فاعل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلق خدا کو خبریں دیتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ یہ فعیل بمعنی مفعول ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کا اشتقاق النبوۃ سے ہے جس کا معنی رفعت و بلندی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آپ کے مقام رفیع کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ المجد اللغوی فرماتے ہیں: یہ کوئی عمدہ قول نہیں ہے صواب اور درست بات یہ ہے کہ النباہ المکان المرتفع یعنی النباہ کا معنی بلند مکان ہے، میں کہتا ہوں یہ ''الشفاء'' میں بھی اسی طرح ہے جہاں وہ لکھتے ہیں کہ جس نے ہمزہ ذکر نہیں کیا اس کے نزدیک یہ النبوۃ سے مشتق ہے اور النبوۃ سے مراد زمین کی بلند جگہ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند و بالا مرتبہ و مقام ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ النبی سے مشتق ہو جس کا معنی الطریق

المستقیم ہے۔ ابن سیدہ فرماتے ہیں: النبی کا مطلب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والا ہے۔ سیبویہ لکھتے ہیں۔ قلت استعمال کی وجہ سے اس میں ہمزہ کا ذکر لغت ردیہ سمجھا جاتا ہے، اس اعتبار سے نہیں کہ قیاس اس سے مانع ہے۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پڑھا نہیں ہے کہ ایک اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں پکارا: یانبی اللہ۔ یہ عربوں کے قول نبات من ارض الی ارض اذا خرجت منھا الی اخری سے مشتق ہے اور اس کا معنی ہے ''اے مکہ سے مدینہ کی طرف جانے والے''۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمزہ کا بیان ناپسند فرمایا اور فرمایا ہم معشر قریش ہیں تو ہمیں غیر مہذب لقب سے یاد نہ کر، ایک روایت میں ہے کہ میرا نام نہ بگاڑ، میں نبی اللہ ہوں۔ ایک روایت کے الفاظ میں ہے میں نبئ اللہ نہیں لیکن نبی اللہ ہوں، ابن سیدہ کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسم میں ہمزہ کو ناپسند فرمایا اور ہمزہ کے ساتھ پڑھنے والے کا رد فرمایا کیونکہ جو اس نے نام دیا اس کو وہ جانتا نہیں تھا پس آپ نے اس کو ڈرایا تاکہ وہ اس رک جائے، اور اس سے میں ایک ایسی چیز تھی جس کا تعلق شریعت سے تھا پس اس روکنے کی وجہ سے مباح لفظ ممنوع ہو گیا۔ اس کی جمع انبیاء، نباء اور انباء آئی ہے۔ العباس بن مرداس السلمی کہتا ہے۔

یَا خَاتَمَ النَّبَآءُ اِنَّکَ مُرْسَلٌ بِالْحَقِّ کُلُّ هُدَی السَّبِیْلِ هُدَاکَ

اِنَّ اللّٰهَ بَنٰی عَلَیْکَ مَحَبَّةً فِیْ خَلْقِهٖ وَ مُحَمَّدًا اَسْمَاکَ

''اے انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں تیری محبت ڈال دی اور محمد تیرا نام رکھا ہے''۔

جب یہ اشتقاق کا اختلاف ثابت ہو گیا ہے تو اس پر کلام میں بھی اختلاف و نزاع ہمیشہ باقی رہا ہے۔

نبی و رسول میں فرق

بعض علماء فرماتے ہیں: رسول وہ ہوتا ہے جسے مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہو اور جبریل کو اس کی طرف بھیجا گیا ہو اور اس نے اس کو دیکھا ہو اور بالمشافہہ گفتگو کی ہو۔ اور نبی وہ ہوتا

ہے جس کی نبوت الہامی اور منامی ہوتی ہے پس ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا، یہ الواحدی وغیرہ نے الفراء سے روایت کیا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں: الفراء کے کلام میں نقص ہے کیونکہ ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ محض نبوت فرشتے کی پیغام رسانی کے ذریعے نہیں ہوتی حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے، القاضی عیاض نے ایک قول حکایت کیا ہے کہ نبی اور رسول ایک اعتبار سے جدا جدا ہیں جبکہ نبوت جس کا مطلب اطلاع علی الغیب ہے اور نبوت کے خواص کی معرفت ہے اور اطلاع علی الغیب اور اعلام بخواص النبوۃ کی معرفت کے سبب بلندی و رفعت کے ہر درجہ کو محیط ہوتے ہیں اور رسالت کی زیادتی جو رسول کو حاصل ہوتی ہے جس کا مطلب انذار و اعلام کا حکم دینا ہے، اس میں جدا جدا ہوتے ہیں۔

بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ رسول وہ ہوتا ہے جو نئی شریعت لے کر آئے، جو شریعت لے کر نہ آئے وہ نبی ہے رسول نہیں ہے اگرچہ اسے ابلاغ و انذار کا حکم بھی دیا گیا ہو۔ بعض علماء فرماتے ہیں: الرسول وہ ہوتا ہے جو صاحب معجزہ اور صاحب کتاب ہو اور اپنے سے پہلے کی شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو اور جس میں یہ خصائل جمع نہ ہوں وہ نبی ہے رسول نہیں۔

زمخشری کہتے ہیں رسول وہ ہوتا ہے جو صاحب معجزہ بھی ہو اور اس پر کتاب کا نزول بھی ہو اور نبی جو رسول نہیں ہوتا، وہ ہوتا ہے جس پر کتاب کا نزول نہ ہو، اسے حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے سے پہلے رسول کی شریعت کی طرف دعوت دے۔

یہ تمام اقوال المجد اللغوی نے حکایت کئے ہیں۔ فرماتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا قول ذکر کروں گا جو تحقیق و تبیین کے قریب ہوگا اور جو دقائق کے رخ سے واضح طور پر نقاب کشائی کرے گا۔

نبوت رسالت سے افضل ہے

ابن عبد السلام اپنے قواعد میں فرماتے ہیں: اگر پوچھا جائے کہ نبوت افضل ہے یا رسالت، تو میں کہوں گا نبوت افضل ہے کیونکہ نبی اللہ تعالیٰ کی ان صفات جلال اور نعوت

کمال کی خبر دیتا ہے جن کا وہ مستحق ہوتا ہے۔ نبوت اپنی دونوں اطراف سے اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق ہے لیکن رسالت کا یہ مرتبہ نہیں کیونکہ رسالت میں بندوں کو احکام کا پہنچانا ہے، رسالت ایک طرف سے اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق ہے اور دوسری طرف سے بندوں کے ساتھ معلق ہے۔

اس میں ذرا شک نہیں کہ وہ صفت جس کا تعلق دونوں اطراف سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو وہ اس صفت سے افضل ہے جس کا تعلق صرف ایک جانب سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو، نبوت، رسالت سے پہلے بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا: اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ مقدم ہے، اِذۡهَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰی موخر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: اِذۡهَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰی سے پہلے جو کچھ فرمایا وہ نبوت ہے اور اس کے بعد جو تبلیغ احکام کا حکم ہے وہ رسالت ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ نبوت اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی صفات واجبہ کی معرفت کی طرف راجع ہے اور ارسال کا مرجع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کے تمام یا بعض بندوں کی طرف معرفت، طاعت اور اجتناب معصیت میں سے جو ان پر اس نے واجب کیا ہے ان تمام چیزوں کے احکام پہنچائے، یہ قول غور وفکر کا محتاج ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ مَلٰٓئِکَتَهٗ فرمایا ہے الملائکہ نہیں فرمایا ہے کیونکہ دونوں صیغوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، دونوں عموم کا فائدہ دیتے ہیں پہلا اضافت کے ساتھ معرفہ ہے جو تشریف و تعظیم کیلئے ہوتی ہے دوسرا صیغہ ''ال'' کے ساتھ معرفہ ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ آیت میں حذف ہے اصل عبارت یوں ہے: اِنَّ اللّٰهَ یُصَلِّیۡ وَمَلَآئِکَتُهٗ یُصَلُّوۡنَ۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

ملائکہ کی تعداد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی شمار نہیں کر سکتا ہے، کیونکہ کچھ ملائکہ مقربین ہیں کچھ حاملین عرش ہیں کچھ ساتوں آسمانوں میں رہنے والے ہیں کچھ جنت کے پہرے دار کچھ دوزخ کے دروغے اور کئی بنی آدم کے اعمال کو محفوظ کرنے والے ہیں جیسے ارشاد ہے: یَحۡفَظُوۡنَهٗ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ، کئی سمندروں، پہاڑوں، بادلوں، بارشوں، رحموں، نطفوں،

تصویروں کے کام کے مؤکل ہیں، کچھ جسموں میں روح پھونکنے، نباتات کو پیدا کرنے، ہواؤں کو چلانے، افلاک ونجوم کو چلانے پر مامور ہیں، کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمارے درود کو پہنچانے، نماز جمعہ کیلئے آنے والوں کو لکھنے، نمازیوں کی قراءت پر آمین کہنے پر مصروف ہیں، کچھ صرف رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنے والے ہیں، کچھ نماز کے منتظرین کیلئے دعا کرنے والے ہیں اور کچھ اس عورت پر لعنت کرنے کے لیے ہیں جو اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر غیر کے پاس جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی فرشتوں کا ذکر ملتا ہے جن کے متعلق احادیث وارد ہیں، ان میں سے اکثر کا ذکر ابوالشیخ بن حیان الحافظ کی کتاب ''العظمہ'' میں موجود ہے۔

تفسیر الطبری میں کنانہ العدوی کے طریق سے مروی ہے کہ حضرت عثمان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان فرشتوں کی تعداد پوچھی جو انسان پر متعین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر آدمی پر رات کو دس فرشتے اور دن کو دس فرشتے متعین ہیں، ایک دائیں جانب، ایک بائیں جانب، دو آگے، پیچھے، دو اس کے ہونٹوں پر جو صرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھا جانے والا درود محفوظ کرتے ہیں، دو پیشانی پر اور ایک اس کی پیشانی کے بالوں کو پکڑے ہوئے ہے اگر وہ تواضع کرتا ہے تو وہ اسے بلند کرتا ہے اگر تکبر کرتا ہے تو وہ اسے جھکا دیتا ہے، دسواں سانپ سے اس کی حفاظت کرتا ہے کہ کہیں اس کے منہ میں داخل نہ ہو جائے یعنی جب وہ سویا ہوا ہو۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ 360 فرشتے ہیں، عالم سفلی اور عالم علوی میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جو ان فرشتوں سے معمور نہ ہو، جن کی صفت لَّا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَايُؤْمَرُوْنَ ہے۔ المستدرک للحاکم میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دس جزء بنائے ہیں، نو اجزاء ملائکہ ہیں اور ایک جزء باقی تمام مخلوق ہے۔ حدیث معراج جس کی صحت پر اتفاق ہے، اس میں ہے کہ بیت معمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے صلاۃ پڑھتے ہیں جب ایک دفعہ وہ چلے جاتے ہیں تو پھر کبھی واپس نہیں آتے۔

حدیث ابی ذر جو ترمذی و ابن ماجہ نے مرفوعاً روایت کی ہے اس میں ہے کہ آسمان چرچراتا ہے اور چرچرانا اس کا حق ہے کیونکہ کوئی چار انگلیوں کی مقدار جگہ ایسی نہیں جہاں فرشتہ سر بسجود نہ ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث الطبرانی نے نقل کی ہے اور اسی طرح حدیث عائشہ میں ہے کہ ساتوں آسمانوں میں قدم، بالشت اور ہتھیلی کی مقدار کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ قیام یا رکوع یا سجود میں نہ ہو، یہ چیز نص قرانی سے معلوم ہے کہ تمام فرشتے جہاں بھی ہیں ہمارے آقا و مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، یہ وہ خصوصیت ہے جس کے ساتھ تمام انبیاء و مرسلین میں سے صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خاص فرمایا ہے۔

درود پڑھنے کی نعمت سے صرف مسلمانوں کو خاص فرمایا

ایک فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فرمایا یَاَیُّهَا النَّاسُ نہیں فرمایا اگرچہ صحیح مسلک کے مطابق فروعات اسلامیہ کے کفار بھی مخاطب ہیں، چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا اجل القربات سے ہے اس لیے اس کے ساتھ صرف مومنین کو خاص فرمایا۔ شیخ الاسلام البلقینی نے علماء کے قول "اَلْکُفَّارُ مُخَاطِبُوْنَ بِفُرُوْعِ الشَّرِیْعَةِ" سے چند مسائل کو مستثنیٰ قرار دیا ہے، مثلاً ان کے معاملات فاسدہ مقبوضہ، ان کے نکاح فاسدہ، شراب پینے پر انہیں حد کا نہ لگنا، اور ہر ایک حکم میں جس میں خطاب یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے ہوا ہے، اس میں کفار داخل نہیں ہیں۔

سلام کو مصدر سے مؤکد کرنے کی حکمت

تنبیہان: ا۔ اس حکمت کے متعلق اکثر سوال ہوتا ہے کہ سلام کو تسلیم کے مصدر سے مؤکد کیا گیا ہے اور صلاۃ کو مؤکد نہیں کیا گیا، الفاکہانی کے جواب کا ماحاصل یہ ہے کہ صلاۃ لفظ ان کے ساتھ مؤکد ہے، نیز اللہ تعالیٰ کے خود خبر دینے کے ساتھ مؤکد ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں جبکہ سلام اس طرح مؤکد نہیں ہے، پس اس کو مصدر کے ساتھ مؤکد کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ یہاں اور تو کوئی ایسی چیز نہیں جو تاکید کے

قائم مقام ہوتی۔

ہمارے شیخ (ابن حجر) نے ایک اور جواب دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب لفظاً صلاۃ کو سلام پر تقدیم تھی اور تقدیم میں ہمیشہ فضیلت وعظمت ہوتی ہے اس لیے بہتر ہی تھا کہ ذکر میں مؤخر ہونے کی وجہ سے سلام کو مصدر کے ساتھ مؤکد کیا جائے تا کہ لفظاً تاخر کی وجہ سے قلت اہتمام کا شبہ نہ ہو۔

میں نے ابن بنون کی کتاب میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ سلام اسی تاکید کے ساتھ آیا ہے جس کا وہ مقتضی تھا مثلاً حضور کا ارشاد ہے: اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِيْ عَنْ اُمَّتِي السَّلَامَ و قوله اِذَا سَلَّمَ عَلَيَّ اَحَدٌ رَدَّاللهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ۔ اس قول میں نظر ہے والعلم عنداللہ تعالیٰ۔

اس میں کیا حکمت ہے کہ صلاۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف کی گئی جبکہ سلام کی نہیں۔

دوسری تنبیہ یہ ہے کہ ہمارے شیخ سے پوچھا گیا کہ صلاۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف کی گئی ہے اور سلام کی نہیں جبکہ مومنین کو صلاۃ وسلام دونوں کا حکم دیا گیا ہے، تو ہمارے شیخ نے فرمایا کہ السلام کے دو معانی ہیں: التحیۃ و الانقیاد، پس مومنوں کو سلام کا حکم دیا گیا کیونکہ مومنوں کیلئے یہ دونوں معانی صحیح ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں سے الانقیاد جائز نہیں ہے، پس اس وہم کو دور کرنے کیلئے سلام کی نسبت اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف نہیں کی گئی۔

پہلا باب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کا حکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم کس وقت یہ حکم ہوا، درود کی مختلف اقسام، عمدہ طریقہ پر درود بھیجنے کا حکم، ان مجالس میں حاضری کی ترغیب جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا جاتا ہے، اہل السنہ کی علامت کثرت صلاۃ ہے، فرشتے ہمیشہ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حواء علیہا السلام کو بطور مہر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھ کر دیا، ایک مدت تک بچے کا رونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم جب کسی دوسرے رسول پر صلاۃ بھیجی جائے اور جو غیر انبیاء و رسل پر صلاۃ بھیجنے کے متعلق احادیث وارد ہیں اور جو اس کے متعلق اختلاف ہے ان تمام چیزوں پر یہ باب مشتمل ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کے حکم کا نزول

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کا حکم 2 ہجری میں نازل ہوا، بعض علماء نے فرمایا کہ لیلۃ الاسراء میں نازل ہوا۔ ابن ابی الصیف الیمنی نے بغیر سند کے شعبان کی فضیلت میں لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ شعبان محمد المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کا مہینہ ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کی آیت اسی مہینہ میں اتری تھی۔ حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم مجھ پر درود پڑھو اللہ تعالیٰ تم پر درود بھیجے گا''۔ اس حدیث کو ابن عدی نے الکامل میں روایت کیا ہے اور النمیری نے ان کے واسطہ سے نقل کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم مجھ پر درود بھیجو،

مجھ پر تمہارا درود پڑھنا تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے''۔ اس حدیث کی تخریج دوسرے باب میں ذکر ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم مجھ پر درود بھیجو یہ عمل تمہارے لیے کئی گنا اجر کا باعث ہوگا''۔ اس حدیث کو الدیلمی نے بغیر سند کے اپنے باپ کی تبع میں ذکر کیا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ میں سفر و حضر میں چاشت کی نماز پڑھتا رہوں اور سونے سے پہلے ہمیشہ نماز وتر اور اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا کروں۔ اس حدیث کو بقی بن مخلد اور ابن بشکوال نے روایت کیا ہے اس حدیث کی سند میں یعلی بن الاشدق ہیں جو ضعیف ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جس کی سند پر مجھے ابھی تک آگاہی نہیں ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ قبر میں سب سے پہلے تم سے میرے بارے سوال کیا جائے گا''۔

ابی مسعود الانصاری البدری جن کا نام عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہے، سے مروی ہے فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری محفل میں تشریف لائے ہم اس وقت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے، بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہم آپ کی ذات اقدس پر درود کن الفاظ میں پڑھیں، راوی فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی دیر خاموش رہے حتیٰ کہ ہم خواہش کرنے لگے کاش اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہی نہ کیا ہوتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دیر کے بعد فرمایا، تم اس طرح مجھ پر درود پڑھو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ
بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

''اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا و مولا محمد پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے آل

ابراہیم پر درود بھیجا اور برکتیں نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جس طرح برکتیں نازل فرمائی ہیں آل ابراہیم پر بیشک تو ہی تعریف کیا گیا اور بزرگی والا ہے''۔

اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور امام مالک نے الموطا میں اور ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے الدعوات میں اسی طرح روایت کی ہے، ان محدثین نے: فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ'' کے الفاظ زائد روایت کئے ہیں۔ ابوداؤد کی روایت میں ''وَالسَّلَامُ کَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ'' کے الفاظ ہیں۔ ابوداؤد نے ایک عنوان ''اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّشَھُّدِ'' کے تحت ذکر کی ہے۔

علمتم کا لفظ بفتح عین اور تخفیف لام۔ اور بضم عین اور تشدید لام دونوں طرح سے روایت کیا گیا ہے۔

اس حدیث کے الفاظ امام احمد، ابن حبان، الدار قطنی اور البیہقی نے یہ ذکر کئے ہیں:

اَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰی جَلَسَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ نَحْنُ عِنْدَہٗ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَّا السَّلَامُ عَلَیْکَ فَقَدْ عَرَفْنَاہُ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ اِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا فِی صَلَاتِنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ قَالَ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَحْبَبْنَا اَنَّ الرَّجُلَ لَمْ یَسْئَلْہُ فَقَالَ اِذَا اَنْتُمْ صَلَّیْتُمْ فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ۔

''ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا ہم آپ کے پاس بیٹھے تھے اس نے عرض کی یارسول اللہ، آپ پر سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے، ہم جب اپنی نمازوں میں درود پڑھیں تو کیسے؟ راوی فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے خواہش کی کہ کاش اس آدمی نے سوال ہی نہ کیا ہوتا،

پھر کچھ دیر بعد فرمایا، جب تم درود پڑھو تو اس طرح پڑھو، اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا و مولا محمد پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے آل ابراہیم پر درود بھیجا اور برکتیں نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جس طرح برکتیں نازل فرمائی ہیں آل ابراہیم پر بیشک تو ہی تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے"۔

امام ترمذی، ابن خزیمہ اور حاکم رحمہم اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے دارقطنی نے اس کی سند کو حسن متصل کہا ہے، امام بیہقی نے فرمایا اس کی سند صحیح ہے۔ میں (مصنف) کہتا ہوں اس میں ابن اسحٰق ہیں مگر اس کی روایت میں تصریح کی گئی ہے اس لیے مسلم کی شرط پر اس کی حدیث مقبول صحیح ہو گئی الحاکم نے اس کا ذکر اسی طرح کیا ہے۔

القاضی اسماعیل نے فضل الصلوٰۃ میں عبدالرحمٰن بن بشیر بن مسعود سے مرسلاً روایت کی ہے:

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اُمِرْنَا اَنْ نُسَلِّمَ عَلَيْكَ وَ اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ فَقَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

"عرض کی گئی یا رسول اللہ! ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم آپ پر سلام اور درود بھیجیں، ہمیں سلام کا طریقہ معلوم ہے صلاۃ کیسے پڑھیں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس طرح پڑھو، اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا و مولا محمد پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے آل ابراہیم پر درود بھیجا اور برکتیں نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جس طرح برکتیں نازل فرمائی ہیں آل ابراہیم پر بیشک تو ہی تعریف کیا گیا اور بزرگی والا ہے"۔

قاضی اسماعیل کے بعض طرق میں قلنا او قیل شک کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے واللہ ورسولہ اعلم۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی فرماتے ہیں، مجھے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے انہوں نے

فرمایا، میں تجھے ایک تحفہ نہ عطا کروں؟ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کی، یارسول اللہ! سلام کی کیفیت تو ہمیں معلوم ہے ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس طرح پڑھو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

''اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا و مولا محمد پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے آل ابراہیم پر درود بھیجا اور برکتیں نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جس طرح برکتیں نازل فرمائی ہیں آل ابراہیم پر بیشک تو ہی تعریف کیا گیا اور بزرگی والا ہے''۔

امام بخاری کے الفاظ میں دونوں جگہ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ ہیں۔ طبری نے بھی انہی الفاظ کو روایت کیا ہے۔ نیز امام احمد اور صحاح ستہ کے باقی چاروں مصنفین نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے مگر ابوداؤد اور ترمذی نے ہدیہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ان دونوں کی حدیث کا پہلا حصہ یہاں سے شروع ہوتا ہے: اِنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! آگے پھر مذکورہ الفاظ ذکر کئے ہیں۔ امام ترمذی کے اضافی الفاظ یہ ہیں قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَ نَحْنُ نَقُوْلُ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ۔ السراج نے بھی امام ترمذی والے طریق سے ذکر کی ہے۔ القاضی اسماعیل نے دو اور طریقوں سے نقل کی ہے: عن یزید بن زیاد عن عبد الرحمٰن۔ ان دونوں کو امام احمد نے اپنی مسند میں یزید کی حدیث سے ذکر کیا ہے اور آخر میں یہ الفاظ زائد ذکر فرمائے: قال یزید فلا ادری اشی زادہ عبد الرحمٰن من قبل نفسه او رواه کعب اور یزید سے امام مسلم نے استشہاد کیا ہے۔ اس زیادتی کو طبرانی نے الحکم کے واسطہ سے ایک سند کے ساتھ ذکر کیا ہے جس کے راوی ثقہ ہیں، الفاظ یہ ہیں:

تَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ وَبَارِكْ مِثْلَهٗ اور آخر میں وَبَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ ہے۔

امام شافعی نے حضرت کعب کے واسطہ سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا کہ آپ نماز میں یہ درود پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

''اے اللہ! درود بھیج محمد اور آل محمد پر جیسا تو نے درود بھیجا ابراہیم اور آل ابراہیم پر اور برکت ڈال محمد اور آل محمد پر جیسے تو نے برکت ڈالی ابراہیم اور آل ابراہیم پر (بیشک تو حمید مجید ہے) بیشک تو ہی تعریف کیا گیا اور بزرگی والا ہے''۔

امام البیہقی نے اس حدیث کو اپنے طریق سے روایت کیا ہے، اور اس حدیث کے بعض طرق سعید بن منصور، احمد، ترمذی، اسماعیل القاضی، سراج، ابی عوانہ، البیہقی، الخلعی اور الطبرانی نے سند جید کے ساتھ ذکر کئے ہیں۔

صحابہ کرام کے سوال کا سبب یہ تھا کہ جب قرآن کریم کی آیت اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا نازل ہوئی تو ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی، یارسول اللہ! آپ پر سلام پیش کرنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے آپ پر درود کیسے پڑھیں۔

قاضی اسماعیل نے حسن سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ جب اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کی آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کی، یارسول اللہ! ہمیں سلام کی کیفیت تو معلوم ہے ہم درود آپ پر کیسے بھیجیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم یوں درود پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوٰتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

''اے اللہ! اپنے درود اور برکات محمد پر بھیج جس طرح حضرت ابراہیم پر تو نے

بھیجیں بیشک تو حمید و مجید ہے''۔

ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے بھی اسی طرح روایت کی ہے لیکن آل کا لفظ دونوں جگہ زائد ذکر کیا ہے۔ اسماعیل نے ابراہیم سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی، یارسول اللہ! سلام کا طریقہ تو معلوم ہے، صلاۃ کیسے پڑھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یوں پڑھو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

''اے اللہ! درود بھیج اپنے بندے اور رسول محمد پر اور آپ کی اہل بیت پر جس طرح تو نے ابراہیم پر درود بھیجا بیشک تو حمید مجید ہے''۔

ابوسعید الخذری جن کا نام سعید بن مالک بن سنان ہے فرماتے ہیں، ہم نے عرض کی یارسول اللہ! ہمیں سلام عرض کرنے کا طریقہ تو معلوم ہے، ہم درود کیسے پیش کریں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ان الفاظ میں پڑھو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

''اے درود بھیج محمد پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں جیسے تو نے ابراہیم پر درود بھیجا اور برکت نازل فرما محمد اور آل محمد پر جیسے تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر''۔

اور ایک روایت میں ''ال ابراھیم'' کے الفاظ ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاری، احمد، نسائی ابن ماجہ، البیہقی اور ابن عاصم نے روایت کیا ہے۔

حضرت حمید الساعدی سے مروی ہے، ان کے نام میں اختلاف پایا جاتا ہے، صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، پڑھو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى

اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

''یاالٰہی! محمد پر، آپ کی ازواج و ذریت پر درود بھیج جس طرح تو نے درود بھیجا آل ابراہیم پر اور برکتیں بھیج محمد پر اور آپ کی ازواج اور ذریت پر جس طرح تو نے برکتیں بھیجیں ابراہیم پر بیشک تو خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے''۔

اس حدیث کو امام بخاری، مسلم کے علاوہ امام مالک، احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے روایت کیا ہے لیکن امام احمد اور ابوداؤد نے دونوں جگہ ''عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ'' کا لفظ ذکر کیا ہے ابن ماجہ نے ''کَمَا بَارَکْتَ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ'' کے الفاظ روایت کئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تم میں سے کوئی نماز میں تشہد بیٹھے تو یوں درود پڑھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ ارْحَمْ مُحَمَّدًا وَاٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

''اے اللہ! درود بھیج محمد اور آل محمد پر اور برکتیں نازل فرما محمد اور آل محمد پر اور رحم فرما محمد اور آل محمد پر جیسے تو نے درود بھیجا اور برکتیں نازل کیں اور رحم فرمایا ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے''۔

الحاکم نے مستدرک میں بطور شاہد اس حدیث کو روایت کیا ہے، محدثین کی قوم سے اس حدیث کو صحیح کہنے میں تسامح ہوا ہے کیونکہ اس کے ایک راوی یحییٰ ابن السباق ہیں جو خود بھی مجہول ہیں اور ایک مبہم راوی سے روایت کرتے ہیں۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے حاکم کے واسطہ سے روایت کیا ہے، دارقطنی اور ابی حفص بن شاہین نے ایک سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے جس میں عبدالوہاب بن مجاہد ہیں جو کہ ضعیف ہیں، الفاظ یہ ہیں:

عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ التشهد کَمَا کَانَ یُعَلِّمُنَا

السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلَوٰتُ اللّٰهِ وَصَلٰوةُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تشہد سکھایا جیسے قرآن کی صورت ہمیں سکھاتے تھے (وہ الفاظ یہ ہیں) تمام لسانی عبادتیں اللہ کیلئے ہی اور بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں بھی، سلام ہوتم پر اے نبی مکرم اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، الٰہی! محمد پر اور محمد کی اہل بیت پر درود بھیج جیسے تو نے درود بھیجا آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔ الٰہی! درود بھیج ان کے ساتھ ہم پر بھی، الٰہی! حضرت محمد پر اور آپ کی اہل بیت پر برکت نازل فرما جیسے تو نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بیشک تو حمید مجید ہے۔ الٰہی! ان کے ساتھ ہم پر بھی برکتیں نازل فرما اللہ تعالیٰ، مومنین کی صلوات ہو محمد پر جو نبی امی ہے، سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت''۔

ابن عاصم نے ان الفاظ سے روایت کی ہے کہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمیں آپ پر سلام کی کیفیت معلوم ہے، ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اس طرح پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا يَغْبِطُهٗ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَبْلِغْهُ الْوَسِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ مِنَ الْجَنَّةِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِى الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِى الْمُقَرَّبِيْنَ مَوَدَّتَهٗ وَفِى الْاَعْلِيِّيْنَ ذِكْرَهٗ اَوْ قَالَ دَارَهٗ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

''اے اللہ! نازل فرما اپنے درود، اپنی رحمتیں اور برکتیں (سید المرسلین) مرسلین کے سردار، متقین کے امام نبیوں کے خاتم ہمارے آقا محمد پر جو تیرا بندہ تیرا رسول، خیر کا امام اور رسول رحمت ہے، اے اللہ! انہیں مقام محمود پر فائز فرما تا کہ اگلے اور پچھلے سارے ان کے ساتھ رشک کریں، انہیں مقام وسیلہ اور جنت میں درجہ رفیعہ پر فائز فرما اے اللہ! اپنے برگزیدہ بندوں کے دلوں میں اس کی محبت اور مقربین کے دلوں میں اس کی مودت ڈال دے اور الاعلیین میں ان کا ذکر فرمایا ان کا گھر بنا دے پھر ان پر سلام ہو اللہ کی رحمت اور برکت ہو، اے اللہ! درود بھیج محمد اور آل محمد پر جیسے تو نے درود بھیجا ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو یہ تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے اے اللہ! برکت نازل فرما محمد اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو خوبیوں سراہا اور بزرگ ہے۔

اس سند میں المسعودی ہے جو ثقہ ہیں مگر آخر میں ان سے خلط ہو جاتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے صحابہ کرام نے عرض کی، یارسول اللہ! ہمیں آپ پر سلام عرض کرنے کا طریقہ معلوم ہے آپ پر صلوٰۃ کیسے بھیجی جائے تو آپ

نے فرمایا، ان الفاظ میں پڑھو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

''اے اللہ! درود بھیج محمد اور آل محمد پر اور برکت نازل فرما اور آل محمد پر جس طرح تو نے درود بھیجا اور برکت نازل فرمائی ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے''۔

النمیر ی نے ''فضل الصلوٰۃ'' میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ غریب ہے، مصنف فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں یہی حدیث انہوں نے یونس بن خباب سے ایک اور واسطہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فارس میں خطبہ دیا اور آیت شریفہ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا تلاوت فرمائی اور کہا کہ مجھے اس آدمی نے خبر دی ہے جس نے حضرت ابن عباس سے سنی ہے، فرمایا اس طرح یہ آیت نازل ہوئی۔ ہم نے یا فرمایا انہوں نے عرض کی، یارسول اللہ! ہمیں آپ پر سلام عرض کرنے کا طریقہ معلوم ہے آپ پر درود کیسے بھیجیں، ارشاد فرمایا، ان الفاظ میں پڑھو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

''الٰہی! درود بھیج محمد پر اور آل محمد پر جیسے درود بھیجا تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے، رحم فرما محمد اور آل محمد پر جیسے رحم فرمایا تو نے ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے اور برکتیں نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جیسے برکتیں نازل کیں ابراہیم پر بیشک تو حمید مجید ہے''۔

اس حدیث کو ابن جریر نے بھی روایت کیا اور اس کی سند بعض رواۃ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ یونس نے اس آدمی کا نام ذکر نہیں کیا جس نے حضرت ابن عباس سے

روایت کی تھی۔ اور یہ الفاظ صرف اسی سند کے ساتھ ہی مروی ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ہاتھ پر شمار کیا اور فرمایا، جبریل نے میرے ہاتھ پر شمار کیا اور جبریل نے کہا، میں اسی طرح اللہ رب العزت جل وعلا سے ان کلمات کو لے کر آیا ہوں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ وَ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ وَتَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

''اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر اور آل محمد پر جیسے تو نے درود بھیجا ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو ہی تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکتیں نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جس طرح برکتیں نازل کیں تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے۔ اے اللہ! رحمت فرما محمد پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت کی ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے، اے اللہ! مہربانی فرما محمد پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے مہربانی فرمائی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے۔ اے اللہ! اور سلام بھیج محمد پر اور آل محمد پر جس طرح سلام بھیجا ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے''۔

حاکم نے اس حدیث کو ''علوم اعدت له بالعد'' میں تخریج کیا ہے۔

ان کے طریق سے قاضی عیاض نے ''الشفاء'' میں نقل کی ہے۔ ابوالقاسم التیمی اور

ابن بشکوال وغیر ہما نے مسلسل ذکر کی ہے۔ اس کی سند میں ایسے افراد بھی ہیں جو متہم بالکذب والوضع ہیں، اس وجہ سے حدیث مانوس نہیں ہے۔ نسائی، خطیب وغیر ہما نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی، یارسول اللہ! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں فرمایا، یوں پڑھو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

''اے اللہ! درود بھیج محمد پر اور آل محمد پر جیسے تو نے درود بھیجا ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے اور اے اللہ! برکتیں نازل فرما محمد اور آل محمد پر جیسے تو نے برکتیں نازل کیں ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے''۔

حضرت حبان بن یسار رضی اللہ عنہ کی روایت پر اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے۔ اس نے عبید اللہ بن طلحہ سے اس نے محمد بن علی سے اس نے نعیم المجمر سے اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس سند کو حضرت ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اس میں یہ الفاظ مروی ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ

''اے اللہ! درود بھیج محمد نبی امی پر اور آپ کی ازواج امہات المومنین پر آپ کی آل اور اہل بیت پر''۔

حبان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے عبدالرحمن بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن الحنفیہ سے، انہوں نے اپنے باپ علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے جیسے ہم نے پیچھے ذکر کیا ہے۔ النسائی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے پہلی روایت ارجح ہے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حبان سے دو سندیں چلتی ہوں، دوسرے الفاظ کے ساتھ انشاء اللہ ابھی ذکر

آئے گا۔

موسیٰ بن طلحہ بن عبداللہ التیمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی، یا نبی اللہ! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اس طرح بھیجو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

''اے اللہ! درود بھیج محمد پر جس طرح درود بھیجا تو نے ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے اور برکتیں نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکتیں نازل کیں ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے''۔

اس روایت کو احمد اور الطبری نے نقل کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِعْتُ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الْاٰیَۃَ فَکَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ۔

''ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور پوچھا میں نے اللہ کا کلام ''اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ'' سنا ہے، آپ پر صلوٰۃ کیسے پڑھیں''۔

ابونعیم نے یہی روایت ''الحلیہ'' میں نقل کی ہے اس کی سند صحیح ہے مگر معلول ہے۔

حضرت موسیٰ نے حضرت زید بن حارثہ (اور بعض نے ابن خارجہ کہا ہے اور یہی صحیح ہے) سے روایت کیا ہے۔ یہ امام طحاوی، سنائی، احمد، بغوی نے معجم الصحاح میں اور ابونعیم اور دیلمی سے نقل کی ہے حضرت زید سے یہ الفاظ مروی ہیں:

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلُّوْا عَلَیَّ وَاجْتَھِدُوْا فِی الدُّعَاءِ ثُمَّ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مجھ پر

درود بھیجو اور دعا میں اجتہاد کرو پھر یوں کہو اے اللہ! درود بھیج محمد اور آل محمد پر''۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ

''اے اللہ! برکتیں نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جیسے تو نے برکتیں نازل کیں ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے''۔

اسی روایت کو یعنی حضرت زید کی مروی کو علی بن المدینی، امام احمد وغیرہما نے ترجیح دی ہے اور سمویہ نے ان الفاظ میں اس کو نقل کیا ہے:

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوْا عَلَیَّ ثُمَّ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو فرمایا، مجھ پر درود بھیجو پھر تم یہاں کہو، اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکتیں نازل کیں ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے''۔

ابن ابی عاصم نے موسیٰ کے طریق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور فرمایا: عن خارجہ بن زید یہ مقلوب ہے۔ البغوی کی روایت میں یزید بن خارجہ اول میں یا کی زیادتی کے ساتھ واقع ہوا ہے۔ ابی نعیم کی دوسری روایت میں یزید بن جارثہ ہے یہ دونوں وہم ہیں۔ میں کہتا ہوں، ترمذی کے طریقہ سے یہ شعور ملتا ہے کہ موسیٰ کی اس حدیث کی روایت میں دو سندیں ہیں: ایک وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور دوسری زید سے روایت کرتے ہیں۔ امام ترمذی لکھتے ہیں:

وفی الباب فی طلحه بن عبید الله و زید بن خارجة و یقال له جارثة

یہ بات دلالت کرتی ہے کہ طلحہ اور زید ہر ایک کی حدیث محفوظ ہے اور یہ اس بات کو بھی

تقویت دیتی ہے کہ ایک حدیث دوسری حدیث پر زیادتی ہے۔ النسائی نے ایک حدیث کو دوسری حدیث پر غلبہ دیئے بغیر دونوں احادیث کو اکٹھا کر کے نقل کیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک یہ دونوں احادیث ہم پلہ ہیں۔ دارقطنی کے مذہب سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ کسی ایک جہت پر انہوں نے کوئی فیصلہ نہیں دیا ہے واللہ ورسولہ اعلم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (ان کے نام میں بہت زیادہ اختلاف ہے) انہوں نے عرض کی، یارسول اللہ! ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ثُمَّ تُسَلِّمُوْنَ عَلَيَّ

''اے اللہ! درود بھیج محمد پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے درود بھیجا ابراہیم پر اور برکتیں نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جیسے تو نے برکتیں نازل کیں ابراہیم پر پھر مجھ پر سلام پڑھو''۔

اس حدیث کو امام شافعی نے نقل کیا ہے اور اس سند میں اس کا شیخ ضعیف ہے، مقدمہ میں ان پر کلام گزر چکا ہے۔ یہی حدیث البزاز اور السراج نے بھی ذکر کی ہے۔ ان کی سند صحیحین کی شرط پر صحیح ہے۔

امام الطبری نے ایک اور طریق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

اِنَّهُمْ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ۔

''صحابہ کرام نے پوچھا، یارسول اللہ! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا، یوں پڑھو: اے اللہ! درود بھیج محمد پر اور برکتیں نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جیسے تو نے درود بھیجا اور برکتیں نازل کیں ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر تمام جہانوں میں بیشک تو حمید و مجید ہے اور سلام عرض کرنے کا طریقہ تمہیں معلوم ہے"۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابوجعفر الطبری نے تہذیب میں اور العقیلی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے یہ درود پڑھا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ۔

"اے اللہ! درود بھیج محمد پر اور آل محمد پر جیسے تو نے درود بھیجا ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر اور برکتیں نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جیسے تو نے برکتیں نازل کیں ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر اور رحم فرما محمد پر اور آل محمد پر جیسے تو نے رحمت فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر"۔

میں قیامت کے دن شہادت کے ساتھ اس کی شہادت دوں گا اور میں اس کی شفاعت کروں گا۔

یہ حدیث حسن ہے اور اس کے رجال، رجال الصحیح ہیں لیکن ان میں سعید بن عبدالرحمٰن مولی آل سعید بن العاص ہیں جو حنظلہ سے روایت کرتے ہیں وہ مجہول ہے جس کے متعلق ہم جرح و تعدیل نہیں جانتے۔ ہاں، ابن حبان نے ان کا نام اپنے قاعدہ پر "الثقات" میں درج کیا ہے۔

ابن ابی عاصم نے اسی حدیث کو ایک اور ضعیف طریق سے نقل کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

اِنَّہٗ قِیْلَ لَہٗ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنَا بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْكَ فَکَیْفَ الصَّلٰوۃِ عَلَیْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ ارْحَمْ مُحَمَّدًا وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا رَحِمْتَ اِبْرَاھِیْمَ وَ اٰلَ اِبْرَاھِیْمَ وَ السَّلَامُ قَدْ عَلِمْتُمْ۔

''بے شک عرض کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے، ہم کیسے درود بھیجیں؟ فرمایا، یوں پڑھو: اے اللہ! درود بھیج محمد پر اور آل محمد پر جیسے تو نے درود بھیجا ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر اور رحمت فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر اور سلام کا طریقہ تمہیں پہلے معلوم ہے''۔

حضرت بریدہ بن الحصیب الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ عَلِمْنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْكَ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَ رَحْمَتَكَ وَبَرَکَاتِكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَھَا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ۔

''ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ! ہمیں سلام عرض کرنے کا طریقہ تو معلوم ہے مگر ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ہم آپ پر صلوٰۃ کیسے پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم یوں کہو: اے اللہ! نازل فرما اپنے درود، اپنی رحمتیں اور اپنی برکتیں محمد پر اور آل محمد پر جیسے تو نے نازل کیں ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے''۔

اس حدیث کو ابو العباس السراج، احمد بن منیع، احمد بن حنبل اور عبد بن حمید نے اپنی اپنی مسانید میں ذکر کیا ہے اور المعمری اور اسماعیل القاضی نے بھی روایت کی ہے، تمام نے ضعیف سند کے ساتھ ذکر کی ہے اور اسی طرح ہم نے ''الشامن'' میں حدیث الخراسانی روایت کی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے بھی حضرت کعب کی گزشتہ حدیث کی طرح

مروی ہے مگر اس میں ''وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ'' کے الفاظ بھی ہیں۔ بیہقی نے شعب الایمان میں اس کو نقل کیا ہے اور حدیث ضعیف ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَتّٰی وَقَفْنَا فِیْ مَجْمَعِ طُرُقٍ فَطَلَعَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَقَالَ لَهٗ وَعَلَیْكَ السَّلَامُ اَیُّ شَیْءٍ قُلْتَ حِیْنَ حَیَّیْتَنِیْ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی صَلٰوةٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی بَرَكَةٌ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی سَلَامٌ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا حَتّٰی لَا یَبْقٰی رَحْمَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنِّیْ اَرَی الْمَلَائِكَةَ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ۔

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ ہم ایک محفل میں پہنچے، ایک اعرابی آیا عرض کی، یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وَعَلَیْكَ السَّلَامُ، جب تو نے مجھ پر درود بھیجا تو کن الفاظ میں بھیجا اس نے کہا: نے ان الفاظ میں درود پڑھا ہے اے اللہ! درود بھیج محمد پر حتیٰ کہ کوئی درود باقی نہ رہے، اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر حتیٰ کہ کوئی برکت باقی نہ رہے، اے اللہ! سلام بھیج محمد پر حتیٰ کہ کوئی سلام باقی نہ رہے اور رحم فرما محمد پر حتیٰ کہ کوئی رحمت باقی نہ رہے، پھر حضور نے فرمایا، میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ افق کو گھیرے ہوئے ہیں''۔

یہ حدیث ضعیف سند کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کیسے پڑھا جائے تو انہوں نے بتایا، اس طرح پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ

اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَ قَائِدِ الْخَيْرِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَغْبِطُهُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

''اے اللہ! بھیج اپنے درود، اپنی برکتیں اور اپنی رحمت سید المرسلین، امام المتقین، خاتم النبیین ہمارے سردار محمد پر جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، بھلائیوں کے پیشوا، نیکیوں کے راہنما، رحمت کے رسول ہیں۔ اے اللہ! ان کو فائز فرما قیامت کے دن مقام محمود پر کہ رشک کریں آپ کے ساتھ اس مقام پر پہلے اور پچھلے سارے لوگ اور درود بھیج محمد پر اور آل محمد پر جیسے تو نے درود بھیجا ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے''۔

اس حدیث کو امام احمد بن منیع نے اپنی مسند میں اور البغوی نے اپنی فوائد میں روایت کیا ہے اور ان کے طریق سے النمیر ی نے ضعیف سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور یہی حدیث القاضی اسماعیل نے ابن عمر او بن عمرو سے شک کے ساتھ مروی ہے فاللہ و رسولہ اعلم، اسی طرح ابن مسعود کی حدیث بھی پہلے گزر چکی ہے۔

صحابہ کرام میں سے ایک صحابی سے مروی ہے کہ وہ اس طرح درود پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

''اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد پر اور آپ کے اہل بیت پر اور آپ کی ازواج مطہرات پر اور ذریت پر جس طرح تو نے درود بھیجا ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے اور برکتیں نازل فرما، محمد پر اور آپ کے اہل بیت پر اور آپ

کی ازواج پر اور ذریت پر جس طرح تو نے برکتیں نازل کیں ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے''۔

اس حدیث کو عبدالرزاق نے اپنی جامع میں ابن طاؤس عن ابی بکر ابن محمد بن عمر بن حزم عن رجل کے واسطہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ابن طاؤس نے فرمایا کہ میرے والد صاحب اسی طرح پڑھتے تھے۔

رویفع ابن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے ان الفاظ میں درود پڑھا میری شفاعت اس کے لئے ثابت ہوئی:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

''اے اللہ! درود بھیج محمد پر اور آپ کو قیامت کے روز اپنی جناب میں مقرب مقام عطا فرما''۔

اس حدیث کو البزاز، ابن ابی عاصم، احمد حنبل، اسماعیل القاضی الطبرانی نے اپنی معجم کبیر اور معجم الاوسط میں، ابن بشکوال نے القربہ میں اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے، ان کی بعض اسانید حسن ہیں۔ یہ قول المنذری نے کیا ہے۔

نوٹ:۔ میں نے الشفاء للقاضی عیاض کے کئی نسخے دیکھے ہیں جن میں یہی حدیث زید بن الحباب کی طرف منسوب ہے کہ، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ حالانکہ یہ غلطی ہے کیونکہ زید نہ صحابی ہے نہ تابعی ہے اور نہ تبع تابعین میں سے ہے۔ حقیقت میں یہ حدیث انہوں نے ابن الہیہ عن بکر بن سوادہ میں زیاد بن نعیم عن وفا بن شریح الحضرمی عن رویفع کے واسطہ سے روایت کی ہے۔ میں نے اس پر تنبیہ کی ہے تا کہ کوئی اس سے دھوکا نہ کھا جائے واللہ المستعان، ''المقعد المقرب'' سے مراد الوسیلہ یا مقام محمود بھی ہوسکتا ہے اور عرش پر بیٹھنا یا منزل عالی اور قدر رفیع بھی ہوسکتا ہے واللہ ورسولہ اعلم۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جس نے اس طرح درود پڑھا اس نے ستر فرشتوں کو ہزار صبح تھکایا، الفاظ

یہ ہیں:

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ۔

''اے اللہ تعالیٰ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وہ جزا دے ہماری طرف سے جس کے وہ اہل ہیں''۔

اس حدیث کو ابونعیم نے الحلیہ میں، ابن شاہین نے الترغیب میں، الخلعی نے اپنے فوائد میں، الطبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں، ابوالشیخ، ابن بشکوال اور الرشید العطار نے روایت کیا ہے اس کی سند میں ہانی بن المتوکل ہیں جو ضعیف ہیں۔ اس حدیث کو ابوالقاسم التیمی نے اپنی ترغیب میں اور ان سے ابوالقاسم بن عساکر نے روایت کیا ہے اور ان کے واسطہ سے ہانی کے طریق کے علاوہ سے ابوالیمن نے روایت کی ہے لیکن اس واسطہ میں بھی رشدین بن سعد ہیں وہ بھی ضعیف ہیں۔ اس روایت کو احمد بن حماد وغیرہ نے معاویہ بن صالح سے روایت کر کے تابع ذکر کیا ہے یہ حدیث ان سے مشہور ہے جیسا کہ ابوالیمن نے کہا ہے کہ انہوں نے فرمایا جب وہ اندلس کی قضاء کے عہدہ پر فائز تھے۔

اہل کی ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ بھی ہوسکتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی۔ جیسا کے المجد اللغوی نے کہا ہے لیکن ظاہر وہی ہے جو بعض اساتذہ نے بتایا ہے کہ ''ہو'' کی ضمیر کا مرجع محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اہل کی ضمیر کا مرجع ''ما'' ہے یا اس کے برعکس مراجع ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مروی ہے فرمایا، جس نے یہ درود پڑھا:

صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ

''اے اللہ! درود بھیج محمد کی روح پر تمام ارواح میں اور آپ کے جسم پر تمام اجساد میں اور آپ کی قبر پر تمام قبور میں۔

وہ میری زیارت سے نیند میں مشرف ہوگا اور جس نے مجھے نیند میں دیکھا وہ قیامت کے روز میری زیارت کرے گا اور جو قیامت کے دن میری زیارت کرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا جس کی میں شفاعت کروں گا وہ میرے حوض سے سیراب ہوگا اور اللہ تعالیٰ

اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دے گا۔

اس حدیث کو ابو القاسم البستی نے اپنی کتاب "الدر المنظم فی المولد المعظم" میں ذکر کیا ہے مگر مجھے ابھی تک اس کی اصل پر آگاہی نہیں ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جسے یہ پسند ہے کہ اسے پورا پورا اجر کا پیمانہ ملے تو جب ہم پر درود بھیجے تو اسے یوں کہنا چاہئے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِهٖ وَاَھْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

"اے اللہ! درود بھیج سیدنا محمد نبی پر اور آپ کی ازواج امہات المومنین پر اور آپ کی ذریت پر اور آپ کی اہل بیت پر جیسے تو نے درود بھیجا ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے"۔

اس حدیث کو ابو داؤد نے اپنی سنن میں اور عبد بن حمید نے اپنی مسند اور ابو نعیم نے طبرانی سے روایت کی ہے، اور ان تمام نے نعیم المجمر عن ابی ہریرہ کے واسطہ سے روایت کی ہے اسی کو ہم نے حدیث ابن علم الصغار عن ابی بکر عن ابی خیثمہ کے واسطہ سے بھی روایت کیا ہے امام بخاری اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ یہ اصح ہے اس میں جو خلاف مذکور ہے وہ بعد کا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جسے یہ پسند ہے کہ اسے اجر کا لبالب بھرا ہوا پیمانہ ملے تو وہ جب ہم پر درود بھیجے تو اسے یوں درود پڑھنا چاہئے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَکَ وَ بَرَکَاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ وَ اَزْوَاجِهٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِهٖ وَ اَھْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

"یا الٰہی! اپنے درود اور اپنی برکتیں نازل فرما محمد پر جو نبی ہیں اور آپ کی ازواج پر جو مومنوں کی مائیں ہیں اور آپ کی ذریت پر اور آپ کے اہل بیت پر جس طرح تو

نے درود بھیجا آل ابراہیم پر تو حمید و مجید ہے"۔

اس حدیث کو ابن عدی نے الکامل میں اور ابن عبد البر اور نسائی نے مسند علی میں روایت کیا ہے اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے اور دوسرا ایسا ہے جو آخر میں تمیز نہیں کر سکتا تھا اس حدیث کی ایک اور علت بھی ہے، اس حدیث کو عمرو بن عاصم نے حبان سے روایت کیا ہے اور مسند ابو ہریرہ میں شمار کیا ہے، جیسا کہ ابھی ابھی گزرا ہے، اس کے علاوہ بھی اختلاف پایا جاتا ہے مگر موسیٰ بن اسماعیل کی روایت ارجح ہے کیونکہ وہ عمرو بن عاصم سے زیادہ ضبط و حفظ رکھتے تھے اس کے علاوہ ابھی دوسرے الفاظ میں حدیث علی گزر چکی ہے۔ ابن زنجویہ نے حضرت علی کی حدیث کو موقوفاً روایت کیا ہے کہ جسے یہ پسند ہے اس کو پورا پورا اجر کا پیمانہ ملے تو اسے یہ آیت تلاوت کرنی چاہئے: سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٢﴾۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے (جس کی سند پر میں آگاہ نہیں ہوا) فرمایا مجھ پر درود پڑھنا، قیامت کے دن پل صراط کی تاریکی کے وقت نور ہوگا اور جسے یہ پسند ہے کہ اسے قیامت کے دن پورا پورا اجر ملے تو اسے چاہئے کہ مجھ پر بکثرت درود بھیجے۔

اس حدیث کو صاحب الدر المنظم نے ذکر کیا ہے۔

یزید بن عبداللہ سے مروی ہے کہ وہ یہ پڑھنا بھی مستحسن سمجھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اس حدیث کو القاضی اسماعیل نے نقل کیا ہے۔

سلامہ الکندی سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مندرجہ ذیل الفاظ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنا لوگوں کو سکھاتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ وَ بَارِئَ الْمَسْمُوْكَاتِ وَ جَبَّارَ الْقُلُوْبِ عَلٰى فِطْرَتِهَا شَقِيِّهَا وَ سَعِيْدِهَا اِجْعَلْ شَرَائِفَ صَلَوٰتِكَ، وَ نَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ وَرَافَةَ تَحَنُّنِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ

وَالْفَاتِحِ لِمَا اُغْلِقَ وَالْمُعْلِنِ الْحَقَّ بِالْحَقِّ وَالدَّافِعِ لِجَيْشَاتِ الْاَبَاطِيْلِ لَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ بِاَمْرِ رَبِّكَ بِطَاعَتِكَ مُسْتَوْفِزًا فِيْ مَرْضَاتِكَ بِغَيْرِ نَكْلٍ عَنْ قَدَمٍ وَلَا وَهْنٍ فِيْ عَزْمٍ وَاعِيًا لِوَحْيِكَ حَافِظًا لِعَهْدِكَ مَاضِيًا عَلٰى نَفَاذِ اَمْرِكَ حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسًا لِقَابِسِ اٰلَاءَ اللّٰهِ تَصِلُ بِاَهْلِهٖ اَسْبَابَهٗ بِهٖ هُدِيَتِ الْقُلُوْبُ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَالْاِثْمِ وَاَبْهَجَ مُوْضِحَاتِ الْاَعْلَامِ وَمُنِيْرَاتِ الْاِسْلَامِ وَدَابِرَاتِ الْاَحْكَامِ فَهُوَ اَمِيْنُكَ الْمَامُوْنُ وَخَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُوْنِ وَشَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ وَبَعِيْثُكَ نِعْمَةً وَرَسُوْلُكَ بِالْحَقِّ رَحْمَةً اَللّٰهُمَّ افْسَحْ لَهٗ مُفَسَّحًا فِيْ عَدْنِكَ وَ اَجْزِهٖ مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ مُهَنَّئَاتٍ لَهٗ غَيْرَ مُكَدَّرَاتٍ مِنْ فَوْزِ ثَوَابِكَ الْمَضْنُوْنِ وَ جَزِيْلِ عَطَائِكَ الْمَعْلُوْلِ اَللّٰهُمَّ اَعْلِ عَلٰى بِنَاءِ الْبَنَّائِيْنَ بِنَاءَهٗ اَكْرِمْ مَثْوَاهُ لَدَيْكَ وَ نُزُلَهٗ وَاَتْمِمْ لَهٗ نُوْرَهٗ وَاَجْزِهٖ مِنِ ابْتِعَاثِكَ لَهٗ مَقْبُوْلُ الشَّهَادَةِ وَ مَرْضِيَّ الْمَقَالَةِ ذَا مَنْطِقٍ عَدْلٍ وَخُطَّةٍ فَصْلٍ وَحُجَّةٍ وَ بُرْهَانٍ عَظِيْمٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''اے اللہ! اے بچھانے والے زمینوں کے فرش کو اور پیدا کرنے والے بلند آسمانوں کو اور تخلیق کرنے والے دلوں کو ان کی فطرت کے مطابق کسی کو بد بخت اور کسی کو نیک بخت، نازل فرما اپنے بزرگ ترین درودوں کو اور نشوونما پانے والی اپنی برکتوں کو، اپنی مہربان شفقتوں کو ہمارے آقا محمد پر جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، کھولنے والے ہیں اس چیز کو جو بند کردی گئی اور مہر لگانے والے ہیں جو گزر چکا ہے اور اعلان کرنے والے ہیں حق کا راستی کے ساتھ کچلنے والے ہیں باطل کے لشکروں کو، جو بوجھ آپ پر ڈالا گیا انہوں نے اسے اٹھالیا تیرے حکم سے تیری بندگی کرتے ہوئے چستی کرتے ہوئے تیری رضا کے حصول میں بغیر قدم کی تھکاوٹ اور عزم کی کمزوری کے، سمجھ کر یاد کرنے والے، تیری وحی کی حفاظت

کرنے والے، تیرے عہد کی مستعدی دکھانے والے۔ تیرے حکم کے نافذ کرنے میں یہاں تک کہ روشن کر دیا شعلہ ہدایت کا روشنی کے طلبگار کے لئے، اللہ کی نعمتیں پہنچی ہیں حق داروں کو ان کے سبب سے، آپ کے ذریعے ہدایت دی گئی دلوں کو اس کے بعد کہ وہ گمراہی کے فتنوں اور گناہوں میں ڈوب چکے تھے اور روشن کر دیا حق کی واضح نشانیوں کو اور چمکنے والے احکام کو اور اسلام کے روشن کرنے والے دلائل کو، پس آپ تیرے قابل اعتماد امین ہیں اور تیرے علم کے خزانچی ہیں اور قیامت کے دن تیرے گواہ ہیں اور تیرے بھیجے ہوئے ہیں سراپا نعمت اور حق کے ساتھ بھیجے گئے ہیں سراپا رحمت، اے اللہ! کشادہ فرما دے ان کی جگہ جنت میں اور جزا دے ان کو کئی گنا ان کی نیکیوں کی اپنے فضل سے، جو خوشگوار ہوں آپ کے لئے کدورت سے پاک ہوں، آپ بہرور ہوں تیرے ثواب سے جو محفوظ ہے اور تیری اعلیٰ بخششوں سے جو پے در پے نازل ہو رہی ہیں، اے اللہ! بلند کر آپ کی منزل کو تمام لوگوں کی منازل پر اور باعزت بنا آپ کی آرام گاہ کو اپنے پاس اور آپ کی مہمانی کو اور مکمل فرما آپ کے لئے آپ کے نور کو اور آپ کو جزا دے بایں سبب کہ تو مبعوث کرے گا انہیں اس حال میں کہ ان کی شہادت مقبول ہوگی، ان کا قول پسندیدہ ہوگا اور ان کی گفتگو سچی ہوگی اور ان کا طریقہ حق کو باطل سے جدا کرنے والا ہوگا، ان کی دلیل بزرگ ہوگی۔ اللہ درود و سلام بھیجے آپ پر''۔

اس حدیث کو الطبرانی، ابن ابی عاصم، سعید بن منصور اور الطبرانی نے مسند طلحہ میں روایت کیا ہے اور ابو جعفر احمد بن سنان القطان نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ ان سے یعقوب بن شیبہ نے اخبار علی میں نقل کیا ہے اسی طرح ابن فارس اور ابن بشکوال نے موقوفاً ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ الہیثمی نے کہا کہ اس حدیث کے راوی صحیح کے راویوں جیسے ہیں مگر معلل ہے کیونکہ سلامہ کی روایت حضرت علی سے مرسل ہے (انتہیٰ)

اسی حدیث کو النخشی نے ''العاشر من الحسنایات'' میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ

حضرت سلامہ کا حضرت علی سے سماع معروف نہیں ہے اور حدیث مرسل ہے۔ ابن کثیر کا کہنا ہے کہ یہ حضرت علی کے کلام سے مشہور ہے ابن قتبہ نے ''مشکل الحدیث'' میں اس پر بحث کی ہے۔ اسی طرح اس حدیث کو ابوالحسن احمد بن فارس اللغوی نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے جو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں لکھی ہے مگر اس کی اسناد میں نظر ہے۔

الحافظ ابوالحجاج المزی نے کہا ہے سلامہ الکندی معروف نہیں ہے اور حضرت علی سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی ہے پھر فرماتے ہیں، حقیقی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، ابن عبدالبر نے ابوبکر بن ابی شیبہ کے طریق سے روایت کی مگر اس کی سند میں بھی اسی طرح ایک غیر معروف راوی ہے اور آخر میں یہ الفاظ زائد ذکر کئے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا سَامِعِیْنَ مُطِیْعِیْنَ وَاَوْلِیَاءَ مُخْلِصِیْنَ وَ رُفَقَاءَ مُصَاحِبِیْنَ اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ مِنَّا السَّلَامَ وَاَرْدِدْ عَلَیْنَا مِنْہُ السَّلَامَ۔

''یا الٰہی! ہمیں آپ کا ہر قول سننے والا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اطاعت گزار اور مخلص اولیاء اور سچے رفقاء سے بنا، اے اللہ! ہمارے سلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا اور ہم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام لوٹا''۔

ان شاء اللہ العزیز، اس باب کی سولہویں فصل میں مشکل الفاظ کی تشریح آئے گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کے بارے میں مروی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ رَبِّیْ وَ سَعْدَیْکَ، صَلَوٰتُ اللّٰہِ الْبَرِّ الرَّحِیْمِ وَالْمَلَائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ النَّبِیِّیْنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَمَا سَبَّحَ لَکَ مِنْ شَیْءٍ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الشَّاھِدِ الْبَشِیْرِ الدَّاعِیْ اِلَیْکَ بِاِذْنِکَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ وَ

عَلَيْهِ السَّلَامُ

''بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی کریم پر، اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو ان پر اور مؤدبانہ سلام عرض کرو، حاضر ہوں میں اے اللہ! اے میرے پروردگار! اور سعادت حاصل کرتا ہوں تیری فرمانبرداری سے، درود ہوں اللہ کے جو احسان کرنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اور فرشتوں کے جو مقرب ہیں اور انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگوں کے اور ہر وہ چیز جو تیری پاکی بیان کرتی ہے اے رب العالمین! ان سب کے درود ہوں ہمارے آقا محمد بن عبد اللہ پر جو خاتم النبیین ہیں سید المرسلین ہیں، امام المتقین ہیں اور رب العالمین کے رسول ہیں جو گواہ ہیں خوشخبری دینے والے ہیں بلانے والے ہیں تیری طرف تیرے حکم سے روشن چراغ ہیں اور ان پر سلام ہو''۔

ہم نے اس حدیث کو ''الشفاء'' سے نقل کیا مگر میں ابھی تک اس کی اصل پر آگاہ نہیں ہوا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مروی ہے جس کی سند پر مجھے واقفیت نہیں، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر الصلاۃ البُتیراء نہ پڑھو صحابہ کرام نے پوچھا، یا رسول اللہ! وہ کیسی صلاۃ ہے فرمایا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہو اور پھر رک جاؤ بلکہ یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

''اے اللہ درود بھیج محمد پر اور آل محمد پر''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ درود پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَةَ مُحَمَّدِنِ الْكُبْرٰى وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْيَا وَاَعْطِهٖ سُؤْلَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى كَمَا اٰتَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى

''اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شفاعت کبریٰ قبول فرما اور ان کے درجے کو مزید بلند فرما نیز آخرت اور دنیا میں جو کچھ انہوں نے مانگا ہے انہیں عطا فرما، جس طرح تو

نے (اپنے خلیل) ابراہیم اور اپنے کلیم موسیٰ کو عطا فرمایا تھا''۔

اس حدیث کو عبد بن حمید اپنی مسند میں اور اسماعیل القاضی نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند جید، قوی صحیح ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے تو یوں پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَ بَرَکَاتِکَ عَلٰی اٰلِ اَحْمَدَ کَمَا جَعَلْتَھَا عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ

''اے اللہ! اپنے درود اور اپنی برکات نازل فرما آل احمد پر جس طرح تو نے نازل کیں آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے''۔

النمیری نے ایک اور طریق سے ''عَلٰی مُحَمَّدٍ'' کے الفاظ میں یہ حدیث روایت کی ہے اور یہ الفاظ زائد ذکر کئے ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَمَغْفِرَۃُ اللّٰہِ وَ رِضْوَانُہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مُحَمَّدًا مِنْ اَکْرَمِ عِبَادِکَ عَلَیْکَ وَمِنْ اَرْفَعِھِمْ عِنْدَکَ دَرَجَۃً وَاَعْظَمِھِمْ خَطَرًا وَ اَمْکَنِھِمْ عِنْدَکَ شَفَاعَۃً اَللّٰھُمَّ اَتْبِعْہُ مِنْ اُمَّتِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ مَا تَقَرُّ بِہٖ عَیْنُہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا خَیْرَ مَا جَزَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَاجْزِ الْاَنْبِیَاءَ کُلَّھُمْ خَیْرًا وَسَلَامًا عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

''اے نبی مکرم! آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمت، برکات، مغفرت اور اس کی رضا ہو، اے اللہ! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تو ان بندوں میں کر جو شرف و کرامت کے لحاظ سے تیری بارگاہ میں بڑے معزز ہیں اور جن کا درجہ تیری جناب میں بہت اونچا ہے جن کی تیرے نزدیک بڑی قدر و منزلت ہے اور جن کی شفاعت تیری بارگاہ میں بڑی قوی ہے، اے اللہ! آپ کی اولاد اور آپ کی امت کو آپ کی پیروی نصیب فرما جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، ہر نبی کو اپنی امت کی طرف سے جو جزا تو

نے دی ہے ہم غلاموں کی طرف سے ہمارے آقا کو اس سے بھی بہترین جزا عطا فرما اور جملہ انبیاء کو جزائے خیر دے، سلام ہو اللہ کے فرستادوں پر، سب تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہیں''۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے تو اس طرح پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَوْلَادِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ مُحِبِّيْهِ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

''اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا و مولا محمد پر اور آل محمد پر، آپ کے اصحاب پر، آپ کی اولاد پر، آپ کے اہل بیت اطہار پر، آپ کی ذریات پر، آپ کے محبین پر، آپ کے متبعین پر، آپ کے تابعداروں پر اور ان کے ساتھ ہم تمام پر یا ارحم الراحمین!''

اس روایت کو بھی النمیری نے نقل کیا ہے۔

حضرت حسن بصری سے یہ بھی مروی ہے کہ جو چاہتا ہے کہ وہ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوض سے لبالب پیالہ پئے اسے چاہئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان الفاظ میں درود بھیجے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَاُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

''اے اللہ! درود بھیج محمد پر اور آپ کی آل پر، آپ کے اصحاب پر اور آپ کی اولاد پر آپ کی ازواج مطہرات پر، آپ ذریت پر، آپ کی اہل بیت اطہار پر، آپ کے سسرال والوں پر، آپ کے مددگاروں پر، آپ کے فرمانبرداروں پر، آپ کے محبین پر اور آپ کی امت پر اور ان کے ساتھ ہم سب پر اے سب رحم کرنے

والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والے"۔

اس روایت کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں نقل کیا ہے اور النمیری، ابن بشکوال نے ابوالحسن بن الکرخی جو جانی پہچانی شخصیت ہیں، کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر ان الفاظ میں درود بھیجتے تھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مِلْأَ الدُّنْیَا وَمِلْأَ الْاٰخِرَۃِ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ مِلْأَ الدُّنْیَا وَ مِلْأَ الْاٰخِرَۃِ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا مِلْأَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ مِلْأَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

"اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر اتنی مقدار کہ بھر جائے اس سے دنیا اور بھر جائے اس سے آخرت اور برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد پر اتنی مقدار کہ بھر جائے اس سے دنیا اور بھر جائے اس سے آخرت اور رحم فرما ہمارے آقا محمد پر اتنی مقدار کہ بھر جائے اس سے دنیا اور بھر جائے اس سے آخرت اور سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر اتنی مقدار کہ بھر جائے اس سے دنیا اور بھر جائے اس سے آخرت"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ کلمات ادا فرمائے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا جَارَ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ یَا مَأمَنَ الْخَائِفِیْنَ یَا عِمَادَ مَنْ لَا عِمَادَ لَہٗ یَا سَنَدَ مَنْ لَا سَنَدَ لَہٗ یَا ذُخْرَ مَنْ لَا ذُخْرَ لَہٗ یَا حِرْزَ الضُّعَفَاءِ یَا كَنْزَ الْفُقَرَاءِ یَا عَظِیْمَ الرَّجَاءِ یَا مُنْقِذَ الْھَلْكٰی یَا مُنْجِیَ الْغَرْقٰی یَا مُحْسِنُ یَا مُجْمِلُ یَا مُنْعِمُ یَا مُفَضِّلُ یَا عَزِیْزُ یَا جَبَّارُ یَا مُنِیْرُ اَنْتَ الَّذِیْ سَجَدَ لَكَ سَوَادُ اللَّیْلِ وَضَوْءُ النَّھَارِ وَ شُعَاعُ الشَّمْسِ وَحَفِیْفُ الشَّجَرِ وَ دَوِیُّ الْمَاءِ وَ نُوْرُ الْقَمَرِ یَا اَللّٰہُ اَنْتَ اللّٰہُ لَا شَرِیْكَ لَہٗ اَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ، اے رحمٰن، اے رحیم، اے پناہ طلب کرنے والوں کو پناہ دینے والے، اے خوفزدوں کی امن گاہ، اے سہارے اس کے جس کا کوئی سہارا نہیں، اے پشت پناہی کرنے والے جس کا کوئی پشت پناہ نہیں، اے ذخیرہ کرنے والے اس کے لئے جس کا کوئی ذخیرہ اندوز نہیں، اے ضعیفوں کی حفاظت فرمانے والے، اے فقراء کے خزانے، اے سب کی سب سے بڑی امید گاہ، اے ہلاک شدہ کو ہلاکت سے نکالنے والے، غریقوں کے نجات دہندہ، اے محسن، اے مجمل، اے منعم، اے فضل فرمانے والے، اے عزیز اے جبار، اے منیر، تیری ہی وہ ذات ہے جس کو رات کی تاریکی، دن کی روشنی، سورج کی شعاعیں، درختوں کی سرسراہٹ، پانی کی شوشو اور چاند کے نور نے سجدہ کیا، اے اللہ! تو ہی اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمد پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور آل محمد پر''۔

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرات فاطمہ، علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو اپنے کپڑے کے نیچے جمع کیا تو اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں استدعا کی:

اَللّٰهُمَّ قَدْ جَعَلْتَ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَ مَغْفِرَتَكَ وَرِضْوَانَكَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ مِنِّىْ وَ اَنَا مِنْهُمْ فَاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَمَغْفِرَتَكَ وَ رِضْوَانَكَ عَلَىَّ وَعَلَيْهِمْ

''اے اللہ! تو نے نازل کیں اپنی صلواتیں، رحمتیں، مغفرت اور رضوان ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر، اے اللہ! یہ نفوس قدسیہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، اپنے درود، رحمتیں، مغفرت اور رضوان مجھ پر اور ان پر نازل فرما''۔

حضرت واثلہ فرماتے ہیں میں دروازے پر کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا میں نے عرض کی، یارسول اللہ! میرے ماں، باپ آپ پر فدا ہوں، مجھ پر بھی یہ (درود، رحمت مغفرت اور

رضوان) ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ وَعَلٰی وَاثِلَۃَ۔ اے اللہ! واثلہ پر بھی درود، رحمت، مغفرت ورضوان نازل فرما۔ ان دونوں احادیث کو الدیلمی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور دونوں ضعیف ہیں، ابوالحسن البکری، ابوعمارہ بن زید المدنی اور محمد بن اسحٰق المطلبی سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں بیٹھے تھے، ایک شخص منہ پر ڈھاٹا باندھے ہوئے آیا، چہرہ کھولا اور بڑی فصاحت کے ساتھ کلام کرنے لگا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْعِزِّ الشَّامِخِ وَ الْکَرَمِ الْبَاذِخِ "سلام ہو تم پر اے بلند عزت اور اکرام والو!"۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے اپنے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھایا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعرابی کی طرف رشک بھری نگاہوں سے دیکھا اور عرض کی، یارسول اللہ! اس کو آپ نے میرے اور اپنے درمیان جگہ عطا فرمائی ہے حالانکہ سطح ارض پر مجھ سے زیادہ آپ کو کوئی اور محبوب نہیں ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، جبریل نے مجھے اس اعرابی کے متعلق یہ بتایا ہے کہ اس نے مجھ پر ایسا درود پڑھا ہے کہ ایسا درود اس سے پہلے کبھی کسی نے نہیں پڑھا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دست بستہ عرض کناں ہوئے، یارسول اللہ! بتائیے یہ کیسے آپ پر درود پڑھتا ہے تاکہ میں بھی یہ سعادت حاصل کروں اور آپ پر ویسا ہی درود پڑھوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے ابوبکر! یہ ان الفاظ میں درود پڑھتا ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَ فِی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

"اے اللہ! درود بھیج محمد پر اور آل محمد پر اولین وآخرین میں اور ملاء اعلیٰ میں قیام قیامت کے دن تک"۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) اس درود کا کیا ثواب ہے۔ فرمایا، اے ابابکر! تو نے ایسا سوال کیا جس کے ثواب کا شمار اعداد کے

احاطہ سے وراء ہے، اگر سات سمندر سیاہی، تمام درخت قلمیں بن جائیں اور تمام فرشتے اس کا ثواب لکھنا شروع کر دیں تو سیاہی ختم ہو جائے، قلم ٹوٹ جائیں مگر فرشتے پھر بھی اس کے ثواب کو مکمل تحریر نہ کر سکیں گے، اس حدیث کو ابو الفرج نے کتاب ''المطرب'' میں روایت کیا ہے یہ منکر ہے بلکہ موضوع ہے۔ ابن سبع کی شفا میں ایک حدیث مروی ہے جس کی سند پر مجھے آگاہی نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر کے درمیان کوئی شخص نہیں بیٹھتا تھا۔ ایک دن ایک شخص آیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے درمیان میں بٹھا دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس پر تعجب کرنے لگے، جب وہ خوش نصیب چلا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یہ مجھ پر ان الفاظ میں درود پڑھتا ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ اَوْ نَحْوَ ذٰلِکَ

''اے اللہ! درود بھیج سیدنا محمد پر جیسے درود تجھے اس کیلئے پسند و محبوب ہیں یا اس جیسا''۔

میں (مصنف فرماتے ہیں) کہتا ہوں، اگر یہ بات ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ عمل اس شخص کی تالیف قلب اور اسلام پر ہمیشہ رہنے اور تعلق کے پختہ رہنے اور حاضرین کو اس کیفیت پر درود پڑھنے کی ترغیب دینے کیلئے کیا تھا، یا اس کے علاوہ کوئی اور حکمت بھی ہو سکتی ہے مگر اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک صدیق اکبر سے زیادہ کوئی مقرب یا محبوب تھا۔ وللہ الفضل۔

ابن ابی عاصم نے اپنی ایک تصنیف میں ایک سند کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے جس سند پر مجھے ابھی تک آگاہی نہیں ہوئی کہ جو شخص ان الفاظ میں درود پڑھے گا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضًا وَّلِحَقِّہٖ اَدَاءً وَّ اَعْطِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا مِنْ اَفْضَلِ مَا جَزَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصَّالِحِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

''اے اللہ! درود بھیج سیدنا محمد پر اور آل محمد پر ایسا درود جو تیری رضا کا سبب بنے،
اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق ادا فرما۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور وہ مقام محمود عطا
فرما جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے اور ہماری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ جزا دے
جس کے آپ اہل ہیں اور ہماری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جزا سے افضل جزا
دے جو تو نے کسی نبی کو اپنی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہے اور درود بھیج آپ
کے جملہ بھائیوں نبیوں اور صالحین پر، اے سب رحم فرمانے والوں سے زیادہ رحم
فرمانے والے!''

جس نے اس درود کو سات جمعوں پر پڑھا اور ہر جمعہ پر سات مرتبہ پڑھا اس کے
لئے میری شفاعت واجب ہے۔

ابو محمد عبداللہ الموصلی المعروف بابن المشتہر جو ایک فاضل شخص تھے، فرماتے ہیں: جو یہ
چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کرے کہ اس سے افضل حمد اولین وآخرین، ملائکہ مقربین،
زمین وآسمان کے باسیوں میں سے کسی نے نہ کی ہو اور وہ چاہتا ہو کہ وہ ایسا درود پڑھے جو
کسی اور نے نہ پڑھا ہو اور جو یہ چاہتا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایسا سوال کرے کہ اس جیسا
سوال اس کی مخلوق میں سے کسی نے نہ کیا ہو تو اسے یہ کلمات ادا کرنے چاہئیں۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا اَنْتَ اَھْلُہٗ فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَنْتَ اَھْلُہٗ
وَافْعَلْ بِنَا مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ فَاِنَّکَ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ۔

''اے اللہ! سب تعریفیں تیرے لئے ہیں جن کا تو اہل ہے اور درود بھیج محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تیری شان کے لائق ہے اور ہمارے ساتھ وہ سلوک فرما جو تیری شان
کے مناسب ہے بیشک تو اہل التقویٰ اور اہل المغفرۃ ہے۔

اس حدیث کو النمیری نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
فرمایا، جب تم مجھ پر درود پڑھو تو عمدہ طریقہ پر پڑھو شاید تمہیں معلوم نہیں کہ یہ درود تمہارا مجھ

پر پیش کیا جاتا ہے تم یوں مجھ پر درود پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَ بَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ يَغْبِطُهُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ

''اے اللہ! نازل فرما اپنے درود، رحمتیں، برکتیں سید المرسلین، امام المتقین، خاتم النبیین پر جو تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے، جو خیر کا امام، نیکیوں کا پیشوا اور رحمت کا رسول ہے، اے اللہ! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود پر فائز فرما، جس پر اولین و آخرین رشک کریں''۔

اس حدیث کو الدیلمی نے ''مسند فردوس'' میں نقل کیا ہے، اس کو ابن ابی عاصم نے بھی روایت کیا ہے جیسا کہ پیچھے حدیث تشہد میں گزرا ہے۔

میں (مصنف فرماتے ہیں) کہتا ہوں، ابوموسیٰ المدنی نے ''الترغیب'' میں کہا ہے کہ یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے مختلف ہے۔ (انتہی) معروف یہی ہے کہ یہ موقوف ہے اور اسی طرح ابن ماجہ نے اپنی سنن میں، طبری نے ''التہذیب'' میں، عبد نے اپنی مسند میں، البیہقی نے الداعوت اور الشعب میں، المعمری نے ''الیوم و اللیلة'' میں، الدار قطنی نے ''الافراد'' میں تمام نے فرائد میں، ابن بشکوال نے ''القربة'' میں ذکر کی ہے آخر میں یہ الفاظ ہیں''۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔

''اے اللہ! درود بھیج سیدنا محمد پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے درود بھیجا ابراہیم پر

اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔ اے اللہ! برکتیں نازل فرما ہمارے سردار محمد پر اور آل محمد پر، جس طرح تو نے برکتیں نازل فرمائیں ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے تو حمید مجید ہے"۔

موقوف کی سند حسن ہے بلکہ الشیخ علاؤ الدین مغلطائی نے کہا کہ صحیح ہے لیکن بعض متاخرین نے المنذری کا تعاقب کیا ہے کہ انہوں نے اس کو حسن کہا ہے۔ یہ حسن کیسے ہوسکتی ہے جب کہ اس کی سند میں المسعودی ہے جن کے متعلق ابن حبان نے کہا ہے کہ آخر میں ان سے خلط ہو جاتا تھا وہ اپنی پہلی اور دوسری حدیث سے تمیز نہیں کر سکتے تھے اس لئے اس کو چھوڑنا بہتر ہے۔

عبدالرزاق نے مجاہد کے واسطہ سے مرسلاً روایت کی ہے کہ تم اپنے اسماء اور جبینوں سمیت مجھ پر پیش کئے جاتے ہو تو تم مجھ پر ادب و نیاز کے ساتھ عمدہ الفاظ میں درود پڑھا کرو۔ اس حدیث کو النمیری نے مجاہد کے واسطہ سے روایت کیا ہے۔

حضرت زین العابدین علی بن حسین سے ایک حدیث مروی ہے جس کی سند پر مجھے واقفیت نہیں ہوئی کہ جب آپ اپنے جد اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے، دراں حالیکہ لوگ سن رہے ہوتے تھے یوں درود پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِى الْاَوَّلِيْنَ وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِى الْاٰخِرِيْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ شَابًّا فَتِيًّا وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَهْلًا مَرْضِيًّا وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلًا نَبِيًّا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى تَرْضٰى وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بَعْدَ الرِّضٰى وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَبَدًا اَبَدًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَرَدْتَّ اَنْ يُصَلّٰى عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ رِضٰى نَفْسِكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ زِنَةَ عَرْشِكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مِدَادَ كَلِمَاتِكَ الَّتِىْ لَا تَنْفَدُ اَللّٰهُمَّ وَاَعْطِ

مُحَمَّدَانِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ بُرْهَانَهٗ وَاَبْلِجْ حُجَّتَهٗ وَاَبْلِغْهُ سُؤْلَهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَاُمَّتِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَ بَرَكَاتِكَ وَ رَافَتَكَ وَ رَحْمَتَكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَبِيْبِكَ وَ صَفِيِّكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِاَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ مِثْلَ ذَالِكَ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا مِثْلَ ذَالِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِى اللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِى النَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِى الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الصَّلٰوةَ التَّامَّةَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ الْبَرَكَةَ التَامَّةَ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ السَّلَامَ التَّامَّ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَبَدَ الْاٰبِدِيْنَ وَ دَهْرَ الدَّاهِرِيْنَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْعَرَبِيِّ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِى الْاَبْطَحِيِّ التِّهَامِيِّ الْمَكِّيِّ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْهِرَاوَةِ وَالْجِهَادِ الْمَغْنَمِ صَاحِبِ الْخَيْرِ وَالْمِنْبَرِ صَاحِبِ السَّرَايَا وَالْعَطَايَا وَالْاٰيَاتِ وَالْمُعْجِزَاتِ وَالْعَلَامَاتِ الْبَاهِرَاتِ وَالْمَقَامِ الْمَشْهُوْدِ وَالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ وَالشَّفَاعَةِ وَالسُّجُوْدِ لِلرَّبِّ الْمَحْمُوْدِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ وَعَدَدِ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ۔

''اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر اولین میں، اور درود بھیج ہمارے آقا پر آخرین میں، اور درود بھیج ہمارے آقا محمد پر قیام قیامت کے دن تک، اے اللہ! درود بھیج محمد پر جب کہ وہ جوان ہوں، اور درود بھیج محمد پر جب کہ آپ خوش خصال میانہ سال تھے اور درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جو رسول اور نبی ہیں، اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر یہاں تک کہ جتنا تجھے پسند ہے اور درود بھیج ہمارے آقا محمد

پر اپنی رضا کے بعد اور درود بھیج ہمارے آقا محمد پر ہمیشہ ہمیشہ، اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جیسا تو نے ان پر صلاۃ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے اور درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جیسے تجھے ان پر درود پڑھوانا مقصود ہے اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر بیشمار اپنی مخلوق کے اور درود بھیج اپنی ذات کی خوشنودی کے برابر، اور درود بھیج ہمارے آ. قا محمد پر اپنے عرش کے وزن کے برابر، اور درود بھیج ہمارے آقا محمد پر اپنے کلمات کی سیاہی کی مقدار جو نہ ختم ہونے والے ہیں، اے اللہ! ہمارے آقا محمد کو وسیلہ، فضیلت اور درجہ رفیعہ عطا فرما، اے اللہ! ان کی دلیل کو عظمت بخش اور ان کی حجت کو روشن فرما اور اپنے اہل بیت اور امت کے بارے میں آپ کی آرزو کو پورا فرما، اے اللہ! نازل فرما اپنے درود، اپنی برکات، اپنی مہربانیاں اور اپنی رحمت ہمارے آقا محمد پر جو تیرا حبیب اور صفی ہے اور آپ کی طیب وطاہر اہل بیت پر، اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر اس درود سے افضل جو تو نے مخلوق میں کسی پر بھیجا اور برکتیں نازل فرما اس کی مثل اور رحمت فرما ہمارے آقا محمد پر اس کی مثل، اور درود بھیج ہمارے آقا محمد پر رات میں جب وہ چھا جائے اور درود بھیج ہمارے آقا محمد پر دن میں جب وہ روشن ہو جائے اور درود بھیج ہمارے آقا محمد پر آخرت میں اور دنیا میں۔ اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر مکمل درود اور برکتیں نازل فرما ہمارے آقا محمد پر مکمل برکت اور سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر مکمل سلام، اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا پر جو بھلائی کے امام، نیکیوں کے رہنما اور رحمت کے رسول ہیں، اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر ہمیشہ ہمیشہ، اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جو نبی امی، عربی، قرشی، ہاشمی، ابطحی، تہامی، مکی، صاحب التاج، صاحب ہراوہ، صاحب الجہاد، صاحب مغنم، صاحب الخیر، صاحب منبر صاحب السرایا، صاحب العطایا، صاحب الآیات والمعجزات و العلامات الباہرات ہیں اور جو ایسے حوض کے مالک ہیں جس پر لوگ اتریں گے،

شفاعت کے مالک اور رب محمود کو سجدہ کرنے والے ہیں۔ اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر ان خوش نصیبوں کی مقدار جنہوں نے آپ پر درود پڑھا اور ان کی مقدار جنہوں نے درود نہیں بھیجا"۔

الفاکہانی نے ذکر کیا ہے کہ اسے یہ درود پاک الہام ہوا تھا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ بِنُوْرِہِ الظُّلَمُ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَۃً لِکُلِّ الْاُمَمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُخْتَارِ لِلسِّیَادَۃِ وَ الرِّسَالَۃِ قَبْلَ خَلْقِ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمَوْصُوْفِ بِاَفْضَلِ الْاَخْلَاقِ وَالشِّیَمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمَخْصُوْصِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَخَوَاصِ الْحِکَمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ لَا تَنْتَھِکُ فِیْ مَجَالِسِہِ الْحُرُمُ وَلَا یُغْضٰی عَنْ مَنْ ظَلَمَ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ اِذَا مَشٰی تُظَلِّلُہُ الْغَمَامَۃُ حَیْثُ مَا یَمَّمَ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا الَّذِیْ اِنْشَقَّ لَہُ الْقَمَرُ وَ کَلَّمَہُ الْحَجَرُ وَ اَقَرَّ بِرِسَالَتِہٖ وَ صَمَّمَ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اَثْنٰی عَلَیْہِ رَبُّ الْعِزَّۃِ نَصًّا فِیْ سَالِفِ الْقِدَمِ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ صَلّٰی عَلَیْہِ رَبُّنَا فِیْ مُحْکَمِ کِتَابِہٖ وَ اَمَرَ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ وَیُسَلَّمَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ مَا انْھَلَّتِ الدِّیَمُ وَمَا جَرَتْ عَلَی الْمُذْنِبِیْنَ اَذْیَالُ الْکَرَمِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا وَ شَرَّفَ وَ کَرَّمَ۔

"اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد پر جن کے نور سے تاریکیاں چھٹ گئیں، اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد پر جو تمام امتوں کیلئے سراپا رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے، اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد پر جو سیادت و رسالت کیلئے لوح و قلم کی تخلیق سے بھی پہلے چنے گئے تھے، اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد پر جو

عمدہ اخلاق اور جمیل خصائل سے موصوف تھے، اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد پر جو جوامع الکلم اور خواص الحکم کے لئے مخصوص تھے، اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد پر جن کی مجالس میں حرم کی بے حرمتی نہ کی جاتی تھی، ظالم سے چشم کی پوشی نہ کی جاتی تھی۔ اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد پر جو جہاں جانے کا ارادہ فرماتے بادل سایہ کئے رکھتا تھا، اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد پر جن کے اشارہ سے چاند دولخت ہوگیا، جن سے پتھروں نے گفتگو کی، رسالت کا اقرار کیا اور نبوت پر مہر تصدیق ثبت کی، اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد پر جن کی تعریف ابتداء سے، اللہ رب العزت نے بڑے کھلے الفاظ میں فرمائی، اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جن پر درود بھیجا ہمارے پروردگار نے اپنی کتاب کی محکم آیات میں اور ان پر درود پڑھنے کا (امت مسلمہ کو) حکم دیا اور سلام پیش کرنے کا حکم دیا، درود ہو آپ پر اور آپ کی آل اطہار پر اور آپ کے اصحاب پر اور آپ کی ازواج مطہرات پر جب تک بارش سیراب کرتی رہے اور گنہگاروں پر کرم کا دامن بچھتا رہے اور سلام ہو پورے ادب و نیاز کے ساتھ اور شرف و کرامت پاتے رہیں"۔

پھر فرماتے ہیں اس درود پاک کو ایک جماعت نے لکھا اور یاد کیا اور کے بعد مجھے پتہ چلا کہ ایک مالکی طالب نے خواب میں دیکھا کہ وہ اسی درود پاک کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر پڑھ رہا ہے، والحمد للہ، میں کہتا ہوں اس باب کے آخر میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی مزید کیفیات بھی ذکر کی جائیں گی، پھر مجھے ایک درود پاک کی کیفیت ملی جو ہمارے معتمد شیوخ میں سے ایک نے بتائی ہے، اس کا ایک قصہ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس طرح ایک مرتبہ پڑھنے سے دس ہزار مرتبہ درود پڑھنے کا ثواب ملتا ہے مگر انہوں نے وہ قصہ بیان نہیں فرمایا۔ اس درود کا طریقہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهٗ وَرَحْمَةٌ

لِلْعَالَمِيْنَ ظُهُوْرُهٗ، عَدَدَ مَنْ مَضٰى مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِيَ وَمَنْ سَعِدَ وَمَنْ شَقِيَ صَلَاةً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَتُحِيْطُ بِالْحَدِّ صَلَاةً لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا انْتِهَاءَ وَلَا اَمَدَ لَهَا وَلَا انْقِضَاءَ صَلَاةً دَائِمَةً بِدَوَامِكَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ كَذَالِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ

''اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جن کا نور سب مخلوق سے پہلے پیدا ہوا، جن کا ظہور سارے جہانوں کیلئے رحمت ہے اتنی تعداد میں جتنی تیری مخلوق گزر چکی ہے اور جتنی ابھی باقی ہے، جس قدر ان میں سعید ہوئے ہیں اور جتنے بد بخت ہوئے ہیں، ایسا درود جو ساری گنتیوں کا احاطہ کر لے اور ساری حدوں کو گھیر لے، ایسا درود جس کی کوئی انتہا نہ ہو، نہ جس کی کوئی میعاد مقرر ہو اور نہ وہ اختتام پذیر ہو، ایسا درود جو تیرے دوام کے ساتھ دائم ہو اور آپ کی آل پاک اور اصحاب پر بھی اس طرح کا درود ہو، سب تعریفیں اللہ کے لئے اس مہربانی پر۔

یہ درود پاک الرشید العطار نے ذکر کیا ہے اور التیمی نے ''الترغیب'' میں اور ابوالیمن نے سعد الزنجانی تک اس کی سند بیان کی ہے، وہ فرماتے ہیں: ایک شخص مصر میں ہمارے پاس رہتا تھا انتہائی پارسا تھا اسے ابوسعید الخیاط کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ وہ لوگوں کے ساتھ میل جول نہ رکھتا تھا، اور نہ کسی محفل میں آتا جاتا تھا، پھر اس نے ابن رشیق کی مجلس میں حاضر رہنے کی مواظبت اختیار کر لی۔ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا، انہوں نے اس سے پوچھا (کہ تم ہمیشہ ابن رشیق کی محفل میں کیوں آنے جانے لگے ہو) تو اس بتایا کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی مجلس میں حاضر رہا کرو کیونکہ یہ مجھ پر بکثرت درود پڑھتا ہے۔

ابوالقاسم التیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی الترغیب میں علی بن الحسین کے واسطہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنا اہل السنت کی علامت ہے۔

حضرت کعب سے مروی ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر ہونے لگا تو حضرت کعب نے فرمایا، ہر صبح ستر ہزار فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر نازل ہوتے ہیں اور اپنے پروں سے قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے، پھر وہ اوپر چلے جاتے ہیں اور نئے ستر ہزار فرشتے نزول فرماتے ہیں اور قبر انور کو اپنے پروں کے ساتھ ڈھانپ لیتے ہیں اور صبح تک درود پڑھنے میں مصروف رہتے ہیں، ستر ہزار فرشتے رات کو اور ستر ہزار فرشتے دن کو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے رہیں گے حتیٰ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور شق ہوگی تو آپ ایسے ہی ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں نکلیں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بجالا رہے ہوں گے۔

اس حدیث کو اسماعیل القاضی، ابن بشکوال اور البیہقی نے ''الشعب'' میں اور الدارمی نے اپنی جامع میں ''باب اکرم اللہ بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **بعد موتہ**'' کے تحت روایت کیا ہے اور المبارک نے ''الدقائق'' میں روایت کی ہے۔

بچے کا رونا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا ہوتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً ہے کہ بچے کا دو ماہ تک رونا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دینے کیلئے ہوتا ہے اور چار ماہ تک اللہ پر پختہ یقین کے اظہار کیلئے ہوتا ہے اور آٹھ ماہ تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کیلئے ہوتا ہے اور دو سال تک اس کا رونا اپنے والدین کیلئے استغفار کیلئے ہوتا ہے اور جب وہ پیاسا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ماں کے پستان کے ذریعے سے جنت کا ایک چشمہ جاری فرماتا ہے جس سے وہ سیراب ہوتا ہے اور اس کی خوراک و پیاس کیلئے کافی ہوتا ہے۔ اس حدیث کو الدیلمی نے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ دوسرے محدثین نے یہ الفاظ بھی لکھے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ایک سال تک بچے کے رونے پر اسے نہ مارو کیونکہ چار ماہ تک اس کا رونا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کیلئے ہوتا ہے اور چار ماہ مجھ پر درود پڑھتا ہے اور چار ماہ اپنے والدین کیلئے

دعا کرتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ بچے کا پنگھوڑے میں رونا چار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اظہار کیلئے ہوتا ہے، چار ماہ تک تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کیلئے اور چار ماہ اپنے والدین کے لئے استغفار کرنے کیلئے روتا ہے۔

"جب دوسرے انبیاء پر درود پڑھا جائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی درود پڑھا جائے"۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم مرسلین پر درود پڑھو تو مجھ پر ان کے ساتھ درود پڑھو کیونکہ میں بھی رسولوں میں سے رسول ہوں۔ اس حدیث کو الدیلمی نے اپنی مسند الفردوس میں اور ابو یعلیٰ نے اپنی حدیث کے فوائد میں روایت کیا ہے جیسا کہ دوسرے باب میں آئے گا۔

عن انس عن ابی طلحہ بھی کہا گیا ہے اس کو ابن ابی عاصم نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے جیسا کہ پیچھے گزرا ہے۔

دوسرے الفاظ اس طرح ہیں۔

جب تم مجھ پر سلام پڑھو تو باقی مرسلین پر بھی درود پڑھو۔

المجد اللغوی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے اور اس کے رجال سے صحیحین میں بھی حجت پکڑی گئی ہے واللہ اعلم۔ اس حدیث کو تاریخ الاصبہان سے الاحمدین میں ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم مرسلین پر درود بھیجو تو مجھ پر ان کے ساتھ درود بھیجو کیونکہ میں مرسلین میں سے رسول ہوں۔

اس حدیث کو ابن ابو عاصم نے روایت کیا ہے اس کی سند حسن جید ہے لیکن مرسل ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے انبیاء و رسل پر درود بھیجو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی مبعوث فرمایا ہے جیسے مجھے اس نے مبعوث

فرمایا، صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم تسلیما۔

اس حدیث کو العدنی، احمد بن منیع، الطبرانی اور القاضی اسماعیل نے نقل کیا ہے اور ہم نے فوائد العیسوی اور الترغیب التیمی سے روایت کیا ہے اس کی سند میں موسیٰ بن عبیدہ ہیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر اس کی حدیث مانوس ہوتی ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ ان سے روایت کرنے والے عمر بن ہارون ہیں وہ بھی ضعیف ہیں لیکن عبدالرزاق نے اسی حدیث کو الثوری عن موسیٰ کے واسطے روایت کیا ہے اس کے لفظ بھی مرفوع ہیں جب آدمی اپنے بھائی کو جزاك الله خیراً کہتا ہے وہ مکمل تعریف کرتا ہے اور پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے انبیاء ورسل پر درود بھیجو اللہ تعالیٰ نے انہیں مبعوث فرمایا ہے جیسے مجھے مبعوث فرمایا ہے اور ہم نے حدیث الثوری کو، حدیث علی بن حرب عن ابی داؤد عنہ کی سند سے روایت کیا ہے اس حدیث کو ابوالقاسم التیمی نے وکیع کے طریق سے اپنی الترغیب میں روایت کیا ہے اور ابوالیمن بن عساکر نے المعافی ابن عمران کے طریق سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے موسیٰ سے بھی روایت کیا ہے ہم نے اس حدیث کو رابع المخلصیات میں روایت کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قرآن پاک کے حفظ کرنے کی جو دعا منقول ہے اس میں یہ بھی ہے کہ مجھ پر اور تمام انبیاء پر درود پڑھو۔

اس حدیث الترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور الحاکم نے روایت کیا ہے انشاء اللہ آخر باب میں ذکر ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم مجھ پر درود بھیجو تو اللہ تعالیٰ کے باقی انبیاء پر بھی درود بھیجو بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے جیسے انہیں مبعوث فرمایا ہے الطبرانی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے مگر اس کی سند میں بھی موسیٰ ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ہے کہ تشہد میں مجھ پر اور اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام پر درود قطعاً ترک نہ کرنا۔

اس حدیث کو البیہقی نے کمزور سند کے ساتھ نقل کیا ہے یہ بھی آگے آئی گی الحافظ ابو موسیٰ المدنی نے کہا ہے کہ مجھے ایک سلف کی سند کے ساتھ یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جملہ انبیاء کرام پر کم درود پڑھنے کی شکایت کر رہے ہیں، درود ہو آپ پر اور تمام انبیاء و مرسلین پر اور سلام ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کیلئے کسی پر صلاۃ بھیجنا جائز نہیں سمجھتا۔ لیکن مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کیلئے استغفار کرنا چاہیے۔

اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور القاضی اسماعیل نے ''احکام القرآن'' اور ''الصلوٰۃ النبویہ'' میں روایت کیا ہے۔ الطبرانی، البیہقی، سعید بن منصور اور عبدالرزاق نے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے:

لَاتَنْبَغِي الصَّلٰوۃُ مِنْ اَحَدٍ عَلٰی اَحَدٍ اِلَّا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

''کسی کیلئے کسی پر درود بھیجنا جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہو''۔

اس روایت کے رجال، رجال الصحیح ہیں۔

اسماعیل القاضی کے الفاظ یہ ہیں:

لَا تَصْلُحُ الصَّلٰوۃُ عَلٰی اَحَدٍ اِلَّا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنْ لِلْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ

ہم نے امالی الہاشم سے ابتداء میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔

لَایَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلٰی اَحَدٍ اِلَّا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

''سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے کسی پر درود نہیں بھیجنا چاہئے''۔

کیا غیر انبیاء پر درود پڑھنا جائز ہے

حضرت سفیان الثوری فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی پر صلوٰۃ پڑھنا مکروہ

ہے، اس حدیث کو البیہقی نے روایت کیا ہے۔

البیہقی اور عبد الرزاق نے ایک اور روایت نقل کی ہے وہ بھی اسی طرح ہے کہ نبی کے علاوہ کسی پر درود پڑھنا مکروہ ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے جو ہم نے حسن او صحیح اسناد کے ساتھ ابو بکر بن ابی شیبہ کے واسطہ سے قاضی اسماعیل کے ''احکام القرآن'' اور ''فضل الصلوٰۃ'' سے روایت کی ہے کہ القصاص کے لوگوں نے اپنے خلفاء اور امراء پر صلوٰۃ پڑھنا شروع کر دی تھی تو انہوں نے صلاۃ کو فقط نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے خاص کیا۔ انہوں نے لکھا کہ جب میرا یہ لیٹر پہنچے تو انہیں فوراً حکم دو کہ صلوٰۃ انبیاء کے ساتھ خاص کرو اور عام مسلمانوں کے لئے دعا کرو اور باقی سب کچھ ترک کر دو۔

مصنف فرماتے ہیں، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کے متعلق لکھا ہے یعنی کیا غیر انبیاء پر صلوٰۃ پڑھنا جائز ہے؟ اہل العلم جواز کا قول کرتے ہیں، میں نے امام مالک کے مذہب کے پیروکار کی تحریر میں پایا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ پر صلوٰۃ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ یہ مسلک امام مالک سے غیر معروف ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ میں غیر انبیاء پر صلاۃ بھیجنا مکروہ سمجھتا ہوں اور ہمارے لئے حکم سے تجاوز کرنا مناسب بھی نہیں ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ نے ان کی مخالفت کی ہے اور فرمایا، لا باس بہ یعنی غیر انبیاء پر صلاۃ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ انہوں نے دلیل یہ دی ہے کہ صلوٰۃ رحمت کی دعا ہے اور دعا کسی نص یا اجماع سے ممنوع ہو سکتی ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں میرا میلان بھی حضرت امام مالک اور سفیان کے قول کی جانب ہے اور یہی قول متکلمین وفقہاء میں سے محققین کا ہے، وہ فرماتے ہیں: غیر انبیاء کے ساتھ رضی اور غفران کا ذکر کیا جائے اور مستقلاً غیر انبیاء پر صلوٰۃ بھیجنا امر معروف نہیں ہے۔ یہ عمل بنی ہاشم کے عہد حکومت میں ایجاد ہوا تھا۔

اور جو امام مالک سے حکایت کیا گیا ہے کہ وہ غیر انبیاء پر درود نہیں بھیجتے تھے، اس قول کی تاویل ان کے اصحاب نے اس مفہوم کے ساتھ کی ہے کہ ہم غیر انبیاء پر صلوٰۃ پڑھنے کے

مکلف نہیں ہیں جیسے ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے مکلف بنائے گئے ہیں۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو ہمارے شیخ نے فرمایا کہ ملائکہ پر درود پڑھنا کوئی نئی نص سے معروف نہیں ہے بلکہ یہ پہلے فرمان ''صَلُّوْا عَلٰی اَنْبِیَاءِ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ'' سے ماخوذ ہے اگر یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول بنایا ہے۔ ہاں مومنین پر صلوٰۃ بھیجنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، امام مالک کا بھی یہی مسلک ہے جو ابھی گزرا ہے۔ علماء کے ایک طائفہ کا خیال ہے کہ صلوٰۃ مطلقاً مستقلاً جائز نہیں ہے مگر تبعاً جائز ہے صرف ان کے لئے جن کے متعلق نص وارد ہے یا جن کو آپ کے ساتھ ملایا گیا ہے کیونکہ ارشاد ہے: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ الخ۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو السلام سکھایا تو یوں فرمایا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ'' اور جب الصلاۃ سکھائی تو اپنے اور اپنے اہل بیت پر مخصوص فرمایا ہے۔

علامہ القرطبی نے ''المفہم'' میں اور ابو المعالی من الحنابلہ نے اس قول کو پسند فرمایا ہے اور یہی قول متاخرین میں ابن تیمیہ کا ہے۔ پس ''قال ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم'' نہیں کہا جائے گا۔ اگرچہ معناً صحیح بھی ہے اور صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَعَلٰی صِدِّیْقِہٖ اَوْ خَلِیْفَتِہٖ وَ نَحْوِ ذَالِکَ کہا جا سکتا ہے اسی کے قریب یہ مفہوم ہے کہ غیر خدا کے لیے عزوجل نہیں کہا جائے گا اگرچہ معناً صحیح ہے کیونکہ یہ ثناء، اللہ تعالیٰ سبحانہ کا شعار بن چکا ہے کوئی غیر اس میں شریک نہیں ہے، ایک طائفہ نے کہا ہے کہ استقلالاً صلوٰۃ مکروہ ہے مگر تبعاً مکروہ نہیں ہے، یہ قول امام احمد سے مروی ہے۔ الثوری نے فرمایا، یہ خلاف اولیٰ ہے۔ ایک طائفہ نے فرمایا تبعاً مطلقاً جائز ہے استقلالاً جائز نہیں۔ یہ قول امام ابوحنیفہ اور ان کی جماعت کا ہے۔ ابو الیمن ابن عساکر نے فرمایا کہ ایک طائفہ کا کہنا ہے کہ مطلقاً جائز ہے اور بخاری کے طریقہ کا بھی یہی مقتضیٰ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَصَلِّ عَلَیْہِمْ۔ پھر امام بخاری نے مطلقاً صلوٰۃ کے جواز پر ایک حدیث تعلیق کی ہے اور اس کے بعد وہ حدیث ذکر کی ہے جو تبعاً صلاۃ کے جواز پر دال ہے۔ انہوں نے ایک باب باندھا ہے: ''ہَلْ یُصَلّٰی عَلٰی غَیْرِ النَّبِیِّ صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْ اِسْتِقْلَالًا اَوْ تَبْعًا'' اس میں انہوں نے غیر انبیاء ملائکہ اور مومنین داخل کئے ہیں۔ ہمارے شیخ نے فرمایا ہے کہ جواز پر دلالت کرنے والی حدیث کے ساتھ حدیث عبد اللہ بن ابی اوفی کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی'' اس کی مثل حضرت قیس بن سعد بن عبادہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھاتے ہوئے یہ کلمات ادا فرمائے تھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَکَ وَرَحْمَتَکَ عَلٰی اٰلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ۔

''اے اللہ! نازل فرما اپنی صلاۃ اور رحمتیں آل سعد بن عبادہ پر''۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے ذکر کیا ہے اور اس کی سند جید ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، ایک عورت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھ پر اور میرے خاوند پر درود بھیجو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ہی کیا۔ اس حدیث کو امام احمد نے مطولاً اور مختصراً نقل کیا ہے اور ابن حبان نے اس کی تصحیح فرمائی ہے حضرت حسن اور مجاہد کا بھی یہی قول ہے۔ امام احمد نے ابوداؤد کی روایت سے اپنے اس قول پر نص قائم کی ہے یہی قول حضرت اسحق، ابوثور، داؤد اور الطبرانی کا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ''ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ'' سے دلیل پکڑی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں مرفوعاً مروی ہے کہ فرشتے مومن کی روح سے یوں مخاطب ہوتے ہیں: صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَعَلٰی جَسَدِکَ۔

غیر انبیاء پر صلاۃ بھیجنے کو منع کرنے والوں نے ان تمام دلائل کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ تمام فرامین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے ہیں۔ ان کے لیے تو خاص ہے کہ جو چاہیں جو فرمائیں ان کو اختیار ہے مگر کسی غیر کیلئے ان کی اجازت واذن کے بغیر ایسا کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ کسی فعل کے کرنے کا اذن ثابت نہ ہو۔

القاضی الحسین نے اپنی تعلیقات میں سے باب الزکاۃ میں اور المتولی نے باب الجمعہ میں ذکر کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے جائز تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقصوداً اپنے

سوا کسی پر صلاۃ بھیجیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ''وَصَلِّ عَلَيْهِمْ'' پر عمل کرتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابن ابی اوفی کے قصہ میں عمل کیا تھا مگر کسی غیر کیلئے ایسا کرنا جائز نہیں، ہاں اگر جس پر درود پڑھا جائے اس کا ذکر انبیاء کی تبع میں کیا جائے تو جائز ہے، قصداً مستقلاً جائز نہیں ہے۔

الشاشی نے ''المعتمد'' میں باب الجمعہ میں خراسانیین سے یہ قول حکایت کیا، پھر فرماتے ہیں: اس قول میں نظر ہے کیونکہ صلاۃ کا معنی دعا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاۃ کا مطلب رحمت ہوتا ہے اس لئے اس میں کوئی ایسا امر نہیں ہے جو حرام ہو اور کم از کم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا فعل جواز پر دلالت کرتا ہے اور اس میں کوئی خصوصیت کی دلیل نہیں ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس اور ثوری کے منع کے قول کے بعد لکھا ہے کہ ان کی مراد یہ ہے ''واللہ ورسولہ اعلم''۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر پر تعظیماً وتکریماً درود پڑھا جائے تو اس وقت صلاۃ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہوگی، اگر دعا اور تبرک کی صورت میں ہو تو اس وقت غیر کیلئے بھی جائز ہے۔ یہ عبارت امام بیہقی نے شعب اور سنن کبریٰ میں ذکر کی ہے۔

علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں قول فیصل یہ ہے کہ غیر نبی پر صلاۃ بھیجنے سے مراد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل، ازواج اور ذریت ہے یا ان کے علاوہ ہیں۔ اگر تو آل وازواج و ذریت ہو تو ان پر درود پڑھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنے کے ساتھ مشروع ہے اور منفرد بھی جائز ہے اور ان کے علاوہ کا مسئلہ ہو تو وہ اگر ملائکہ واہل طاعت ہوں جن میں انبیاء وغیر انبیاء بھی داخل ہیں تو ان کے لئے بھی تبعاً اور مستقلاً دونوں طرح پڑھنا جائز ہے جیسے کہا جاتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ اَجْمَعِيْنَ

اگر کوئی شخص معین ہو یا مخصوص گروہ ہو تو ان پر صلاۃ بھیجنا مکروہ ہے اور اگر تحریم کا قول کیا

گیا ہے تو اس کی ایک خاص وجہ ہے کہ جب وہ کسی کا شعار بنایا جائے اور اس کی مثل یا اس سے بہتر شخص کیلئے جائز ہی نہ سمجھا جائے جیسے رافضی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے کرتے ہیں، ہاں اگر کبھی صلوٰۃ پڑھی جائے کسی کا شعار نہ بنایا جائے جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت اور اس کے خاوند پر پڑھی اسی طرح حضرت علی نے حضرت عمر پر صلاۃ بھیجی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس تفصیل پر ادلہ متفق ہیں اور وجہ الصواب منکشف ہے واللہ الموفق۔

سلام عرض کرنے کے متعلق علماء کی آراء

علماء اسلام نے سلام، عرض کرنے کے متعلق بھی اختلاف فرمایا ہے یعنی کیا یہ صلاۃ کے معنی میں ہے۔ عن علی علیہ السلام، یا اس کے جو مشابہ الفاظ ہیں کہنا مکروہ ہیں (یا نہیں) علماء کے ایک گروہ نے سلام کو بھی غیر نبی کیلئے مکروہ قرار دیا ہے جن میں سے ایک ابو محمد الجوینی ہیں انہوں نے عن علی علیہ السلام کہنے سے منع فرمایا ہے۔ دوسرے علماء نے الصلاۃ اور السلام میں فرق کیا ہے کہ سلام ہر مومن زندہ، مردہ، غائب و حاضر کے لیے جائز ہے یہ اہل اسلام کی دعا ہے بخلاف صلاۃ کے کیونکہ صلاۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل اطہار کے حقوق میں سے ہے، اس لئے تو نمازی کہتا ہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ اَلصَّلَاةُ عَلَيْنَا نہیں کہتا۔ پس فرق واضح ہو گیا۔ والحمد للہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کی افضل کیفیات کا بیان

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درود پاک کے متعلق سوال کرنے کے بعد آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلیم دینے سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ وہ کیفیت جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمائی وہ کیفیت افضل ترین ہے کیونکہ اپنے لیے اشرف و افضل کو ہی پسند کیا جاتا ہے پھر اس پر مسئلہ یہ مرتب ہوتا ہے کہ اگر کوئی قسم اٹھائے کہ وہ افضل ترین کیفیت میں درود پڑھے گا تو قسم تب پوری ہوگی جب وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم دی ہوئی کیفیت پر پڑھے۔ امام النووی نے "الروضہ" میں الرافعی کی حکایت کے بعد اس صورت کو درست فرمایا ہے۔

ابراہیم المروزی سے مروی ہے کہ وہ مندرجہ ذیل کیفیت پڑھ کر قسم کو پورا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا سَهٰى عَنْهُ الْغَافِلُوْنَ

''اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر اور آل محمد پر ہر بار جبکہ یاد کریں ان کو ذکر کرنے والے اور ہر بار جب کہ غافل ہوں ان کی یاد سے غافل لوگ''۔

امام نووی فرماتے ہیں انہوں نے یہ کیفیت امام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ کی ہے کیونکہ سب سے پہلے انہوں نے یہ کیفیت استعمال کی تھی۔

ہمارے شیخ نے فرمایا کہ یہ درود پاک کی کیفیت امام شافعی کی کتاب ''الرسالہ'' کے خطبہ میں درج ہے لیکن سھی کی جگہ غفل کا لفظ ہے۔ امام اوزاعی نے لکھا ہے کہ ان تمام لوگوں کی کلام کا ظاہر، جنہوں نے ابراہیم المروزی کے مسالۃ الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے، یہی ہے کہ فی ذکرہ وغفل عن ذکرہ کی ضمیر کا مرجع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس ہے یعنی التفات کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ مقام التفات نہیں ہے پھر فرماتے ہیں، میرا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ضمیر کا لوٹانا زیادہ اوجہ ہے اور امام شافعی کی کتاب ''الرسالہ'' کے کلام کے بھی زیادہ قریب ہے۔

ہمارے شیخ نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے کہ امام شافعی کے کلام کا ظاہر بھی یہی ہے کہ ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے کیونکہ ان کے الفاظ یہ ہیں:

فَصَلَّى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى نَبِيِّنَا كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ

پس عبارت کو تبدیل کرنے والے کا حق ہے کہ وہ یوں پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ الی اخرہ

مصنف فرماتے ہیں امام الشافعی کا بقیہ درود یہ ہے:

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اَفْضَلَ وَاَكْثَرَ وَاَزْكٰى مَا صَلّٰى

عَلٰی اَحَدٍ مِنْ خَلْقِهٖ وَزَكَانَا وَاِيَّاكُمْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ اَفْضَلَ مَازَكَّا اَحَدًا مِنْ اُمَّتِهٖ بِالصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ وَرَحْمَةِ اللّٰهِ وَبَرَكَاتِهٖ وَجَزَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى مُرْسَلًا عَنْ مَنْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ فَاِنَّهٗ اَنْقَذَنَا مِنَ الْهَلَكَةِ وَجَعَلَنَا فِیْ خَيْرِ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ دَائِنِيْنَ بِدِيْنِهِ الَّذِیْ ارْتَضٰى وَاصْطَفٰى بِهٖ وَمَلَائِكَتُهٗ وَمَنْ اَنْعَمَ عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِهٖ فَلَمْ تَمَسَّ بِنَا نِعْمَتُهٗ ظَهَرَتْ وَلَا بَطَنَتْ نِلْنَابِهَا حَظًّا فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ وَدُنْيَانَا وَدُفِعَ عَنَّا مَكْرُوْهٌ فِيْهِمَا اَوْفِیْ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اِلَّا وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَبُهَا الْقَائِدُ اِلٰى خَيْرِهَا وَالْهَادِیْ اِلٰى رُشْدِهَا الزَّائِدُ عَنِ الْهَلَكَةِ وَمَوَارِدِ السُّوْءِ فِیْ خِلَافِ الرُّشْدِ الْمُبَيِّنَةِ لِلْاَسْبَابِ الَّتِیْ تُوْرِدُ الْهَلَكَةَ الْقَائِمُ بِالنَّصِيْحَةِ فِی الْاِرْشَادِ وَالْاِنْذَارِ فِيْهَا فَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ كَمَا صَلّٰى عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

''اللہ تعالیٰ درود بھیجے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اولین وآخرین میں اس درود سے افضل، زیادہ اور پاکیزہ جو اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی پر بھیجا، اور ہمیں اور تمہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی وجہ سے پاک کردے جیسے درود کی وجہ سے کسی امتی کو پاک کیا ہے اور سلام ہو آپ پر اللہ کی رحمت و برکت ہو اور اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے جزاء عطا فرمائے اس سے افضل جو کسی رسول کو ان کے امتیوں کی طرف سے جزاء عطا فرمائی ہے اس نے ہمیں ہلاکت سے نجات عطا فرمائی، اور ہمیں ایسی بہترین امت بنایا جو لوگوں سے نکالی گئی ہے، درآں حالا یکہ ہم مقروض ہیں اس قرض کے ساتھ جو اسے اس کے ملائکہ اور جن پر اپنی مخلوق سے انعام کیا، کو پسند ہے ہمیں کوئی ظاہری و باطنی نعمت نہیں ملی مگر ہم نے اس سے دین ودنیا کا حصہ پایا اور دین ودنیا میں ہم سے ہر مکروہ چیز دور کی گئی صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا سبب ہیں جو

اس نعمت کی بھلائی کی طرف قیادت کرنے والے اور رہنمائی کرنے والے ہیں، سیدھی راہ دکھانے والے ہیں، ہلاکت سے اور ہدایت کی مخالف برائی میں ڈالنے والی ایسی جگہیں جوان اسباب کوظاہر کرنے والی ہیں جو ہلاکت کو وارد کرتے ہیں، ان سے دفاع کرنے والے ہیں، دنیا میں انذار وارشاد میں مخلص ترین ہیں اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے ہمارے آقا و مولا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل اور اصحاب پر اور سلام بھیجے، جیسے درود بھیجا اس نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک وہ تمام خوبیوں سراہا ہے اور بزرگ ہے"۔

بعض علماء نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی تاویل اس طرح کی ہے کہ عموماً اللہ تعالیٰ کی کثرت ذکر کے ساتھ صفت بیان کی جاتی ہے اور اسی طرح غفلت ذکر بھی اسی سے ہوگی اگرچہ تمام تاویلات صحیح ہیں اور معنی میں اختلاف نہیں ہوتا مگر درود پیش کرنے والا اگر دونوں امروں کو ذہن میں رکھے تو مزید اچھا ہے۔ بعض علماء نے یہ فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرنے والا وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ میں سے شمار ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے غافل غافلین میں شمار ہوتا ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں اوزاعی نے ذکر کیا ہے کہ ابراہیم مذکور القاضی حسین کی تعلیمات سے بہت زیادہ نقل کیا کرتے تھے، اس کے علاوہ قاضی مذکور قسم کو اس طرح پورا کرنے کو بھی کہا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَمُسْتَحِقُّهٗ

"اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جس کے وہ اہل اور مستحق ہیں"۔

کسی اور نے بھی اس طرح کا درود، قسم کو پورا کرنے کیلئے کہا ہے۔

البارزی نے کہا ہے کہ میرے نزدیک قسم مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ پوری ہوتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَاتِكَ

"اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افضل درود بشمار اپنی معلومات

کے"۔

کیونکہ یہ درود زیادہ بلیغ ہے اس لیے یہی افضل ہوگا۔

المجد اللغوی نے بعض علماء سے نقل فرمایا ہے کہ اگر کوئی قسم اٹھائے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افضل ترین کیفیت میں درود بھیجے گا تو وہ اس طرح درود بھیجے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى كُلِّ نَبِيٍّ وَمَلَكٍ وَ وَلِيٍّ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَعَدَدَ كَلِمَاتِ رَبِّنَا التَّامَّاتِ وَالْمُبَارَكَاتِ

"اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد پر جو نبی امی ہیں اور ہر نبی فرشتہ اور ولی پر بشمار جفت وطاق کے اور بشمار ہمارے پروردگار کے مکمل ومبارک کلمات کے"۔

بعض علماء سے مندرجہ ذیل کیفیت منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضٰى نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادِ كَلِمَاتِكَ

"اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جو تیرے بندے، تیرے نبی اور تیرے رسول ہیں، جو نبی امی ہیں اور آپ کی آل اطہار پر، آپ کی ازواج پر اور آپ کی ذریت پر اور سلام بھیج، بشمار اپنی مخلوق کے اور اپنی خوشنودی کے اور اپنے عرش کے وزن کے برابر اور اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر"۔

میں (مصنف) کہتا ہوں جو بات مجھے پہنچی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے شیخ کا میلان بھی اسی درود پاک کی افضلیت کی طرف ہے کیونکہ انہوں نے اسی کو ابلغ کہا ہے اگرچہ اس کے علاوہ کیفیت کو انہوں نے ترجیح دی ہے جیسا کہ ابھی آئے گا۔

المجد نے کہا ہے کہ بعض علماء نے مندرجہ ذیل کیفیت اختیار کی ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِكَ

"اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر اور آل محمد پر ایسا درود جو تیرے دوام کے

ساتھ دائم ہو''۔

اور بعض نے یہ کیفیت اختیار کی ہے:

اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْزِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ اَهْلُهٗ

''اے اللہ! اے محمد اور آل محمد کے پروردگار! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر اور آل محمد پر اور جزادے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو ان کی شان کے لائق ہے''۔

مختلف کیفیات اور مختلف الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ درود شریف کے الفاظ میں کمی یا زیادتی کرنے میں وسعت ہے۔ مخصوص الفاظ اور مخصوص زمانہ کے ساتھ مختص نہیں لیکن افضل واکمل وہی کیفیت ہے جو ہمیں آقائے دو عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم دی ہے جیسا کہ ہم نے پیچھے ذکر کیا ہے۔

امام عفیف الدین الیافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ درود پاک کی تینوں کیفیات کو جمع کر کے پڑھنا زیادہ مناسب ہے قاری اس طرح پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَفْضَلَ صَلَاتِكَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ

''اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے درود بھیجا ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر اور نازل فرما برکتیں ہمارے سردار محمد پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکتیں نازل کیں ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے، افضل صلاۃ اپنی معلومات کی تعداد کے برابر ہر بار جب ذکر کرنے والے اسے یاد کریں اور غافل آپ کے ذکر سے غفلت کریں''۔

ہمارے شیخ کا بھی یہی کہنا ہے کہ اگر قاری حدیث پاک کا بیان کردہ درود، امام شافعی

کے اثر کا درود اور قاضی حسین کا بیان کردہ درود جمع کر کے پڑھے تو زیادہ بہتر ہوگا، فرماتے ہیں، یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ ان درودوں پر اعتماد کرے جن کے متعلق روایات ثابت ہیں اور ایسا ذکر بنایا جائے کہ اس سے قسم پوری ہو جائے پھر فرماتے ہیں کہ وہ چیز جس کی طرف دلیل رہنمائی کرتی ہے وہ یہ ہے کہ قسم اس درود پاک کے پڑھنے سے پوری ہوگی جو حدیث ابو ہریرہ سے ثابت ہے کہ حضور رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جسے یہ پسند ہے کہ اسے اجر کا پیمانہ لبالب بھرا ہوا ملے اسے چاہئے کہ یوں درود پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

''اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جو نبی ہے اور آپ کی ازواج پر جو تمام مومنوں کی مائیں ہیں اور آپ کی ذریت پر اور آپ کے اہل بیت پر جس طرح تو نے درود بھیجا ابراہیم پر''۔

ہمارے محققین شیوخ میں سے العلامہ کمال الدین بن الہمام نے ایک دوسری کیفیت ذکر فرمائی ہے جس میں درود پاک کی تمام کیفیات موجود ہیں وہ مندرجہ ذیل ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ اَبَدًا اَفْضَلَ صَلَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ نَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ تَسْلِيْمًا وَزِدْهُ شَرَفًا وَتَكْرِيْمًا وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''اے اللہ! درود بھیج ہمیشہ افضل درود ہمارے سردار محمد پر جو تیرے بندے، تیرے نبی اور تیرے رسول ہیں، محمد پر اور آپ کی آل پر اور سلام بھیج ان پر مکمل سلام اور آپ کے شرف وعزت میں اضافہ فرما اور قیامت کے دن اپنی جناب میں منزل مقرب پر فائز فرما''۔

میں نے الطبقات للتاج السبکی میں پڑھا ہے کہ ان کے باپ سے مروی ہے کہ درود پاک کی احسن ترین صورت وہ ہے جو تشہد میں پڑھی جاتی ہے، جس نے وہ درود پڑھا اس

نے یقیناً حضور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا، اس کے لیے یقیناً احادیث میں جزا کا ذکر ہے جو اس درود پاک کے علاوہ کوئی درود پڑھتا ہے اس کی صلاۃ مطلوبہ مشکوک ہے کیونکہ صحابہ کرام نے عرض کی، یا رسول اللہ! ہم کیسے آپ پر درود بھیجیں تو سرکار دو عالم نے فرمایا یوں پڑھو (یعنی تشہد والا درود سکھایا) پس ان کو یہی درود پڑھنے کو فرمایا اور یہی درود آپ ﷺ کا عطا کردہ ہے پھر فرماتے ہیں، زبان کبھی اس درود پاک کی ادائیگی سے کوتاہ نہ رہے واللہ الموفق۔ یہ درود پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَبَارِکْ وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اِمَامِ الْخَیْرِ وَقَائِدِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاٰلِہٖ وَاَصْھَارِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَمُحِبِّیْہِ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَصَلِّ وَبَارِکْ وَتَرَحَّمْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ اَفْضَلَ صَلَاتِکَ وَاَزْکٰی بَرَکَاتِکَ کُلَّمَا ذَکَرَکَ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ الْغَافِلُوْنَ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَعَدَدَ کَلِمَاتِکَ التَّامَّاتِ الْمُبَارَکَاتِ وَعَدَدَ خَلْقِکَ وَرِضٰی نَفْسِکَ وَزِنَۃَ عَرْشِکَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ صَلَاۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِکَ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یَّغْبِطُ بِہِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَہُ الْکُبْرٰی وَارْفَعْ دَرَجَتَہُ الْعُلْیَا وَاَعْطِہٖ سُؤْلَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی کَمَا اٰتَیْتَ اِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسٰی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِی الْمُصْطَفَیْنَ مَحَبَّتَہٗ وَفِی الْمُقَرَّبِیْنَ مَوَدَّتَہٗ وَفِی الْاَعْلِیِّیْنَ ذِکْرَہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ خَیْرَ مَا جَزَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَاجْزِ الْاَنْبِیَاءَ کُلَّھُمْ خَیْرًا صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَصَلَاۃُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اَلسَّلَامُ

عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ وَرِضْوَانُهُ اَللّٰهُمَّ أَبْلِغْهُ مِنَّا السَّلَامَ وَاَوْرِدْ عَلَيْنَا مِنْهُ السَّلَامَ وَاَتْبِعْهُ مِنْ اُمَّتِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ مَا تَقِرُّ بِهٖ عَيْنُهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ

"اے اللہ! درود بھیج اور برکتیں نازل فرما اور رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا محمد پر جو تیرے بندے، تیرے نبی اور تیرے رسول ہیں، جو نبی امی ہیں، جو سید المرسلین امام المتقین اور خاتم النبیین ہیں، جو بھلائی کے راہنما نیکیوں کے پیشوا اور رسول رحمت ہیں۔ اور (درود بھیج اور برکتیں نازل فرما اور رحمتیں نازل فرما) آپ کی آل پر آپ کے سسرال پر، آپ کے مددگاروں پر، آپ کے متبعین پر آپ کے تابعداروں پر اور آپ کے عاشقوں پر جیسے تو نے درود بھیجا، برکات نازل کیں اور رحمتیں بھیجیں ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر تمام جہانوں میں بیشک تو حمید و مجید ہے اور درود بھیج اور برکتیں نازل فرما اور رحم فرما ہم پر ان کے ساتھ افضل درود، پاکیزہ برکات ہر بار جب تیرا ذکر کریں ذکر کرنے والے اور ہر بار جبکہ غافل ہوں تیرے ذکر سے غفلت کرنے والے، جفت و طاق کی تعداد کے برابر، اپنے کامل اور بابرکت کلمات کی تعداد کے برابر، اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر، اپنی خوشنودی کے برابر، اپنے عرش کے وزن کے برابر اور اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر ایسا درود جو تیرے دوام کے ساتھ دائم ہو۔ اے اللہ! قیامت کے دن مبعوث فرما آپ کو مقام محمود پر، جس کے ساتھ پہلے اور پچھلے رشک کریں اور قیامت کے دن آپ کو اپنی جناب میں مقعد مقرب پر فائز فرما اور آپ کی شفاعت کبریٰ قبول فرما اور آپ کے درجہ عالیہ کو بلند فرما اور آپ کو جو آپ نے آخرت و دنیا میں مانگا جس طرح تو نے ابراہیم و موسیٰ کو عطا فرمایا۔ اے اللہ! مصطفین میں آپ کی محبت ڈال دے اور مقربین میں آپ کی مودت اور علیین میں آپ کا ذکر بلند فرما اور جزا دے آپ کو جس کے آپ اہل ہیں بہتر اس جزا سے جو تو نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف

سے عطا فرمائی اور تمام انبیاء کرام کو بہتر جزا عطا فرما، درود ہو اللہ کا، مومنین کا ہمارے آقا محمد نبی امی پر اے نبی مکرم! سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت اس کی برکت اور اس کی مغفرت ہو اور اس کی رضا ہو (آپ پر) اے اللہ! آپ کی بارگاہ میں ہمارا سلام پہنچا ہماری طرف سے، اور آپ کی طرف سے ہم پر سلام لوٹا اور آپ کی امت اور آپ کی اولاد کو آپ کی پیروی نصیب فرما جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں یارب العالمین"۔

اگر کہا جائے کہ غفل کہا ہے سکت کا لفظ استعمال نہیں فرمایا ہے حالانکہ ایسا کہنا ممکن تھا اللہ تعالیٰ حقیقت حال سے زیادہ واقف ہوتا ہے۔ بعض اوقات ساکت (خاموش) دل میں ذکر کر رہا ہوتا ہے، تو اسے بھی ذاکر شمار کیا جاتا ہے۔ تو ایک فاضل کیلئے یہ اعتراض کرنا مناسب نہیں ہے۔ غافل و ساکت کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت پائی جاتی ہے، ہر غافل ساکت ہوتا ہے لیکن ہر ساکت غافل نہیں ہوتا۔ یہ اس صورت میں ہوگا جبکہ غافل سے مراد غافل بالقلب واللسان لیا جائے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ غافل سے مراد حق کے راستہ سے بھٹکا ہوا ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

جب یہ مسئلہ واضح ہوگیا تو ہم پہلی گفتگو کے تتمہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، افضل یہ ہے کہ تشہد میں یہ درود پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اسی درود پاک کو امام نووی نے "شرح المہذب" میں امام شافعی اور آپ کے اصحاب سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی درود پڑھنا اولیٰ ہے لیکن انہوں نے دونوں جگہ پر علی کی زیادتی کے ساتھ ال ابراہیم ذکر کیا ہے اور یہی درود پاک ابن حبان کی صحیح میں اور حاکم کی مستدرک میں اور امام بیہقی کے ہاں ثابت شدہ ہے۔

امام نووی ''شرح المهذب'' میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ جو درود پاک احادیث صحیحہ میں ثابت ہیں ان کو جمع کر کے پڑھنا زیادہ مناسب ہے یعنی اس طرح پڑھا جائے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

''اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد، نبی امی پر اور آل محمد پر اور آپ کی ازواج اور ذریت پر جیسے تو نے درود بھیجا ابراہیم اور آل ابراہیم پر اور برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد النبی الامی پر اور آل محمد پر، آپ کی ازواج اور آپ کی ذریت پر جس طرح تو نے برکت نازل کی ابراہیم اور آل ابراہیم پر تمام جہانوں میں بیشک تو حمید و مجید ہے''۔

امام النووی نے اپنی کتاب ''الاذکار'' میں بھی اسی طرح لکھا ہے مگر صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ کے بعد عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ کے الفاظ زیادہ ذکر کیے ہیں مگر وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ کے بعد یہ الفاظ زیادہ نہیں کیے ''التحقیق والفتاوی'' میں اسی طرح درود ذکر فرمایا مگر وہ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ کے بعد اَلنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

ہمارے شیخ نے فرمایا کہ امام نووی کے ذکر کردہ درود سے بہت سی اشیاء رہ گئی ہیں شاید انہوں نے جو زیادتی ذکر کی ہے اسی کمی کے برابر ہو۔ مثلاً ازواجہ کے بعد امہات المومنین، ذریتہ کے بعد اهل بیتہ کے الفاظ ترک کر دیئے حالانکہ الدارقطنی کی روایت کردہ حدیث ابو مسعود میں وارد ہیں۔ اسی طرح وبارك کے بعد عبدك ورسولك کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔ پہلی صورت میں فی العالمین اور حمید مجید چھوڑ دیا۔ اسی طرح اللھم صل وبارك اکٹھا ذکر نہیں کیا ہے حالانکہ یہ دونوں صیغے بھی النسائی کی روایت میں ثابت ہیں اسی طرح وترحم علی محمد چھوڑ دیا ہے، تشہد کے آخر میں وعلینا معھم ذکر

نہیں کیا حالانکہ یہ بھی الترمذی اور السراج کی احادیث میں ذکر ہیں جیسا کہ پیچھے گزرا ہے۔ ابن عربی نے اس زیادتی کا تعاقب کیا ہے اور فرمایا: ھذا شیء تفرد بہ زائدہ فلا یقول علیہ لوگوں نے آل کے معنی میں بہت زیادہ اختلاف کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ آپ کی امت ہیں پس تکرار کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسی طرح غیر انبیاء پر صلوۃ کے جواز میں بھی اختلاف کیا ہے ہم اس خصوصیت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

العراقی نے شرح ترمذی میں ابن عربی کے قول کا تعاقب کیا کہ یہ زیادتی ثابت ہے جو امام ترمذی نے ذکر کی ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ اس زیادتی میں منفرد نہیں ہیں، اگر ہوں بھی تو ان کا انفراد کوئی نقصان دہ نہیں۔

القاضی اسماعیل نے اپنی کتاب ''الصلوٰۃ'' میں دو واسطوں، عن یزید ابن ابی زیاد عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے ذکر کی ہے اور یزید سے مسلم نے استشہاد کیا ہے یہ درود البیہقی نے ''الشعب'' میں حدیث جابر میں ذکر کیا ہے جیسا کہ پیچھے گزرا ہے۔ پہلا ایراد تو اس شخص کا ہے جو آل کا معنی تمام امت کرتا ہے اس کے باوجود عام پر خاص کا عطف کرنا ممتنع نہیں ہے خصوصاً دعا میں۔

دوسری صورت میں ہمیں تو کوئی ایسا شخص معلوم نہیں کہ اس نے تبعاً غیر انبیاء پر صلاۃ سے منع کیا ہو، اختلاف صرف مستقلاً غیر انبیاء پر درود پڑھنے میں ہے۔ احاد کیلئے ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگنا جن کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لیے دعا مانگی تھی، جائز ہے۔ حدیث میں ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَکَ مِنْہُ مُحَمَّدٌ

یہ حدیث صحیح ہے امام مسلم نے نقل فرمائی ہے۔

مذکورہ زیادتی ابن مسعود کی حدیث میں بھی موجود ہے جیسے پیچھے ذکر ہو چکا ہے۔ علامہ الاسنوی نے امام النووی کے قول کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے کہ امام کے کلام کے مختلف

صیغوں کے باوجود جو کچھ احادیث میں ثابت ہے اس کا احاطہ نہیں ہوا، اور امام الاوزاعی نے کہا ہے کہ پہلے ایسا کسی نے نہیں کیا ہے وہ بات جو اظہر ہے یہ ہے کہ تشہد پڑھنے والے کیلئے افضل ہے کہ وہ ایسا درود پڑھے جو اکمل روایات سے ثابت ہے پس جو کچھ ثابت ہے کبھی وہ پڑھ لیا کرے اور کبھی دوسرا اگر تمام درودوں کو ملا کر پڑھنا تو اس سے تشہد میں ایک نئے طریقہ کا پڑھنا لازم آئے گا حالانکہ کسی ایک حدیث میں بھی ان درودوں کا مجموعہ ثابت نہیں ہے۔

ہمارے شیخ نے فرمایا ہے کہ شاید ان کا یہ کلام ابن قیم کے کلام سے ماخوذ ہے کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ کسی روایت میں بھی مجموعی طور پر تمام درود ذکر نہیں ہیں۔ پس بہتر یہی ہے کہ ہر طریقہ کو علیحدہ علیحدہ پڑھے اس سے تمام احادیث سے ثابت شدہ درود پڑھے جائیں گے بخلاف اس کے کہ تمام ایک ہی مرتبہ ملا کر پڑھے جائیں کیونکہ ظن غالب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملا کر نہیں پڑھا۔

الاسنوی نے یہ بھی کہا ہے کہ الشیخ پر لازم ہے کہ وہ تمام احادیث جمع کریں جو تشہد میں وارد ہیں اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ان کا اس لزوم کی تصریح نہ کرنے کی وجہ سے ان پر یہ لازم نہیں ہوتا کہ وہ ایسا کریں۔ امام ابن القیم نے یہ کہا ہے کہ امام شافعی نے واضح طور پر لکھا ہے کہ تشہد کے الفاظ کا اختلاف قراءت کے اختلاف کی مانند ہے اور کسی امام نے بھی ایک حرف قرآن میں تمام مختلف الفاظ کو جمع کر کے تلاوت کرنے کو مستحب نہیں کہا ہے اگرچہ بعض علماء نے مشق کیلئے تعلیم دیتے وقت ایسا کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

ہمارے شیخ فرماتے ہیں ظاہر بات یہ ہے کہ اگر ایک لفظ دوسرے لفظ کا ہم معنی ہو تو پھر جائز ہے جیسے ازواجہ اور امہات المومنین میں ہے مگر پھر بھی بہتر یہی ہے کہ ہر دفعہ ایک پر اکتفا کرے۔ اگر ایک لفظ معنی کی زیادتی کے ساتھ مستقل ہے اور دوسرے میں وہ مفہوم نہیں ہے تو اس زیادتی والے لفظ کا پڑھنا اولی ہے اور اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ بعض راویوں نے یاد رکھا اور بعض نے یاد نہ رکھا اور اگر معنی میں ایک لفظ دوسرے پر کچھ زیادہ ہے تو پھر احتیاطا اس لفظ کے پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

ایک گروہ علماء جن میں سے علامہ الطبری بھی ہیں، فرماتے ہیں: یہ اختلاف مباح ہے انسان جو لفظ بھی ذکر کر دے، جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ وہ لفظ استعمال کرے جو اکمل و ابلغ ہو، اس پر صحابہ کرام سے مختلف الفاظ منقول ہونے سے دلیل پکڑی گئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول حدیث موقوف ہے جو پہلے گزر چکی ہے اور حدیث ابن مسعود بھی موقوف ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد ذکر کی گئی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

حضرت کعب وغیرہ کی حدیث سے ان الفاظ کی تعیین پر استدلال کیا گیا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کو حکم پورا کرنے کیلئے تعلیم دیئے تھے خواہ ہم امر کے وجوب کو مطلقاً رکھیں یا نماز کے ساتھ مقید کریں۔ اس درود پاک کی نماز کے ساتھ تعیین امام احمد سے مروی ہے اور ان کے پیروکاروں کے نزدیک اصح یہ ہے کہ درود ابراہیمی واجب نہیں ہے بلکہ دونوں طرح کے الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کیلئے جائز ہیں۔

افضلیت میں اختلاف ہے حضرت امام احمد سے مروی ہے کہ کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم کے الفاظ پڑھنا واجب نہیں ہیں۔ ان سے یہ بھی مروی کہ قاری کو اختیار ہے ان سے اس کے علاوہ بھی قول مروی ہے۔ شوافع کہتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہنا کافی ہے۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا اس صیغہ کا پڑھنا بھی کفایت کرتا ہے جو اس مفہوم پر دلالت کرتا ہو جیسے نمازی لفظ خبر کے ساتھ درود پڑھ دے یعنی صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کی جگہ صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھ دے، اصح یہی ہے کہ جائز ہے کیونکہ دعا خبر کے الفاظ کے ساتھ زیادہ مؤکد ہوتی ہے۔ پس خبر کے الفاظ کے ساتھ پڑھنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا جنہوں نے صیغوں کی تبدیلی کا قول کیا ہے انہوں نے تکلیف پر وقف کیا ہے (یعنی جس طرح سکھایا گیا ہے اسی پر پابندی کرتے ہیں) ابن عربی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے بلکہ ان کا کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے والے کیلئے جو ثواب وارد ہے وہ اسے حاصل ہوگا جو مذکور صورت میں (یعنی امر کے صیغہ کے ساتھ) پڑھے گا۔ ہمارے اصحاب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خبر پر اکتفا کرنا جائز نہیں ہے مثلاً

کوئی اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہے، کیونکہ اس میں صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہے۔

لفظ محمد کی تعیین میں بھی علماء نے اختلاف کیا ہے لیکن اسم کے بغیر وصف جیسے النبی اور رسول اللہ، پر اکتفا کرنے کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ لفظ محمد کا مکلف بنایا گیا ہے اس لیے وہ لفظ جائز ہوگا جو اس سے اعلیٰ وارفع ہو اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ ضمیر اور لفظ احمد کا ذکر کرنا جائز نہیں ہے۔ الاصح روایات کے مطابق تشہد کی دونوں صورتوں میں بھی النبی اور محمد کے الفاظ آئے ہیں۔

جمہور علماء نے ہر اس لفظ کے جواز کا قول کیا ہے جس سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ہو حتیٰ کہ بعض علماء نے فرمایا تشہد میں اگر اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ پڑھا جائے تو بھی جائز ہے اور اسی طرح اگر اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہا جائے تب بھی جائز ہے بخلاف اس صورت کے کہ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کو مقدم ذکر کیا جائے۔

ہمارے شیخ فرماتے ہیں، تشہد کے الفاظ میں ترتیب شرط نہیں ہے اور یہی قول اصح ہے لیکن ان کے قول کے مقابل صحابہ کرام کا قول کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں تشہد اس طرح سکھایا جیسے قرآن کی سورت سکھاتے تھے، قوی دلیل ہے۔ اور ابن مسعود فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کو میرے ہاتھ پر شمار کیا۔ پھر ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ پر متاخرین میں سے ایک عالم کی میں نے پوری تصنیف دیکھی ہے۔ جمہور علماء کا اس بات پر اکتفا کرنے کی دلیل یہ ہے کہ اس کا وجوب نص قرآنی صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا سے ثابت ہے پھر جب صحابہ کرام نے درود کی کیفیت پوچھی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں سکھادی، ان الفاظ کی نقل میں اختلاف ہے اور صرف ان الفاظ پر اکتفا کیا گیا جن پر روایات متفق تھیں اور جو کچھ زائد تھا وہ چھوڑ دیا گیا جیسا کہ تشہد میں ہوا اگر متروک واجب ہوتا تو اس سے سکوت نہ کیا جاتا۔

ابن الفرکاح نے ''الاقلید'' میں لکھا ہے کہ جمہور کا اس کو کم از کم مقدار بنانا، اور اس کو

مسمیٰ الصلاۃ بنانا دلیل کا محتاج ہے کیونکہ احادیث صحیحہ میں اقتصار نہیں ہے اور وہ احادیث جن میں مطلق صلاۃ کا ذکر ہے ان میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو نماز میں واجب درود کی طرف اشارہ کرے اور روایات میں جو کم از کم مقدار وارد ہے وہ یہ ہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ الفوارنی نے صاحب الفروع سے ابراہیم کے ذکر کے وجوب میں دو وجہیں نقل کی ہیں جنہیں میں ذکر کروں گا جنہوں نے ابراہیم کے عدم وجوب کا قول کیا ہے اور حجت یہ پیش کی گئی ہے کہ زید بن حارثہ کی حدیث اس کے ذکر کے بغیر وارد ہے اس کے لفظ ''صَلُّوْا عَلَيَّ وَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ'' ہیں۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں فیہ نظر کیونکہ بعض روایات میں اختصار ہوتا ہے نسائی نے اس طریق سے مکمل بھی تخریج کی ہے اسی طرح طحاوی نے بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ پیچھے ذکر ہو چکا ہے۔

اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے اور ہم کہتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ اے اللہ تو درود بھیج ہمارے آقا پر

مصنف فرماتے ہیں، میں نے امیر المصطفیٰ الترکمانی کے ''مقدمۃ ابی اللیث'' کی شرح میں پڑھا ہے جس کی عبارت یہ ہے کہ اگر سوال کیا جائے کہ اس میں کون سی حکمت پوشیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنے کا حکم دیا اور ہم کہتے ہیں: اے اللہ! تو درود بھیج ہمارے آقا محمد پر اور آل محمد پر، یعنی ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ درود بھیجے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہم درود نہیں پڑھتے یعنی بندہ کو اُصَلِّیْ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہنا چاہئے تھا (مگر وہ ایسا نہیں کرتا) ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طاہر و پاکیزہ ہیں جہاں گمان نقص ہی نہیں۔ اور ہم سراپا نقص و عیب ہیں پس طیب و طاہر ذات کی تعریف وہ کیسے کرے جو سراپا عیب ہے، اس لیے ہم اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ وہ درود بھیجے اپنے محبوب کریم پر تا کہ رب طاہر کی طرف سے نبی طاہر پر درود

ہو کذا فی المرغینانی۔

علامہ النیشاپوری کی کتاب ''اللطائف والحکم'' میں بھی اسی طرح منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں: بندے کیلئے صَلَّیْتُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہنا کافی نہیں ہے کیونکہ بندے کا مرتبہ درود بھیجنے سے قاصر ہے بلکہ وہ اپنے رب سے سوال کرے کہ وہ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے تا کہ غیر کی زبان سے صلاۃ ہو جائے۔ اس صورت میں درود پڑھنے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور بندے کی طرف صلاۃ کی نسبت سوال کرنے کی وجہ سے مجازی ہوتی ہے۔

ابن ابی حجلہ نے بھی اسی چیز کی طرف اشارہ کیا ہے کہ امت کو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے صیغہ کی تعلیم دینے میں ایک خاص حکمت ہے جب ہمیں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم ملا لیکن ہم نہ شان رسالت کو کما حقہ جانتے ہیں اور نہ اس کا حق ادا کر سکتے ہیں تو اعتراف عجز کرتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ تو اس کی شان کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ وہ کس صلاۃ کا مستحق ہے۔ اس لیے تو اس ذات بابرکات پر صلاۃ بھیج، یہ اس قول کی مانند ہے جیسے کوئی کہے میں تیری شان بیان نہیں کرسکتا۔

مصنف فرماتے ہیں، اے مخاطب! جب تجھے درود و سلام کی اہمیت معلوم ہوگئی ہے تو تجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود و سلام پڑھنا چاہیے جیسے تجھے درود و سلام پڑھنے کا حکم ملا ہے اس طرح تیری عظمت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بلند ہوگی پس کثرت سے درود پڑھ اور ہمیشہ ہمیشہ پڑھ اور تمام روایات کو جمع کر کے پڑھ کیونکہ کثرت سے درود پڑھنا محبت کی نشانی ہے۔ جو جس سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر ہمیشہ اس کی زبان پر ہوتا ہے۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ تم میں سے کسی کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ میں اسے اپنے والد، بیٹے اور تمام لوگوں سے محبوب ہو جاؤں۔

آگے چند فصلیں ہیں جن پر ہم پہلے باب کا اختتام کریں گے۔

پہلی فصل اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ

یہ فصل اس بارے میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے قول اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ (یعنی یارسول اللہ! ہمیں آپ کی جناب میں سلام عرض کرنے کا طریقہ تو معلوم ہے ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں) سے مراد وہ سلام ہے جو صحابہ کرام کو تشہد میں پڑھنے کے لئے تعلیم دیا تھا یعنی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اور كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ سے بعد از تشہد درود پڑھنے کے متعلق سوال تھا۔ یہ قول امام بیہقی نے کیا ہے۔ اور ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ السلام کی تفسیر اس مفہوم کے ساتھ ظاہر ہے۔

ابن عبد البر نے اس کے متعلق ایک اور احتمال بھی ذکر کیا ہے یعنی اس سلام سے مراد وہ سلام ہے جس کے ساتھ انسان نماز سے فارغ ہوتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں، پہلا قول اظہر ہے۔ قاضی عیاض اور دوسرے علماء نے بھی اسی طرح کا قول ذکر فرمایا ہے۔ بعض علماء نے اس احتمال کو اس طرح رد کیا ہے کہ آخری سلام اتفاقاً ان الفاظ سے مقید نہیں ہے۔

ہمارے شیخ کا کہنا ہے کہ علماء کے اتفاق کی نقل میں نظر ہے کیونکہ امام مالک کے پیروکاروں کی ایک پوری جماعت کا اس بات پر جزم ہے کہ نمازی کیلئے مستحب ہے کہ نماز سے فارغ ہوتے وقت اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہے۔ قاضی عیاض اور ان کے علاوہ کئی علماء نے بھی یہی کہا ہے۔ میں کہتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کی فضیلت کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہیں جو گزشتہ اور آنے والی فضیلتوں کے علاوہ ہیں۔ ان احادیث میں سے ایک حدیث جابر ہے۔ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس رات مجھے مبعوث کیا گیا تو میں جس درخت اور پتھر سے گزرتا وہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ کہتا۔ حدیث یعلیٰ ابن مرۃ الثقفی میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں چل رہے تھے ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محو استراحت ہو گئے ایک درخت زمین کو چیرتے ہوئے آیا اور

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ فگن ہو گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی جگہ واپس چلا گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے تو میں نے درخت کا پورا ماجری عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ ایسا درخت تھا جس نے اللہ تعالیٰ سے مجھ پر سلام عرض کرنے کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملی (تو ایسا کیا)

حضرت جابر کی مرفوع حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیۡ لَاَعۡرِفُ حَجَرًا بِمَکَّةَ کَانَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبۡلَ اَنۡ اُبۡعَثَ اِنِّیۡ لَاَعۡرِفُهُ الۡاٰنَ

''میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ مکرمہ میں میری بعثت سے پہلے مجھ پر سلام کرتا تھا اب بھی میں اسے پہچانتا ہوں''۔

اَنَّ بِمَکَّةَ لَحَجَرًا کَانَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ لَیَالِیَ بُعِثۡتُ اِنِّیۡ لَاَعۡرِفُهُ اِذَا مَرَرۡتُ عَلَیۡهِ

''مکہ مکرمہ میں ایک پتھر بعثت کی راتوں میں مجھ پر سلام کرتا تھا جب بھی میں اس کے پاس سے گزرتا تھا میں اب بھی اسے پہچان لیتا ہوں جب اس کے اوپر سے گزرتا ہوں''۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ جبریل امین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کے طریقہ سے آگاہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا پھر دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر واپس لوٹے تو جس پتھر اور روڑے سے گزرتے وہی یوں سلام عرض کرتا: اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ! ہم نے ان احادیث کی تخریج کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا کیونکہ اس کتاب میں یہ ہماری شروط میں داخل نہیں۔ واللہ الموفق۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی سے مروی تشہد میں یہ الفاظ ذکر کئے ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَنۡبِیَاءِ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیۡنَا وَعَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ مَنۡ غَابَ مِنۡهُمۡ وَشَهِدَ اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لِمُحَمَّدٍ

وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ وَاغْفِرْ لِاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَمَا وَلَدَا وَارْحَمْهُمَا اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

''اللہ کے نبی پر سلام ہو۔ سلام ہو اللہ کے انبیاء اور رسولوں پر، سلام ہو اللہ کے رسول پر، سلام ہو محمد بن عبد اللہ پر، سلام ہو ہم پر اور مومن مردوں اور عورتوں پر جو ان سے غائب ہیں اور جو موجود ہیں۔ اے اللہ! مغفرت نازل فرما محمد پر اور آپ کی شفاعت قبول فرما اور مغفرت فرما آپ کے اہل بیت کی اور مغفرت فرما میری اور میرے والدین کی اور جن کو انہوں نے جنا اور ان دونوں پر رحمت فرما اور سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، سلام ہو اے نبی مکرم! تجھ پر اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں ہوں''۔

مصنف فرماتے ہیں اس کی سند میں نظر ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ''ولوالدی'' کہنا فقط تشہد پڑھنے والے کو تعلیم دینے کیلئے تھا ورنہ حضرت علی کا اپنے والدین کیلئے دعا مانگنا ثابت ہو جائے گا، حالانکہ حدیث میں آیا ہے کہ آپ کے والد کی موت کفر پر ہوئی تھی۔ یہ المزی نے کہا ہے واللہ الموفق۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کرنا وجوب کے درجہ تک پہنچتا ہے

جاننا چاہیے کہ کئی مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر سلام پڑھنا وجوب کی حیثیت رکھتا ہے۔ آخری تشہد میں سلام پڑھنا واجب ہے، اس پر امام شافعی نے نص قائم کی ہے الحلیمی نے نقل فرمایا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھنا واجب ہے۔ ''الشفاء'' الشفاء میں القاضی ابوبکر ابن بکیر سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت ''صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا'' نازل فرما کر آپ کے صحابہ کرام اور بعد والے لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضری کا شرف نصیب ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر ہو تو

ضرور سلام عرض کرو۔

الطرطوشی مالکی کی رائے بھی سلام کے وجوب کی طرف ہے اور ابن فارس اللغوی نے صلاۃ وسلام کی فرضیت کو برابر کہا ہے فرماتے ہیں جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا ہے اسی طرح سلام عرض کرنا بھی فرض ہے کیونکہ اللہ جل ثناء ہ کا ارشاد ہے: ''وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا''۔

سلام عرض کرنے کی نذر ماننے سے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر سلام عرض کرنا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سلام عرض کرنا عبادات عظیمہ اور قربات جلیلہ میں سے ہے اور مالکی، حنفی کسی نے بھی اس کے خلاف قول نہیں کیا ہے۔

صاحب الشفا نے ذکر کیا ہے کہ ابن وہب سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے مجھ پر دس مرتبہ سلام عرض کیا، اسے ایسا ثواب ملے گا جیسا کہ اس نے ایک گردن آزاد کی ہو۔ اس فضیلت کا ذکر مزید انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے باب میں حدیث ابو بکر کے ضمن میں آئے گا۔

سلام کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے فرمایا، یہ اللہ تعالیٰ کا اسم ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ثمرات و برکات سے آپ خالی نہ رہیں اور مصائب و آفات سے سلامت رہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک کاموں میں خیر و برکت جمع کرنے اور خلل و فساد کے عوارض کو دور کرنے کی توقع اور امید سے ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ اس سلام کے معنی میں ہو جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تجھ پر اللہ کا فیصلہ سلامتی کا ہو۔ سلام بمعنی السلامہ ہے جیسے مقام اور مقامہ، سلام اور سلامہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ تجھے مذمت و نقائص سے محفوظ فرمائے۔ جب تو اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہتا ہے تو تیری اس سے مراد یہ ہوتی ہے اے اللہ! ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت، امت اور ذکر کو ہر نقص و عیب سے سلامت رکھ اور آپ کی دعوت میں وقت کے گزرنے کے ساتھ مزید اضافہ فرما۔ آپ کی امت کو مزید بڑھا اور آپ کے ذکر کو بلند سے بلند تر فرما۔ یہ دونوں مفہوم امام بیہقی نے ذکر فرمائے ہیں۔ پھر فرماتے

ہیں، کوئی ایسا امر لاحق نہ ہو جو کسی وجہ سے بھی کمزوری وکمی کا باعث ہو۔

مصنف فرماتے ہیں ہوسکتا ہے السلام بمعنی المسالمہ اور الانقیاد ہو جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا میں استعمال ہوا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ علیك ذکر فرمایا لك نہیں فرمایا تو اس کا جواب یہ ہے اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور اللہ کا فیصلہ بندے کے حق میں بادشاہ اور سلطان کی حیثیت سے نافذ ہوتا ہے جو اس پر مکمل طور پر غالب ہوتا ہے گویا اللہ تعالیٰ کا تجھ پر سلامتی کا فیصلہ فرمانا اللہ کا تیری خاطر سلامتی کا فیصلہ فرمانے کی مانند ہے۔

دوسری فصل صحابہ کرام کے قول ''کیف'' کے متعلق ہے

علماء کرام کا ''کیف'' کے مراد و معنی میں بھی اختلاف ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ سوال اس صلاۃ کے معنی کے متعلق تھا جن کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور ان الفاظ کے متعلق تھا جن کے ساتھ صلاۃ ادا کی جائے اور بعض نے فرمایا کہ ''کیف'' سے سوال صلاۃ کی صفت کے متعلق تھا۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ارشاد صَلُّوْا عَلَيْهِ میں صلاۃ کا حکم ہوا جو رحمت، دعا اور تعظیم ان تمام معانی کا احتمال رکھتا تھا اس لیے صحابہ کرام نے عرض کی حضور! کن الفاظ میں صلاۃ عرض کریں؟ بعض مشاء، اور الباجی نے بھی اس قول کو ترجیح دی ہے کہ سوال صفت صلاۃ کے متعلق تھا جنس صلاۃ کے متعلق نہیں۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں یہی قول اظہر ہے کیونکہ ''کیف'' کا ظاہر استعمال صفت میں ہوتا ہے اور جنس کے متعلق سوال ما کے لفظ کے ساتھ ہوتا ہے۔ علامہ قرطبی نے بھی اسی قول پر جزم کیا ہے فرماتے ہیں، یہ اس شخص کا سوال ہے جس نے اصل تو سمجھ لی لیکن کیفیت اس پر مشکل ہوگئی تھی۔ صحابہ کرام نے صلاۃ کی مراد تو جان لی تھی پھر انہوں نے اس کی اس صفت کے متعلق دریافت کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے لائق ہوتا کہ وہ اسے ہی استعمال کریں۔

صحابہ کرام کو اس کیفیت پر سوال کرنے والی چیز وہ سلام تھا جو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا

النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ کے مخصوص الفاظ میں تھا۔ انہوں نے سوچا کہ صلاۃ بھی مخصوص الفاظ میں ہوگی تو انہوں نے نص پر آگاہ ہونے کے امکان سے قیاس کو چھوڑ دیا۔ خصوصاً اذکار کے الفاظ میں قیاس ترک کرنا پڑتا ہے۔ عموماً اذکار قیاس سے خارج ہوتے ہیں۔ پس معاملہ ویسا ہی ہوا جیسے صحابہ کرام نے سمجھا تھا۔ وہ سلام کی طرح نہ بتایا بلکہ اس کی ایک نئی صورت بتائی۔

تیسری فصل اَللّٰھُمَّ کی تحقیق کے بارے میں

''اَللّٰھُمَّ'' کا کلمہ دعا میں اکثر استعمال ہوتا ہے اس کا معنی ''یا اللہ'' ہے اس کے آخر میں میم حرف ندا کے قائم مقام ہے اَللّٰھُمَّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ کہنا جائز نہیں ہے بلکہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ کہا جائے گا اس پر حرف ندا داخل نہیں ہوگا مگر کبھی کبھی، جیسے الراجز کا قول ہے

اِنِّیْ اِذَا مَا حَادِثٌ اَلَمَّا　　اَقُوْلُ یَا اَللّٰھُمَّ یَا اَللّٰھُمَّ

''جب بھی مجھے کوئی عارضہ لاحق ہوتا ہے تو میں یا اللھم یا اللھم کہتا ہوں''۔

یہ اسم ندا کے وقت ہمزہ کی قطعیت، لام کی تفخیم کے وجوب اور تعریف کے حصول کے باوجود حرف ندا کے دخول کے ساتھ مختص ہے۔ فراء اور کوفیوں میں سے اس کے متبعین کا قول یہ ہے کہ یہ اصل میں ''یا اللہ'' تھا حرف ندا حذف کر دیا گیا ہے اور میم بقول بعض علماء ''آمنا بخیر'' کے جملہ سے ماخوذ ہے بعض نے فرمایا یہ میم زائدہ ہے جیسے الزرقہ کو شدید زرق کی وجہ سے زرقم کہا جاتا ہے۔ اسم عظیم کے آخر میں عظمت کیلئے ذکر کیا گیا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا یہ اس واؤ کی طرح ہے جو جمع پر دلالت کرتی ہے گویا دعا مانگنے والا عرض کرتا ہے، اے وہ ذات! جو تمام اسماء حسنیٰ کی مالک ہے، میم کو مشدد بھی اسی لیے کیا گیا ہے تا کہ علامت جمع کے عوض پر دلالت کرے۔ حضرت حسن بصری سے ''اللھم'' کا معنی ''مجتمع الدعاء'' مروی ہے حضرت النضر بن شمیل سے مروی ہے کہ جس نے ''اللھم'' کہا یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے تمام اسماء حسنیٰ کے واسطہ سے سوال کیا۔ ابو رجاء العطاروی سے مروی ہے کہ ''اللھم'' کے میم میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء حسنیٰ جمع ہیں۔

چوتھی فصل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء کے بیان میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء میں مشہور ترین اسم محمد ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس کا ذکر آتا ہے۔

مثلاً مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ

یہ اسم مبارک حمد کی صفت سے منقول ہے جس کا معنی محمود ہے۔ اس میں مبالغہ پایا جاتا ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں علی بن زید کے طریق سے نقل فرمایا ہے کہ ابو طالب نے سرکار دو جہاں کی یوں مدح سرائی فرمائی ہے۔

وَشَقَّ لَهٗ مِنِ اسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٗ

"اور اس نے اپنے نام سے اپنے محبوب کے نام کو مشتق کیا ہے تا کہ اس کو تعظیم بخشے وہ صاحب عرش محمود ہے اور یہ محمد ہے"۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نام سے موسوم اس لیے کیا گیا کیونکہ آپ اللہ کے نزدیک محمود، فرشتوں کے نزدیک محمود، اپنے مرسلین بھائیوں کے نزدیک محمود، تمام اہل زمین کے نزدیک محمود ہیں۔ اگرچہ بعض نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار بھی کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں ایسی صفات کمال پائی جاتی ہیں جو ہر عاقل کے نزدیک محمود ہیں اگرچہ وہ اپنے عناد، جہالت، سرکشی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان صفات سے متصف ہونے کا انکار بھی کرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی حمد سے متصف ہیں جو کسی غیر کو میسر نہیں بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی محمد اور احمد ہے اور آپ کی امت حمادون ہے، ہر غم اور ہر خوشی پر اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لوگوں سے پہلے اپنے رب تعالیٰ کی حمد فرمائی۔ آپ کی صلاۃ اور آپ کی امت کی صلاۃ حمد سے شروع ہوتی ہے، خطبہ بھی حمد سے شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح لوح محفوظ میں آپ کی حمد سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء اور اصحاب اپنے مصاحف کو حمد کے ساتھ شروع کرتے تھے۔ قیامت کے روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں میں لواء الحمد ہوگا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کی غرض سے اپنے رب تعالیٰ کے حضور سجدہ کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

اذن شفاعت ملے گا تو اپنے رب تعالیٰ کی ایسی حمد فرمائیں گے جو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو القاء ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب مقام محمود ہیں جس پر پچھلے اور اگلے تمام رشک کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا جب آپ اس مقام محمود پر فائز ہوں گے تو اہل موقف تمام مسلم و کافر پہلے اور پچھلے آپ کی حمد کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تمام معانی حمد اور اقسام حمد جمع تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خصائل و کمالات کے ساتھ محمود تھے کہ جن کی برکت سے زمین ہدایت و ایمان سے بھرپور ہوگئی، علم نافع اور عمل صالح سے لبریز ہوگئی، مقفل دلوں کے دریچے کھل گئے، زمین کے مکینوں سے ظلمت چھٹ گئی، اہل زمین شیطان کے مخفی ضربیوں اور شرک باللہ اور کفر باللہ سے محفوظ ہوگئے اور جہالت سے دور ہوگئے حتیٰ کہ آپ کے خوش نصیب متبعین نے دنیا و آخرت کا شرف حاصل کرلیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اہل زمین کو پہنچا جتنی کہ انہیں اس کی ضرورت تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے عباد و بلاد پر ابر کرم برسایا اور ساری تیرگیاں کافور ہوگئیں، آپ کی وجہ سے موت کے بعد زندگی بخشی، گمراہی کی جگہ ہدایت عطا فرمائی، جہالت کو معرفت ملی، قلت کثرت میں بدل گئی، افلاس کو تمنا میں بدل دیا، گمنامی کے بعد رفعت بخشی۔ نکارت کے بعد شہرت دی، فرقت کے بعد ملاقات ہوئی، منتشر دلوں اور بکھری خواہشات میں الفت ڈال دی اور متفرق امتوں کو ایک کلمہ کے تحت جمع فرما دیا۔ اندھی آنکھوں کو نور بصارت ملا، بہرے کانوں کو قوت سماعت ملی اور گمراہی کے پردوں میں ڈھکے ہوئے دلوں کو نور معرفت عطا فرمایا، لوگوں کو آپ کی برکت سے اللہ کی وہ انتہائی معرفت نصیب ہوئی جتنی کے حصول کی طاقت ان کے قویٰ کو میسر تھی، ہمیشہ ہمیشہ اور بار بار، مختصر اور طویل ہر طرح اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام، صفات اور اسماء کا ذکر فرمایا حتیٰ کہ مومن بندوں کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و معرفت روشن ہوگئی، شکوک و شبہات کے سارے بادل چھٹ گئے، آپ کی عظمت و صفات ایسے چمکنے لگیں جیسے چودھویں کا چاند۔ اس تعریف میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کیلئے نہ پہلے اور پچھلوں کیلئے کوئی گنجائش چھوڑی، اللہ تعالیٰ نے جو انہیں

جوامع الکلم اور بدائع الحکم عطا فرمائے ہیں ان کی وجہ سے اولین وآخرین میں ہر متکلم سے ان کو مستغنی کر دیا ہے کیا ان کیلئے ان کے محبوب کی یہ تعریف کافی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔

التوراۃ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت یوں ہے: ''محمد میرا بندہ اور میرا رسول ہے، میں نے اس کا نام المتوکل رکھا ہے نہ وہ تند خو ہے نہ سخت دل، نہ بازاروں میں غوغا آرائی کرنے والا ہے، وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں بلکہ معاف کر دیتا ہے، اور بخش دینا اس کا شیوہ ہے۔ میں اسے اپنی جناب میں نہ بلاؤں گا حتیٰ کہ اس کی برکت سے بگڑی ہوئی قوم کو درست کرلوں گا، میں اس کے ذریعے نادیدہ نگاہوں کو روشن کروں گا، بہرہ کانوں کو حق سننے کی قوت بخشوں گا اور ضلالت وگمراہی کے غبار سے اٹے ہوئے دلوں کو منور کروں گا حتیٰ کہ وہ کہنے لگ جائیں گے ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ''، میرا محبوب تمام مخلوق سے زیادہ رحیم ہے اور ان تمام کیلئے سراپا مہربانی ہے دنیا ودین ہر لحاظ سے وہی ان کے لیے زیادہ نفع بخش ہے۔ وہ اللہ کی تمام مخلوق سے زیادہ فصیح وبلیغ ہے کثیر معانی کو مختصر الفاظ سے تعبیر کرنے کا اسے تمام سے زیادہ ملکہ حاصل ہے، صبر کے مقامات پر سب سے زیادہ صبر کرنے والا ہے۔ ملاقات کے وقت سب سے زیادہ سچا ہے۔ عہد وذمہ داری کو سب سے زیادہ پورا فرمانے والا ہے۔ احسان پر سب سے زیادہ بدلہ عطا فرمانے والا ہے، انتہائی تواضع کرنے والا ہے، تمام سے زیادہ اپنے نفس پر ایثار کرنے والا ہے، اپنے اصحاب کیلئے دلسوزی کرنے والا اور ان کے لیے حمیت رکھنے والا ہے اور بہت زیادہ ان کا دفاع کرنے والا ہے، تمام مخلوق سے زیادہ ان امور کا بجالانے والا ہے جن کا انہیں حکم دیا گیا ہے اور سب سے زیادہ ان امور کو ترک کرنے والا ہے جن سے انہیں روکا گیا ہے، تمام مخلوق سے زیادہ صلہ رحمی فرمانے والا ہے اس کے علاوہ بہت سی ایسی صفات کا مالک ہے جو حقیقت میں صفات کمالیہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کا حصر وشمار ناممکن ہے''۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد اور احمد ان دونوں ناموں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے محفوظ رکھا، کسی نے بھی یہ دو نام نہیں رکھے، احمد جس کا ذکر سابقہ کتب میں تھا، جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی تو اس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے ہر کسی کو یہ نام رکھنے سے روکے رکھا۔ آپ سے پہلے کسی نے دعویٰ ہی نہیں کیا کہ کمزور دل میں شک والتباس کا شائبہ تک داخل ہوتا اور محمد اسم گرامی تو عرب وعجم میں کسی کا نام بھی نہ تھا، مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے یہ مشہور ہو گیا کہ ایک نبی مکرم مبعوث ہونے والا ہے جس کا نام محمد ہوگا تو عربوں کے کئی افراد نے اپنے بیٹوں کے نام محمد رکھے اس امید پر کہ ہو سکتا ہے وہ سراپا سعادت ہمارا یہ بچہ ہو اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔ پھر چھ ایسے اشخاص کا ذکر کیا جن کا نام محمد تھا فرماتے ہیں ساتواں اور کوئی نہ تھا۔ پھر لکھتے ہیں یہ نام ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو اس بات سے محفوظ رکھا کہ وہ خود نبوت کا دعویٰ کرتا یا کوئی اور اس کی نبوت کا دعویٰ کرتا یا کوئی ایسا سبب ظاہر ہوتا جو معاملہ کو مشکوک بنا دیتا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ عظمت متحقق ہوگئی اور کسی نے ان دونوں (رسالت ونبوت) عظمتوں میں تنازع نہیں کیا۔ ابوعبداللہ بن خالویہ نے اپنی کتاب میں اور السہیلی نے "الروض" میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب میں صرف ایک شخص محمد نام کا تھا۔ لیکن ہمارے شیخ فرماتے ہیں، یہ حصر مردود ہے۔ تعجب تو اس بات پر ہے کہ السہیلی، عیاض سے متاخر طبقہ سے ہے، شاید علامہ السہیلی قاضی عیاض کی کلام پر آگاہ نہ ہوئے تھے۔ ایک منفرد جز میں میں نے ان تمام آدمیوں کا ذکر کیا ہے جو محمد نام سے موسوم تھے وہ تقریباً بیس کی تعداد تک پہنچتے ہیں مگر بعض میں تکرار ہے اور بعض کے متعلق صرف وہم ہے۔ ان میں 15 اشخاص یقینی اس نام سے موسوم تھے، اور ان میں سے مشہور یہ تھے: ۱۔ محمد بن عدی ابن ربیعہ بن سواۃ بن جشم بن سعد بن زید مناۃ بن تیم التمیمی السعدی۔ ۲۔ محمد بن احیحہ بن الجلاح۔ ۳۔ محمد بن اسامہ بن مالک بن حبیب بن العنبر۔ ۴۔ محمد بن البراء بعض نے البرین کہا ہے وطریف بن عتوارۃ بن عامر بن لیث بن بکر عبد مناۃ بن کنانہ البکری بن العتواع۔ ۵۔ محمد بن الحاث

بن خدیج بن حویص۔ ۶۔ محمد بن حرماز بن مالک الیعمر ی۔ ۷۔ محمد بن حمران بن ابی حمران ربیعہ بن مالک الجعفی المعروف بالشویعر (ع ص) ۸۔ محمد بن خزاعی بن علقمہ بن خزابہ السلمی من بنی ذکوان (ع)۔ ۹۔ محمد بن خوالی الھمدانی (ع)۔ ۱۰۔ محمد بن سفیان بن مجاشع۔ ۱۱۔ محمد بن یحمد الازدی۔ ۱۲۔ محمد بن یزید بن عمر بن ربیع۔ ۱۳۔ محمد الاسیدی۔ ۱۴۔ محمد الفقمی، ان تمام نے زمانہ اسلام نہیں پایا سوائے پہلے اور چوتھے کے۔ پہلے محمد کی خبر کے سیاق سے ان کے اسلام کا پتہ ملتا ہے اور چوتھا شخص صحابی ہے۔ قاضی عیاض نے محمد بن مسلمہ الانصاری کا بھی ذکر کیا ہے حالانکہ اس کا ذکر نہیں کرنا چاہیے تھا کیونکہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس سال سے زائد عرصہ بعد پیدا ہوا، لیکن قاضی عیاض نے اپنی پہلی کلام کے متصل محمد بن یحمد الماضی کا ذکر کیا ہے پس ان کے شمار میں ان کے ساتھ چھ ہوئے اور ساتواں کوئی نہیں ہے۔ میں نے ان کے اسماء پر ایک صورۃ (ع) رقم کی ہے اور وہ اسماء جن کا ذکر سہیلی نے کیا ہے وہ اس صورۃ میں ہیں (ص) وباللہ التوفیق۔

علماء کرام نے یہاں ایک لطیفہ ذکر فرمایا ہے وہ یہ کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ آدمیوں کے کلام میں افضل ترین کلام ہے اور اذکار میں افضل ذکر احمد ہے کیونکہ یہ کلمہ چار معنی کا جامع ہے اس میں تین مذکورہ بالا معانی بھی ہیں اور ایک معنی کی زیادتی بھی ہے۔ گویا یہ ان سے اعم ہے کیونکہ ''التسبیح'' مقام تنزیہ ہے یعنی نقائص کی نفی کرنا اور ''التھلیل'' مقام توحید ہے یعنی شرک کی نفی کرنا اور ''التکبیر'' کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام محامد سے بلند ہے جو ہم سمجھتے ہیں اور تنزیہ توحید اور صفات کاملہ کے اثبات میں سے جو کچھ ہم سمجھتے ہیں اس سے ارفع ہے، اس کے حقیقی ادراک تک کسی بشر کا پہنچنا ممکن ہی نہیں ہے اس لیے تکبیر کو بغیر کسی چیز کی طرف نسبت کئے ذکر کیا جاتا ہے یعنی وہ بڑا ہے ہر اس چیز سے جو دل میں کھٹکتی ہے اور خیال کی سکرین سے گزرتی ہے کسی اعتبار سے بھی اس کا ادراک نہیں ہوسکتا اور کسی حالت میں سمجھا نہیں جاسکتا اور احمد کا کلمہ تمام محامد کے اثبات کو مکمل کرتا ہے اس میں تنزیہ توحید اور صفات کمال میں سے ہر چیز کا دخل بھی ہے اور اس میں تمام نقائص

کی نفی اور ہر اس چیز کا اثبات ہے جس کی تفصیل اور ادراک سے عقلیں قاصر ہیں۔ پس احمد کا کلمہ اس اعتبار سے چاروں معانی کو شامل ہے اور بلحاظ بزرگی مکمل ہے یہ امت بھی حمد کے لیے مخصوص ہے جس طرح ہمارے آقا و مولا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمد کی صفت سے موصوف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے علم کو لواء الحمد فرمایا وہ لواء الحمد جس کے نیچے آدم و بنی آدم تمام جمع ہوں گے اور حمد کے عظیم موقع پر دلالت کرنے والی یہ چیز بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم کو حمد کا الہام فرمائے گا جب آپ سجدہ کئے ہوئے ہوں گے وللہ الحمد۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء

ابن دحیہ نے اپنی تصنیف ''الاسماء النبویہ'' میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء کی تعداد اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کی تعداد 99 کے برابر ہے۔ فرماتے ہیں، اگر کوئی مزید جستجو کرنے والا جستجو کرے تو یہ تعداد تین سو ہے، ابن دحیہ نے اپنی تصنیف میں اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو قرآن مجید یا اخبار میں ہیں ان کے مقامات کا بھی تعین فرمایا ہے ان الفاظ کا ضبط اور معانی کی شرح بھی فرمائی ہے اور اپنی عادت کے مطابق بہت سے فوائد کا بھی اضافہ فرمایا ہے۔ وہ اسماء جو انہوں نے ذکر کیے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصفی نام ہیں اور ان میں سے اکثر جو بطور تسمیہ تھے ذکر نہیں کئے۔

ابن عربی نے ''شرح ترمذی'' میں بعض صوفیاء سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھی ہزار اسماء ہیں اور اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی ہزار اسماء ہیں۔ میں نے ان اسماء کو جمع کیا ہے جو قاضی، ابن عربی، ابن سید الناس، ابن، الربیع بن سبع، مغلطای اور الشرف البارزی جو انہوں نے ''توثیق الایمان میں اپنے والد سے نقل کئے ہیں اور ''البرھان الحلبی'' اور ہمارے شیخ وغیرہم سے جتنا کچھ ملا ہے، تمام کو جمع کر دیا ہے اور معجم کے طریقہ پر ترتیب دیا ہے۔

وہ اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ الابر باللہ (اللہ تعالیٰ سے نیکی کا معاملہ کرنے والے) ۲۔ الابطح (بطحاء کے مکیں)

۳۔ اتقی للہ (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے، سب سے زیادہ متقی) ۴۔ اجود الناس (تمام

لوگوں سے زیادہ سخی) ۵۔اتقی الناس (سب سے زیادہ متقی) ۶۔ الاحد (یکتا) ۷۔احسن الناس (سب سے احسن) ۸۔ احمد (سب سے زیادہ اپنے رب کی تعریف کرنے والا) ۹۔احید امۃ عن النار (اپنی امت کو دوزخ سے بچانے والا) ۱۰۔ الاخذ بالحجرات (اپنی زوجات کیلئے حجرات رکھنے والے) ۱۱۔اخذ الصدقات (صدقات وصول کرنے والے) ۱۲۔الاخشی للہ (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے) ۱۳۔الآخر (سب سے آخر میں آنے والے) ۱۴۔اذن خیر (اچھی باتوں کو سننے والے) ۱۵۔ارجح الناس (سب سے زیادہ عقلمند) ۱۶۔ارحم الناس (سب سے زیادہ رحم کرنے والے) ۱۷۔ارحم الناس بالعیال (اپنے عیال پر بہت زیادہ رحم کرنے والے) ۱۸۔اشجع الناس (سب سے زیادہ بہادر) ۱۹۔الاصدق فی اللہ (اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں سب سے زیادہ سچے) ۲۰۔ الطیب الناس ریحًا (از روئے خوشبو کے زیادہ معطر) ۲۱۔ الاعز (زیادہ عزت والے) ۲۲۔الاعلم باللہ (سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے) ۲۳۔اکثر الانبیاء تبعًا (تمام انبیاء سے زیادہ متبع) ۲۴۔اکرم الناس (سب سے زیادہ سخی) ۲۵۔ اکرم ولد آدم (اولاد آدم میں سب سے زیادہ کرم فرمانے والے) ۲۶۔ امام الخیر (بھلائی کے امام) ۲۷۔ امام المرسلین (رسولوں کے پیشوا) ۲۸۔ امام المتقین (متقین کے رہنما) ۲۹۔امام النبیین (نبیوں کے امام) ۳۰۔الامام (سراپا راہنمائی) ۳۱۔الآمر (نیکی کا حکم کرنے والے) ۳۲۔الآمن (امن کے پیغمبر) ۳۳۔آمن اصحابہ (تمام ساتھیوں سے مطمئن) ۳۴۔ الامین (امانت دار) ۳۵۔الامی (امی) ۳۶۔ انعم اللہ (اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ) ۳۷۔الاول (سب سے پہلے) ۳۸۔اول شافع (سب سے پہلے شفاعت کرنے والے) ۳۹۔اول المسلمین (پہلے فرمانبردار) ۴۰۔ اول مشفع (سب سے پہلے جن کی شفاعت قبول ہوگی) ۴۱۔ اول المومنین (پہلے مومن) ۴۲۔البارقلیط (البارقلیط) ۴۳۔الباطن (نگاہ خرد سے مخفی) ۴۴۔ البرھان (وحدت کی دلیل) ۴۵۔ البرقیطس (البرقیطس) ۴۶۔البشر (انسان) ۴۷۔بشری عیسٰی

(عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری) ۴۸۔ البشیر (مژدہ سنانے والے) ۴۹۔ البصیر (دیکھنے والے) ۵۰۔ البلیغ (بلیغ) ۵۱۔ البیان (صاف گو) ۵۲۔ بیان البینہ (روشن دلائل والے) ۵۳۔ التالی (آنے والے) ۵۴۔ التذکرہ (سراپا نصیحت) ۵۵۔ التقی التنزیل (نازل شدہ سے ڈرنے والے) ۵۶۔ التہامی (تہامہ کے رہنے والے) ۵۷۔ ثانی اثنین (دو میں سے دوسرے) ۵۸۔ الجبار (ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے والے) ۵۹۔ الجد (کوشش کرنے والے) ۶۱۔ الجواد (سخی) ۶۲۔ حاتم (فیصلہ فرمانے والے) ۶۳۔ الحاشر (مردہ دلوں کو زندہ کرنے والے) ۶۴۔ الحافظ (احکام الٰہی کی حفاظت کرنے والے) ۶۵۔ الحاکم بما اراد اللہ (اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مطابق فیصلہ فرمانے والے) ۶۶۔ الحامد (اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے) ۶۷۔ حامل لواء (علم بلند فرمانے والے) ۶۸۔ الحبیب (اللہ کے حبیب) ۶۹۔ حبیب الرحمٰن (رحمٰن کے محبوب) ۷۰۔ حبیب اللہ (اللہ کے پیارے) ۷۱۔ الحجازی (حجازی) ۷۲۔ الحجۃ (حجت) ۷۳۔ الحجۃ البالغہ (باکمال دلیل) ۷۴۔ حرز الامین (امانت کے محافظ) ۷۵۔ الحرمی (حرم والے) ۷۶۔ الحریص علی الایمان (ایمان پر حریص) ۷۷۔ الحفیظ (محافظ) ۷۸۔ الحق (سراپا حق) ۷۹۔ الحکیم (حکمت والے) ۸۰۔ الحلیم (بردبار) ۸۱۔ حماد (خود اللہ کی حمد کرنے والے) ۸۲۔ حمطایا یاحمیاطا (برے کاموں سے روکنے والے) ۸۳۔ حمعسق (حمعسق) ۸۴۔ الحمید (اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے) ۸۵۔ الحنیف (حق کی طرف مائل ہونے والے) ۸۶۔ خاتم النبیین (نبیوں کے خاتم) ۸۷۔ الخاتم (مہر) ۸۸۔ الخازن لمال اللہ (اللہ کے مال کو خزانہ کرنے والے) ۸۹۔ الخاشع (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے) ۹۰۔ الخاضع (اللہ کے سامنے جھکنے والے) ۹۱۔ الخالص (مخلص) ۹۲۔ الخبیر (خبر رکھنے والے) ۹۳۔ خطیب الانبیاء (انبیاء کے خطیب) ۹۴۔ خلیل الرحمٰن (رحمٰن کے دوست) ۹۵۔ خلیل اللہ (اللہ کے دوست) ۹۶۔ خیر الانبیاء (تمام انبیاء سے بہتر) ۹۷۔ خیر البریہ (تمام مخلوق

سے بہتر) ۹۷۔خیر خلق اللہ (اللہ کی مخلوق سے بہتر) ۹۹۔خیر العالمین (تمام عالم سے بہتر) ۱۰۰۔خیر الناس (تمام لوگوں سے بہتر) ۱۰۱۔خیر النبیین (نبیوں سے بہتر) ۱۰۲۔خیرۃ الامہ (امت کے چیدہ) ۱۰۳۔خیرۃ اللہ (اللہ کا انتخاب) ۱۰۴۔دارالحکمہ (حکمت کا گھر) ۱۰۵۔الداعی الی اللہ (اللہ کی طرف بلانے والے) ۱۰۶۔دعوۃ ابراھیم (دعائے ابراہیم) ۱۰۷۔دعوۃ النبیین (تمام انبیاء کی دعا) ۱۰۸۔الدلیل (راہنما) ۱۰۹۔الذاکر (ذکر کرنے والے) ۱۱۰۔الذکر (سراپا ذکر الٰہی) ۱۱۱۔ذوالحق المورد (نازل شدہ حق کو لانے والے) ۱۱۲۔ذوالحوض المورد (اس حوض کے مالک جس پر لوگ وارد ہوں گے) ۱۱۳۔ذوالخلق العظیم (صاحب خلق عظیم) ۱۱۴۔ذوالصراط المستقیم (سیدھے راستے والے) ۱۱۵۔ذوالقوہ (قوت والے) ۱۱۶۔ذوالمعجزات (معجزات والے) ۱۱۷۔ذوالمقام المحمود (مقام محمود والے) ۱۱۸۔ذوالوسیلہ (صاحب وسیلہ) ۱۱۹۔الراضع (دودھ پینے والے) ۱۲۰۔الراضی (خوش کرنے والے) ۱۲۱۔الراغب (رغبت کرنے والے) ۱۲۲۔الرافع (حق کو بلند کرنے والے) ۱۲۳۔راکب البراق (براق کے سوار) ۱۲۴۔راکب البعیر (اونٹ کے سوار) ۱۲۵۔راکب الجمل (اونٹ کے سوار) ۱۲۶۔راکب الناقہ (اونٹنی کے سوار) ۱۲۷۔راکب الخبیب (اونٹ سوار) ۱۲۸۔الرحمۃ (سراپا رحمت) ۱۲۹۔رحمۃ الامہ (امت کیلئے رحمت) ۱۳۰۔رحمۃ للعالمین (عالمین کے لیے رحمت) ۱۳۱۔رحمہ مھداۃ (رحمت کا تحفہ) ۱۳۲۔الرحیم (رحم فرمانے والے) ۱۳۳۔الرسول (اللہ کے بھیجے ہوئے) ۱۳۴۔رسول الراحہ (راحت کے رسول) ۱۳۵۔رسول الرحمۃ (رحمت کے رسول) ۱۳۶۔رسول اللہ (اللہ کے رسول) ۱۳۷۔رسول الملاحم (جنگوں کے پیغمبر) ۱۳۸۔الرشید (رشد و ہدایت والے) ۱۳۹۔رفیع الذکر (ذکر بلند کرنے والے) ۱۴۰۔الرقیب (نگہبان) ۱۴۱۔روح الحق (حق کی روح) ۱۴۲۔روح القدس (پاکیزہ روح) ۱۴۳۔الروف (شفقت فرمانے والے) ۱۴۴۔الزاھد (دنیا سے مستغنی)

۱۴۵۔زعیم الانبیاء (انبیاء کے رہبر) ۱۴۶۔الزکی (پاکباز) ۱۴۷۔ الزمزمی (زمزم پلانے والے) ۱۴۸۔زین من فی القیامہ (قیامت والوں کیلئے زینت) ۱۴۹۔السابق بالخیرات (بھلائی میں سبقت لے جانے والے) ۱۵۰۔ سابق العرب (تمام عرب سے سبقت لے جانے والے) ۱۵۱۔الساجد (سجدہ کرنے والے) ۱۵۲۔ سبل اللہ (اللہ کا راستہ) ۱۵۳۔السراج (چراغ ہدایت) ۱۵۴۔ السعید (نیک بخت) ۱۵۵۔السمیع (سننے والے) ۱۵۶۔السلام (سراپا سلامتی) ۱۵۷۔سید ولد آدم (اولاد آدم کے سردار) ۱۵۸۔سید المرسلین (مرسلین کے سردار) ۱۵۹۔سید الناس (لوگوں کے سردار) ۱۶۰۔سیف اللہ المسلول (اللہ کی بے نیام تلوار) ۱۶۰۔الشارع (راہ شریعت دکھانے والے) ۱۶۲۔الشامخ (بلند مرتبہ) ۱۶۳۔الشاکر (شکر گزار) ۱۶۴۔ الشاھد (گواہی دینے والے) ۱۶۵۔الشفیع (شفاعت کرنے والے) ۱۶۶۔الشکور (قدردان) ۱۶۷۔الشمس (ہدایت کے سورج) ۱۶۸۔الشھید (گواہ) ۱۶۹۔الصابر (صبر کرنے والے) ۱۷۰۔ الصاحب (ساتھی) ۱۷۱۔صاحب الآیات والمعجزات (نشانیوں اور معجزات والے) ۱۷۲۔ صاحب البرھان (دلیل والے) ۱۷۳۔ صاحب التاج (تاج والے) ۱۷۴۔ صاحب الجھاد (جہاد والے) ۱۷۵۔ صاحب الحجہ (حجت والے) ۱۷۶۔صاحب الحطیم (حطیم والے) ۱۷۷۔ صاحب الحوض المورود (اس حوض کے مالک جس پر لوگ وارد ہوں گے) ۱۷۸۔صاحب الخیر (بھلائی والے) ۱۷۹۔صاحب الدرجہ الرفیعہ العالیہ (بلند درجے والے) ۱۸۰۔صاحب السجود للرب المحمود (اپنے محمود رب کو سجدہ کرنے والے) ۱۸۱۔صحب السرایا (جنگوں والے) ۱۸۲۔صاحب الشرع (صاحب شریعت) ۱۸۵۔ صاحب الشفاعۃ الکبریٰ (بڑی شفاعت والے) ۱۸۶۔ صاحب العطایا (عطیات دینے والے) ۱۸۷۔صاحب العلامات (نشانیوں والے) ۱۸۸۔صاحب الباھرات (روشن دلیلوں والے) ۱۸۹۔ صاحب الفضیلہ (فضیلت والے) ۱۹۰۔ صاحب

القضیب الاصغر (چھوٹی تلوار والے) ۱۹۱۔صاحب القضیب (عصا و تلوار والے) ۱۹۲۔صاحب قول لاالٰہ الا اللہ (لاالٰہ الا اللہ کے قول والے) ۱۹۳۔صاحب الکوثر (صاحب کوثر) ۱۹۴۔صاحب اللوا (علم والے) ۱۹۵۔صاحب المحشر (بزم محشر کے صدر) ۱۹۶۔صاحب المدینہ (مدینہ والے) ۱۹۷۔صاحب المعراج (معراج والے) ۱۹۸۔صاحب المغنم (غنیمتوں والے) ۱۹۹۔صاحب المقام المحمود (مقام محمود والے) ۲۰۰۔صاحب المنبر (منبر والے) ۲۰۱۔صاحب النعلین (پاپوش والے) ۲۰۲۔صاحب الہراوہ (عصا والے) ۲۰۳۔صاحب الوسیلہ (وسیلہ والے) ۲۰۴۔الصادع بما امر (اللہ تعالٰی کے احکام کو کرگزرنے والے) ۲۰۵۔الصادق (سچے) ۲۰۶۔الصبور (بہت زیادہ صبر کرنے والے) ۲۰۷۔الصدق (سراپا سچائی) ۲۰۸۔صراط الذین انعمت علیھم (راستہ ان کا جن پر اللہ نے انعام فرمایا) ۲۰۹۔الصراط المستقیم (سیدھا راستہ) ۲۱۰۔الصفوح (معاف فرمانے والے) ۲۱۱۔الصفوۃ (خالص) ۲۱۲۔الصفی (مخلص دوست) ۲۱۳۔الضحاک (مسکرانے والے) ۲۱۴۔الضحوک (ہمیشہ مسکرانے والے) ۲۱۵۔طاب طاب (عمدہ صفات والے) ۲۱۶۔الطاہر (پاک فرمانے والے) ۲۱۷۔الطبیب (روحانی طبیب) ۲۱۸۔طسم (طسم) ۲۱۹۔طٰہٰ (طٰہٰ) ۲۲۰۔الظاہر (ظاہر) ۲۲۱۔العابد (عبادت کرنے والے) العادل (عدل کرنے والے) العافی (درگزر کرنے والے) العاقب (پیچھے آنے والے) العالم (حقائق کو جاننے والے) العامل (عمل کرنے والے) عبداللہ (اللہ کا بندہ) العدل (سراپا عدل) العربی (عربی بولنے والے) العروۃ الوثقٰی (مضبوط دستاویز) العزیز (غالب) العظیم (عظمت والے) العفو (معاف کرنے والے) العفیف (پاکدامن) العلیم (علم والے) العلمی (حق کی نشانی) العلامہ (بہت زیادہ علم والے) الغالب (غالب) الغنی باللہ (اللہ نے جنہیں غنی فرمایا) الغیث (بارش) الفاتح (فاتح) الفارقلیط (الفارقلیط) الفارق (حق و باطل میں تمیز کرنے والے)

الفتاح (کھولنے والے) الفخر (فخر کرنے والے) الفرط (پیش رو) الفصیح (فصاحت سے کلام کرنے والے) فضل اللہ (اللہ کا فضل) فواتح النور (نور کو کھولنے والے) القاسم (تقسیم کرنے والے) القاضی (فیصلہ کرنے والے) القانت (فرمانبردار) قائد الخیر (بھلائی کے قائد) قائد الغرا المحجلین (چمکدار پیشانیوں والوں کے قائد) القائل (حق کا قول کرنے والے) القائم (قائم رہنے والے) القتال (مضبوط القتول (جنگ کرنے والے) قثم (بہت دینے والے) القثوم (سخی) قدم صدق (سچائی کے پیش رو) القرشی (قریشی) القریب (اللہ کے قریبی) القمر (چاند) القیم (مضبوط) کافة الناس (تمام لوگوں کیلئے کافی) الکامل فی جمیع امورہ (اپنے تمام امور میں کامل) الکہیم (سخاوت کرنے والا) کندیدہ (مضبوط ساخت والے) کھیعص (کھیعص) اللسان (سچائی کی زبان) المجد (بزرگی والے) الماحی (برائی کو مٹانے والے) ماذ ماذ (دین کی باتیں کرنے والے) المامون (محفوظ) ماء معین (جاری پانی) المبارک (سراپا برکت) المبتھل (اللہ تعالیٰ سے التجا کرنے والے) المبشر (بشارت دینے والے) المبعوث (بھیجے ہوئے) المبلغ (تبلیغ فرمانے والے) المبیح (پاکیزہ چیزوں کو مباح کرنے والے) المبین (احکام الٰہی بیان کرنے والے) المتبتل (صرف اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے والے) المتبسم (مسکرانے والے) المتربص (احکام الٰہی کا انتظار کرنے والے) المترحم (سب پر رحم فرمانے والے) المتضرع (بارگاہ الٰہی میں گڑگڑانے والے) المتقی (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے) المتلوعلیہ (ان پر تلاوت کی گئی) المتھجد (تہجد گزار) المتوسط (میانہ روی اختیار کرنے والے) المتوکل (اللہ پر بھروسہ کرنے والے) المثبت (حق کو ثابت کرنے والے) المجتبیٰ (اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ) المجیر (پناہ دینے والے) المحرض (نیکی پر برانگیختہ کرنے والے) المحرم (اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام کرنے والے) المحفوظ (حفاظت کئے گئے) المحلل (حلال کرنے والے) محمد (تعریف کئے گئے)

المحمود (حمد کیے گئے) المخبر (خبر دینے والے) المختار (چیدہ) المخلص (خلوص والے) المدثر (بشریت کی چادر اوڑھنے والے) المدنی (مدینہ طیبہ والے) مدینۃ العلم (علم کا شہر) المذکر (نصیحت فرمانے والے) المذکور (ذکر کئے گئے) المرتضی (راضی کئے گئے) المرتل (قرآن کریم ترتیل سے پڑھنے والے) المرسل (جن کو بھیجا گیا) المرفع الدرجات (درجات کو بلند کرنے والے) المرء لمزکی (دلوں کا تزکیہ کرنے والے) المزمل (کملی والے) المزیل (باطل کو مٹانے والے) المسبح (اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والے) المستغفر (استغفار کرنے والے) المستقیم (سیدھا راستہ) المسری بہ (جن کو لامکاں کی سیر کرائی گئی) المسحور (آپ پر جادو کیا گیا) المسلم (سعادت مند) المشاور (نیک مشورہ دینے والے) المشفع (شفاعت کرنے والے) المشفوع (جن کی شفاعت قبول کی گئی) المشقع (سرخ جوڑا زیب تن فرمانے والے) المشہور (شہرت دیئے گئے) المشیر (اشارہ فرمانے والے) المصارع (پچھاڑنے والے) المصافح (مصافحہ کرنے والے) المصدق (تصدیق کرنے والے) المصدوق (جن کی تصدیق کی گئی) المصری (شہری) المطاع (جن کی اطاعت کی گئی) المطھر (گناہوں سے پاک کرنے والے) المطہر (پاک کئے گئے) المطلع (اخبار غیب کی اطلاع دینے والے) المعصوم (گناہوں سے محفوظ) المعطی (عطا کرنے والے) المعقب (تمام نبیوں کے بعد آنے والے) المعلم (تعلیم دینے والے) معلم امۃ (اپنی امت کو تعلیم دینے والے) المفضل (فضیلت دینے والے) المقتصد (میانہ رو) المقتفی (بعد میں آنے والے) المقدس (جن کی پاکیزگی بیان کی گئی) المقری (پڑھانے والے) المقصوص علیہ (جن پر پہلی قوموں کے قصے بیان کئے گئے) المقفی (آخر میں آنے والے) مقیم السنۃ بعد الفترۃ (زمانہ فترت کے بعد سنت کو قائم کرنے والے) المقیم (دین کو قائم کرنے والے) المکرم (عزت دیئے گئے) المکتفی (رضائے الٰہی پر اکتفا فرمانے والے) المکین (مدینہ طیبہ کے مکین) المکی (مکہ

میں رہنے والے) الملاحی (خوش مزاج) ملقی القرآن (قرآن کو حاصل کرنے والے) الممنوع (برائیوں سے محفوظ کئے گئے) المنادی (دین کے داعی) المنتصر (دشمن پر غالب) المنذر (عذاب الٰہی سے ڈرانے والے) المنزل علیہ (جن پر قرآن نازل کیا گیا) المنحمنا (المحمنا) المنصف (انصاف فرمانے والے) المنصور (جن کی مدد کی گئی) المنیب (اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے) المنیر (دلوں کو روشن کرنے والے) المهاجر (ہجرت کرنے والے) المهتدی (ہدایت دینے والے) الموحی (وحی کئے گئے) الموقر (بزرگوں کو عزت دینے والے) المولی (سردار) المومن (غیب پر ایمان لانے والے) المؤید (مدد کئے گئے) المیسر (آسانی فرمانے والے) النابذ (پتھر پھینکنے والے) الناجز (وعدہ پورا کرنے والے) الناس (انسانوں میں سے) الناشر (حق کو پھیلانے والے) الناصب (دین کو قائم کرنے والے) الناصح (نصیحت کرنے والے) الناصر (مدد کرنے والے) الناطق (حق کہنے والے) الناهی (برائیوں سے روکنے والے) نبی الاحمر (سرخ لوگوں کے نبی) نبی الاسود (کالے لوگوں کے نبی) نبی التوبہ (در توبہ کھولنے والے نبی) نبی الراحہ (راحت و آرام کی خبر دینے والے نبی) نبی الرحم (رحمت کے نبی) نبی الصالح (نیک نبی) نبی اللہ (اللہ کے نبی) نبی الرحمہ (رحمت والے نبی) نبی الملحمہ (میدان جہاد کے نبی) نبی الملاحم (جنگوں کے بارے خبر دینے والے) النبی (غیب کی خبریں دینے والے) النجم الثاقب (روشن ستارے) النجم (ستارا) النسیب (نسبت والے) النعمہ (سراپا نعمت) نعمہ اللہ (اللہ کی نعمت) النقیب (قوم کا سردار) النقی (صاف و پاکیزہ) النور (ہدایت کا نور) الهادی (ہدایت دینے والے) الهاشمی (ہاشمی) الواسط (درمیانی راستہ بتانے والے) الواسع (وسعت والے) الواضح (اللہ کے سامنے عاجزی کرنے والے) الواعد (وعدہ فرمانے والے) الواعظ (نصیحت فرمانے والے) الورع (پرہیزگار) الوسیلہ (نجات کا وسیلہ) الوفی (وعدہ پورا کرنے والے) ذی الفضل (فضیلت والے) الولی (ولی) الیثبی

(یثرب کے رہنے والے) یس (سردار) صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً۔ یہ اسما چار سو سے زائد ہیں۔ میں نے ابن دحیہ کی تصنیف میں ان اسماء کو نہ جمع پایا ہے اور نہ کسی اور نے مجھ سے پہلے اس طرح ترتیب وجمع کے ساتھ لکھا ہے۔

مجھ سے ایک پوری جماعت نے یہ اسماء نقل کئے ہیں۔ یہ اسماء اس بات کے متقاضی ہیں کہ انہیں ایک علیحدہ جزء میں شرح کے ساتھ لکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش و کاوش کو اپنی مہربانی و احسان سے آسان فرمائے۔ جن حضرات نے صرف 99 اسماء پر اقتصار کیا ہے انہوں نے ان اسماء حسنیٰ کی تعداد کی مناسبت کا لحاظ رکھا ہے جن کے بارے میں احادیث وارد ہیں۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے ان تمام سے 99 اسماء چن لیے ہوں اور زائد کو حذف کر دیا ہو جو واضح طور پر اسمیت پر دلالت نہ کرتے تھے، یا جن کا معنی و مفہوم ایک تھا۔

پھر مجھے قاضی ناصر الدین ابن الحلیق کی ایک کاپی ملی جو ابن دحیہ کی کتاب کی تلخیص تھی جو کچھ اس میں سے زائد ملا تھا وہ بھی میں نے اپنی اس کتاب میں شامل کر دیا۔ یہاں تک کہ یہ مذکورہ تعداد بن گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکثر اسماء ان افعال سے مشتق ہیں جن کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھی۔ اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ ابن فارس کی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسماء کے متعلق "المبنی فی اسماء النبی، پوری تصنیف ہے۔ میں (مصنف) کہتا ہوں ابو عبداللہ القرطبی نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسماء کو ایک کتاب میں اشعار کی صورت میں جمع کیا ہے اور ان کی شرح بھی فرمائی ہے۔ شائد ان کی کتاب بھی 300 سے زائد اسماء پر مشتمل ہے مگر مجھے ابھی تک وہ ملی نہیں ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو کنیتیں ہیں: پہلی ابو القاسم ہے جو بہت سی احادیث صحیحہ میں مشہور ہے اور دوسری ابو ابراہیم جیسا کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ میں واقع ہے جو جبریل امین کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں آمد کے متعلق ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یوں پکارا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا اِبْرَاهِیْمَ ابن دحیہ نے ابو الارامل بھی ذکر کی ہے۔ ابن دحیہ کے علاوہ علماء نے ابو المومنین بھی ذکر کی ہے۔

شجرہ طیبہ

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب شیبۃ الحمد بن ہاشم ان کو عمرو بن عبدمناف کہا جاتا تھا اور عبد مناف کو مغیرہ بن قصی کہا جاتا تھا اور قصی کا نام زید تھا بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر یہاں تک قریش ہیں (فہر جماع قریش کے لقب سے مشہور تھے) ان سے اوپر قریش نہیں بلکہ کنانی ہیں، کنانہ بن مالک بن النضر ان کا نام قیس تھا بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ ان کا نام عمرو بن الیاس تھا بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، یہاں تک کی نسبت متفق علیہ ہے مگر اس سے اوپر یعنی عدنان اور حضرت اسماعیل کے درمیان کے نسب کے متعلق کتب سیر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

لطیفہ: الحسن بن محمد الدامغانی نے اپنی کتاب ''شوق العروس وانس النفوس'' میں حضرت کعب الاحبار سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی اہل جنت کے ہاں عبدالکریم، دوزخیوں میں عبدالجبار، اہل عرش میں عبدالحمید، ملائکہ میں عبدالمجید، انبیاء میں عبدالوہاب، شیاطین میں عبدالقہار، جنوں میں عبدالرحیم اور پہاڑوں میں عبدالخالق، خشکی میں عبدالقادر، سمندروں میں عبدالمہیمن، مچھلیوں میں عبدالقدوس حشرات میں عبدالغیاث، وحشیوں میں عبدالرزاق، درندوں میں عبدالسلام، چوپایوں میں عبدالمومن، پرندوں میں عبدالغفار، توراۃ میں موذموذ، انجیل میں طاب طاب، الصحف میں عاقب، الزبور میں فاروق، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں طٰہٰ، یٰس، مومنین کے ہاں محمد ہے پھر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کنیت ابوالقاسم اس لیے ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل جنت کے درمیان جنت تقسیم فرمائیں گے۔

امی کی تحقیق

امی یائے مشدد کے ساتھ نسبت کا صیغہ ہے، امی سے مراد وہ شخص ہے جو نہ لکھتا ہو اور نہ لکھی ہوئی چیز پڑھ سکتا ہو گویا کتابت کی نسبت کے لحاظ سے وہ نومولود ہے ام کی طرف

نسبت کی گئی کیونکہ وہ ماں کی مثل ہوتا ہے کیونکہ عورتوں کی اکثریت ان پڑھ ہوتی ہے، بعض نے فرمایا، یہ ام القری کی طرف منسوب ہے۔ بعض نے کہا، یہ اس امت کی طرف نسبت ہے جن میں سے اکثر نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا یعنی عرب۔ بعض نے فرمایا، اس امت کی طرف نسبت ہے جس کے معاملہ کا بہت زیادہ اہتمام کیا گیا۔ بعض نے فرمایا، ام الکتاب کی طرف نسبت ہے یا تو اس اعتبار سے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی یا اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کے ذریعے تصدیق کی گئی اور تصدیق کی طرف دعوت دی گئی بعض نے فرمایا، اس امت کی طرف منسوب ہے جس کا مطلب القامۃ والخلقۃ ہے بعض نے فرمایا، اس امت کی طرف منسوب ہے جو اشیاء کو جاننے سے پہلے اپنے گمان پر قائم تھی۔ ہر صورت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہ لکھنا ایک معجزہ ہے کیونکہ امی ہونے کے باوجود علوم باہرہ سے نوازا گیا تھا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ اور قرآن کریم میں یہ بھی ہے۔ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ---صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیما کثیرا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے پہلی خوش بخت زوجہ حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب ہیں ان کی کنیت ام ہند تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے عقد نکاح فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 25 سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر 40 سال تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلان رسالت کی عظمت کا شرف بخشا تو آپ کی یہ خوش نصیب زوجہ محترمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور ہر مشکل میں مدد فرمائی۔ یہ زوجہ محترمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچا اور مخلص وزیر تھیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوائے حضرت ابراہیم کی تمام اولاد ان کے بطن مبارک سے ہوئی، حضرت ابراہیم حضرت ماریہ کے بطن سے تھے۔ حضرت خدیجہ کا صحیح روایت کے

مطابق ہجرت سے تین سال قبل انتقال ہوا۔

پھر حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی سے حضرت خدیجہ کے انتقال کے چند دن بعد نکاح فرمایا اور انہیں چار سو درہم مہر دیا۔ یہ القطب الحلبی نے ''شرح السیرہ'' میں ذکر کیا ہے اور اسی طرح کا قول یعنی چار سو درہم مہر، الدمیاطی کا بھی ہے۔ یہ امیر المومنین حضرت عمر کی خلافت میں وصال فرما گئیں۔

پھر حضرت عائشہ بنت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابی بکر عبد اللہ الصدیق بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی سے عقد فرمایا ان کے علاوہ کسی باکرہ عورت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شادی نہیں فرمائی تھی، ہجرت کے آٹھویں ماہ شوال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم فرمائے جبکہ ان کی عمر 9 سال تھی۔ بعض نے کہا کہ ان کا بچہ ساقط ہو گیا تھا، رمضان 58 ہجری کو ان کی وفات ہوئی۔

ان کے بعد حضرت حفصہ بنت امیر المومنین ابی حفص عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رذاح بن عدی بن کعب بن لوی سے ہجرت کے 30 ماہ بعد شعبان میں نکاح فرمایا۔ ایک روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو طلاق دی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے رجوع کرنے کا حکم فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجوع فرمالیا۔ یہ 45 ہجری شعبان میں فوت ہوئیں۔

پھر زینب بنت خزیمہ بن الحارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ الہلالیہ سے نکاح فرمایا ان کی کنیت ام المساکین تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہجرت کے تیسرے سال رمضان المبارک میں ان سے شادی فرمائی تھی یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقد میں صرف آٹھ ماہ رہیں اور ربیع الآخر کے آخر میں وفات پا گئیں

پھر ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم ابن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر سے عقدہ نکاح فرمایا جبکہ شوال 6 ہجری کی چند راتیں باقی تھیں ان

کا وصال 62 ہجری کو ہوا۔

پھر زینب بنت جحش بن ریاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ سے، حضرت زینب کا اصل نام برہ تھا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا نام زینب رکھا تھا ہجرت کے چھٹے سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے نکاح فرمایا تھا 56 ہجری کو وصال فرما گئیں۔

پھر ریحانہ بنت شمعون بن زید من بنی نضیر اخوۃ قریظہ، یہ بنی قریظہ کی فتح کے دن قیدیوں میں آئی تھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں آزاد کر دیا تھا 12 اوقیہ اور بیس درہم مہر کے ساتھ نکاح فرمایا جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسری عورتوں کو مہر دیا کرتے تھے ہجرت کے چھٹے سال محرم میں ان سے ازدواجی زندگی کا آغاز کیا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے پہلے وصال فرما گئی تھیں۔ بعض نے فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے نکاح نہیں فرمایا تھا بلکہ ملک یمین کی وجہ سے وطی فرماتے تھے لیکن پہلا قول اثبت ہے جیسا کہ حفاظ حدیث کی ایک پوری جماعت نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔

پھر ام حبیبہ سے 7 ہجری میں نکاح فرمایا اور اس کا نام رملہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشیہ الامویہ تھا ان کا تعلق حبشہ کی زمین سے تھا النجاشی نے چار سو دینار مہر بھیجا، مدینہ طیبہ میں 40 ہجری کے بعد وفات پائی۔

ان کے بعد صفیہ بنت حی بن اخطب بن شعبہ بن ثعلبہ بن عبید بن کعب بن الخزرج بن ابی حبیب بن النضیر بن النجام بن تخوم من بنی اسرائیل ولد ہارون بن عمران اخی موسیٰ سے 6 ہجری میں نکاح فرمایا بروایات مختلفہ 50-52 ہجری کو وفات پائی۔

ان کے بعد میمونہ بنت الحارث الہلالیہ سے موضع سرف سے نکاح فرمایا، ان کی وفات 51 ہجری میں ہوئی۔ یہ تمام ازواج مطہرات جن کے ساتھ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصاحبت فرمائی کل بارہ ہیں۔

الحافظ ابو محمد المقدسی اور دوسرے کئی حضرات نے کہا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

سات اور خوش بخت بیویوں سے عقد نکاح فرمایا مگر انہیں مصاحبت کا شرف نہ مل سکا۔

ازواج مطہرات پر ان کے احترام اور تحریم کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبع میں صلاۃ پڑھی جائے گی دنیا و آخرت میں یہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی ازواجہ و ذریتہ وسلم تسلیما، کی ازواج ہیں۔

زوج کی جمع ازواج ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے: یٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ واللہ ورسولہ اعلم۔

ذریت کی تحقیق

ذریت بضم ذال معجمہ اور بکسر ذال دونوں لغتیں ہیں جنہیں صاحب محکم نے ذکر فرمایا ہے لیکن اول لغت افصح واشہر ہے۔ صحاح میں فرمایا کہ اس سے مراد جن وانس کی اولاد ہے اور مشارق میں مطلق نسل ہے۔ لیکن کبھی کبھی اس کا اطلاق عورتوں اور بچوں پر ہوتا ہے۔

ذراری المشرکین یعنی مشرکین کی عورتیں اور بچے اسی سے مشتق ہے۔ منذری نے لکھا ہے کہ انسان کی نسل مذکر ومونث دونوں کو یہ لفظ شامل۔ صحاح میں ہے یہ ذرا اللہ الخلق سے مشتق ہے جس کا معنی ہے خلقھم (اللہ نے ان کو پیدا فرمایا) لیکن عربوں نے اس کے ہمزہ کو ترک کر دیا ہے محکم میں ہے کہ الذرء خلق الذریہ کے ساتھ مختص ہے۔ المشارق میں فرمایا الذریہ کا اصل ہمزہ کے ساتھ الذرء سے مشتق ہے جس کا معنی خلق ہے یعنی تخلیق کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق فرمائی ہے ابن درید نے کہا ذرا اللہ الخلق ذرا یہ ان الفاظ میں سے ہے جن کا ہمزہ عربوں نے ترک کر دیا تھا۔ الزبیدی نے کہا ہے کہ یہ ذر سے مشتق ہے جس کا معنی ہے فرق جدا جدا ہونا۔ ان کے علاوہ علماء نے اس کا اصل الذر لکھا ہے۔ جس کا معنی چھوٹی چیونٹی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء انہیں چیونٹیوں کی شکل میں پیدا فرمایا تھا۔ آخری دو صورتوں میں ہمزہ کی کوئی اصل نہیں بن پڑتی۔

جب یہ امر ثابت ہو گیا کہ ذریت سے مراد اولاد اور اولاد کی اولاد ہے۔ کیا اس میں لڑکیوں کی اولاد بھی داخل ہوتی ہے یا نہیں۔ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد کی ایک

روایت کے مطابق مذہب یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریت میں داخل ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ جن کے لیے صلاۃ عن اللہ مطلوب ہے۔ ابن الحاجب نے مالکیوں سے بیٹیوں کی اولاد کے داخل ہونے پر اتفاق حکایت کیا ہے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کی ذریت سے تھے۔ اتفاق کے نقل کرنے میں شراح سے تسامح ہوا ہے امام ابوحنیفہ کا مذہب اور امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ لڑکیوں کی اولاد ذریت میں داخل نہیں مگر اصل عظیم اور والد کریم جس کے مرتبہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا، کے شرف کی وجہ سے اولاد فاطمہ کی استثناء فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آٹھویں فصل لفظ آل کی تحقیق کے باب میں

آل کے متعلق بھی علماء کا اختلاف ہے۔ بعض فرماتے ہیں اس کی اصل اہل ہے ہا کو ہمزہ سے بدل دیا گیا پھر اس کا پڑھنا آسان ہو گیا۔ دلیل یہ ہے کہ جب تصغیر بنائی جاتی ہے تو وہ اصل کا پتہ دیتی ہے اور اس کی تصغیر علماء اہیل بنا دیتے ہیں بعض نے فرمایا اس کی اصل اول ہے جو آل یوول سے مشتق ہے جس کا معنی لوٹنا ہے، پس ہر وہ ذات جو کسی کی طرف رجوع کرتی ہے، منسوب ہوتی ہے اور اسے تقویت دیتی ہے وہ اس کی آل کہلاتی ہے۔ یہ لفظ ہمیشہ اہل شرف اور عظیم لوگوں کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسے حاملین قرآن کو آل اللہ کہا جاتا ہے اسی طرح آل محمد آل مومنین اور آل صالحین، آل قاضی استعمال ہوتا ہے۔ آل حجام، آل خیاط نہیں بولا جاتا۔ بخلاف اہل کے کیونکہ یہ ہر ایک کیلئے استعمال ہوتا ہے آل کا لفظ اسی طرح غیر عاقل اور ضمیر کی طرف بھی اکثر علماء کے نزدیک مضاف نہیں ہوتا، بعض علماء نے بہت قلیل طور پر اس کے جواز کا قول فرمایا ہے۔ حضرت عبدالمطلب کے شعر میں اس کا ثبوت ملتا ہے جو ان کے ان ابیات میں سے ہے جو اصحاب الفیل کے قصہ کے وقت تحریر کئے تھے۔

وَانْصُرْ عَلٰی اٰلِ الصَّلِیْبِ   وَعَابِدِیْهِ الْیَوْمَ اٰلَكْ

آل کے لفظ کا اطلاق اپنی ذات پر بھی ہوتا ہے اور ہر اس شخص پر بھی بولا جاتا ہے جو اس کی طرف منسوب ہوتا ہے، اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جب فعل آل فلاں کہا جاتا ہے تو وہ جس

کی آل ہیں وہ بھی اس میں شامل ہوتا ہے۔ ہاں اگر کوئی قرینہ پایا جائے یا کوئی شواہد ایسے پائے جائیں جن کی وجہ سے وہ شامل نہ ہو، تو ہو سکتا ہے جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جو آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اِنَّا اٰلُ مُحَمَّدٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ ''ہم آل محمد ہیں ہمارے لیے فرضی صدقہ حلال نہیں ہے''۔ اگر فلاں اور آل فلاں کا اکٹھا ذکر ہو تو پھر وہ فلاں آل میں شامل نہ ہوگا۔ یہ ایسا ہے جیسے فقیر و مسکین، اسی طرح ایمان، اسلام الفسوق اور العصیان ہے۔

آل محمد سے کون مراد ہیں، اس کے متعلق بھی علماء کرام کا اختلاف مروی ہے، ارجح قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ نفوس قدسیہ میں جن پر صدقہ حرام ہے، اس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نص قائم کی ہے، جمہور علماء نے بھی اسی قول کو پسند فرمایا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت حسن سے خطاب جو حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے، وہ بھی اس کی تائید کرتا ہے اِنَّا اٰلُ مُحَمَّدٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ حدیث مرفوع کے درمیان یہ بھی ارشاد فرمایا: اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ اِنَّمَا هِیَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ ''یہ صدقہ فرضیہ لوگوں کی میل کچیل ہے، یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے حلال نہیں ہے۔

حضرت امام احمد فرماتے ہیں: حدیث تشہد میں آل محمد سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت ہیں۔ اسی بنا پر اختلاف ہے کہ کیا آل کی جگہ اہل کا لفظ استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اس میں علماء سے دو روایتیں ملتی ہیں بعض نے فرمایا آل محمد سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات اور ذریت ہے کیونکہ اکثر طرق حدیث میں ''وآل محمد'' کے الفاظ آئے ہیں اور ابی حمید کی حدیث میں اسی جگہ ''وازواجہ و ذریتہ'' کے الفاظ ہیں پس یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہاں آل سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات اور ذریت ہے، اس پر اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ حدیث پاک میں تو تینوں چیزوں کا جمع ہونا بھی ثابت ہے جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گزشتہ حدیث میں گزر چکا ہے پس اس کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ بعض حفاظ نے وہ الفاظ یاد رکھے جو دوسروں نے یاد نہیں رکھے۔ تشہد میں آل

سے مراد ازواج مطہرات اور وہ نفوس قدسیہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے ان میں ذریت بھی داخل ہے۔ اس طرح تمام احادیث کی تطبیق ہو جائے گی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات پر حدیث عائشہ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِنْ خُبْزٍ مَأْدُوْمٍ ثَلَاثًا میں اور حدیث ابوہریرہ اَللّٰھُمَّ جْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا میں آل کا اطلاق ہوا ہے اور ازواج مطہرات کا علیحدہ ذکر ان کی عظمت شان کیلئے ہے جیسے الذریت کا علیحدہ ذکر فرمایا گیا ہے۔

عبدالرزاق نے اپنی جامع میں ثوری سے روایت فرمایا ہے کہ میں نے ان کو سنا کہ ایک شخص نے ان سے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کے قول میں آل محمد کی مراد پوچھی تو انہوں نے فرمایا، اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے، کچھ حضرات آل محمد سے مراد اہل بیت لیتے ہیں، کچھ علماء آل سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار مانتے ہیں۔ بعض نے فرمایا، آل سے خاص اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا مراد ہے۔ امام نووی نے ''شرح المہذب'' میں یہ قول نقل کیا ہے۔ بعض نے فرمایا آل سے مراد تمام قریش ہیں۔ ابن الرفیعہ نے الکفایہ میں یہ قول حکایت فرمایا ہے، بعض کے نزدیک آل سے مراد ساری امت اجابت ہے۔ ابو الطیب الطبری نے بعض شوافع سے یہی قول حکایت کیا ہے۔ شرح مسلم میں امام نووی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ القاضی حسین اور الراغب نے امت اجابت سے اتقیاء کو مقید کیا ہے جنہوں نے تمام امت اجابت مطلق ذکر کی ہے ان کا کلام بھی اسی پر محمول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ یہ قول بھی متقین کی تقیید کے قول کی تائید کرتا ہے۔

ابوالعیناء کی نوادر میں ہے کہ اس نے ایک ہاشمی شخص کی تحقیر کی تو اس نے کہا، تو میری تحقیر کرتا ہے حالانکہ ہر نماز میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھ کر مجھ پر درود پڑھتا ہے فرماتے ہیں، میں نے کہا میری اہل سے مراد پاک اور نیک آل ہوتے ہیں تو ان میں سے نہیں ہے۔ مصنف فرماتے ہیں، الخطیب نے حکایت کی ہے کہ یحییٰ بن معاذ ایک علوی کی زیارت اور سلام عرض کرنے کیلئے بلخ یاری میں حاضر ہوئے تو علوی نے یحییٰ بن معاذ سے پوچھا، تم ہم اہل بیت کے متعلق کیا کہتے ہو، اس نے کہا وحی کے پانی سے گوندھی ہوئی مٹی

کے بارے کیا کہوں جس میں نبوت کا درخت لگایا گیا اور رسالت کے پانی سے سیراب کیا گیا، ایسے بابرکت درخت سے ہدایت کی خوشبو کے سوا کیا مہکے گا۔ انتھی نے الفاظ تبدیل کئے ہیں علوی نے یحییٰ سے کہا، اگر تم ہماری زیارت کرو تو بھی تمہیں فضیلت ملے گی اور اگر ہم تمہاری زیارت کریں تب بھی تمہیں فضیلت ملے گی۔ زائر و مزور ہر لحاظ سے تمہیں فضیلت ہوگی۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ جنہوں نے آل محمد سے مراد مطلق امت اجابت لی ہے ان کا کلام اس بات پر محمول ہو کہ صلاۃ سے مراد رحمۃ مطلقہ ہے پس اتقیاء کی قید کی ضرورت ہی نہیں ہے انہوں نے حضرت انس کی مرفوع حدیث الُ مُحَمَّدٍ كُلُّ تَقِيٍّ سے استدلال کیا ہے اس حدیث کو الطبرانی نے نقل کیا ہے مگر اس کی سند انتہائی کمزور ہے۔

امام بیہقی نے بھی اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ضعیف سند کے ساتھ ایک ارشاد گرامی نقل کیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شجرۂ نسب

حضرت ابراہیم بن تارح بن ناحور بن شاہ روخ بن فالخ بن عبیر انہیں عابر بھی کہا جاتا۔ بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح۔ بعض اسماء کے تلفظ میں اختلاف ہے مگر اس نسب نامہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

آل سے مراد حضرت اسماعیل اور حضرت اسحٰق علیہما السلام اور جو ان کی اولاد ہیں، وہ مراد ہیں جیسا کہ ایک جماعت نے اس پر پختہ قول کیا ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد حضرت سارہ اور ہاجرہ کے علاوہ کسی بطن سے بھی تھی تو وہ بھی یقیناً آل ابراہیم میں شامل ہوں گے پھر مراد مسلمان بلکہ متقی ہوں گے ان میں تمام انبیاء صدیقین، شہداء اور نیک صالح لوگ شامل ہیں ان کے علاوہ نہیں۔

آل پر درود پڑھنے کے وجوب کے بارے میں اختلاف ہے۔ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک درود کی تعیین میں دو روایتیں ہیں ان کے ہاں مشہور یہ ہے کہ آل پر صلوٰۃ پڑھنی واجب نہیں ہے جمہور علماء کا قول بھی یہی ہے، ان میں سے اکثر علماء نے اس بات پر اجماع

کا دعویٰ کیا ہے اور اکثر شوافع جنہوں نے وجوب کو ثابت کیا ہے انہوں نے وجوب کے ثبوت کو الترجی کی طرف منسوب کیا ہے۔ ''شرح المہذب والوسیط'' میں ابن صلاح کی پیروی میں لکھا ہے کہ آخری تشہد میں آل پر صلاۃ کے وجوب کا قائل الترجی ہے اور ان سے پہلے اجماع کا قول مردود ہے کیونکہ آل پر صلاۃ واجب نہیں ہے۔ لیکن امام البیہقی نے ''الشعب'' میں ابو اسحٰق المروزی جو کبار شوافع میں سے ہیں، سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرا اعتقاد یہ ہے کہ آخری تشہد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر درود پڑھنا واجب ہے۔ امام البیہقی نے فرمایا ہے کہ وہ احادیث جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ کی کیفیت ثابت ہے وہ بھی اسی قول یعنی اسحٰق المروزی کے قول کی تصحیح پر دلالت کرتی ہیں۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں، طحاوی کا قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حرملہ نے یہی قول امام شافعی سے روایت کیا ہے میں (مصنف) کہتا ہوں، المجد الشیرازی نے محمد بن یوسف الشافعی سے یہ اشعار روایت کیے ہیں

یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللہِ حُبُّکُمْ فَرْضٌ مِنَ اللہِ فِی الْقُرْآنِ اَنْزَلَہٗ

کَفَاکُمْ عَنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اِنَّکُمْ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَا صَلَاۃَ لَہٗ

''اے رسول اللہ کے اہل بیت! اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تمہاری محبت کو فرض قرار دیا ہے جو قرآن خود اس نے نازل فرمایا ہے۔ تمہاری قدر و منزلت تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہیں پڑھتا اس کی نماز ہی نہیں ہوتی''۔

تشہد اول میں آل پر درود پڑھنا، آخری تشہد میں آل پر درود پڑھنے پر موقوف ہے اگر واجب نہ ہوتا تو ہم بھی پسند نہ کرتے یہی قول اصح ہے۔ علامہ الزرکشی نے یوں ان کا تعاقب کیا ہے ''اَلصَّلَاۃُ عَلَی الْاٰلِ'' میں جو کچھ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ وہ مستحب نہیں ہے ''تنقیح'' میں اس پر اشکال ظاہر کیا ہے فرماتے ہیں یَنْبَغِیْ اَنْ لَیَسَنَّا جَمِیْعًا وَلَا لُیَسَنَّا جَمِیْعًا احادیث تو ان کے جمع ہونے کی صراحت کرتی ہیں، ان کے ہوتے ہوئے کوئی فرق ظاہر نہیں ہوتا اور ان کا قول ظاہر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود کے وجوب

میں بھی اختلاف ہے "البیان" میں صاحب الفروع سے اس کے متعلق دو وجہوں کی حکایت ہے۔ اس میں اسی طرح کا اختلاف ہے جیسے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے متعلق تھا مقدمہ میں اس کی طرف اشارہ ہو چکا ہے۔

تنبیہ: اگر معترض یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل پر درود پڑھنے کے وجوب میں کیوں فرق کرتے ہو حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آل کا درود میں عطف معطوف کا تعلق ہے جبکہ آپ ﷺ کا ارشاد قُوْلُوْا کَذَا اس کے وجوب کی دلیل بھی ہے تو پھر تم کیوں فرق کرتے ہو کہ نصف حصہ پر وجوب کا قول کرتے ہو جبکہ دوسرے نصف کیلئے وجوب کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس کا جواب دو اعتبار سے دیا گیا ہے: (ا) وجوب میں معتمد بات اللہ تعالیٰ کا فرمان یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہے مگر اس میں آل نبی پر درود پڑھنے کا کوئی حکم نہیں ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب کیفیت صلوٰۃ کے متعلق سوال کیا گیا اور آپ ﷺ نے اپنے ساتھ آل کا تذکرہ فرمایا اس میں آقائے دو عالم ﷺ نے ان کو واجب کی مقدار بتائی پھر واجب کو رتبہ کمال تک پہنچانے کیلئے اضافہ بھی فرمایا حالانکہ انہوں نے سوال صرف آپ ﷺ پر درود پڑھنے کے متعلق پوچھا تھا۔

امر کو حقیقت اور مجاز پر محمول کرنے کے جواز میں اختلاف کا مبنیٰ یہی ہے اور اس کا جواز ہی صحیح ہے۔ کبھی کبھی کسی مصلحت کے پیش نظر کئے گئے سوال سے زیادہ جواب دیا جاتا ہے۔ ایسا جواب اکثر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال میں ملتا ہے جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب سمندر کے پانی کی طہارت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: هُوَ الطَّهُوْرُ مَاءُهٗ وَالْحِلُّ مَیْتَتُهٗ "اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے" حالانکہ سوال میں میتۃ البحر کا ذکر نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ سائل کے جواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد میں زیادتی اور کمی وارد ہے پس جس بات پر تمام روایات متفق ہیں اس کو وجوب پر محمول کیا جائے گا۔ اگر پوری صلاۃ واجب ہوتی تو بعض اوقات میں آپ ﷺ بعض افراد پر اکتفا

نہ فرماتے اور بعض طرق صحیحہ میں آل پر صلاۃ کے سقوط پر اکتفا نہ ہوتا۔ اور یہی چیز صحیح بخاری میں ابوسعید کی حدیث سے ثابت ہے۔ لیکن آپ نے برکت کو ثابت فرمایا ہے حالانکہ صحابہ کرام نے برکت کے متعلق سوال نہیں کیا تھا اور نہ اس کے متعلق حکم ہے اور ابوحمید کی حدیث جو متفق علیہ ہے اس میں بھی آل پر صلاۃ کا ذکر نہیں ہے اور نہ اس میں برکت کا ذکر ہے بلکہ فرمایا: عَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ آل اور ذریت کے درمیان عموم خصوص کی نسبت ہے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ تم نے کیفیت صلاۃ میں وجوب کی حالت میں لفظ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پر کیوں اکتفا کیا۔ تشبیہ میں بقیہ کلام کا وجوب کیوں نہیں کیا۔ تو ہم جواباً کہیں گے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض سائلوں کے جواب میں تشبیہ کو ساقط فرمایا ہے جیسا کہ زید بن خارجہ کی حدیث میں گزر چکا ہے وہ بھی عدم وجوب پر دلالت کرتی ہے۔

نویں فصل

تشبیہ صلاۃ میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں خاص کیا گیا

اس فصل میں دو اہم سوال ہیں: ۱۔ پہلا یہ کہ تشبیہ صلاۃ میں باقی انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ حضرات ابراہیم علیہ السلام کو کیوں مخصوص کیا گیا ہے، اس کا جواب کئی طرح سے دیا گیا ہے۔ یا تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکرام کی وجہ سے یا ابراہیم علیہ السلام نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ کے الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی تھی کہ اس کے بدلے میں انہیں تشبیہ صلوۃ کیلئے مخصوص کیا گیا ہے یا باقی انبیاء کرام کی صلاۃ میں شرکت نہ ہونے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صلاۃ کے ساتھ خاص ہونے کی وجہ سے ہے یا تو اس لیے تشبیہ میں مخصوص ہیں کہ ابراہیم خلیل ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبیب ہیں یا اس لیے کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ارشاد: وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ کی حیثیت سے منادی الشریعت ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ارشاد: رَبَّنَآ اِنَّنَا

سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِیْ لِلْاِيْمَانِ کی وجہ سے منادی الدین ہیں۔ یا اس لیے حضرت ابراہیم کو تشبیہ صلوٰۃ میں مخصوص کیا گیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے خواب میں جنت کو دیکھا اور اس کے درختوں پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا پایا تو جبریل علیہ السلام سے اس کے متعلق پوچھا، جبریل امین نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت شان کے متعلق بتایا تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے بایں الفاظ سوال کیا يَارَبِّ اَجْرِ ذِكْرِیْ عَلٰى لِسَانِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ''اے اللہ! امت محمدیہ کی زبان پر میرا ذکر جاری فرما۔ یا اس لیے کہ آپ نے وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ کے الفاظ میں دعا مانگی تھی۔ یا اس لیے کہ آپ بقیہ انبیاء کرام سے افضل ہیں یا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ میں مومنین کے باپ کا لقب دیا ہے یا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت ابراہیم کی اتباع کا حکم فرمایا خصوصاً ارکان حج میں اتباع کا حکم فرمایا ہے یا اس لیے کہ جب حضرت ابراہیم نے بیت اللہ بنایا تو ان الفاظ میں دعا کی مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مِنْ شُيُوْخِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ فَهَبْهُ مِنِّیْ وَمِنْ اَهْلِ بَيْتِیْ۔

پھر حضرت اسماعیل نے الکھول عمر والوں کیلئے دعا فرمائی، حضرت اسحٰق نے نوجوانوں کیلئے اور حضرت سارہ نے آزاد عورتوں کیلئے پھر حضرت ہاجرہ نے غلام عورتوں کیلئے دعا فرمائی تھی اس لیے آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو اس ذکر کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔ ان جوابات میں سے اکثر وہ ہیں جو نقل کی صحت کے محتاج ہیں۔ واللہ الموفق۔

دوسرا سوال وجواب

ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ درود پاک میں تشبیہ کے قاعدہ کے مطابق ایک سوال ابھرتا ہے کہ تشبیہ میں ہمیشہ مشبہ مشبہ بہ سے کم مرتبہ ہوتا ہے۔ لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم سے افضل ہے خصوصاً جبکہ آل محمد کو بھی آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے صلاۃ مطلوبہ ہر اس صلاۃ سے افضل ہے جو پڑھی جا چکی ہے، یا کسی غیر کیلئے پڑھی جاتی ہے یا پڑھی جائے گی

(تو یہ تشبیہ کیسے ہوسکتی ہے) اس سوال کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں:

پہلا جواب:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس طرح کا درود سکھانا اس علم سے پہلے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں۔ مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یوں پکارا یا خیر البریہ تو آپ نے فرمایا، یہ شان تو حضرت ابراہیم کی ہے۔ ابن عربی نے بھی اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اسی کی تائید میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابراہیم کے مرتبہ کے برابر مرتبہ کا سوال کیا اور امت کو بھی یہی سوال کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بغیر سوال کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فضیلت عطا فرما دی تھی اس قول پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی افضلیت کا پتہ ملنے پر صفت صلاۃ کو تبدیل فرما دیتے۔

دوسرا جواب:۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تواضعا فرمایا اور امت کیلئے اس کو مشروع فرمایا تا کہ اس کی فضیلت حاصل کریں۔

تیسرا جواب:۔ تشبیہ اصل صلوٰۃ کو اصل صلاۃ سے ہے نہ کہ قدر کو قدر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ اسی طرح ارشاد فرمایا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اس فرمان میں مختار و مراد اصل صیام ہے اسی طرح کسی کا قول کہ اَحْسِنْ اِلٰى وَلَدِكَ كَمَا اَحْسَنْتَ اِلٰى فُلَانٍ اس میں اصل احسان مراد ہے نہ کہ قدر احسان۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ اسی جواب کو القرطبی نے المفہم میں ترجیح دی ہے۔ صحابہ کرام کے قول كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ کا معنی یہ ہے کہ الٰہی! تیری جناب سے ہم سوال کرتے ہیں کہ جو تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر صلوٰۃ بھیجی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بدرجہ اولی بھیج۔ جس چیز کا ثبوت فاضل کیلئے ہوتا ہے اس کا افضل کیلئے بدرجہ اولی اور اکمل ہوتا ہے۔ اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ یہاں تشبیہ اکمل کے ساتھ کامل الحاق

کرنے کیلئے نہیں ہے بلکہ امت محمدیہ کو درود پاک کے پڑھنے پر برانگیختہ کرنے کیلئے یا اس جیسے اور مفہوم کیلئے ہے یا معروف چیز کے ساتھ غیر معروف چیز کی حالت بیان کرنے کے لیے ہے کیونکہ وہ چیز جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے وہ پہلے ہی اکمل واقویٰ ہے۔

چوتھا جواب:۔ یہ دیا گیا ہے کہ کما صلیت الخ میں کاف تعلیل کیلئے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ میں کاف تعلیل کیلئے ہے دوسرا ارشاد وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ہے، اس میں بھی کاف تعلیل کیلئے ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ کاف تشبیہ کیلئے ہے پھر مطلوب کی خصوصیت پر آگاہ کرنے کیلئے اسی معنی سے معدول کیا گیا ہے۔

پانچواں جواب:۔ یہ دیا گیا ہے کہ تشبیہ کا مقصد یہاں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مقام خلت عطا فرمائے جیسے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی لسان صدق کا مرتبہ عطا فرمائے جیسے ابراہیم کو محبت کی وجہ سے عطا فرمایا تھا۔ یہ چیز بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا تھا: وَلٰكِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللهِ۔

اس جواب پر بھی وہ اعتراض وارد ہوتا ہے جو پہلے جواب پر ہوا تھا۔ میں (مصنف) کہتا ہوں، اس کا مطلب وہی ہے جو القرافی نے اپنے قواعد میں دیا ہے جسے میں عنقریب ذکر کروں گا، مفہوم کو قریب کرنے کیلئے انہوں نے دو آدمیوں کی مثال دی ہے کہ ایک آدمی ہزار کا مالک ہے اور دوسرا دو ہزار کا مالک ہے دو ہزار والا شخص سوال کرتا ہے کہ اس کو بھی ایک ہزار اور ملے جیسا پہلے کو عطا کیا گیا ہے تو اس طرح دوسرے شخص کے پاس پہلے کی نسبت تین گنا مال ہو جائے گا۔

چھٹا جواب:۔ یہ دیا گیا ہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ تشبیہ میں شامل ہی نہیں ہے، تشبیہ صرف وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ کے ساتھ معلق ہے۔ ابن دقیق العید نے اس جواب پر یہ اعتراض کیا ہے کہ غیر انبیاء کیلئے انبیاء کے مساوی ہونا ممکن ہی نہیں ہے پس ان کے لیے ایسی چیز کے وقوع کا طلب کرنا کیسے ممکن ہوگا جس کا وقوع ہی ممکن نہیں ہے۔

ہمارے شیخ نے اس جواب کا مفہوم اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے کہ جب غیر انبیاء

کیلئے انبیاء کے مقام کے مساوی ہونا ممکن ہی نہیں ہے تو پھر ان کیلئے ایسی صلاۃ کا سوال کیسے کیا جا سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابراہیم اور باقی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ہوئی تھی۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس کا جواب یوں ہو سکتا ہے کہ غیر انبیاء کیلئے وہ ثواب مطلوب ہوتا ہے جو انہیں صلوٰۃ سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ تمام صلوٰۃ جو ثواب کا سبب ہوتی ہے میں (مصنف) کہتا ہوں، یہ جواب البلقینی کے جواب کے قریب ہے انہوں نے لکھا ہے کہ یہاں تشبیہ قدر و مرتبہ میں نہیں ہے بلکہ صلاۃ علی الآل کی تشبیہ صلاۃ علی ابراھیم والہ کے ساتھ ہے یہ اعتراض ہی وارد نہیں ہوتا کہ غیر انبیاء کا انبیاء کے مساوی ہونا ممکن ہی نہیں ہے بلکہ یہاں تشبیہ فقط اصل صلوٰۃ میں ہے اور اصل صلاۃ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور آل کے درمیان قدر مشترک ہے، یعنی مطلق صلاۃ میں اشتراک ہے جب یہ مطلب لیا جائے تو پھر ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل کی صلاۃ جیسی صلاۃ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے طلب کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ایسی چیز طلب کر رہے ہیں جس کا وقوع ممکن ہی نہیں ہے یعنی انبیاء و غیر انبیاء میں مساوات کا شبہ پیدا ہی نہیں ہوتا پس اس طرح سوال ہی انبیاء و غیر انبیاء کی مساوات کا ساقط ہو جائے گا۔

العمرانی نے ''البیان'' میں الشیخ ابو حامد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ جواب امام شافعی کی نص سے نقل فرمایا ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل ہیں تو پھر صلاۃ پڑھتے وقت یوں کیوں کہا جاتا ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ تو امام شافعی نے فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ایک علیحدہ مکمل کلام ہے اور اٰلِ مُحَمَّدٍ اس پر معطوف ہے اور کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ کے قریب ہے۔ میں (مصنف) کہتا ہوں ابن قیم نے دعویٰ کیا ہے کہ امام شافعی سے ایسی بات کا منقول ہونا باطل ہے کیونکہ عربی زبان میں اتنی فصاحت و بلاغت رکھنے کی وجہ سے وہ ایسی کلام نہیں کر سکتے جو کلام عرب کے اعتبار سے رکیک و معیب ہو۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں مذکور کلام میں کوئی رکاکت نہیں بلکہ اس میں تقدیر ہے اصل کلام

یوں ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ الی اخرہ تو جملہ ثانیہ کے ساتھ تشبیہ کا معلق ہونا کوئی مانع نہیں ہے۔ علامہ الزرکشی نے اس جواب پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ بات تمام جملوں کے متعلقات کے رجوع کے اصولی قواعد کے مخالف ہے اور بعض روایات میں آل کے ذکر کے بغیر بھی تشبیہ آئی ہے (پھر وہاں کیا جواب ہوگا) میں (مصنف) کہتا ہوں، ابن عبدالسلام کا قول بھی اس جواب کے قریب قریب ہے کہ آل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ بھیجنے کی تشبیہ آل ابراہیم پر صلاۃ بھیجنے کے ساتھ ہے واللہ ورسولہ اعلم۔

ساتواں جواب:۔ ساتواں جواب یہ ہے کہ یہاں مجموع کو مجموع کے ساتھ تشبیہ ہے کیونکہ آل ابراہیم میں اکثر انبیاء کرام ہیں پس جب حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم میں سے ان ذوات کثیرہ کا مقابلہ ان صفات کثیرہ کے ساتھ ہوگا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھیں تو تفاضل ممکن ہوگا۔ اسی طرح کا ایک جواب ابن عبدالسلام سے بھی مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ آل ابراہیم انبیاء ہیں اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء نہیں ہیں۔ پس تشبیہ اس مجموعی قدر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل کو حاصل ہے اور وہ مجموعی قدر جو حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم کو حاصل ہے، کے درمیان ہے پس اس عطیہ سے جو حصہ آل ابراہیم کو حاصل ہے وہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ سے زیادہ ہے، پھر اس عطیہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کو حصہ ملنے سے آپ کا حصہ فاضل ہو جائے گا بنسبت حضرت ابراہیم کے حصہ کے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطیہ عظیم ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی عظیم وافضل ہوئے۔ پس تمام اشکال دور ہو گئے۔

میں (مصنف) کہتا ہوں، ابن عبدالسلام نے ''اسرار الصلوٰۃ'' میں بھی اسی چیز کو بیان کیا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی آل پر پڑھی جانے والی صلاۃ کی تشبیہ اس صلوٰۃ کے ساتھ ہے جو ابراہیم اور آل ابراہیم پر پڑھی جاتی ہے تو اس طرح ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ کی آل کو رحمت ورضوان کا وہ حصہ ملتا ہے جو آل ابراہیم اور معظم انبیاء جو آل ابراہیم ہیں، کے حصہ کے مقارب ہے۔ تو جب ہم اس مجموعہ کو تقسیم کرتے ہیں تو آل محمد کو وہ مقام نہیں ملتا ہے جو آل ابراہیم کو حاصل تھا اور آل محمد کبھی بھی انبیاء کے مقام کو نہ پہنچیں

گے تو اس طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد کو بقیہ رحمت کا وافر حصہ ملے گا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم سے افضل ہیں۔

ابوالیمن ابن عساکر فرماتے ہیں، ان کا تعاقب ہمارے شیخ نے کیا ہے کہ اس جواب پر یہ اعتراض واقع ہوتا ہے کہ حدیث ابوسعید میں اسم کے مقابلہ میں اسم ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ میں (مصنف) کہتا ہوں، قواعد میں القرافی کا اس جواب پر تعاقب گزر چکا ہے، لیکن اس کی وجہ علیحدہ ہے۔ اس طرح کہ انہوں نے تشبیہ فی الدعاء کو تشبیہ فی الخبر کی طرح بنایا ہے حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے کیونکہ تشبیہ فی الخبر ماضی حال مستقبل میں صحیح ہے اور تشبیہ فی الدعاء صرف مستقبل میں ہوتی ہے اور یہاں تشبیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عطیہ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عطیہ کے درمیان ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعا کے بعد حاصل ہوا ہے کیونکہ دعا کا تعلق مستقبل کی معدوم چیز سے ہوتا ہے۔ اس طرح وہ چیز جو دعا سے پہلے اصل ہے وہ تشبیہ میں داخل نہیں ہے یہ وہ چیز ہے جس کے ساتھ حضرت ابراہیم کو فضیلت حاصل ہے۔ فرماتے ہیں، اس اصل سے سوال ہی اٹھ جائے گا کیونکہ تشبیہ دعا میں ہے خبر میں نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ خبر میں تشبیہ کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عطیہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عطیہ کی مثل ہے تو پھر اشکال وارد ہوتے ہیں۔ لیکن تشبیہ کا وقوع ہی دعا کے لیے ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

آٹھواں جواب: آٹھواں جواب یہ ہے کہ اگر تشبیہ کو درود پاک کی اس مقدار کے اعتبار سے دیکھا جائے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی آل کے ہر ہر فرد کو حاصل ہے تو تمام درود پڑھنے والوں کے درود کا مجموعہ ابتدائے تعلیم سے آخر زمان تک گئی گنا زیادہ ہو جائے گا اس صلاۃ سے جو آل ابراہیم کو حاصل ہے۔ اس کا شمار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے ممکن ہی نہیں ہے۔

ابن عربی نے اس جواب کو بایں الفاظ تعبیر کیا ہے کہ المراد دوام ذلك واستمرارہ

یعنی اس تشبیہ سے مراد ہمیشہ درود پڑھنے کی گزارش کرنا ہے۔ میں (مصنف) کہتا ہوں، شیخ الاسلام تقی الدین السبکی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب بندہ اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس کیفیت کے ساتھ درود پڑھتا ہے تو گویا وہ یہ سوال کر رہا ہوتا ہے کہ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسا درود بھیج جیسا تو نے ابراہیم اور آپ کی آل پر بھیجا جب یہی دعا ایک دوسرا شخص مانگتا ہے تو وہ اس صلاۃ کے علاوہ صلاۃ کو طلب کر رہا ہوتا ہے جو پہلے شخص نے طلب کی تھی کیونکہ مطلوب صلاتیں اگرچہ لفظاً مشابہ ہیں لیکن طالب کے علیحدہ علیحدہ ہونے کی وجہ سے جدا جدا ہیں، بے شک دونوں دعائیں مقبول ہیں چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ پیش کرنا دعوۃ مستجابہ ہے پس ضروری ہے کہ جو کچھ اس شخص نے طلب کیا ہے وہ اس سے علیحدہ مطلوب ہے جو کچھ اس دوسرے شخص نے طلب کیا تھا۔ تاکہ تحصیل حاصل لازم نہ آئے۔ اسی طرح ان کے بیٹے التاج نے کہا ہے کہ جب کبھی بندہ یہ دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل کی صلاۃ کی مثل صلاۃ بھیجتا ہے پس ان صلواتوں کا شمار ہی ممکن نہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنے رب تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں جن میں سے ہر ایک ابراہیم اور آل ابراہیم کی صلاۃ کی مقدار کے برابر ہوتی ہے (اب خود ہی اندازہ فرمایئے) عظمت نبی کا کہ جب اس کیفیت سے درود پیش کرنے والوں کی تعداد کا شمار ہی نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم

نواں جواب: نواں جواب یہ ہے کہ تشبیہ کا مرجع صلوٰۃ بھیجنے والے کا ثواب ہے نہ کہ وہ چیز جس کا تعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں، یہ جواب بھی ضعیف ہے کیونکہ گویا مصلی کہہ رہا ہے: اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ ثَوَابًا عَلٰی صَلَاتِیْ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اے اللہ! مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی وجہ سے ثواب عطا فرما جس طرح تو نے درود بھیجا ابراہیم پر، ہاں یہ جواب ممکن ہے کہ اس سے مراد ابراہیم علیہ السلام پر درود پڑھنے والے کے ثواب کی مثل کا سوال ہو۔ یعنی اے اللہ! مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ بھیجنے کی وجہ سے ایسا ثواب عطا فرما جو تو نے ابراہیم علیہ السلام پر

درود پڑھنے والے کو عطا فرمایا تھا۔

دسواں جواب :۔ دسواں جواب یہ ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے بلند وارفع ہوتا ہے یہ قاعدہ کلیہ عام نہیں ہے بلکہ کبھی کبھی تشبیہ ہم مثل کے ساتھ بھی دی جاتی ہے بلکہ کم مرتبہ کے ساتھ بھی کبھی تشبیہ دی جاتی ہے جیسے اللہ کا ارشاد ہے مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ حالانکہ مشکاۃ کا نور نور الٰہی کا کب مقابلہ کرسکتا ہے لیکن جب مشبہ کا مقصد و مراد سامع کے لیے واضح اور ظاہر ہو تو نور الٰہی کو مشکاۃ سے تشبیہ دینا جائز ہے، اسی طرح یہاں بھی جب ابراہیم اور آل ابراہیم کی تعظیم تمام اطراف عالم میں صلاۃ پڑھنے کے ساتھ مشہور ہے تو بہتر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایسی صلاۃ طلب کی جائے جو حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم علیہ السلام کی صلاۃ کے مشابہ ہو فِی الْعٰلَمِیْنَ کا قول مطلوب مذکور کے اختتام پر اس کی تائید کرتا ہے یعنی تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر درود بھیجنا ظاہر کیا تمام جہانوں میں اسی لیے فِی الْعٰلَمِیْنَ کا ذکر آل ابراہیم کے ساتھ ہے آل محمد کے ساتھ نہیں ہے یعنی اس حدیث میں جس میں یہ الفاظ وارد ہیں جو ابو سعید کی حدیث ہے جسے امام مالک و مسلم وغیرہما نے روایت کیا ہے۔ علامہ الطیبی نے اسی طرح تعبیر کیا ہے کہ یہاں تشبیہ ناقص کو کامل کے ساتھ ملحق کرنے کے لیے نہیں ہے بلکہ غیر مشہور کو مشہور کے ساتھ تشبیہ دینے کے لیے ہے۔ اس تشبیہ کا سبب یہ ہے کہ ملائکہ نے بیت ابراہیم میں کہا رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ "کہ اللہ کی رحمت و برکت ہو تم پر اے اہل بیت بے شک وہ خوبیوں سراہا اور بزرگ ہے"۔ یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد اہل بیت ابراہیم میں سے ہیں پس گویا وہ کہہ رہا ہے یا اللہ! محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں فرشتوں کی دعا قبول فرما جیسے تو نے اہل ابراہیم کے بارے میں ان کی دعا قبول فرمائی تھی جو آل ابراہیم اس وقت موجود تھے اس لیے درود پاک کا اختتام ایسے کلمات کے ساتھ کیا۔ یعنی اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

امام نووی ان تمام جوابات کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ سب سے بہتر جواب وہ ہے جو امام شافعی کی طرف منسوب ہے یا جس میں اصل صلوٰۃ کو اصل صلاۃ کے ساتھ تشبیہ دی

گئی ہے یا جس میں مجموع کو مجموع کے ساتھ تشبیہ دی گی ہے۔

ابن قیم ان جوابات میں سے اکثر کو رد کرنے کے بعد لکھتے ہیں: سوائے تشبیہ المجموع بالمجموع والے جواب کے بہتر یہ ہے کہ یہ کہا جائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آل ابراہیم میں سے ہیں کیونکہ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خصوصی درود بھیجیں جیسا کہ ہم نے ابراہیم اور آل ابراہیم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عموماً درود بھیجا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کو وہ حصہ ملے گا جس کے وہ اہل ہوں گے اور باقی تمام حصہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بچ جائے گا۔ یہ مقدار قطعاً اس حصہ سے زائد ہے جو آل ابراہیم میں سے کسی اور کو حاصل ہوئی اس وقت تشبیہ کا فائدہ ظاہر ہو جائے گا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ان الفاظ کے ساتھ مطلوب کا حصول ان کے علاوہ الفاظ سے مطلوب حاصل کرنے سے افضل ہے۔

ہمارے شیخ نے المجد اللغوی کا ایک جواب نقل کیا ہے جو انہوں نے ایک اہل کشف سے نقل کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہاں مشبہ بہ کے الفاظ کے ساتھ تشبیہ نہیں ہے اور نہ ہی مشبہ بہ کے عین کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ ہمارے قول اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ کا مقصد و مراد یہ ہے کہ اِجْعَلْ مِنْ اَتْبَاعِهٖ مَنْ يَّبْلُغُ النِّهَايَةَ فِیْ اَمْرِ الدِّيْنِ كَالْعُلَمَاءِ بِشَرْعِهٖ بِتَقْرِيْرِهِمْ اَمْرَ الشَّرِيْعَةِ اے اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین کو امر دین میں انتہائی مقام پر پہنچا جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت مطہرہ کے عالم جو شریعت کے معاملات کو قائم کرنے والے ہیں كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ سے مراد بِاَنْ جَعَلْتَ فِيْهِمْ اَنْبِيَاءَ يُخْبِرُوْنَ بِالْمُغَيَّبَاتِ ہے جیسے تو نے آل ابرہیم میں ایسے انبیاء پیدا فرمائے جو غیب کی خبریں دیتے تھے پس مطلوب آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے انبیاء کی صفات کا حصول ہے جو دین میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم کے سوال سے ثابت ہے۔ یہ المجد اللغوی کے جواب کا خلاصہ ہے۔ ہمارے شیخ نے فرمایا، یہ جواب نہایت عمدہ ہے اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ صلاۃ سے مراد وہ مفہوم ہے جو انہوں نے بیان کیا ہے واللہ ورسولہ اعلم۔ اس

دعویٰ میں ایک اور جواب بھی ہے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سے مراد اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ دُعَاءَ مُحَمَّدٍ فِیْ اُمَّتِہٖ کَمَا اسْتَجَبْتَ دُعَاءَ اِبْرَاھِیْمَ فِیْ بَنِیْہِ اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا آپ کی امت کے بارے میں قبول فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم کی دعا آپ کے بیٹوں کے حق میں قبول فرمائی تھی اس صورت میں دونوں جگہ میں آل کے عطف کا التباس واختلاط ہوگا۔ واللہ المستعان۔

میں (مصنف) کہتا ہوں المجد اللغوی نے گزشتہ جواب کے ثبوت کو طویل کر دیا ہے جس کی تلخیص یہ ہے کہ درود بھیجنے والا جب اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہتا ہے تو اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اے اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت میں اسے علماء وصلحاء پیدا فرما جو تیری جناب میں انتہائی بلند مراتب کو حاصل کرنے والے ہوں۔ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ جیسے تو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل میں ایسے رسل وانبیاء پیدا فرمائے جو تیری جناب میں انتہائی مراتب کو پہنچے ہوئے تھے۔ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ آل محمد کو حدیث پاک کے حفظ وتدوین کی نعمت عطا فرما جیسے تو نے آل ابراہیم کو تشریع ووحی کی نعمت سے نوازا تھا۔ پس ان میں سے کچھ محدثین بن گئے۔ اجتہاد ان کے لیے مشروع ہو گیا اور اس کو حکم شرعی ثابت فرما دیا، پس اس لحاظ سے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انبیاء کے مشابہ ہوئے فافھم پس اس میں ایک فائدہ جلیلہ عظیمہ ہے وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ۔

دسویں فصل

وَبَارِکْ کے قول سے مراد خیر وکرامت میں نمو وزیادتی ہے۔ بعض نے فرمایا، اس سے مراد عیوب سے تطہیر وتزکیہ ہے، بعض نے فرمایا اس سے مراد برکت کا اثبات، دوام اور استمرار مراد ہے اور یہ عربوں کے قول ''برکت الابل'' سے مشتق ہے یعنی اونٹ زمین پر بیٹھ گیا۔ پانی کے حوض کو برکۃ الماء کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں پانی ٹھہرتا ہے، اسی مفہوم پر جزم کیا گیا ہے، کبھی تیمن کی جگہ بولا جاتا ہے، جیسے میمون کو مبارک بمعنی محبوب ومرغوب فیہ کہا جاتا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ برکت سے مراد خیر کی وافر مقدار عطا کرنا اور پھر اس میں

ثبات واستمرار کا ہونا مطلوب ہوتا ہے جب ہم اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہتے ہیں تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر دعوت اور شریعت کو دوام عطا فرما، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین احباب میں اضافہ فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یمن وسعادت کے طفیل آپ کی امت کے حق میں آپ کی شفاعت قبول فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مخصوص جنت میں جگہ عطا فرما، اپنی رضا کا مقام عطا فرما، آپ کی امت کو شہرت عطا فرما۔ التبریک کے لفظ میں دوام زیادت اور سعادت تینوں مفہوم جمع ہیں واللہ المستعان۔

ہماری جستجو اور تحقیق کے مطابق ابن حزم کے سوا کسی نے وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے قول کے وجوب کی تصریح نہیں فرمائی۔ ابن حزم کے کلام سے وبارک کے وجوب کا مفہوم ملتا ہے وہ فرماتے ہیں:

عَلَی الْمَرْءِ اَنْ یُبَارِکَ عَلَیْہِ وَلَوْ مَرَّۃً فِی الْعُمُرِ وَاَنْ یَقُوْلَھَا بِلَفْظِ خَبَرِ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ اَوْ اَبِیْ حُمَیْدٍ اَوْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ

”یعنی انسان کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر برکت کا بھیجنا لازم ہے اگرچہ عمر میں ایک مرتبہ ہی ہو اور انسان کو یہ بھی لازم ہے کہ وہ حضرت ابو مسعود یا ابوحمید یا کعب بن عجرہ کی حدیث کے الفاظ کے ساتھ درود بھیجے“۔

صاحب المغنی حنبلی کے کلام کا ظاہر بھی نماز میں وَبَارِکْ کے وجوب پر دال ہے، فرماتے ہیں: درود پڑھنے کا طریقہ وہی ہے جو الخرقی نے ذکر فرمایا ہے اور الخرقی نے وہ درود ذکر کیا ہے جو حدیث کعب میں آیا ہے پھر فرماتے ہیں، صرف یہاں تک وجوب کا مفہوم ملتا ہے اور المجد الشیر ازی فرماتے ہیں: فقہاء میں سے کسی نے اس کے وجوب کے ساتھ موافقت نہیں کی۔ واللہ اعلم

گیارہویں فصل

گزشتہ احادیث میں تشہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے میں ترحم کی زیادتی وارد ہے۔ ابن عربی نے اس کے انکار پر مبالغہ کیا ہے فرماتے ہیں ابن ابی زید نے تشہد میں رحم

کی جو زیادتی نقل کی ہے اس سے بچو۔ یعنی تشہد میں جو کچھ "الرسالہ" میں مستحب ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ انہوں نے وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ الی آخرہ کی زیادتی کی ہے۔ یہ بدعت کے قریب ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ وحی درود پڑھنے کی کیفیت صحابہ کرام کو تعلیم دی، اس زیادتی میں استدراک ہے یعنی یہ اتباع و تکلیف کا مقام ہے، پس اس میں نصوص پر اکتفا کیا جائے گا۔ جنہوں نے یہ زیادتی کی ہے انہوں نے ایک نیا کام ایجاد کیا ہے کیونکہ محل مخصوص میں ایک نئی عبارت ایجاد کی ہے، جس کے متعلق کوئی نص وارد نہیں ہے۔ کچھ لوگ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اور رحمت کی زیادتی کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں یہ وارد نہیں ہے۔ رحمت علیہ نہیں کہا جائے گا بلکہ رحمہ کہا جائے گا الترحم میں تکلف و تصنع کا مفہوم ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے حق میں اس کا اطلاق درست نہیں ہے۔ (وہ اس ذکر میں منفرد ہیں اسی طرح ان کے علاوہ کئی علماء نے بھی فرمایا، ظاہر ہے کہ اس زیادتی میں احادیث وارد نہیں ہیں)۔

علامہ نووی "الاذکار" میں لکھتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے اصحاب اور ابن ابی زید المالکی نے درود پاک میں اس زیادتی اِرْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ کو مستحب کہا ہے تو یہ بدعت ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ مختار یہ ہے کہ الرحمۃ کا ذکر نہ کیا جائے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درود پاک ان الفاظ کے بغیر سکھایا ہے اگرچہ ان کا معنی الدعاء اور الرحمہ ہے اس کا علیحدہ ذکر نہیں فرمایا۔ ان کے علاوہ بھی کئی علماء کا یہی قول ہے اور یہی ظاہر ہے اس کی زیادتی کے متعلق احادیث وارد نہیں ہیں۔ چونکہ یہ ضعیف ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے لیکن ان کلمات کے وجود کی وجہ سے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ خبر میں اس کا ذکر وارد نہیں ہے۔ قاضی عیاض کا قول بہت عمدہ ہے کہ انہوں نے فرمایا، اس کے متعلق کوئی صحیح خبر نہیں آئی ہے، جب یہ امر ثابت ہو چکا تو پھر شاید ابن ابی زید اسے فضائل اعمال میں شمار کرتے ہوں جن میں حدیث ضعیف پر بھی عمل کیا جاتا ہے پھر رحمت کی دعا کی اصل کا منکر تو

کوئی بھی نہیں اور اس مخصوص مقام میں ضعیف حدیث موجود ہے اس لیے اس پر عمل کیا جائے گا۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ابن ابی زید کے نزدیک وہ حدیث صحیح ہو جو ہدایہ شریف کی شرح میں فقیہ ابو جعفر سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں اِرْحَمْ مُحَمَّدًا وَ اٰلَ مُحَمَّدٍ۔ پھر فرماتے ہیں، جو مجھے اپنے شہر اور باقی مسلمانوں کے شہروں سے درایۃ بات ملی ہے اس پر میرا اعتماد ہے اسی طرح سرخسی مبسوط میں فرماتے ہیں اسے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے اس کے متعلق اثر وارد ہے اور جو اثر کی اتباع کرے اس پر کوئی عتاب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو کوئی بھی مستغنی نہیں اسی طرح الرستغفنی کا قول بھی ہے فرماتے ہیں ارحم محمداً کے قول کا معنی امت کی طرف راجع ہے، یہ ایسا ہے کہ کسی نے کوئی جرم کیا اور مجرم کا باپ شیخ فانی ہے جب مجرم کو سزا کا ارادہ کیا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ شیخ فانی پر رحم کرو، حالانکہ حقیقۃً رحمت کا مرجع بیٹا ہوتا ہے اسی طرح ''المحیط'' میں بھی ہے۔

ابن عربی نے تشہد کے علاوہ ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ترحم کے جواز کی تصریح کی ہے مگر بعض نے ان کی مخالفت کی ہے۔ پس صلوٰۃ کے لفظ کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے دعا کا متعین ہونا آپ کے خصائص میں شمار کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے صرف رحمہ اللہ نہیں کہا جائے گا کیونکہ الترحم میں تعظیم کا معنی متضمن نہیں ہے جب کہ صلاۃ کا لفظ تعظیم کے معنی پر دلالت کرتا ہے، اسی لیے علماء فرماتے ہیں کہ غیر انبیاء پر صرف تبعاً صلوٰۃ پڑھی جائے غیر انبیاء پر ترحم کے لفظ کا اطلاق قطعاً جائز ہوتا ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ابن عبد البر سے حکایت کرتے ہیں کہ آپ کے لیے رحمت لفظ استعمال نہ کیا جائے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے صلاۃ و برکت جو آپ کے لیے مختص ہے اس کے ساتھ دعا کی جائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کے لیے رحمت و مغفرت کا لفظ استعمال کیا جائے لیکن امام تقی الدین بن دقیق العید ''شرح الالمام'' میں اس کے پڑھنے پر برانگیختہ کرتے ہیں فرماتے ہیں صلاۃ من اللہ رحمت کی تفسیر ہے کیونکہ اس کا مقتضی بھی اَللّٰھُمَّ

اِرْحَمْ مُحَمَّدًا ہے کیونکہ جب دو مترادف الفاظ دلالت میں برابر ہوں تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتا رہتا ہے ہمارے شیخ کا میلان بھی جواز کی طرف ہے فرماتے ہیں ابن ابی زید کے کلام کا انکار غیر مسلم ہے، ہاں اگر وہ صحیح نہ ہو تو پھر انکار کا کوئی وجود ہو سکتا ہے پس جس نے ارحم محمدًا نہ کہنے کا دعویٰ کیا ہے وہ مردود ہے کیونکہ بہت سی احادیث میں اس کا ثبوت ہے جن میں سے اصح تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ کا قول ہے۔ المجد اللغوی کا رجحان بھی جواز کی طرف گزر چکا ہے۔ وہ فرماتے ہیں جو چیز میں کہتا ہوں اس کے جواز پر دلالت قائم ہے، ان دلائل میں سے ایک دلیل اعرابی کے قول اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا ذکر کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ سن کر خاموش ہونا حدیث تقریر بن گئی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں رات کی نماز کے بعد ایک لمبی دعا سکھائی جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ الی اخرہ۔ اے اللہ! میں تیری جناب سے تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ اور حدیث عائشہ میں بھی یہ ارشاد ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَاَسْئَلُ رَحْمَتَكَ اے اللہ! ''میں تجھ سے اپنی خطاؤں کی معافی طلب کرتا ہوں اور میں تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں''۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی ہے: يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔ ''اے زندہ! اے قائم رکھنے والے! میں تیری رحمت کا طلبگار ہوں''۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی رحمت کی طلب پر دال ہے: اَللّٰهُمَّ اَرْجُوْ رَحْمَتَكَ ''اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی ہے: اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللهُ بِرَحْمَتِهٖ ''مگر مجھے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی چادر کے ساتھ ڈھانپ لے''۔

میں ''مصنف'' کہتا ہوں کہ گزشتہ احادیث اور اس کے علاوہ کئی احادیث میں اس کا ثبوت ہے۔ نسائی نے حضرت عکرمہ سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے مصاجت کر بیٹھا۔ یہ مسئلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تجھے کس چیز نے اس فعل پر اکسایا تو

اس پر بایں الفاظ کلام شروع کیا: رَحِمَكَ اللهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ! الحدیث۔ یہی حدیث مرفوعاً سنن اربعہ میں ہے لیکن ان کے الفاظ یہ نہیں ہیں۔ ہمارے امام شافعی کی کتاب ''الرسالہ'' کے خطبہ میں مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَرَحِمَ وَ كَرَّمَ، الترحم کے جواز و عدم جواز کا مسئلہ اس صورت میں ہے جب صلاۃ وسلام سے ملا کر پڑھا جائے جیسا کہ ہمارے شیخ اور ان کے علاوہ علماء نے بیان فرمایا ہے جن حضرات نے جواز کی تصریح فرمائی ہے ان میں ابو القاسم الانصاری صاحب ''الارشاد'' ہے وہ فرماتے ہیں کہ ترحم کو صلوۃ کے ساتھ ملا کر پڑھنا جائز ہے اور اکیلا پڑھنا جائز نہیں ہے اس مسئلہ میں ابن عبد البر اور القاضی عیاض نے ''الاکمال'' میں ان کی موافقت کی ہے۔ انہوں نے اس مسئلہ کو جمہور سے نقل فرمایا ہے۔ علامہ قرطبی ''المفہم'' لکھتے ہیں کہ الترحم کا پڑھنا صحیح ہے کیونکہ اس کے متعلق احادیث وارد ہیں۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے بھی اکیلا ترحم کے صیغے پڑھنے کے عدم جواز کا عزم ظاہر کیا ہے، فرماتے ہیں: ترحم تاء کے ساتھ جائز نہیں ہے۔ اسی طرح ابن عبد البر نے بھی عدم جواز کا عزم بالجزم کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرے تو رحمہ اللہ کہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تو فرمایا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مگر مَنْ تَرَحَّمَ عَلَيَّ اور مَنْ دَعَا لِيْ نہیں فرمایا اگرچہ صلاۃ کا معنی بھی رحمت ہے لیکن اس لفظ کو تعظیماً مخصوص فرمایا ہے اس لیے اس کو چھوڑ کر کسی غیر لفظ کی طرف عدول نہیں کیا جائے گا اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا فرمان: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا بھی کرتا ہے۔ یہ انتہائی خوبصورت بحث ہے جیسا ہمارے شیخ نے ذکر کیا ہے لیکن پہلی تعلیل میں نظر ہے۔ اور دوسری معتمد ہے۔ احناف کی معتبر کتاب ''الذخیرہ'' میں محمد بن عبد اللہ بن عمر سے الترحم کی کراہت منقول ہے فرماتے ہیں اس میں نقص کا گمان ہوتا ہے کیونکہ رحمت ایسے فعل پر طلب کی جاتی ہے جس پر ملامت ہوتی ہو، ہمیں انبیاء کرام کی تعظیم کا حکم ملا ہے۔ فرماتے ہیں جب انبیاء کا ذکر ہو تو ''رحمہم اللہ'' نہ کہا جائے بلکہ ان پر درود بھیجا جائے۔

اگر یہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے رحمت کی دعا کیسے کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو

خود سراپا رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء) ''ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر''۔ تو اس کا جواب یہ ہے جیسا کہ ابوذرعہ ابن العراقی نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمت ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ کیونکہ رحمت کا تفسیری معنی جو ہمارے حق میں ہے یعنی دل کا پسیج جانا اللہ تعالیٰ کے حق میں مستحیل ومحال ہے رحمت اللہ تعالیٰ کے حق میں یا تو اس کی ذات کی صفت کے اعتبار سے ہے جس کا مطلب بندے کے لیے بھلائی کا ارادہ فرمانا ہے اور اس کے فعل کی صفت کے اعتبار سے ہے جس کا مراد و مفہوم بندے کے ساتھ بھلائی کا معاملہ فرمانا ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادۂ خیر اور فعل خیر کا زیادہ حصہ پانے والے ہیں۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ چیز تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے تو ہم آپ کی آل کے لیے اس کا مطالبہ کریں، کیونکہ اس کا ثمرہ تو ہمارے ثواب پر مرتب ہوتا ہے جیسا کہ مقدمہ میں گزر چکا ہے وللہ الحمد والرحمۃ۔ امام بیہقی فرماتے ہیں، رحمت دو معانی کا جامع لفظ ہے: (۱) علت کا دور کرنا اور عمل کو قبول فرمانا۔ یہ صلاۃ سے مفہوم میں مختلف ہے، کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ اس ارشاد میں صلوٰۃ و رحمت کو علیحدہ علیحدہ ذکر فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک ارشاد مروی ہے جو ان کے نزدیک بھی ان کے جدا جدا مفہوم پر دلالت کرتا ہے۔ ان سے یہ ارشاد سنداً مروی ہے:

نِعْمَ الْعِدْلَانِ وَنِعْمَ الْعَلَاوَةُ لِلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

یعنی ان نفوس قدسیہ کے لیے اللہ کی جناب سے تعریف مدح اور تزکیہ اور رحمت ہے رحمت کا مطلب یہ کہ مصیبت کا دور کرنا اور حاجت کا پورا کرنا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

''تَرَحَّمْتَ عَلَيْهِ'' کی تحقیق

الصغانی نے بعض متقدمین ائمہ لغت سے حکایت کیا ہے، کہ لوگوں کی کلام ''تَرَحَّمْتَ عَلَيْهِ''، غلطی وخطا ہے درست کلمہ رَحَّمْتَ عَلَيْهِ تَرْحِيْمًا ''ح'' کی تشدید کے ساتھ ہے۔ یہ

صیدلانی کے گزشتہ قول کا رد ہے۔ ہماری تحقیق وعلم کے مطابق مشاہیر ائمہ لغت میں سے کسی نے بھی رَحِمْتَ عَلَیْہِ ''ح'' کے کسرہ مخففہ کے ساتھ نقل نہیں کیا تھا اگر اس کی نقل صحیح ہو تو پھر بھی ضعیف وشاذ ہے۔

یہ قول المجد اللغوی کا ہے۔ الزرکشی نے صیدلانی کے قول کو یہ کہہ کر رد کیا ہے کہ یہ بات التضمین سے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَصَلِّ عَلَیْهِمْ ای ادع لھم اگرچہ ادع علیھم نہیں کہا جاتا، اسی طرح یہاں رحمت، صلاۃ کا معنی اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے۔ ابن یونس شارح الوجیز نے بھی اس کا رد کیا ہے جو پہلے گزر چکا ہے، فرماتے ہیں صیدلانی کے قول کا وقوع ممنوع ہے۔ علامہ جوہری نے نقل فرمایا ہے کہ ان کا قول تکلف کا شعور دیتا ہے اور ابن نشیب کے قول سے ٹکراتا ہے، فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کو متکلم نہ کہا جائے کیونکہ اس میں بھی تکلف کا خاصہ ہے مگر متکبر اور متفضل کے لفظ سے اس قول کا رد ہو جاتا ہے۔

بارہویں فصل

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی روایات میں ''العالمین'' کے لفظ سے مراد اصناف الخلق ہے۔ اس کے متعلق کئی دوسرے اقوال بھی موجود ہیں۔ بعض نے کہا اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو فلک کے گھیرے میں ہے۔ بعض نے فرمایا اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جس میں روح ہوتی ہے، بعض نے فرمایا ہر نئی پیدا ہونے والی چیز ہے۔ بعض نے کہا ہر عقل والی چیز مراد ہے یہ دونوں قول ''المشارق'' میں ہیں۔ بعض نے فرمایا اس سے مراد انسان وجن ہیں، یہ قول المنذری نے نقل فرمایا ہے ایک اور قول بھی انہوں نے حکایت فرمایا ہے یعنی عالمین سے مراد جن، انس، ملائکہ اور شیاطین ہیں۔ صحاح میں ہے، العالم کا معنی الخلق ہے اس کی جمع العوالم اور العالمون ہے اس سے مراد مخلوق کی تمام اقسام ہیں۔ محکم میں ہے: اَلْعَالَمُ الْخَلْقُ کُلُّہٗ ''عالم سے مراد تمام مخلوق ہے'' بعض نے فرمایا ہر وہ چیز جو فلک کے گھیراؤ میں ہو۔ لفظ عالم کا واحد نہیں ہے کیونکہ عالم مختلف اشیاء کے مجموعہ کا نام ہے پھر اگر ان اشیاء مختلفہ میں سے کسی ایک چیز کا نام بنا دیا جائے تو اشیاء متفقہ کے مجموعہ کا نام ہوگا۔ اس کی جمع العالمون

ہے فاعل کی جمع ''واونون'' سے نہیں بنائی جاتی مگر صرف اسی صورت میں۔ العالمین کے لفظ کا اشارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر برکت وصلاۃ کے عالم میں مشہور ہونے اور آپ کے شرف و تعظیم کے پھیلے ہوئے ہونے کی طرف ہے اور ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی ایسی صلاۃ و برکت مطلوب ہے جو انتشار و شہرت میں اس برکت وصلاۃ میں مشابہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ۔ اس سے پہلے بھی اس قسم کا مفہوم گزر چکا ہے۔ واللہ الموفق

تیرہویں فصل

الحمید کی تحقیق

الحمید بروزن فعیل بمعنی محمود ہے الحمد سے مشتق ہے اور یہ محمود سے زیادہ بلیغ ہے اس سے مراد وہ ذات ہوتی ہے جو تمام صفات حمد کی مالک ہو۔ بعض نے فرمایا، یہ بمعنی حامد ہے یعنی وہ اپنے بندوں کے افعال کی تعریف فرماتا ہے۔ المجید، المجد سے مشتق ہے جو اکرام کی صفت ہے، دعا کا ان دو عظیم اسماء پر اختتام کرنے کی مناسبت یہ ہے کہ اس دعا میں مطلوب اللہ تعالیٰ سے اس کے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عزت، ثناء تنویہ اور قرب ہے اور یہ چیز ایسی ہے جس کے لیے حمد و مجد کا طلب کرنا لازمی ہے۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ آخر میں یہ دونوں اسم ایسے ہیں جیسے مطلوب کے لیے تعلیل یا تذییل ہوتی ہے اور ان کا مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ! بے شک تو گونا گوں نعمتیں عطا کرنے کی وجہ سے حمد وثنا کا مستحق ہے اور اپنے تمام بندوں پر بہت زیادہ احسان کرنے کی وجہ سے کریم ہے۔

چودھویں فصل تحقیق اَلْاَعْلَيْنَ وَ الْمُصْطَفَيْنَ وَ الْمُقَرَّبِيْنَ

گزشتہ بعض احادیث میں الاعلین والمصطفین والمقربین کے الفاظ گزرے ہیں جن کی وضاحت یہ ہے اعلین لام کے فتحہ کے ساتھ ہے اور اس سے مراد الملاء الاعلیٰ ہیں، یعنی ملائکہ کیونکہ وہ آسمانوں میں رہتے ہیں اور جن الملاء الاسفل ہیں کیونکہ وہ زمین کے

رہنے والے ہیں۔ المصطفین بفتح الطاء والفاء، علامہ زمخشری فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ کا معنی یہ ہے کہ وہ ان کی جنس کے بیٹوں میں سے چنے ہوئے لوگ ہیں۔ اس صورت میں اس سے مراد اولوالعزم رسول نوح، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں جن کے سردار ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ملائکہ کی جماعت ہے جیسے حاملین عرش، جبریل اور میکائیل اور شہداء بدر مراد ہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں: المصطفَون سے مراد وہ پاکیزہ نفوس ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا صفی بنایا اور انہیں ہر خساست ودنس سے مبرا ومنزہ فرمایا۔ بعض نے فرمایا، اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ بعض نے فرمایا، اس سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام ہیں بعض نے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے۔ المقربون سے مراد ملائکہ ہیں۔ ان کے متعلق بھی علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے مراد حملۃ العرش ہیں۔ علامہ البغوی کا بھی یہی خیال ہے بعض نے فرمایا ان سے مراد ملائکہ کروبیون ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے اردگرد رہتے ہیں جیسے جبرئیل، میکائیل اور ان کے طبقہ کے اور فرشتے بعض نے فرمایا، اس مراد اجرام فلکیہ کی تدبیر کرنے والے فرشتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لَنْ یَّسْتَنْكِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا الْمَلٰٓىٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ (النساء:172)

بعض نے فرمایا، المقربون سات فرشتے ہیں: اسرافیل، میکائیل، جبرئیل، رضوان، مالک، روح القدس اور ملک الموت علیہم السلام۔ انسانوں میں بھی مقربون ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓىٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۱۲﴾ (الواقعہ) بعض علماء فرماتے ہیں، سابقون سے مراد اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے والے ہیں حضرت مقاتل سے مروی ہے سابقون وہ ہیں جو انبیاء کرام پر ایمان میں پہلے تھے، بعض نے فرمایا صدیقین مراد ہیں واللہ و رسولہ اعلم۔

پندرہویں فصل

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَکْتَالَ بِالْمِکْیَالِ الْاَوْفٰی کا مفہوم

گزشتہ بعض احادیث میں مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَکْتَالَ بِالْمِکْیَالِ الْاَوْفٰی کے الفاظ ذکر تھے وہاں اوفی سے پہلے ''الاجر والثواب'' کے الفاظ معروف ومعلوم ہونے کی وجہ سے حذف کردیئے گئے ہیں یہ الفاظ کثرت ثواب سے کنایہ ہیں کیونکہ اشیاء کثیرہ کا اندازہ عموماً مکیال کے ساتھ اور اشیاء قلیلہ کا اندازہ میزان کے ساتھ لگایا جاتا ہے۔ پھر ''الاوفی'' کا لفظ ذکر فرما کر مزید تاکید پیدا فرمادی۔ تقدیر کلام یہ بھی ہوسکتی ہے اَنْ یَکْتَالَ بِالْمِکْیَالِ الْاَوْفٰی الْمَاءَ مِنْ حَوْضِ الْمُصْطَفٰی۔ شفاء شریف میں قاضی عیاض کی کلام بھی اسی تقدیر پر دلالت کرتی ہے حضرت حسن بصری سے مروی ہے اِنَّهٗ قَالَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَشْرَبَ بِالْکَاْسِ آگے مذکورہ بالا اثر ذکر فرمایا ہے۔ یہی بات شیخ الاسلام ابوذرعہ ابن العراقی نے لکھی ہے اور پھر فرماتے ہیں: پہلی تقدیر مفہوم کے زیادہ قریب ہے کیونکہ دوسری تقدیر خاص پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

اس فرمان میں ''اَهْلَ الْبَیْتِ'' اختصاص کی وجہ سے منصوب ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَاءِ۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ۔

سولہویں فصل

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مشکل الفاظ کی تشریح

داحی المدحوات۔ اے زمینوں کو بچھانے والے، مدحوات سے مراد الارضون ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین کو ایک ٹیلے کی شکل میں پیدا فرمایا پھر اسے پھیلا دیا اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِکَ دَحٰىهَا۔ ہر وہ چیز جو پھیلی ہوئی اور وسیع کردی گئی ہو۔ اس کے لیے دحی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اسی لیے شتر مرغ کے انڈا دینے کی جگہ کے لیے دحی کا

لفظ استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی انڈوں کو پھیلا دیتا ہے۔ ''المدحیات'' بھی مروی ہے۔
باری السموکات آسمانوں کے خالق۔ مسموکات سے مراد سموات ہیں۔ فرزدق نے کہا

اِنَّ الَّذِیْ سَمَكَ السَّمَاءَ بَنٰى لَنَا بَيْتًا دَعَائِمُهٗ اَعَزُّ وَاَطْوَلُ

''بے شک اس نے ہمارے لیے آسمان کو ایسا گھر بنایا جس کے ستون عزت والے اور بہت طویل ہیں''۔

باری کی جگہ سامک بھی مروی ہے جس کا معنی رافع بلند کرنے والا ہے (وَجَبَّارَ الْقُلُوْبِ عَلٰى فِطْرَتِهَا) جبر کا معنی ٹوٹی ہوئی ہڈی کا جوڑنا ہے گویا کہ اس نے دلوں کو اپنی فطرت پر قائم کیا انہیں اپنی شقاوت اور سعادت کے مطابق قرار بخشا۔ القتیبی فرماتے ہیں: میں اس کو اجبر سے مشتق نہیں بناتا کیونکہ اس سے افعل کا صیغہ نہیں بنایا جاتا۔ مگر نہایہ میں اس قول کا تعاقب اس طرح کیا گیا ہے کہ دوسری لغت میں اس کا وجود پایا جاتا ہے جبرت واجبرت بمعنی قہرت کہا جاتا ہے۔ واغلق مجہول کا صیغہ ہے۔ (والدامغ) المهلك دمغ يد مغه و مغاجب دماغ میں کوئی چوٹ لگے اور اس کو قتل کر دے (الجیشات) جیشۃٌ کی جمع ہے جاش کا مصدر ہے جس کا معنی بلند ہونا ہے (وحمل) مجہول کا صیغہ ہے واضطلع بامرك۔ کسی کام کے کرنے کی قوت رکھنا، بغیر نکل، بغیر بزدلی اور رکاوٹ کے (ولا وهن) رائے میں کمزوری نہ ہو۔ واهبًا یا کے ساتھ بھی مروی ہے (النفاذ) بالفاء والمعجمہ (وا وری) صحاح میں ہے وری الذند بالفتح یری وریاً جب آگ نکلے تو اس وقت بولا جاتا ہے۔ اس میں ایک اور لغت بھی ہے وری الذندیری بالکسہ فیهما اوریته انا و کذالك وریته (والقبس) آگ کا شعلہ یہ تمام استعارے ہیں (وآلاءُ اللهِ) مد کے ساتھ بمعنی نعمتیں۔ یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر تصل باهله اسبابه ہے الاء کے واحد میں اختلاف ہے بعض نے فرمایا الافتحہ اور تنوین کے ساتھ جیسے رحی۔ بعض نے فرمایا الاکسرہ اور تنوین کے ساتھ ہے جیسے معی بعض نے فرمایا کسرہ اور لام کے سکون اور تنوین کے ساتھ ہے جیسے نحی۔ بعض نے فرمایا کسرہ اور بغیر تنوین کے ہے۔ آخری صورت ابن الاثیر نے ذکر کی ہے بعض

نے فرمایا اس کا واحد الو بروزن امن ہے۔ البرہان الحلبی نے یہ وزن لکھا ہے یہ پانچ لغتیں ہیں اور میں نے اپنے شیخ کے خط کے ساتھ پانچ لغتیں دیکھی ہیں۔ الی ہمزہ کے کسرہ اور فتحہ کے ساتھ اور تنوین کے ساتھ دونوں شکلیں ہیں۔ اور پانچویں صورت الی ہے (هُدِيَتْ) ہا مضموم اور دال مکسور کے ساتھ مجہول کا صیغہ ہے (القلوب) مرفوع نائب الفاعل ہے ہدیت ہا اور دال کے فتحہ کے ساتھ بھی مروی ہے اور القلوب منصوب ہے (النہج) الطریق المستقیم سیدھا راستہ (موضحات) ت مکسورہ کے ساتھ حالت نصب میں ہے نائرات موضحات پر معطوف ہے نائرات کی اول میں نون اور الف کے بعدت ہے۔ (وعدنك) عین مہملہ مفتوحہ اور دال کے سکون کے ساتھ بمعنی جنت ہے۔ الصحاح میں ہے عدنت البلد توطنه تو نے اس شہر کو اپنا وطن بنالیا عدنت اللیل بمکان کذا الزمته فلم تبرح۔ تو نے رات کے وقت ایک جگہ کو لازم پکڑا اور وہاں ہی ٹھہرا رہا۔ اسی سے جنات عدن مشتق ہے جس کا معنی جنات اقامہ ہے (واجزه) ہمزہ مفتوحہ، پھر جیم ساکنہ پھر زای مکسورہ، جزا سے مشتق ہے ''الشفاء'' کے کئی نسخوں میں اسی طرح اس کا ذکر ہے درست بات اس میں وہی ہے جیسا کہ بعض اصول معتمدہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا ہمزہ وصلی ہے کیونکہ یہ ثلاثی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا۔

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ بعض اصول میں، میں نے اسے ہمزہ مفتوحہ جیم ساکنہ اور پھر راء مفتوحہ کے ساتھ پایا ہے یعنی الاجر سے مشتق پایا ہے، انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے، اور میرا گمان یہ ہے کہ یہاں حرف تبدیل کیا گیا ہے۔ اور میں نے بعض عارفین کی تحریر میں پہلی صورت میں پڑھا ہے اور اصح ہے۔ شاید یہ حدیث سہل کی طرح ہو، ما اجزا منا الیوم احد کما اجزا فلان یعنی اس نے ایسا کام کیا جس کا اثر اظہر ہے اور عطا کا ارادہ فرمایا اور ایسے مقام پر ٹھہرا جہاں کوئی دوسرا اس عطا کے بعد نہ ٹھہرا اور اس کی کفایت مکمل نہ ہوئی۔

(ثوابك المضنون) یعنی ایسا ثواب جس کی نفاست کی وجہ سے اس پر بخل کیا جاتا ہے اور ''الشفاء'' میں المضنون کی جگہ المحلول ہے جن کا معنی یحل فیه اترنے کی جگہ

(المعلول) العلل سے ماخوذ ہے میم مفتوحہ اور لام کے ساتھ بمعنی ایک مرتبہ پینے کے بعد دوبارہ سیراب ہونا ہے۔ نهل، پہلی مرتبہ پینا ہوتا ہے مراد عطا کے بعد عطا کرنا ہے (والنزل) وہ کھانا جو مہمان کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ نون مضموم اور زاء کے سکون کے ساتھ ہے اور زاء مضموم بھی ہوتی ہے اس سے مراد وہ مکان ہوتا ہے جو نزول کے لیے تیار کیا گیا ہو، قرآن مجید میں نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ (الحطه) الامر، القصه الفصل القطع کے معنی میں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

درود پاک پڑھنے والے کا سیدنا کی زیادتی کرنا

المجد اللغوی نے ذکر کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بہت سے لوگ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ کہتے ہیں۔ اس میں ایک پوری بحث ہے نماز میں تو ظاہر یہی ہے کہ ماثور لفظ کی اتباع اور خبر صحیح پر توقف کرنے کی وجہ سے سیدنا نہیں کہنا چاہیے اور نماز کے باہر خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لفظ کے ساتھ خطاب کرنے سے منع فرمایا جیسا کہ مشہور حدیث میں واقع ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لفظ (سیدنا) سے خطاب کرنے سے انکار فرمانا، ہوسکتا ہے تواضع وانکساری کی وجہ سے ہو اور سامنے مدح وتعریف کو ناپسند کرنے کی وجہ سے ہو یا اس لیے ہو کہ یہ زمانہ جاہلیت کا سلام تھا یا لوگوں کا مدح میں مبالغہ کرنے کی وجہ سے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس لفظ کے استعمال سے منع فرمایا ہو کیونکہ وہ کہتے تھے: اَنْتَ سَيِّدُنَا وَ اَنْتَ وَالِدُنَا وَ اَنْتَ اَفْضَلُنَا عَلَيْنَا فَضْلًا وَ اَنْتَ اَطْوَلُنَا عَلَيْنَا طَوْلًا وَ اَنْتَ الْجَفْنَةُ الْغَرَّاءُ وَ اَنْتَ اَنْتَ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکار فرمایا اور حکم دیا کہ اپنے انداز میں پکارو۔ شیطان تمہیں دھوکہ نہ دے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا صحیح ارشاد ہے: اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ "میں اولاد آدم کا سردار ہوں"۔ حضرت حسن کے متعلق فرمایا: اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَيِّدٌ "یہ میرا بیٹا سید ہے"۔ حضرت سعد کے متعلق فرمایا: قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ "اپنے سردار کے لیے اٹھو۔ نسائی نے

''عمل الیوم واللیلۃ'' میں حدیث نقل کی ہے جس میں حضرت سہل بن حنیف نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یَا سَیِّدِیْ کہہ کر پکارا حضرت ابن مسعود کا قول ہے جو پیچھے گزر چکا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ یہ تمام روایات ان میں سے ہر ایک میں ایک واضح دلیل اور برہان ہے جو سید کے استعمال کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ انکار کرنے والا، سوائے ایک مشہور حدیث کے دلیل کا محتاج ہے کیونکہ وہ مذکورہ بالا احتمالات کی حکایت کی موجودگی میں دلیل قائم نہیں کر سکے گا۔

''المھمات'' میں علامہ الاسنوی لکھتے ہیں، پرانے زمانہ کی ایک بات میرے ذہن میں ہے کہ الشیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اسم محمد سے پہلے سیدنا کے لفظ کی بنا ڈالی۔ اس صورت میں افضل ادب کا طریق ہے یا امر کی پیروی؟ تو پہلی صورت میں یعنی ادب کی وجہ سے سیدنا کا اضافہ مستحب ہے اور دوسری صورت میں یعنی حکم کی پیروی میں اس کا اضافہ مستحب نہیں (کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا اضافہ نہیں سکھایا) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ یعنی تم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہو۔

میں (مصنف) کہتا ہوں میں نے اپنے مشائخ محققین میں سے کسی ایک کی تحریر پڑھی جس میں لکھا تھا کہ شرعی مطلوب کے ذکر کے ساتھ سید کے ذکر میں ادب ہے، صحیحین کی حدیث میں ہے قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ اَیْ سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ ''اپنے سردار سعد بن معاذ کے لیے اٹھو'' ان کی سیادت علم ودین کی وجہ سے تھی درود پاک پڑھنے والوں کا قول اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اس میں امر کی اطاعت بھی ہے اور ادب کا تقاضا بھی پورا ہو جاتا ہے۔

سابقہ حدیث کی رو سے نہ پڑھنا افضل ہے اگرچہ شیخ الاسنوی اس کی افضلیت میں متردد ہیں جیسا کہ ان کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے یعنی پرانی بات ذہن میں ہے کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اس کی بنا اس بات پر رکھی ہے کہ ادب کا سلوک یا حکم کی تابعداری افضل ہے۔

دوسرا باب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کے ثواب کے متعلق ہے

جو خوش نصیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود درود بھیجتے ہیں۔ خطاؤں کا کفارہ بن جاتا ہے، اعمال پاکیزہ ہو جاتے ہیں، درجات بلند ہوتے ہیں، گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے، درود بھیجنے والے کے لیے درود خود استغفار کرتا ہے، اس کے نامہ اعمال میں اجر کا ایک قیراط لکھا جاتا ہے جو احد پہاڑ کی مثل ہوتا ہے، اجر کا پورا پورا پیمانہ ملے گا۔ دنیا و آخرت کی تمام مہمات و امور کے لیے کافی ہو جائے گا اس شخص کے لیے جو اپنے وظائف کا تمام وقت درود پاک پڑھنے میں بسر کرے گا، اس کی خطاؤں کو مٹا دیا جاتا ہے۔ درود پاک پڑھنا غلام آزاد کرنے پر فضیلت رکھتا ہے، مصائب سے نجات مل جاتی ہے، اس کے درود پاک کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گواہی دیں گے، اس کے لیے شفاعت واجب ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی رحمت حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے امن میں ہو جاتا ہے۔ عرش کے سایہ کے نیچے جگہ ملے گی، میزان بھاری ہوگا، حوض کوثر پر حاضری کا موقع میسر آئے گا۔ پیاس سے محفوظ ہو جائے گا، آگ سے چھٹکارا پائے گا، پل صراط پر چلنا ممکن ہوگا، مرنے سے پہلے جنت کی منزل مقرب دیکھ لے گا۔ جنت میں کثیر بیویاں ملیں گی، ثواب بیس غزوات سے بھی زیادہ ملے گا۔ تنگ دست کے حق میں صدقہ کے قائم مقام ہوگا۔ یہ سراپا پاکیزگی و طہارت ہے، اس کے ورد سے مال میں برکت ہوتی ہے، اس کی وجہ سے سو بلکہ اس سے بھی زیادہ حاجات پوری ہوتی ہیں۔ یہ ایک عبادت ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اعمال میں سے ہے، مجالس کی زینت ہے، غربت و فقر دور ہوتا ہے اور زندگی کی تنگی دور ہو جاتی ہے، اس کے ذریعے خیر کے مقام تلاش کیے جاتے ہیں، درود پاک پڑھنے والا قیامت کے دن حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کے تمام لوگوں کی نسبت زیادہ قریب ہوگا۔ اس سے وہ خود، اس کے بیٹے، پوتے نفع پائیں گے اور وہ جس کو درود پاک کا ثواب پہنچایا گیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہوگا۔ یہ درود ایک نور ہے، اس کے ذریعے دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ نفاق اور زنگ سے دل پاک ہو جاتا ہے۔ لوگوں کی محبت کا موجب بنتا ہے۔ خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوتی ہے، یہ ورد اپنے قاری کو غیبت سے روکتا ہے، تمام اعمال سے برکت والا اور افضل عمل ہے، دنیا و دین میں زیادہ نفع بخش ہے اور اس کے علاوہ اس وظیفہ سے بہت وسیع ثواب ہے اس فطین کے لیے جو اعمال کے ذخائر کو اکٹھا کرنے پر حریص ہے اور فضائل عظیمہ، مناقب کریمہ اور فوائد کثیرہ عمیمہ پر مشتمل عمل کے لیے جو کوشاں ہے اس کے لیے اس میں کئی فوائد ہیں۔ اس کے سوا کوئی عمل اور قول ایسا نہیں ملے گا جو ایسے فوائد کا حامل ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا

''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ دس مرتبہ اس پر درود بھیجے گا''۔

اس حدیث کو امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور الترمذی نے روایت کیا ہے، امام ترمذی لکھتے ہیں، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ترمذی کے بعض الفاظ یہ ہیں:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً وَاحِدَۃً کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ

''جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا''۔

اور وہ ان الفاظ میں بھی ہے: وَمَحٰی عَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ۔ ''اور اس کے دس گناہ مٹا دے گا''۔ یہی حدیث امام احمد نے بھی ذکر کی ہے، اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے ربعی بن ابراہیم کے۔ یہ بھی ثقہ اور مامون ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عَشْرًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ مِائَۃً وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِائَۃً صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ اَلْفًا وَمَنْ زَادَ صَبَابَۃً وَشَوْقًا کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَ شَھِیْدًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

''جس نے دس مرتبہ مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ سو مرتبہ اس پر درود بھیجے گا اور جس نے سو مرتبہ مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجے گا اور جو شوق و محبت سے زیادہ پڑھے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا''۔

اس حدیث کو ابو موسیٰ المدینی نے ایک ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس کے متعلق الشیخ مغلطای نے فرمایا: لَا بَاْسَ بِہٖ۔ واللہ و رسولہ اعلم۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں:

مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ مَلَائِکَتُہٗ بِھَا سَبْعِیْنَ صَلَاۃً

''جو ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کے عوض اس پر ستر درود بھیجیں گے''۔

اس حدیث پاک کو امام احمد اور زنجویہ نے اپنی ترغیب میں حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے اس کا حکم مرفوع کا ہے کیونکہ اس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلْیُصَلِّ عَلَیَّ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا

''جس کے سامنے میرا ذکر ہو اسے مجھ پر درود پڑھنا چاہیے اور جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ دس مرتبہ اس پر درود بھیجے گا''۔

اس روایت کو امام احمد، ابو نعیم اور امام بخاری نے ''الادب المفرد'' میں نقل کیا ہے اور الطبری نے مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا کے الفاظ کے بغیر ''الاوسط'' میں

نقل کی ہے اس کی سند کے راوی صحیح کے راویوں جیسے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَ حُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ سَیِّئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ

''جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس درود بھیجے گا اور دس گناہ گر جائیں گے اور دس درجے بلند ہوں گے''۔

اس حدیث کو نسائی، ابن ابی شیبہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے آخری دو کی روایات میں وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ کے الفاظ نہیں ہیں۔ حاکم نے ان الفاظ میں روایت کیا ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَ حُطَّ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ

''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس درود بھیجے گا اور اس کی دس خطائیں معاف کر دی جائیں گی''۔

الطبرانی نے ''الاوسط'' اور ''الصغیر'' میں مندرجہ ذیل الفاظ میں روایت کیا ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عَشْرًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ مِائَۃً وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِائَۃً کَتَبَ اللّٰہُ بَیْنَ عَیْنَیْہِ بَرَاءَۃً مِّنَ النِّفَاقِ وَبَرَاءَۃً مِّنَ النَّارِ وَاَسْکَنَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ الشُّھَدَاءِ

''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور جس نے مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجا اس پر اللہ تعالیٰ سو مرتبہ درود بھیجے گا اور جس نے مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کے درمیان براءۃ من النفاق اور براءۃ من النار لکھ دے گا اور قیامت کے دن اسے شہداء کے ساتھ ٹھہرائے گا''۔

اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن سالم بن شبل الہجیمی ہے جن کے متعلق المنذری فرماتے ہیں، مجھے ان کی عدالت وجرح معلوم نہیں ہے۔ الہیثمی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ ابوبکر بن ابی عاصم نے اپنی کتاب ''الصلوٰۃ النبویۃ'' میں اور ابوالقاسم التیمی نے اپنی ترغیب میں ابواسحاق السبیعی کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے:

صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ کَفَّارَۃٌ لَکُمْ وَزَکَاۃٌ فَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا

''مجھ پر درود بھیجو کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے اور تمہارے دلوں کی طہارت ہے جس نے مجھ پر ایک مرتبہ صلاۃ پڑھی اللہ تعالیٰ دس مرتبہ اس پر صلاۃ بھیجے گا''۔

ابوالقاسم اور ابوموسیٰ کی ایک دوسری روایت میں ہے:

فَاِنَّ الصَّلَاۃَ عَلَیَّ دَرَجَۃٌ لَکُمْ

''مجھ پر درود بھیجنا، تمہارے درجات کا سبب ہے''۔

العراقی نے لکھا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔ حالانکہ حقیقت ایسی نہیں ہے۔ ابوحاتم فرماتے ہیں، ابواسحاق کا حضرت انس سے سماع تو کجا روایت بھی صحیح نہیں ہے پھر یہ حدیث پہلی روایت سے زیادہ معلول ہے کیونکہ ابواسحاق کے واسطہ سے عن برید بن ابی مریم، عن انس سے مروی ہے اور اس سند میں ابواسحاق پر اختلاف ہے کبھی واسطہ کو ثابت کرتے ہیں اور کبھی اس کو حذف کرتے ہیں۔ پھر واسطہ کے ثبوت میں بھی اختلاف ہے۔ کبھی پہلی روایت کی طرح برید ابن انس کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی بریداً عن ابیہ عن انس کا ذکر کرتے ہیں۔ یہی روایت حمید بن زنجویہ نے اپنی کتاب میں نقل کی ہے۔ اور کبھی حضرت حسن بصری سے روایت کرتے ہیں جیسے کہ النسائی نے روایت کی ہے۔ مگر حذف والی سند بھی نسائی، ابو یعلیٰ ابن السنی، الطبرانی، الطیالسی وغیرہم نے نقل کی ہے۔ ابواسحاق ان لوگوں سے ہیں جن سے غلط ہو جاتا تھا مگر جنہوں نے اختلاط سے پہلے روایات نقل کی ہیں وہ صواب کے

زیادہ قریب ہیں۔ دارقطنی نے ''العلل'' میں برید عن انس کی سند کو ترجیح دی ہے اور فرمایا یہی سند درست ہے۔ دارقطنی نے ''العلل'' وغیرہ میں یہ الفاظ لکھے ہیں:

اَلْبَخِیْلُ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ (الحدیث)

یہ روایت ابواسحاق عن انس بغیر واسطہ کے ہے اور یہ ان کی خطا کی طرف اشارہ کرتی ہے، واللہ الموفق۔ الطبرانی نے ''الاوسط'' میں ایک ایسی سند کے ساتھ روایت کی ہے جس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ بَلَغَتْنِیْ صَلَاتُہٗ وَصَلَّیْتُ عَلَیْہِ وَکُتِبَ لَہٗ سِوٰی ذَالِكَ عَشْرُ حَسَنَاتٍ

''جس نے مجھ پر درود بھیجا اس کا درود مجھے پہنچے گا اور میں اس پر درود بھیجوں گا اس کے علاوہ اس کے لیے دس نیکیاں خزانہ کر دی جائیں گی''۔

نسائی، تمام، الحافظ رشید الدین العطار نے حسن سند کے ساتھ ذکر کی ہے۔

مَامِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ یَذْکُرُنِیْ فَیُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمَحَاعَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَہٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ

''جو بندۂ مومن میرا ذکر کرتا ہے اور مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کرتا ہے''۔

امام بیہقی نے ''فضائل الاوقات'' میں حدیث ابواسحاق جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ہے روایت کیا ہے:

اَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَلَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ فَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا

''جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود پڑھو پس جو مجھ پر درود ایک مرتبہ بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا''۔

اسی طرح ابن بشکوال نے بھی ذکر کی ہے مگر جمعہ کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے چار دیواری کی طرف متوجہ ہوئے، آپ داخل ہوئے قبلہ شریف کی طرف منہ کیا اور سجدہ کیا اور سجدہ کو طویل کیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض فرمالی ہے۔ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک اٹھایا۔ پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کی حضور! عبدالرحمٰن۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا، کیا کام ہے؟ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ نے طویل سجدہ فرمایا حتیٰ کہ مجھے گمان گزرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح سجدہ میں ہی قبض فرمالی ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، میرے پاس جبرئیل امین آئے اور مجھے خوشخبری سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب مکرم!

مَنْ صَلّٰی عَلَیْكَ صَلَّیْتُ عَلَیْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَیْكَ سَلَّمْتُ عَلَیْهِ

"جو تجھ پر درود بھیجے گا میں اس پر درود بھیجوں گا اور جو تجھ پر سلام پڑھے گا میں اس پر سلام پڑھوں گا"۔

ایک روایت میں یہ الفاظ زائد فرمائے ہیں: فَسَجَدْتُ لِلّٰهِ شُکْرًا میں نے اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ کیا۔

امام احمد نے یہ روایت حضرت عمرو ابن عمر بن عبدالواحد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن عوف عن جدہ کے واسطہ سے ذکر کی ہے۔ اسی حدیث کو ابن ابی عاصم نے اسی طریق سے روایت کیا ہے جس سے امام احمد نے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں، عن عبد الواحد عن ابیہ عن جدہ اسی حدیث کو امام البیہقی، عبد بن حمید اور ابن شاہین نے پہلی روایت کی طرح روایت کی ہے مگر اس میں عاصم بن عمر بن قتادہ بن عمرو عبدالواحد کی زیادتی ہے۔ البیہقی نے "الخلافیات" میں حاکم سے نقل کیا ہے فرمایا، ھذا حدیث صحیح یہ حدیث صحیح ہے اور سجدہ شکر کو میں اس حدیث سے صحیح نہیں جانتا۔ اس میں مذکورہ بالا اختلاف کے علاوہ بھی اختلاف

پایا جاتا ہے اس حدیث کو امام احمد اور ابو یعلی الموصلی نے اپنی اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔
اور البیہقی نے اپنی سنن میں عمرو کے طریق سے روایت کی ہے عن عبد الرحمٰن بن ابی الحویرث عن محمد بن جبیر عن عبد الرحمٰن بن عوف اور ابن ابی عاصم نے عمرو عن ابی الحویرث عن محمد بن جبیر عن عبد الرحمٰن کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چار دیواری میں داخل ہوئے اور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پیچھے تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، جبرئیل امین مجھے ملے ہیں اور بتایا ہے کہ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَنْ صَلّٰی عَلَیْكَ صَلَّیْتُ عَلَیْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَیْكَ سَلَّمْتُ عَلَیْهِ

''جو تجھ پر درود بھیجے گا میں اس پر درود بھیجوں گا اور جو تجھ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا''۔

اس حدیث پاک کو ابو یعلی نے ابن ابی سندر الاسلمی عن مولیٰ لعبد الرحمٰن بن عوف کی روایت سے نقل کیا ہے مولیٰ عبد الرحمٰن کا نام نہیں لیا ہے، فرماتے ہیں، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے فرمایا، میں مسجد کے میدان میں کھڑا تھا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبرستان سے متصل دروازے سے نکلتے ہوئے دیکھا میں تھوڑا سا رکا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نکل پڑا۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الاسواف کے باغ میں داخل ہوتے ہوئے پایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا پھر دو رکعت نماز ادا فرمائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ فرمایا اور سجدہ کو طویل کیا، آگے پوری حدیث ذکر فرمائی۔

یہی حدیث ابن ابی عاصم نے اسی طریق سے اختصار کے ساتھ بایں الفاظ ذکر کی ہے۔ میں نے سجدۂ شکر ادا کیا کیونکہ جبرئیل نے مجھے بتایا کہ جو مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر درود بھیجے گا۔

ابن ابی عاصم نے عبد اللہ بن مسلم عن رجل من بنی ضمرۃ عن عبد الرحمٰن بن عوف کی سند سے مرفوعاً نقل کی ہے۔

اَعْطَانِیْ رَبِّیْ فَقَالَ اِنَّهٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیْكَ مِنْ اُمَّتِكَ صَلَّیْتُ عَلَیْهِ عَشْرًا

''میرے پروردگار نے عطا فرمایا ارشاد فرمایا جو تجھ پر تیری امت میں سے درود بھیجے گا میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا''۔

اس حدیث کو ابن ابی الدنیا، البزاز، ابو یعلی اور ابن ابی عاصم نے حضرت سعد بن ابراہیم عن ابیہ عن جدہ عبدالرحمٰن کی سند سے بھی روایت کیا ہے فرماتے ہیں، دن یارات کے وقت جب کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ضرورت کے لیے باہر تشریف لے جاتے تو چار یا پانچ صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتے، ایک دفعہ میں حاضر ہوا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف لے گئے، میں پیچھے پیچھے چل پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسواف کے ایک باغ میں داخل ہوئے نماز ادا فرمائی پھر سجدہ فرمایا، سجدہ کو طویل کر دیا میں رونے لگا اور دل میں کہا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک قبض کر لی ہے۔ راوی فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک اٹھایا اور مجھے بلا کر رونے کی وجہ پوچھی تو میں نے عرض کی، یارسول اللہ! آپ نے سجدہ طویل فرمایا میں نے دل میں سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک قبض فرمالی ہے اور اب ہمیشہ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھ سکوں گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا میں نے اپنے رب تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر بجا لانے کے لیے سجدہ شکر ادا کیا جو اس نے میری امت کے حق میں مجھ پر فرمائی ہے کہ جو میرا امتی مجھ پر ایک مرتبہ صلاۃ بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا اور اس کے دس گناہ مٹا دے گا۔ یہ ابو یعلی کے الفاظ تھے۔

ابن ابی عاصم نے اس کو مختصر ذکر کیا اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

سَجَدْتُ شُكْرًا لِرَبِّیْ فِیْمَا اَبْلَانِیْ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً صَلَّتْ عَلَیْهِ الْمَلَائِكَةُ مِثْلَ مَا صَلّٰی عَلَیَّ فَلْیُقِلَّ عَبْدٌ مِنْ ذٰلِكَ اَوْ لِیُكْثِرْ

''میں نے اپنے رب تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر بجالانے کے لیے سجدۂ شکر ادا کیا جو اس نے میری امت کے حق میں مجھ پر فرمائی کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا

فرشتے اس کی مثل اس پر درود بھیجیں گے جتنا کہ اس نے مجھ پر درود بھیجا اب بندۂ مومن کی مرضی کم پڑھے یا زیادہ پڑھے''۔

اس کے دوسرے الفاظ یہ بھی ہیں:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَ مَحَا عَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ

''جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور دس برائیاں مٹا دے گا''۔

ابن ابی الدنیا کے الفاظ یہ ہیں:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا

''جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ دس مرتبہ اس پر درود بھیجے گا''۔

اس کی سند میں موسیٰ بن عمیدۃ الذبدی انتہائی ضعیف ہے۔

اس حدیث کو الضیاء نے ''المختارہ'' میں سہل بن عبدالرحمٰن بن عوف عن ابیہ کے طریق سے مندرجہ ذیل الفاظ میں روایت کیا ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَیْہِمْ یَوْمًا وَ فِیْ وَجْہِہِ الْبِشْرُ فَقَالَ اِنَّ جِبْرِیْلَ جَاءَنِیْ فَقَالَ اَلَا اُبَشِّرُکَ یَا مُحَمَّدُ بِمَا اَعْطَاکَ رَبُّکَ مِنْ اُمَّتِکَ وَ بِمَا اَعْطٰی اُمَّتَکَ مِنْکَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ مِنْہُمْ صَلَاۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَیْکَ مِنْہُمْ سَلَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ

''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے اور چہرے پر بشاشت تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل امین میرے پاس آئے اور بتایا، اے محمد! میں آپ کو بشارت نہ دوں اس عنایت پر جو آپ کے رب نے آپ کی امت کے بارے آپ پر فرمائی ہے اور جو عنایت آپ کی امت کو آپ کی طرف سے عطا فرمائی ہے۔ جو بھی آپ کے امتیوں میں سے آپ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ

اس پر درود بھیجے گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر سلام بھیجے گا"۔

یہ حدیث حسن ہے اور اس سند کے رجال صحیح کے رجال جیسے ہیں لیکن اس میں عنعنہ الزبیر ہیں۔ الدار قطنی نے "العلل" میں ذکر کیا ہے کہ اسحق بن ابی فروہ نے ابی الزبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عن حمید بن عبدالرحمٰن کو سہیل کی جگہ ذکر کیا ہے لیکن اسحاق ضعیف ہے واللہ و رسولہ اعلم۔

حضرت انس بن مالک اور مالک بن اوس بن الحدثان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَرَّزُ فَلَمْ يَجِدْ اَحَدًا يُتْبِعُهُ فَفَزِعَ عُمَرُ فَاتَّبَعَهُ بِمِطْهَرَةٍ يَعْنِي اَدَاوَةً فَوَجَدَهُ سَاجِدًا فِي شَرَبَةٍ فَتَنَحّٰى عُمَرُ فَجَلَسَ وَرَاءَهُ حَتّٰى رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ يَا عُمَرُ حِيْنَ وَجَدْتَنِي سَاجِدًا فَتَنَحَّيْتَ عَنِّي اِنَّ جِبْرِيْلَ اَتَانِي فَقَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ وَاحِدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَرَفَعَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لیے باہر نکلے۔ کوئی آدمی پیچھے آنے والا نہ تھا حضرت عمر پریشان ہو گئے پھر خود لوٹا اٹھا کر پیچھے چل پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک حوض میں سجدہ کرتے ہوئے پایا۔ تو حضرت عمر پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئے حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سر اٹھایا اور فرمایا، اے عمر! تو مجھے سجدہ میں دیکھ کر پیچھے ہٹ گیا، تو نے بہت اچھا کیا ہے کیونکہ جبریل امین میرے پاس آئے اور خوشخبری سنائی کہ جو تجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا"۔

امام بخاری نے "الادب المفرد" میں اسی طرح اس حدیث کو روایت کیا ہے اور ابوبکر بن شیبہ اور البزاز نے اپنی اپنی سند میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اسماعیل قاضی نے فضل الصلوٰۃ میں صرف حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں مسلمہ بن

وردان ہیں جنہیں احمد نے ضعیف کہا ہے اور اس پر اختلاف کیا ہے، جیسا کہ میں عنقریب ذکر کروں گا۔

اسی حدیث کو ابن ابی عاصم نے برید بن ابی مریم عن ابیہ عن انس کے طریق سے مرفوعاً ان الفاظ روایت کیا ہے:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَ مَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور اس کی دس خطائیں مٹادے گا''۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ فَلَمْ يَجِدْ اَحَدًا يُتْبِعُهُ فَفَزِعَ عُمَرُ فَاَتَاهُ بِمِطْهَرَةٍ مِنْ خَلْفِهٖ فَوَجَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فِيْ شَرَبَةٍ فَتَنَحّٰى عَنْهُ مِنْ خَلْفِهٖ حَتّٰى رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اَحْسَنْتَ يَا عُمَرُ حِيْنَ وَجَدْتَّنِيْ سَاجِدًا فَتَنَحَّيْتَ عَنِّيْ اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَانِيْ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ مِنْ اُمَّتِكَ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَ رَفَعَهٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لائے، تو پیچھے جانے کے لیے کوئی آدمی نہ پایا تو حضرت عمر پریشان ہو گئے، پھر خود لوٹا لے کر پیچھے چل پڑے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک حوض میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سر اٹھایا اور فرمایا، اے عمر! تو مجھے سجدہ میں دیکھ کر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا یہ تو نے بڑا اچھا کیا۔ جبریل امین میرے پاس آئے اور ارشاد فرمایا، جو آپ پر آپ کی امت سے ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا''۔

الطبرانی نے اسی حدیث کو ''الصغیر'' میں الاسود بن یزید عن عمر کی روایت سے روایت کیا ہے اور الطبرانی کے طریق سے اسی حدیث کو ضیاء نے ''المختارہ'' میں روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں اس کی سند جید ہے بلکہ بعض نے اس کو صحیح کہا ہے۔ ابن شاہین نے اپنی ''ترغیب'' میں اس کو روایت کیا ہے اور ابن بشکوال نے ان کے طریق سے روایت کیا ہے اور محمد بن جریر الطبری نے ''تہذیب الآثار'' میں عاصم بن عبید اللہ عن عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ فَلْيُقِلَّ عَبْدٌ أَوْ لِيُكْثِرْ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر اس کے بدلے دس مرتبہ درود بھیجے گا اب بندہ کی مرضی تھوڑا پڑھے یا زیادہ پڑھے''۔

ابن جریر نے کہا، ہمارے نزدیک یہ خبر صحیح ہے، اس میں کوئی ایسی علت نہیں ہے جو اس کی کمزوری کا باعث ہو اور نہ کوئی ایسا سبب ہے جو ضعف کی وجہ بنے۔ میں کہتا ہوں یہ بڑی عجیب بات ہے کیونکہ عاصم کو جمہور علماء نے ضعیف کہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس پر مزید اختلاف بھی ہے۔ ابن ابی عاصم نے اسی طرح روایت کی ہے اور بعض نے عنه عن عبد اللہ بن عامر بن ربیعة عن ابیه کی سند کے ساتھ روایت کی ہے جیسا کہ آگے ذکر ہو گا، اور یہ سند اصح ہے۔ بعض نے عنه عن القاسم عن محمد عن عائشة کی سند سے روایت کی ہے۔ والعلم عند اللہ تعالیٰ۔

اسی حدیث کو اسماعیل القاضی اور ابن ابی عاصم نے سلمہ بن وردان کی روایت سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں، مجھ سے مالک بن اوس بن الحدثان البصری نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَرَّزُ فَاتَّبَعْتُهُ بِإِدَاوَةٍ مِنْ مَاءٍ فَوَجَدْتُهُ قَدْ فَرِغَ وَجَدْتُهُ سَاجِدًا فِيْ شَرَبَةٍ فَتَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَلَمَّا

فَرَغَ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اَحْسَنْتَ یَا عُمَرُ حِیْنَ تَنَحَّیْتَ عَنِّیْ اِنَّ جِبْرِیْلَ اَتَانِیْ فَقَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْكَ صَلَاةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا وَرَفَعَ لَهٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ

''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے میں پانی کا لوٹا لے کر پیچھے چلا گیا میں نے دیکھا کہ آپ فارغ ہو چکے ہیں پھر میں نے پانی کے حوض میں آپ کو سربسجود پایا میں پیچھے ہٹ گیا جب آپ فارغ ہوئے تو سر مبارک اٹھایا اور فرمایا تو نے بہت اچھا کیا جب تو مجھ سے دور ہو گیا۔ جبریل امین میرے پاس آئے اور بتایا کہ جو تجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا''۔

میں (مصنف) کہتا ہوں اس سند میں بھی سلمہ بن وردان پر اختلاف ہے۔ یہ حدیث ان سے بھی اسی طرح مروی ہے اور ان کے واسطہ سے حضرت انس بن مالک سے بھی مروی ہے جیسا کہ پیچھے گزرا ہے۔ ابن ابی عاصم نے اس کو روایت کیا ہے۔

الشربہ نہایہ میں راء مفتوحہ کے ساتھ بمعنی ''حوض'' ہے جو کھجور کے تنے کے اردگرد گڑھا ہوتا ہے جو پانی سے بھر جاتا ہے، جس سے وہ سیراب ہوتا رہتا ہے، اسی طرح صحاح میں ہے: اَنَّهٗ حَوْضٌ یُتَّخَذُ حَوْلَ النَّخْلَةِ تَتَرَوّٰی مِنْهُ وَالْجَمْعُ شَرَبٌ وَشَرَبَاتٌ۔

یعنی ایسا حوض جو کھجور کے اردگرد اس کو سیراب کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے اس کی جمع شرب وشربات ہے۔ قاموس میں اس کا ضبط شین مفتوحہ اور راء مفتوحہ اور باء مشددہ کے ساتھ ہے اور فرمایا: انها الارض المعشبة لا شجر بها ایسی سرزمین جس پر کوئی درخت نہ ہو اور انہوں نے اپنی تصنیف میں اس کا مفہوم مجتمع النخیل لکھا ہے۔ آگے فرماتے ہیں، کلام عرب میں سوائے جربہ کے جس کا معنی کھیتی ہے کوئی اس کی مثال موجود نہیں ہے۔

حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ بِهَا عَشْرَ

سَیِّئَاتٍ وَرَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَكَانَ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ

''جس نے مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے عوض دس نیکیاں لکھے گا اور دس گناہ مٹا دے گا اور دس درجات بلند فرمائے گا اور تو اس کے لیے اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر شمار کر''۔

اس حدیث پاک کو ابن ابی عاصم نے کتاب الصلوٰۃ میں مولی براء (بغیر نام لیے) کے طریق سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابی بردہ بن نیاز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا صَلَّى عَلَيَّ عَبْدٌ مِنْ أُمَّتِي صَلَاةً صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَرَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَكَتَبَ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ مَحَا عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ

''جب بھی کوئی میرا امتی مجھ پر خلوص دل کے ساتھ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس پر دس درود بھیجتا ہے اور دس درجات بلند فرماتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دس گناہ مٹا دیتا ہے''۔

اس حدیث پاک کو ابن ابی عاصم نے ''الصلوٰۃ'' میں، نسائی نے ''الیوم واللیۃ'' اور اپنی سنن میں البیہقی نے ''الدعوات'' میں اور الطبرانی نے روایت کیا ہے۔ الطبرانی نے لفظ صلاۃ ذکر نہیں کیا اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس حدیث کو اسحاق بن راہویہ اور البزاز نے ثقہ رجال کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور ان کے الفاظ یہ ہیں:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَ حَطَّ عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ

''جس نے حضور نفس کے ساتھ مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس پر دس درود بھیجے گا اور اس کے دس گناہ معاف کر دے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا''۔

میں (مصنف) کہتا ہوں اس سند میں ابو الصباح سعید بن سعید پر اختلاف کیا گیا ہے۔ فقیل عنه هكذا و قیل عنه سعيد ابن عمير عن ابيه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کہ آگے ذکر ہوگا۔ پہلی روایت اشبہ ہے یہ ابوزرعہ الرازی کا قول ہے باللہ التوفیق۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

مَنْ صَلَّى عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ

''جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی، دس گناہ مٹا دیے جائیں گے اور اس کے دس درجات بلند کیے جائیں گے''۔

اس روایت کو سعید بن منصور نے نقل کیا ہے، اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام نہیں لیا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اکابر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ عَشْرًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ مِائَةً وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِائَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ اَلْفًا وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ اَلْفًا زَاحَمَتْ كَتِفُهٗ كَتِفِيْ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ

''صحابہ کرام فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور جو دس مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ سو مرتبہ اس پر درود بھیجے گا اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ ہزار مرتبہ اس پر درود بھیجے گا اور جو مجھ پر ہزار مرتبہ درود بھیجے گا باب جنت پر اس کا کندھا میرے کندھے کے ساتھ ملا ہوا ہوگا''۔

اس روایت کو صاحب ''الدر المنظم'' نے ذکر کیا ہے لیکن میں ابھی تک اس کی

اصل پر واقف نہیں ہوا اور میں اسے موضوع خیال کرتا ہوں۔ واللہ و رسولہ اعلم

حضرت ابوطلحہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبُشْرٰى تُرٰى فِي وَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّهٗ جَاءَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ اَمَا يُرْضِيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَنْ لَا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمَ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا

''ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے رخ انور پر مسرت کے آثار تھے، ارشاد فرمایا: ''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے ہیں اور یہ کہا ہے، اے محمد! کیا آپ اس بات پر خوش نہیں ہیں کہ آپ کا کوئی امتی آپ پر درود پڑھے اور میں اس پر دس مرتبہ درود پڑھوں اور آپ کا کوئی امتی آپ پر سلام پڑھے اور میں اس پر دس مرتبہ سلام پڑھوں''۔

اس حدیث پاک کو دارمی، احمد، حاکم نے اپنی صحیح میں، ابن حبان اور نسائی نے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ نسائی کے ہیں، اس میں نقص ہے۔ ابن حبان وغیرہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَسْرُوْرٌ فَقَالَ الْمَلَكُ جَاءَنِيْ فَقَالَ لِيْ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لَكَ اَمَا تَرْضٰى

آگے یہی حدیث بیان کی ہے مگر انہوں نے اَحَدٌ مِّنْ عِبَادِيْ کے الفاظ ذکر کیے ہیں اور سلام میں جار مجرور کو ساقط کر دیا ہے اور آخر میں بَلٰى يَا رَبِّ کے الفاظ زائد کیے ہیں۔ اس کی سند میں سلیمان مولی الحسن بن علی ہیں جن کے متعلق النسائی نے کہا کہ یہ مشہور نہیں ہے، الذہبی نے میزان میں لکھا ہے کہ سوائے ثابت البنانی کے کسی نے ان سے روایت نہیں کیا ہے۔ اور اپنی صحیح میں ان سے حجت پکڑی ہے۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ سلمان نقل میں منفرد نہیں ہیں۔ اس حدیث کو امام احمد نے اپنی ''المسند'' میں اسحاق بن کعب بن عجرہ

سے روایت کیا ہے کہ ابو طلحہ نے فرمایا:

اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا طِیْبَ النَّفْسِ یُرٰی فِیْ وِجْھِہِ الْبِشْرُ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَصْبَحْتَ طِیْبَ النَّفْسِ یُرٰی فِیْ وَجْھِکَ الْبِشْرُ قَالَ اَجَلْ اَتَانِیْ اٰتٍ مِنْ رَبِّیْ فَقَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ مِنْ اُمَّتِکَ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِھَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمَحَا عَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَہٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَرَدَّ عَلَیْہِ مِثْلَھَا

''ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی خوشگوار کیفیت میں تھے، چہرۂ انور پر بشاشت دکھائی دے رہی تھی۔ صحابہ کرام نے پوچھا آپ بڑی خوشگوار کیفیت میں ہیں۔ آپ کے چہرۂ انور پر مسرت وفرحت دکھائی دے رہی ہے۔ ارشاد فرمایا، ہاں میرے پاس میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا اور کہا کہ جو شخص آپ کی امت میں سے آپ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا، دس خطائیں معاف فرما دے گا، اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اور اس کی مثل اس پر صلاۃ بھی بھیجے گا۔

اس کی سند میں ضعف ہے اس حدیث کو قاضی اسماعیل، ابوبکر بن عاصم اور ابو الطاہر المخلص نے ثابت البنانی عن انس عن ابی طلحہ کی روایت سے روایت کیا ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمًا یُعْرَفُ الْبِشْرُ فِیْ وَجْھِہٖ فَقَالُوْا اِنَّا لَنَعْرِفُ الْاٰنَ فِیْ وَجْھِکَ الْبِشْرَ قَالَ اَجَلْ اَتَانِی الْاٰنَ اٰتٍ مِنْ رَبِّیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ لَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِیْ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ اَمْثَالِھَا

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے چہرۂ انور پر بشاشت معلوم ہوتی تھی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، آقا! ہم آپ کے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا ہاں، ابھی میرے پاس میرے پروردگار کی طرف سے ایک

آنے والا آیا اور مجھے بتایا کہ میرا کوئی امتی مجھ پر درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا''۔

ابن شاہین نے بھی اس طرح کا مفہوم بیان کیا ہے مگر ان کے الفاظ یہ نہیں ہیں۔ الطبرانی نے اس طریق سے روایت کی ہے مگر وہ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا کے الفاظ کے ساتھ خاص ہے۔

میں (مصنف) کہتا ہوں، بعض حفاظ حدیث نے اس کی سند کے صحیح ہونے کا حکم لگایا ہے مگر اس حکم میں نظر ہے کیونکہ ثابت عن سلیمان عبداللہ بن ابی طلحہ عن ابیہ کی روایت کی وجہ سے معلول ہے۔ اسی طرح اس حدیث کو نسائی، احمد اور البیہقی نے ''الشعب'' میں روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اس روایت پر قاضی اسماعیل نے ثابت کو تابع بنایا ہے۔ انہوں نے اس حدیث کو اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن ابیہ عن جدہ کی روایت سے مرفوعاً بایں الفاظ روایت کیا ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا فَلْیُکْثِرْ عِنْدَ مِنْ ذَالِکَ أَوْ لِیُقِلَّ

''جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا، بندہ اس کو زیادہ بھیجے یا کم اس کی مرضی''۔

ابان، عبدالحکم، الزہری اور ابوظلال وغیرہم نے ثابت کی متابعت کی ہے۔ ابان کی روایت کو ابونعیم نے ''الحلیہ'' میں ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

رَفَعْنَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ اَطْیَبُ شَیْءٍ نَفْسًا فَقُلْنَا لَہٗ فَقَالَ وَمَا یَمْنَعُنِیْ وَاِنَّمَا خَرَجَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اٰنِفًا فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَ مَحَا عَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ وَرَدَّ عَلَیْہِ مِثْلَ مَاقَالَہٗ

''ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے آپ بڑے خوش تھے ہم نے آپ

سے پوچھا تو فرمایا مجھے خوشی کیوں نہ ہو میرے پاس ابھی جبریل آ گئے ہیں اور مجھے بتایا کہ جو مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا، دس گناہ مٹا دے گا اور جو کچھ اس نے بھیجا اس کی مثل اس پر وہ لوٹا دے گا''۔

عبدالحکیم کی روایت جسے التیمی نے اپنی ''الترغیب'' میں ذکر فرمایا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَرَهُ اَشَدَّ اسْتِبْشَارًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ وَلَا اَطْيَبَ نَفْسًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا رَأَيْتُكَ قَطُّ اَطْيَبَ نَفْسًا وَلَا اَشَدَّ اسْتِبْشَارًا مِنْكَ الْيَوْمَ فَقَالَ مَا يَمْنَعُنِيْ وَهٰذَا جِبْرِيْلُ قَدْ خَرَجَ مِنْ عِنْدِيْ اٰنِفًا فَقَالَ، قَالَ اللهُ تَعَالٰى مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَاةً صَلَّيْتُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا وَ مَحَوْتُ عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَ كَتَبْتُ لَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ

''میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اس دن جتنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاداں وفرحاں دیکھا اتنا پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! میں نے آج سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا خوش وخرم کبھی نہ دیکھا تھا (کیا وجہ ہے) ارشاد فرمایا، مجھے خوشی کیوں نہ ہو کہ یہ جبریل امین تھے جو ابھی میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں اور بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (اے محبوب کریم!) جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا میں اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا، اس کے دس گناہ معاف کر دوں گا اور دس نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دوں گا''۔

امام زہری کی روایت جسے الطبرانی اور ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَهَلِّلٌ وَجْهُهٗ مُتَبَشِّرٌ

فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ عَلٰی حَالَۃٍ مَا رَاَیْتُکَ عَلٰی مِثْلِھَا قَالَ وَمَا یَمْنَعُنِیْ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ بَشِّرْ اُمَّتَکَ اَنَّ مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ صَلَاۃً کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِھَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَ کَفَّرَ عَنْہُ بِھَا عَشْرَ سَیِّئَاتٍ

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خوش تھے اور آپ کے چہرۂ انور پر مسکراہٹ رقص کناں تھی۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! میں نے آپ کو پہلے ایسا (خوش) کبھی نہیں دیکھا۔ (کیا وجہ ہے) ارشاد فرمایا مجھے خوشی کیوں نہ ہو میرے پاس جبرئیل آئے ہیں اور کہا ہے کہ (اے محبوب کریم!) اپنی امت کو یہ مژدہ سنایئے کہ جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کو دس نیکیاں عطا فرمائے گا اور دس گناہ معاف فرمادے گا''۔

ابن شاہین نے یہی روایت ذکر کی ہے اور آخر میں یہ الفاظ زائد ذکر کیے ہیں:

وَرَفَعَ لَہٗ بِھَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَرَدَّ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مِثْلَہٗ قَوْلَہٗ وَ عُرِضَتْ عَلَیَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

''اس کے دس درجات بلند فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس کی مثل اس پر درود لوٹائے گا اور قیامت کے دن اس کا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا''۔

الطبرانی نے یہی روایت بایں الفاظ بھی ذکر فرمائی ہے:

دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَسَارِیْرُ وَجْھِہٖ تَبْرُقُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! مَا رَاَیْتُکَ اَطْیَبَ نَفْسًا وَلَا اَظْھَرَ بِشْرًا مِنْ یَوْمِکَ ھٰذَا قَالَ وَمَالِیْ لَا تَطِیْبُ نَفْسِیْ وَ یَظْھَرُ بِشْرِیْ وَاِنَّمَا فَارَقَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ السَّاعَۃَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ مِنْ اُمَّتِکَ صَلَاۃً کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِھَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَ مَحَاعَنْہُ بِھَا عَشْرَ سَیِّئَاتٍ وَ رَفَعَہٗ بِھَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَقَالَ لَہُ الْمَلَکُ مِثْلَ مَا قَالَ لَکَ

قُلْتُ یَا جِبْرِیْلُ وَمَا ذَاكَ الْمَلَكُ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ مَلَكًا مُنْذُ خَلَقَكَ اِلٰی اَنْ یَبْعَثَكَ لَا یُصَلِّیْ عَلَیْكَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِكَ اِلَّا قَالَ وَاَنْتَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور خوشی کی وجہ سے چمک رہا تھا میں نے عرض کی، یارسول اللہ! آج سے قبل میں نے آپ کو اتنا شاداں وفرحاں نہیں دیکھا (کیا وجہ ہے) ارشاد فرمایا، میں کیوں خوش نہ ہوں اور اظہار مسرت کیسے نہ کروں کہ اسی گھڑی جبریل امین مجھے یہ پیغام سنا کر گئے ہیں کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جو آپ کا خوش نصیب امتی ایک مرتبہ آپ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھے گا، دس گناہ معاف فرمائے گا اور دس درجات بلند فرمائے گا اور فرشتہ اسی طرح اس پر درود بھیجے گا جیسے اس نے آپ پر درود بھیجا۔ میں نے پوچھا اے جبریل! وہ فرشتہ کیسا ہے تو انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے آپ کو پیدا فرمایا ہے اس وقت سے لے کر قیامت تک کے لیے ایک فرشتہ کو مقرر فرمایا ہے، جو بھی آپ کا امتی آپ پر درود بھیجے گا وہ فرشتہ کہے گا اے خوش بخت! تجھ پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے''۔

ابی ظلال کی روایت اس کو تقی بن مخلد نے اس کے طریق سے ابن بشکوال نے روایت کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ لَقِیَ اَبُوْ طَلْحَةَ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ خَارِجٌ مِنْ بَعْضِ حُجُرَاتِهٖ فَقَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ مَا زَلْتَ حُسْنًا وَجْهَكَ وَلَمْ اَرَكَ اَحْسَنَ وَجْهًا مِنْكَ الْیَوْمَ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّ اَنَّ جِبْرِیْلَ اٰتَاكَ الْیَوْمَ بِبَعْضِ الْبَشَارَةِ قَالَ نَعَمْ اِنْطَلَقَ مِنْ عِنْدِیْ اٰنِفًا فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُصَلِّیْ عَلَیْكَ صَلَاةً وَاحِدَةً اِلَّا صَلَّیْتُ اَنَا وَمَلَائِكَتِیْ عَلَیْهِ عَشْرًا

''میں نے حضرت انس بن مالک کو یہ فرماتے سنا کہ حضرت ابوطلحہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے آپ اپنے حجرہ مبارک سے باہر تھے، عرض کی، یا نبی اللہ! آپ کا چہرہ نہایت خوش وخرم نظر آرہا ہے پہلے تو میں نے کبھی اتنا خوش نہ دیکھا تھا میرا گمان ہے آج جبریل امین کوئی بشارت آپ کے پاس لائے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، ہاں ابھی ابھی جبریل امین میرے پاس سے اٹھے ہیں اور مجھے یہ پیغام پہنچایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اے محبوب کریم!) جو مسلمان بھی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا میں خود بھی اور میرے فرشتے بھی اس مسلمان پر دس مرتبہ درود بھیجیں گے''۔

اسی حدیث کو ابی ظلال عن انس کے طریق سے ''فوائد ابو یعلی الصابونی'' میں بایں الفاظ روایت کیا گیا ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ عِنْدِيْ اٰنِفًا يُخْبِرُنِيْ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ مَا عَلَى الْاَرْضِ مُسْلِمٌ صَلّٰى عَلَيْكَ وَاحِدَةً اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ اَنَا وَمَلَائِكَتِيْ عَشْرًا فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَصَلُّوْا عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ فَاِنِّيْ رَجُلٌ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

''فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ابھی ابھی جبرئیل امین میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں اور میرے کریم رب عزوجل کی طرف سے پیغام پہنچایا ہے کہ سطح زمین پر جو مسلمان بھی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا میں خود بھی اور میرے فرشتے بھی اس پر دس مرتبہ درود بھیجیں گے۔ اے میرے جانثار غلامو! جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کرو اور جب تم مجھ پر درود بھیجو تو اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں پر درود بھیجو، بے شک میں ان رسولوں میں سے ایک مرد ہوں''۔

اسی حدیث کو ابو الفرج نے اپنی کتاب ''الوفاء'' میں روایت کیا ہے اور اس میں یہ

الفاظ زیادہ ہیں:

وَلَا یَکُوْنُ لِصَلَاتِہٖ مُنْتَھٰی دُوْنَ الْعَرْشِ لَا تَمُرُّ عَلَیْكَ اِلَّا قَالَ صَلُّوْا عَلٰی قَائِلِھَا کَمَا صَلَّی النَّبِیَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

''اس کے درود کا منتہیٰ عرش سے نیچے تو نہیں ہوتا اور جب وہ آپ کے پاس سے گزرتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے فرشتو! اس درود کے بھیجنے والے پر اسی طرح درود بھیجو جیسے اس نے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا''۔

ابن ابی عاصم نے وَعُرِضَتْ عَلَیَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ کی زیادتی ذکر فرمائی ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا بِاَبِیْ طَلْحَةَ فَقَامَ اِلَیْہِ فَتَلَقَّاہُ فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ لَاَرَی السُّرُوْرَ فِیْ وَجْھِكَ قَالَ اَجَلْ اِنَّہٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ اٰنِفًا فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ مَنْ صَلّٰی عَلَیْكَ مَرَّةً اَوْ قَالَ وَاحِدَةً کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِھَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَ مَحَا عَنْہُ بِھَا عَشْرَ سَیِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَہٗ بِھَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مبارکہ سے نکلے، آگے ابوطلحہ بیٹھے تھے ابوطلحہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اٹھے اور آپ سے ملاقات کی اور کہا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں آپ کے چہرۂ منیر پر خوشی دیکھ رہا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ہاں ابھی ابھی جبریل امین میرے پاس آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھے گا دس خطائیں معاف فرمائے گا اور دس درجات بلند فرمائے گا''۔

محمد بن حبیب کی روایت کے متعلق فرمایا مجھے اس کے متعلق اور کچھ علم نہیں سوائے اس کے کہ انہوں نے فرمایا وَصَلَّتْ عَلَیْہِ الْمَلَائِکَةُ عَشْرَ مَرَّاتٍ اس حدیث کو امام بغوی اور ان

کے طریق سے الضیاء نے ''المختارہ'' میں روایت کیا ہے اور الدارقطنی نے ''الافراد'' میں روایت کی ہے اور فرماتے ہیں، محمد بن حبیب الجارودی، عبدالعزیز بن ابی حازم عن ابیہ سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ میں (مصنف) کہتا ہوں اس کے تمام راوی ثقہ ہیں لیکن محمد بن حبیب سے اس میں غلطی ہوئی ہے اور انہوں نے اس میں قلب کیا ہے اس کے رواۃ میں سے عبدالعزیز بن ابی حازم عن العلاء بن عبدالرحمٰن عن ابی ہریرہ ہیں اس حدیث کو اسماعیل القاضی اور ابن ابی عاصم نے متن کے ساتھ بغیر قصہ کے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کو ابن ابی عاصم نے زہیر عن العلاء کے طریق سے مختصراً یوں روایت کیا ہے۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا

''جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ دس مرتبہ اس پر درود بھیجے گا''۔

باب کی ابتداء میں ان الفاظ کے ساتھ پہلے بھی گزر چکی ہے۔

ان تمام واسطوں کے باوجود صحت کے حکم کو یہ روایت نہیں پہنچتی ہے لیکن ہمارے شیخ نے اس حدیث کے حسن ہونے پر جزم کیا ہے وباللہ التوفیق۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا اَعْطَاہُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَھُوَ قَائِمٌ عَلٰی قَبْرِیْ اِذَا مُتُّ فَلَیْسَ اَحَدٌ یُصَلِّیْ عَلَیَّ صَلَاۃً اِلَّا قَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلّٰی عَلَیْکَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَالَ فَیُصَلِّی الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلٰی ذٰلِکَ بِکُلِّ وَاحِدَۃٍ عَشْرًا

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کے برابر قوت سماع عطا فرمائی ہے تو وہ ہمیشہ ہمیشہ میری قبر پر رہے گا جب میں قبر میں چلا جاؤں گا پس جب بھی کوئی ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا تو وہ یوں عرض کرے گا، یا محمد! فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ فرمایا رب تعالیٰ ہر ایک درود کے بدلے دس مرتبہ اس پر درود بھیجے گا''۔

اسی حدیث پاک کو ابوالشیخ بن حبان، ابوالقاسم التیمی نے اپنی ''ترغیب'' میں، ابو الحارث نے اپنی مسند میں اور ابن ابی عاصم نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَعْطٰی مَلَکًا مِّنَ الْمَلَائِکَۃِ اَسْمَاءَ الْخَلَائِقِ فَھُوَ قَائِمٌ عَلٰی قَبْرِیْ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ فَلَیْسَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُصَلِّیْ عَلَیَّ صَلَاۃً اِلَّا قَالَ یَا اَحْمَدُ فُلَانُ بْنُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ بِاِسْمِہٖ وَاسْمِ اَبِیْہِ یُصَلِّیْ عَلَیْکَ کَذَا وَ کَذَا وَ ضَمِنَ بِیَ الرَّبُّ اَنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَاِنْ زَادَ زَادَہُ اللّٰہُ

''اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کو تمام مخلوق کے برابر قوت سماعت عطا فرمائی ہے۔ وہ میری قبر پر تا قیام قیامت کھڑا رہے گا میرا کوئی امتی مجھ پر درود نہیں بھیجے گا مگر وہ فوراً کہے گا، یا احمد! فلاں بن فلاں بن فلاں یعنی اس کا نام اس کے باپ کا نام لے کر بتائے گا کہ وہ آپ پر درود ایسے ایسے الفاظ میں پڑھ رہا ہے اور میرے رب کریم نے مجھے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور اگر وہ زیادہ بھیجے گا تو اللہ بھی زیادہ فرمائے گا''۔

اس حدیث کو الطبرانی نے اپنی ''معجم کبیر'' میں، ابن الجراح نے ''امالی'' میں اسی طرح روایت کی ہے اور ابو علی الحسن بن نصر الطوسی نے اپنی احکام اور البزاز نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ وَکَّلَ بِقَبْرِیْ مَلَکًا اَعْطَاہُ اَسْمَاءَ الْخَلَائِقِ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ اَحَدٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا بَلَّغَنِیْ بِاِسْمِہٖ وَاسْمِ اَبِیْہِ ھٰذَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰی عَلَیْکَ

''اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا جسے تمام مخلوق کی سماعت کے برابر

قوت سماعت عطافرمائی ہے۔ قیامت تک جو بھی مجھ پر درود بھیجے گا وہ مجھے اس شخص کا نام ولدیت کے ساتھ بتا کر کہے گا کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے''۔

بعض کی روایت میں یہ زائد ہے:

وَاِنِّیْ سَئَلْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ صَلَاةً اِلَّا صُلِّیَ عَلَیْهِ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَعْطَانِیْ ذَالِكَ

''پھر میں نے اپنے عزت وجلالت والے رب سے سوال کیا کہ کوئی شخص میری امت کا درود بھیجے تو اس پر اس کی مثل دس گنا درود بھیجا جائے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمت بھی عطافرمادی''۔

ان کی اسناد میں نعیم بن ضمضم ہیں جن کے متعلق عمران بن الحمیری سے روایت کرنے میں اختلاف ہے۔ المنذری فرماتے ہیں، معروف نہیں ہیں۔

میں کہتا ہوں یہ معروف ہیں امام بخاری نے ان کو کمزور کہا ہے اور فرمایا، لا یتابع علیہ اور ابن حبان نے ان کو ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے۔ صاحب ''المیزان'' نے بھی اس کو غیر معروف کہا ہے فرماتے ہیں، نعیم بن ضمضم کو بعض محدثین نے ضعیف ظاہر کیا ہے۔ میں (مصنف) نے اپنے شیخ کی تحریر میں پڑھا ہے (وہ لکھتے ہیں) میں نے اس کے متعلق کوئی توثیق وتجریح نہیں پڑھی ہے سوائے الذہبی کے اس قول کے۔

حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا بِهَا مَلَكٌ مُوَكَّلٌ حَتّٰی یُبَلِّغَنِیْهَا

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ اور اس درود پر ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جو مجھ تک پہنچاتا ہے''۔

اس حدیث کو الطبرانی نے مکحول عن ابوامامہ الباہلی کی روایت سے ''الکبیر'' میں روایت

کیا ہے۔ میں (مصنف) کہتا ہوں، بعض علماء نے کہا ہے کہ انہوں نے ابوامامہ الباہلی سے سماعت نہیں کی ہے اور رویت ثابت ہے، اور مکحول سے روایت کرنے والے راوی موسیٰ بن عمیر یعنی الجعدی الضریر ہیں ابوحاتم نے جن کی تکذیب کی ہے۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا فَاَكْثِرُوْا اَوْ اَقِلُّوْا

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ دس مرتبہ اس پر درود بھیجے گا، زیادہ بھیجو یا کم (اب تمہاری قسمت و مرضی)''۔

اس حدیث کو ابونعیم نے ''الحلیہ'' میں الطبرانی سے روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے اور بزاز نے بایں الفاظ ذکر کی ہے۔

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا

''جس نے حضور قلب کے ساتھ مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا''۔

یہی الفاظ سنن ابن ماجہ میں ہیں۔ مگر مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ کے الفاظ نہیں ہیں۔ ان دونوں طریقوں کا مدار عاصم پر ہے۔ بعض حفاظ حدیث نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اس سند کے ساتھ محفوظ حدیث مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا صَلّٰى عَلَيَّ کی ہے، اس کا ذکر عنقریب ہوگا۔

حضرت عمر بن نیار سے مروی ہے ان کو ابن عقبہ بن نیار البدری رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ اُمَّتِيْ مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَرَفَعَهٗ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَكَتَبَ لَهٗ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ

''فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو میرا امتی حضور قلب کے

ساتھ مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس درود بھیجے گا، دس درجات بلند فرمائے گا اور اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھے گا اور دس خطائیں مٹا دے گا''۔

اس حدیث پاک کو النسائی نے ''الیوم واللیلہ'' میں ابونعیم نے ''الحلیہ'' میں، ابو القاسم نے ''الترغیب'' میں اور البزاز نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور صلاۃ کے لفظ زائد کیے ہیں۔ اسی طرح ابن بشکوال نے بھی ذکر کی ہے اور اس کی سند میں ایسا ہی اختلاف ہے جیسا کہ حدیث ابی بردہ میں گزر چکا ہے اسی حدیث پاک کو ابوالشیخ نے سعید بن التغلبی عن سعید بن عمرو الانصاری عن ابیہ جو بدری تھے، کے واسطہ سے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا

''انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جب تم مؤذن کی اذان سنو، تو جواب میں وہ الفاظ دہراؤ جو وہ کہہ رہا ہو پھر مجھ پر درود بھیجو، جو مجھ پر درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ دس مرتبہ اس پر درود بھیجے گا''۔

اس حدیث پاک کو امام مسلم نے ذکر فرمایا ہے، آخری باب میں اس کا ذکر آئے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَمَلَائِكَتُهُ عَشْرًا فَلْيُكْثِرْ عَبْدٌ أَوْ لِيُقِلَّ

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دس مرتبہ اس پر درود بھیجیں گے، اب بندہ کی مرضی زیادہ درود بھیجے یا کم''۔

اس حدیث پاک کو ابن ابی عاصم نے اپنی کتاب ''فضل الصلوٰۃ'' میں روایت کیا ہے اور الطبرانی نے بھی فَلْيُكْثِرْ أَوْ لِيُقِلَّ کے الفاظ کے بغیر نقل کی ہے۔ اس کی سند میں یحییٰ

بن عبدالحمید الحمانی ضعیف ہیں۔ ابن ابی عاصم نے ایک اور ضعیف طریق سے بھی ذیل الفاظ میں نقل کی ہے۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ مَلَائِکَتُهٗ فَلْیُکْثِرْ عَبْدٌ اَوْ لِیُقِلَّ

''جو مجھ پر درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر درود بھیجیں گے اب بندہ کی مرضی زیادہ بھیجے یا کم''۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جن کا اسم گرامی صحیح روایت کے مطابق عبداللہ بن قیس ہے، سے مروی ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ بِهَا عَشْرًا

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا''۔

اس حدیث پاک کو الطبرانی نے ثقہ رجال کے ساتھ روایت کیا ہے سوائے حفص بن سلیمان القاری کے، جن کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے اور وکیع وغیرہ نے اس کو ثقہ کہا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً صَلَّتْ عَلَیْهِ الْمَلَائِکَةُ مَا صَلّٰی عَلَیَّ فَلْیُکْثِرْ عَبْدٌ اَوْ لِیُقِلَّ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو مجھ پر درود بھیجے گا، فرشتے اس پر اتنی مرتبہ درود بھیجیں گے جتنا کہ اس نے مجھ پر بھیجا، بندہ زیادہ پڑھے یا کم (اس کی مرضی)''۔

اس حدیث پاک کو الضیاء المقدسی نے، ابونعیم کے طریق سے ابوبکر الشافعی نے اپنے ''فوائد المعروفہ بالغیلانیات'' میں اور الرشید العطار نے ''الاربعین'' میں روایت کیا ہے، اس کی سند میں عاصم بن عبیداللہ ہیں وہ ضعیف ہیں اس کے ساتھ ساتھ اس میں ایسا ہی

اختلاف ہے جیسا حدیث عمر میں گزر چکا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ وَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ مَا صَلّٰی عَلَیَّ فَلْیُقِلَّ عَبْدٌ مِنْکُمْ اَوْلِیُکْثِرْ

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ جو مجھ پر درود بھیجے گا فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا رہے گا۔ تم میں سے کوئی بندہ کم پڑھے یا زیادہ۔ (اس کی قسمت)“۔

اس حدیث پاک کو سعید بن منصور، احمد، ابوبکر بن ابی شیبہ، البزاز، ابن ماجہ، الطیالسی، ابونعیم، ابن ابی عاصم، التیمی اور الرشید العطار نے روایت کیا ہے اس کی سند میں عاصم بن عبیداللہ ہیں وہ اگرچہ واہی الحدیث ہیں، مگر بعض نے ان کا ذکر کیا ہے۔ امام ترمذی نے ان کی تصحیح کی ہے اور ان کی حدیث کو منذری نے کہا ہے کہ المتابعات کی وجہ سے حسن ہے۔ اسی طرح ہمارے شیخ نے اس حدیث پاک کو حسن قرار دیا ہے، عاصم پر اختلاف ہے جیسا کہ پیچھے حدیث عمر میں گزر چکا ہے مگر اس طریق کے علاوہ سے الطبرانی نے ایک کمزور سند سے روایت کی ہے وباللہ التوفیق۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً جَاءَنِیْ بِہَا مَلَکٌ فَاَقُوْلُ اَبْلِغْہُ عَنِّیْ عَشْرًا وَقُلْ لَہٗ لَوْ کَانَتْ مِنْ ہٰذِہِ الْعَشْرَۃِ وَاحِدَۃٌ لَدَخَلْتَ مَعِیَ الْجَنَّۃَ کَالسَّبَابَۃِ وَالْوُسْطٰی وَحَلَّتْ لَکَ شَفَاعَتِیْ ثُمَّ یَصْعَدُ الْمَلَکُ حَتّٰی یَنْتَہِیَ اِلَی الرَّبِّ فَیَقُوْلُ اِنَّ فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ صَلّٰی عَلٰی نَبِیِّکَ مَرَّۃً وَاحِدَۃً فَیَقُوْلُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَبْلِغْہُ عَنِّیْ عَشْرًا وَقُلْ لَہٗ لَوْ کَانَتْ مِنْ ہٰذِہِ الْعَشْرِ وَاحِدَۃٌ لَمَا مَسَّتْکَ النَّارُ ثُمَّ یَقُوْلُ عَظِّمُوْا صَلَاۃَ عَبْدِیْ وَاجْعَلُوْہَا فِیْ عِلِّیِّیْنَ ثُمَّ

يَخْلُقُ مِنْ صَلَاتِهِ بِكُلِّ حَرْفٍ مَلَكًا لَهُ ثَلَاثَةٌ وَسِتُّوْنَ رَاسًا

''جو مجھ پر درود بھیجتا ہے اس درود کو فرشتہ میرے پاس لے کر آتا ہے تو میں کہتا ہوں اس کو میری طرف سے دس درود پہنچا اور یہ کہہ کر اگر ان دس میں سے ایک بھی ہوگا تو تو جنت میں میرے ساتھ ہوگا جیسے سبابہ اور وسطیٰ انگلیاں ہیں اور تیرے لیے میری شفاعت حلال ہوگی پھر فرشتہ اوپر کی طوف بلند ہوتا ہے، حتیٰ کہ رب تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے اور کہتا ہے، فلاں ابن فلاں نے تیرے نبی پر ایک مرتبہ درود بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اسے میری طرف سے دس درود پہنچا دے اور اسے بتادے کہ اگر ان دس میں سے ایک بھی ہوگا تو تجھے آگ نہ چھوئے گی پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے کے درود کی تعظیم کرواور اسے علیین میں پہنچا دو پھر اس کی صلاۃ کے ہر لفظ کے ساتھ ایک ایسا فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کے 63 سر ہوتے ہیں''۔

اس حدیث کو ابو موسیٰ المدینی نے ذکر کیا ہے اور یہ بلا شک موضوع ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً تَعْظِيْمًا لِحَقِّيْ جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ تِلْكَ الْكَلِمَةِ مَلَكًا جَنَاحٌ لَهٗ فِي الْمَشْرِقِ وَ جَنَاحٌ لَهٗ فِي الْمَغْرِبِ وَرِجْلَاهُ فِيْ تَخُوْمِ الْاَرْضِ وَ عُنُقُهٗ مُلْتَوٍ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ صَلِّ عَلٰى عَبْدِيْ كَمَا صَلّٰى عَلٰى نَبِيِّيْ فَهُوَ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

''جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے، محض میرے حق کی تعظیم بجا لانے کے لیے تو اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا ہے اس درود سے ایک فرشتہ، اس کا ایک پر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں اور اس کے دو پاؤں گڑے ہوتے ہیں زمین کی گہرائی میں اور اس کی گردن لپٹی ہوتی ہے عرش کے نیچے، اللہ عزوجل اسے حکم دیتے ہیں کہ درود پڑھ

میرے اس بندہ پر جس طرح اس نے درود پڑھا میرے نبی پر پس وہ قیامت تک اس پر درود پڑھتا رہے گا"۔

اس حدیث پاک کو ابن شاہین نے اپنی "الترغیب" میں الدیلمی نے "مسند الفردوس" میں اور ابن بشکوال نے روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ صَلَاةً تَعْظِيْمًا لِحَقِّيْ اِلَّا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ ذَالِكَ الْقَوْلِ مَلَكًا لَهُ جَنَاحٌ بِالْمَشْرِقِ وَ جَنَاحٌ بِالْمَغْرِبِ وَ يَقُوْلُ لَهُ صَلِّ عَلٰى عَبْدِيْ كَمَا صَلّٰى عَلٰى نَبِيِّيْ فَهُوَ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

"کوئی مسلمان مجھ پر درود محض میرے حق کی وجہ سے نہیں پڑھتا مگر اللہ تعالیٰ اس درود سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کا ایک پر مشرق اور دوسرا مغرب میں اور اللہ تعالیٰ اسے حکم فرماتا ہے، درود بھیج میرے اس بندے پر جیسے اس نے درود بھیجا میرے نبی کریم پر پس وہ قیامت تک اس پر درود پڑھتا رہے گا"۔

یہ حدیث منکر ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جس کی سند پر مجھے آگاہی نہیں ہے۔

اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا لَهُ جَنَاحَانِ اَحَدُهُمَا بِالْمَشْرِقِ وَالْآخَرُ بِالْمَغْرِبِ فَاِذَا صَلَّى الْعَبْدُ عَلَيَّ حُبًّا انْغَمَسَ فِي الْمَاءِ ثُمَّ يَنْتَفِضُ فَيَخْلُقُ اللّٰهُ مِنْ كُلِّ قَطْرَةٍ تَقْطُرُ مِنْهُ مَلَكًا يَسْتَغْفِرُ لِذٰلِكَ الْمُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

"بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کے دو پر ہیں ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں، جب کوئی بندہ محبت بھرے انداز میں مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ پانی میں غوطہ لگاتا ہے پھر اپنے پر جھاڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو مجھ پر درود پڑھنے والے کے لیے قیامت تک استغفار کرتا رہے گا"۔

صاحب "شرف المصطفیٰ" نے مقاتل عن سلیمان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا تَحْتَ الْعَرْشِ عَلٰی رَاسِہٖ ذُؤَابَۃٌ قَدْ اَحَاطَتْ بِالْعَرْشِ مَا مِنْ شَعْرَۃٍ عَلٰی رَاْسِہٖ اِلَّا مَکْتُوْبٌ عَلَیْھَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَاِذَا صَلَّی الْعَبْدُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ تَبْقَ شَعْرَۃٌ مِنْہُ اِلَّا اسْتَغْفَرَتْ لِصَاحِبِھَا یَعْنِیْ قَائِلَھَا

''بے شک اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک فرشتہ ہے جس کے سر پر بال ہیں جنہوں نے عرش کا احاطہ کیا ہوا ہے، کوئی بال ایسا نہیں جس میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا نہ ہو، جب بھی کوئی بندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے تو اس کا ہر بال اس درود پڑھنے والے کے لیے مغفرت طلب کرتا ہے''۔

میں (مصنف) کہتا ہوں اس روایت کی صحت میں نظر ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اَعْطَانِیْ مَالَمْ یُعْطِ غَیْرِیْ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَ فَضَّلَنِیْ عَلَیْھِمْ وَجَعَلَ لِاُمَّتِیْ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی اَفْضَلِ الدَّرَجَاتِ وَوَکَّلَ بِقَبْرِیْ مَلَکًا یُقَالُ لَہٗ مَنْظَرُوْسُ رَاْسُہٗ تَحْتَ الْعَرْشِ وَرِجْلَاہُ فِیْ تَخُوْمِ الْاَرْضِیْنَ السُّفْلٰی وَلَہٗ ثَمَانُوْنَ اَلْفَ جَنَاحٍ فِیْ کُلِّ جَنَاحٍ ثَمَانُوْنَ اَلْفَ رِیْشَۃٍ فِیْ کُلِّ رِیْشَۃٍ ثَمَانُوْنَ اَلْفَ زَغْبَۃٍ تَحْتَ کُلِّ زَغْبَۃٍ لِسَانٌ یُسَبِّحُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَ یَحْمَدُہٗ وَ یَسْتَغْفِرُ لِمَنْ یُصَلِّیْ عَلَیَّ مِنْ اُمَّتِیْ وَمِنْ لَدُنْ رَاْسِہٖ اِلٰی بُطُوْنِ قَدَمَیْہِ اَفْوَاہٌ وَاَلْسُنٌ وَرِیْشٌ وَزَغْبٌ لَیْسَ فِیْہِ مَوْضِعُ شِبْرٍ اِلَّا وَفِیْہِ لِسَانٌ یُسَبِّحُ اللّٰہَ وَ یَحْمَدُہٗ وَیَسْتَغْفِرُ لِمَنْ یُصَلِّیْ عَلَیَّ مِنْ اُمَّتِیْ حَتّٰی یَمُوْتَ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک اللہ نے مجھے وہ عطا فرمایا ہے جو میرے سوا کسی نبی کو عطا نہیں فرمایا اور مجھے تمام انبیاء پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور مجھ پر درود پڑھنے کی وجہ سے میری امت کے لیے افضل درجات بنائے ہیں اور میری

قبر کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جسے منظروس کہا جاتا ہے، اس کا سر عرش کے نیچے اور پاؤں نچلی زمین کی گہرائیوں میں اور اس کے اسی ہزار پر ہیں اور ہر پر میں اسی ہزار چھوٹے کھمب ہوتے ہیں اور ہر کھمب میں اسی ہزار بال ہوتے ہیں اور ہر بال کے نیچے ایک زبان ہے جو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتی ہے اور استغفار کرتی ہے ہر اس میرے امتی کے لیے جو مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کے سر سے لے کر پاؤں کے تلووں تک منہ، زبانیں، پر اور باریک پر ہیں، اس میں کوئی ایک بالشت جگہ نہیں ہے مگر اس کی ایک زبان ہے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور اس کی حمد کرتی ہے اور ہر اس میرے امتی کے لیے استغفار کرتی ہے جو مجھ پر درود بھیجتا ہے حتیٰ کہ وہ مر جائے''۔

اس حدیث کو ابن بشکوال نے نقل کیا ہے۔ یہ حدیث غریب ومنکر ہے بلکہ وضع ومن گھڑت ہونے کے آثار ظاہر ہیں۔

حضرت ام انس ابنۃ الحسین بن علی اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتی ہیں، انہوں نے فرمایا۔

قَالُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ هٰذَا مِنَ الْعِلْمِ الْمَكْنُوْنِ وَلَوْلَا اِنَّكُمْ سَاَلْتُمُوْنِيْ عَنْهُ مَا اُخْبِرُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَ كَّلَ بِيْ مَلَكَيْنِ فَلَا اُذْكَرُ عِنْدَ عَبْدٍ مُسْلِمٍ فَيُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا قَالَ ذَانِكَ الْمَلَكَانِ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَقَالَ اللّٰهُ وَمَلَائِكَتُهٗ جَوَابًا لِذَيْنِكَ الْمَلَكَيْنِ اٰمِيْنَ

''صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کے متعلق پوچھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، یہ ایک پوشیدہ علم ہے اگر تم مجھ سے نہ دریافت کرتے تو میں تمہیں نہ بتاتا، اللہ تعالیٰ

نے میرے ساتھ دو فرشتے مقرر فرمائے ہیں، جب کبھی کسی بندۂ مومن کے پاس میرا ذکر ہوتا ہے اور وہ مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے، ان فرشتوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے کہتے ہیں، آمین"۔

بعض نے دوسرے الفاظ ذکر کیے ہیں اور زیادتی ذکر فرمائی ہے:

وَلَا اُذْکَرُ عِنْدَ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا قَالَ ذَانِکَ الْمَلَکَانِ لَاغَفَرَ اللّٰہُ لَکَ وَقَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِکَتُہٗ جَوَابًا لِذَیْنِکَ الْمَلَکَیْنِ اٰمِیْنَ

"اور جب میرا کسی بندۂ مومن کے پاس ذکر کیا جاتا ہے اور وہ مجھ پر درود نہیں بھیجتا تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تیری مغفرت نہ فرمائے تو اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے ان دونوں فرشتوں کے جواب میں آمین فرماتے ہیں"۔

ہم نے اس حدیث کو "امالی الدقیقی" سے روایت کیا ہے، الطبرانی، ابن مردویہ اور الثعلبی نے نقل کی ہے اور ان تمام کی سند میں الحکم بن عبداللہ بن خطاف ہیں جو متروک ہیں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْمَسَاجِدِ اَوْتَادًا جُلَسَاءُھُمُ الْمَلَائِکَۃُ اِنْ غَابُوْا فَقَدُوْھُمْ وَاِنْ مَرِضُوْا عَادُوْھُمْ وَاِنْ رَأَوْھُمْ رَحَّبُوْابِھِمْ وَاِنْ طَلَبُوا حَاجَۃً اَعَانُوْھُمْ فَاِذَا جَلَسُوْا حَفَّتْ بِھِمُ الْمَلَائِکَۃُ مِنْ لَدُنْ اَقْدَامِھِمْ اِلٰی عِنَانِ السَّمَاءِ بِاَیْدِیْھِمْ قَرَاطِیْسُ الْفِضَّۃِ وَاَقْلَامُ الذَّھَبِ یَکْتُبُوْنَ الصَّلٰوۃَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَقُوْلُوْنَ اذْکُرُوْا رَحِمَکُمُ اللّٰہُ وَزَادَکُمُ اللّٰہُ فَاِذَا اسْتَفْتَحُوا الذِّکْرَ فُتِحَتْ لَھُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَاسْتُجِیْبَ لَھُمُ الدُّعَاءُ وَ تَطَّلِعُ عَلَیْھِمُ الْحُوْرُ الْعِیْنُ وَاَقْبَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَلَیْھِمْ بِوَجْھِہٖ مَالَمْ یَخُوْضُوْا فِیْ

حَدِيْثِ غَيْرِهٖ وَ يَتَفَرَّقُوْا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا اَقَامَ الزُّوَّارُ يَلْتَمِسُوْنَ حِلَقَ الذِّكْرِ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مساجد میں اوتاد ہوتے ہیں جن کے ہم مجلس ملائکہ ہوتے ہیں۔ اگر وہ غائب ہوتے ہیں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں اور مریض ہوتے ہیں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اور اگر انہیں دیکھتے ہیں تو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اگر کوئی حاجت طلب کرتے ہیں تو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں جب وہ بیٹھتے ہیں تو فرشتے ان کے قدموں سے لے کر آسمان تک کی جگہ کو گھیر لیتے ہیں، ان کے ہاتھوں میں چاندی کے ورق اور سونے کی قلمیں ہوتی ہیں، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھے جانے والے درود کو لکھتے ہیں اور یہ آواز دیتے ہیں زیادہ زیادہ ذکر کرو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اور تمہارے اجر میں اضافہ فرمائے اور جب وہ ذکر شروع کرتے ہیں تو ان کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں ان کی دعا قبول کی جاتی ہے، آہو چشم حوریں ان کی طرف جھانکتی ہیں اور اللہ تعالیٰ عزوجل ان پر توجہ فرماتا رہتا ہے جب تک وہ کسی اور کام میں مشغول نہیں ہوتے۔ ایک اور روایت میں ہے جب تک کہ وہ متفرق نہیں ہو جاتے، جب وہ بکھر جاتے ہیں تو زائرین فرشتے محافل ذکر کی تلاش شروع کر دیتے ہیں''۔

اس حدیث پاک کو ابو القاسم بن بشکوال نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور صاحب ''المدر المنظم'' نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔

حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا عَلَيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مجھ پر درود بھیجو اللہ تعالیٰ تم پر درود بھیجے گا''۔

یہی حدیث پاک پہلے باب میں گزر چکی ہے۔ کفارہ ذنوب، تزکیۃ الاعمال اور رفع الدرجات کی حدیث گزر چکی ہے۔

حضرت ابو کاہل، جنہیں صحابیت کا شرف حاصل تھا، فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا کَاھِلٍ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ کُلَّ یَوْمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَکُلَّ لَیْلَۃٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حُبًّا لِیْ وَشَوْقًا اِلَیَّ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یَغْفِرَ لَہٗ ذُنُوْبَہٗ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ وَ ذَالِکَ الْیَوْمَ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے ابو کاہل! جو مجھ پر ہر دن میں اور ہر رات میں میرے شوق و محبت میں مستغرق ہو کر تین تین مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ پر حق ہو جاتا ہے کہ اس کے اس رات اور اس دن کے گناہ معاف فرمادے''۔

اس حدیث پاک کو ابن ابی عاصم نے ''فضل الصلوٰۃ'' میں اور الطبرانی اور العقیلی نے ایک طویل حدیث کے درمیان روایت کیا ہے اس کی روایت میں کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یَّغْفِرَ لَہٗ بِکُلِّ مَرَّۃٍ ذُنُوْبَ حَوْلٍ کے الفاظ ہیں۔ العقیلی فرماتے ہیں، اس میں نظر ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا، یہ منکر ہے اور اسی طرح المنذری نے بھی فرمایا کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ منکر ہے اور صاحب ''المیزان'' فرماتے ہیں، ان کی سند تاریک اور متن بالکل باطل ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ سَیَّارَۃً مِّنَ الْمَلَائِکَۃِ اِذَا مَرُّوْا بِحَلَقِ الذِّکْرِ قَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ اُقْعُدُوْا فَاِذَا دَعَا الْقَوْمُ فَاَمَّنُوْا عَلٰی دُعَائِھِمْ فَاِذَا صَلُّوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا مَعَھُمْ حَتّٰی تَفَرَّقُوْا ثُمَّ یَقُوْلُ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ طُوْبٰی لِھٰؤُلَاءِ یَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّھُمْ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کے کچھ سیاح فرشتے ہیں جو سب محافل ذکر سے گزرتے ہیں تو ایک دوسرے کو کہتے ہیں (یہاں) بیٹھو اور جب ذاکرین دعا مانگتے ہیں تو وہ فرشتے ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو وہ فرشتے ان کے ساتھ مل کر درود بھیجتے ہیں، حتیٰ کہ وہ

جدا جدا ہو جاتے ہیں پھر فرشتے ایک دوسرے کو کہتے ہیں ان خوش نصیبوں کو مژدہ و سعادت ہے کہ بخشش کے ساتھ واپس جا رہے ہیں''۔

اس حدیث پاک کو ابو القاسم نے اپنی ''الترغیب'' میں روایت کیا ہے۔

یہ حکایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت ابو العباس احمد بن منصور جب فوت ہوئے تو اہل شیراز میں سے ایک شخص نے خواب میں انہیں شیراز کی جامع مسجد کے محراب میں کھڑے ہوئے، بدن پر خوبصورت لباس، سر پر جواہر سے مزین تاج پہنے ہوئے دیکھا۔ اس شخص نے پوچھا، جناب اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک فرمایا ہے، تو ابو العباس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی ہے میری عزت و تکریم کی گئی ہے اور مجھے اپنی جنت میں داخل فرمایا ہے اس شخص نے پوچھا اس عظمت و عزت کا سبب آپ کا کون سا عمل تھا، ابو العباس نے فرمایا، میرا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس پر کثرت سے درود و سلام پڑھنا میری اس عزت و کرامت کا باعث بنا۔

اس حکایت کو النمیری نے اور ابن بشکوال نے ''القربہ'' میں نقل کیا ہے اور جماہیر کے تعارف میں نقل کی گئی ہے۔

ایک صوفی باصفا سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے مسطح کو ان کی وفات کے بعد دیکھا جو اپنی زندگی میں مزاحیہ طبیعت تھے، میں نے ان سے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ فرمایا ہے؟ مسطح نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما دیا ہے۔ میں نے پوچھا، کس عمل کے سبب تجھے معاف فرمایا ہے، اس نے بتایا کہ میں ایک محدث کے پاس حدیث لکھا کرتا تھا۔ میرے الشیخ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے تو میں بھی ان کے ساتھ درود پڑھتا اور میں بلند آواز سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھتا تو تمام لوگ سن لیتے اور وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہم تمام کو اسی دن سے معاف فرما دیا ہے۔

اس واقعہ کو ابن بشکوال نے لکھا ہے اور انہوں نے ابو الحسن البغدادی الدارمی کے

واسطہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے ابوعبداللہ بن حامد جو النصیبہ کے نواح میں رہتے تھے، کو کئی دفعہ مرنے کے بعد دیکھا تو انہوں نے ابوعبداللہ سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما دیا ہے اور مجھ پر رحم فرمایا ہے پھر انہوں نے ابوعبداللہ سے ایک ایسا عمل پوچھا جس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو جائے تو ابوعبداللہ نے فرمایا، ہزار رکعت نماز نفل ادا کر اور ہر رکعت میں ہزار مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی تلاوت کر۔ انہوں نے کہا اس کام کی تو مجھے طاقت نہیں، تو پھر ابوعبداللہ نے کہا تو ہزار مرتبہ ہر رات کو محمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کر۔ الدارمی فرماتے ہیں، وہ ہر رات یہ عمل کرتا ہے۔ ان سے یہ بھی مروی ہے کہ کسی ایک شخص نے ابو الحفص الکاغدی کو نیند میں ان کی وفات کے بعد دیکھا وہ ایک بہت بڑا سردار تھا، پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک فرمایا ہے؟ ابوالحفص نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا، میری مغفرت فرمائی اور مجھے جنت میں داخل فرمایا ہے۔ اس شخص نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تجھ پر ایسی بندہ نوازی کیوں فرمائی ہے۔ ابوالحفص نے بتایا کہ جب میں فرشتوں کے سامنے کھڑا تھا انہوں نے میرے گناہوں اور میرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنے کا حساب لگایا تو انہوں نے میرے درود کو میرے گناہوں سے زیادہ پایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے میرے فرشتو! اس کی قدرت تمہارے حساب سے بہت بلند ہے اس کا محاسبہ مت کرو اور اسے میری جنت میں لے جاؤ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً)

بعض اخبار میں روایت ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص انتہائی گنہگار تھا، جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے بغیر کفن دفن کے پھینک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبی موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اسے غسل دو اور اس کی نماز جنازہ ادا کرو، میں نے اسے بخش دیا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یا رب! تو نے کس عمل کی وجہ سے اسے بخش دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس نے ایک دن تورات کو کھولا اور اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہوا پایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس نے درود پڑھا اس لیے میں نے اس کو معاف فرما دیا ہے۔

ایک نیک شخص نے خواب میں قبیح صورت دیکھی۔ پوچھا تو کون ہے، اس نے کہا میں تیرا برا کرتوت ہوں۔ اس نے پوچھا میں تجھ سے کیسے نجات پا سکتا ہوں۔ اس نے کہا حضور نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھ کر مجھ سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً إِلَّا عَرَجَ بِهَا مَلَكٌ حَتّٰى يَجِيْئَ بِهَا وَجْهَ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ فَيَقُوْلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِذْهَبُوْا بِهَا قَبْرَ عَبْدِيْ تَسْتَغْفِرُ لِقَائِلِهَا وَتَقِرُّ بِهَا عَيْنُهُ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی بندہ مجھ پر درود پڑھتا ہے تو فرشتہ اس درود کو لے کر اوپر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں، اس درود پاک کو میرے بندے کی قبر میں لے جاؤ۔ یہ اپنے پڑھنے والے کے لیے استغفار کرتا رہے گا، اور اس کی آنکھیں اسے دیکھ کر ٹھنڈی ہوتی رہیں گی''۔

اس حدیث پاک کو ابوعلی بن النبا سے الدیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں نقل کیا ہے اس کی سند میں عمر بن حبیب القاضی ہیں، جسے نسائی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ قِيْرَاطًا وَالْقِيْرَاطُ مِثْلُ اُحُدٍ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ ایک قیراط اجر اس کے نامہ اعمال میں لکھے گا اور القیراط کی مثال احد پہاڑ ہے''۔

اس حدیث پاک کو عبدالرزاق نے ضعیف سند کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔ اور مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْاَوْفٰى والی حدیث پہلے باب میں حضرت علی اور حضرت ابوہریرہ

رضی اللہ عنہما کی روایت سے گزر چکی ہے۔

درود پاک پڑھنے سے ہر مشکل حل ہوتی ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ رُبُعُ اللَّيْلِ وَفِي رِوَايَةٍ ثُلُثُ اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللهَ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ قَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ أُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِيْ قَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ وَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَالنِّصْفُ قَالَ مَا شِئْتَ وَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قَالَ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَا شِئْتَ وَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ أَجْعَلُ بِهَا صَلَاتِيْ كُلَّهَا قَالَ اِذًا يُكْفٰى هَمُّكَ وَيُغْفَرُ ذَنْبُكَ

''جب رات کا چوتھائی اور ایک روایت میں ہے رات کا تہائی گزر چکا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اٹھتے اور فرماتے، اے لوگو! اللہ کی یاد کرو تھرا دینے والی آ گئی، اس کے پیچھے اور آنے والی ہے موت اپنی تلخیوں کے ساتھ آ پہنچی، ابی بن کعب نے عرض کی، یا رسول اللہ! میں حضور پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں ارشاد فرمایئے کہ میں کس قدر پڑھا کروں۔ فرمایا جتنا دل چاہے، میں نے عرض کیا، کیا وقت کا چوتھائی حصہ؟ فرمایا جتنا جی چاہے اور اگر اس سے زیادہ پڑھے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ عرض کیا، کیا نصف وقت؟ فرمایا جتنا جی چاہے اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے۔ میں نے عرض کی، دو تہائی؟ فرمایا جتنا جی چاہے۔ اگر زیادہ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے میں نے عرض کی، میں اپنا سارا وقت حضور پر درود شریف پڑھتا رہوں گا فرمایا، تب یہ درود شریف تیرے رنج والم دور کرنے کے لیے کافی ہے اور تیرے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔

اس حدیث پاک کو امام محمد اور عبد بن حمید نے اپنی اپنی مسند میں، الترمذی نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں، یہ حدیث پاک حسن صحیح ہے اور الحاکم نے روایت کی ہے اور اس کو صحیح کہا ہے اور ان کے صحیح کہنے میں نظر ہے۔

امام احمد، ابن شیبہ اور ابن عاصم کے الفاظ میں اس طرح ہے:

قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللهِ اَرَأَیْتَ اِنْ جَعَلْتُ صَلَاتِیْ کُلَّھَا عَلَیْكَ قَالَ اِذًا یَکْفِیْكَ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی مَا اَھَمَّكَ مِنْ دُنْیَاكَ وَ آخِرَتِكَ

''ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ! اگر میں اپنا تمام وقت حضور پر درود پڑھنے میں صرف کر دوں؟ حضور نے فرمایا، تب اللہ تعالیٰ تیری دنیا و آخرت کی مشکلیں آسان فرما دے گا''۔

اسماعیل القاضی کے الفاظ میں اس طرح ہے یعنی: اِنِّیْ اُکْثِرُ الصَّلٰوۃَ عَلَیْكَ کی جگہ اِنِّیْ اُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ ہے عبدان المروزی نے ''الصحابہ'' میں اور ان کے طریق سے ابوموسیٰ المدینی نے ''الذیل'' میں حکم بن عبداللہ بن حمید عن محمد بن علی بن حبان کی روایت سے ذکر کیا ہے کہ

اِنَّ اَیُّوْبَ بْنَ بَشِیْرٍ قَالَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ قَدْ اَجْمَعْتُ اَنْ اَجْعَلَ ثُلُثَ صَلَاتِیْ دُعَاءً لَكَ

''حضرت ایوب بن بشیر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کی کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں اپنے ورد کا تیسرا حصہ آپ کے لیے دعا کروں گا''۔

حضرت ابی بن کعب کے متعلق حدیث معروف ہے جیسا کہ میں نے پیچھے ذکر کی ہے اگر یہ حدیث بھی محفوظ ہو تو تب بھی دونوں کے سوال سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

حضرت حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ اَجْعَلُ لَكَ ثُلُثَ صَلَاتِیْ عَلَیْكَ قَالَ نَعَمْ

اِنْ شِئْتَ قَالَ الثُّلُثَیْنِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَصَلَاتِیْ کُلُّهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذًا یَکْفِیْکَ اللّٰهُ مَا اَهَمَّکَ مِنْ اَمْرِ دُنْیَاکَ وَ آخِرَتِکَ

''ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے اوراد کا تیسرا حصہ آپ پر درود پڑھوں، حضور نے فرمایا ہاں، بہتر ہے اگر تیرا دل چاہے، عرض کی حضور دو تہائی، فرمایا بہتر ہے۔ پھر اس نے عرض کی حضور تمام وقت ہی آپ کی ذات پر درود پڑھتا رہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر تو اس وظیفہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے ہر معاملہ کی مشکل کو حل کرنے کے لیے کافی ہوگا''۔

اس حدیث پاک کو طبرانی نے ''الکبیر'' میں اور ابن ابی عاصم نے اپنی کتاب ''الصلوٰۃ'' میں روایت کیا ہے اس کی سند میں رشدین بن سعد ہیں جو قرہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں، ان دونوں کو جمہور علماء نے ضعیف قرار دیا ہے۔ میں (مصنف) کہتا ہوں لیکن الہیثمی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اس سے پہلے المنذری نے بھی اس کے شواہد کی وجہ سے اس کو حسن کہا ہے۔ ابن سمعون کے ہاں الثالث عشر من امالیہ میں محمد بن یحییٰ بن حبان کے واسطہ سے بایں الفاظ مرسلاً مروی ہے:

اَنَّ رَجُلًا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَجْعَلَ ثُلُثَ صَلَاتِیْ لَکَ قَالَ اِفْعَلْ اِنْ شِئْتَ قَالَ فَصَلَاتِیْ کُلُّهَا قَالَ اِذًا یَکْفِیْکَ اللّٰهُ اَمْرَ دُنْیَاکَ وَ آخِرَتِکَ

''ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی، یارسول اللہ! میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ میں اپنے اوراد کا تیسرا حصہ آپ پر درود پڑھوں گا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اگر جی چاہے تو ایسا کر، عرض کی حضور! اگر تمام وقت درود پڑھوں تو؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، پھر تیرے دنیا و آخرت کے ہر معاملہ کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہوگا''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَجْعَلُ شَطْرَ صَلَاتِیْ دُعَاءً لَکَ قَالَ مَا شِئْتَ قَالَ فَاَجْعَلُ ثُلُثَیْ صَلَاتِیْ دُعَاءً لَکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَجْعَلُ صَلَاتِیْ کُلَّهَا دُعَاءً لَکَ قَالَ اِذًا یَکْفِیْکَ اللّٰهُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ

''ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی، یا رسول اللہ! میں اپنے اوراد کا کچھ حصہ آپ پر صلاۃ پڑھتے ہوئے گزاروں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جتنا تمہارا دل چاہے۔ عرض کی، حضور! دوتہائی آپ پر درود پڑھوں گا، فرمایا ہاں بہتر ہے عرض کی، حضور! تمام وقت آپ پر درود پڑھوں گا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، پھر اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے ہر معاملہ کی طرف سے تیرے لیے کافی ہوگا''۔

اس حدیث پاک کو البزار نے اپنی مسند میں اور ابن ابی عاصم نے ''فضل الصلوٰۃ'' میں روایت کیا ہے اس کی سند میں عمر بن محمد بن صہبان ہیں جو متروک ہیں لیکن حضرت حبان اور حضرت ابی کی حدیث اس کی شاہد ہیں جیسے کہ پیچھے میں نے ذکر کیا ہے۔

حضرت یعقوب بن زید بن طلحہ التیمی سے مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ آتٍ مِنْ رَبِّیْ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیْکَ صَلَاةً اِلَّا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ بِهَا عَشْرًا فَقَامَ اِلَیْهِ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَجْعَلُ لَکَ نِصْفَ دُعَائِیْ قَالَ مَا شِئْتَ قَالَ الثُّلُثَیْنِ قَالَ مَا شِئْتَ قَالَ اَجْعَلُ دُعَائِیْ کُلَّهُ لَکَ قَالَ اِذًا یَکْفِیْکَ اللّٰهُ هَمَّ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور بتایا کہ جو بندہ تجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ

درود بھیجے گا۔ ایک شخص اٹھا اور عرض کی، یا رسول اللہ! میں اپنی دعا کا نصف آپ پر درود بھیجوں گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جتنا جی چاہے اس نے عرض کی حضور! دو تہائی فرمایا، جتنا جی چاہے پھر اس نے عرض کی حضور! تمام وقت آپ پر درود پڑھنے میں صرف کروں گا فرمایا پھر اللہ تعالیٰ تیرے لیے دنیا وآخرت کے ہر رنج والم کے لیے کافی ہو جائے گا (یعنی ہر رنج والم دور فرما دے گا)''۔

اس حدیث پاک کو اسماعیل القاضی نے نقل فرمایا ہے اور حضرت یعقوب صغار تابعین میں سے ہیں ان کی یہ حدیث مرسل یا معضل ہے میں (مصنف) کہتا ہوں اس روایت نے مراد کی تصریح کا فائدہ دیا ہے اس لیے اب کسی تاویل کی گنجائش نہیں رہتی جیسا کہ ہم اس باب کی چوتھی فصل میں بیان کریں گے۔ وللہ الحمد

حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ جن کا نام عبد اللہ بن عثمان ہے فرماتے ہیں:

اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمْحَقُ لِلْخَطَایَا مِنَ الْمَاءِ لِلنَّارِ وَ السَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الرِّقَابِ وَ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ مُھَجِ الْاَنْفُسِ اَوْ قَالَ مِنْ ضَرْبِ السَّیْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا، آگ کو پانی کے ساتھ بجھانے سے بھی زیادہ خطاؤں کو مٹاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھنا گردنیں آزاد کرنے سے افضل ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نفسوں کی روح سے افضل ہے یا فرمایا اللہ کے راستہ میں تلوار چلانے سے افضل ہے''۔

اس کو النمیری اور ابن بشکوال نے موقوف روایت کیا ہے اسی طرح ہم نے اس روایت کو ہبۃ اللہ احمد المینورتی کے طریق سے بھی روایت کیا ہے اور یہی روایت التیمی نے ''الترغیب'' میں بایں الفاظ ذکر کی ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الرِّقَابِ وَ

حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ مُهَجِ الْاَنْفُسِ

وَقَالَ مِنْ ضَرْبِ السَّيْفِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اوراس کی سند ضعیف ہے اور صحیح یہ ہے کہ جس نے کوئی گردن آزاد کی اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر ہر عضو کو آزاد فرمائے گا حتیٰ کہ فرج کے بدلے فرج آزاد فرمائے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً وَاحِدَةً فَتُقُبِّلَتْ مَحَا اللّٰهُ عَنْهُ ذُنُوْبَ ثَمَانِيْنَ سَنَةً

''جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا وہ قبول کر لیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس شخص کے 80 سال کے گناہ معاف فرمادے گا''۔

اس حدیث پاک کو ابوالشیخ اور ابو سعد نے ''شرف المصطفیٰ'' میں روایت کیا ہے۔

مزید اس کا بیان پانچویں باب میں جمعہ کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنے کی فضیلت کے ذکر کے تحت آئے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، اس کی سند پر مجھے آگاہی نہیں ہے۔

قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً اَمَرَ اللّٰهُ حَافِظَيْهِ اَنْ لَا يَكْتُبَا عَلَيْهِ ذَنْبًا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ

''فرمایا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم فرماتا ہے کہ تین دن تک اس کا کوئی گناہ نہ لکھیں''۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ بھی مروی ہے:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً لَمْ يَلِجِ النَّارَ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ

''جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا وہ آگ میں نہیں جائے گا حتیٰ کہ دودھ کھیری میں واپس چلا جائے''۔

میں کہتا ہوں ان کے ثبوت میں نظر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اَنْجَاكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ اَهْوَالِهَا وَمَوَاطِنِهَا اَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً فِيْ دَارِ الدُّنْيَا اِنَّهُ قَدْ كَانَ فِي اللّٰهِ وَ مَلَائِكَتِهِ كِفَايَةٌ اِذْ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيُثِيْبَهُمْ عَلَيْهِ

''ارشاد فرمایا اے لوگو! قیامت کے دن قیامت کی ہولناکیوں اور اس کی تلخیوں سے سب سے زیادہ بچانے والا ورد دنیا میں تمہارا مجھ پر کثرت سے درود پڑھنا ہے۔ یہ ورد وظیفہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی طرف سے کافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں پھر اس نے اسی وظیفہ کا مومنین کو حکم فرمایا تا کہ وہ انہیں اس پر اجر عطا فرمائے''۔

اس حدیث پاک کو ابوالقاسم التیمی نے ''الترغیب'' میں اور الخطیب نے اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے روایت فرمایا ہے اور الدیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں ابن لال کے طریق سے روایت کی ہے اور اس کی سند انتہائی ضعیف ہے۔

درود پاک پڑھنے والے کی ہر مشکل وقت میں امداد کی جاتی ہے

حضرت الشبلی رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا میرا ایک پڑوسی فوت ہو گیا میں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک فرمایا ہے، اس نے کہا: اے شبلی! مجھ پر بہت بڑی بڑی مصیبتیں گزری ہیں، سوال و جواب کے وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ کیا میری موت اسلام پر نہیں ہوئی؟ تو ندا آئی کہ یہ تیری دنیا میں زبان کی سستی اور کاہلی کی سزا ہے۔ جب فرشتے میرے قریب آنے لگے تو ایک خوبصورت عمدہ خوشبو والی شخصیت میرے اور فرشتوں کے درمیان حائل ہو گئی اور مجھے کامیابی کی دلیل یاد دلائی اور میں نے وہ دلیل پیش کر دی پھر میں نے پوچھا آپ کون ہیں اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے انہوں نے کہا، میں ایک ایسا شخص ہوں جس کو تیرے حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام پر بکثرت درود پڑھنے کی وجہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ اب مجھے تیری ہر تکلیف پر مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں شَهِدْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشَفَعْتُ کی خوشخبری ہے اور حدیث رویفع بن ثابت جس میں وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي کا مژدہ جانفزا ہے یہ دونوں حدیثیں بھی پہلے باب میں گزر چکی ہیں۔

درود پڑھنے والے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب ہوگی

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ حِيْنَ يُصْبِحُ عَشْرًا وَحِيْنَ يُمْسِيْ عَشْرًا اَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام کے وقت مجھ پر درود پڑھے گا قیامت کے دن میری شفاعت اسے پالے گی''۔

اس حدیث پاک کو الطبرانی نے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے، ایک جید ہے مگر اس میں انقطاع ہے کیونکہ خالد نے ابوالدرداء سے نہیں سنا ہے۔ ابن ابی عاصم نے بھی روایت کی ہے اور اس میں بھی ضعف ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ كُنْتُ شَفِيْعَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو مجھ پر درود بھیجے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہوں گا''۔

اس حدیث پاک کو ابوحفص ابن شاہین نے ''الترغیب'' وغیرہ میں اور ابن بشکوال نے ان کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں اسماعیل بن یحییٰ بن عبید اللہ التیمی انتہائی ضعیف ہے اس کے ترک پر علماء کا اتفاق ہے۔

ابوداؤد اور حسن بن احمد البنا کے ہاں یہ الفاظ ہیں:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ وَهَبَ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ عِنْدَ الْاِسْتِغْفَارِ فَمَنِ اسْتَغْفَرَ بِنِيَّةٍ صَادِقَةٍ غُفِرَ لَهُ وَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَجَحَ مِيْزَانُهُ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ كُنْتُ شَفِيْعَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر یہ فرماتے سنا کہ اللہ عزوجل نے تمہارے تمام گناہوں کے لیے استغفار عطا فرمایا ہے جس نے خلوص نیت کے ساتھ استغفار کیا اس کو بخش دیا جاتا ہے اور جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اس نے اپنا میزان بھاری کرلیا۔ اور جو مجھ پر درود بھیجے گا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا''۔

بکر بن عبداللہ الخزنی التابعی کے واسطہ سے مرفوعاً ابوسعید نے ''شرف المصطفٰی'' میں روایت کی ہے:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عَشْرًا مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ وَ عَشْرًا مِنْ آخِرِهٖ نَالَتْهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''جو دن کی ابتداء میں دس مرتبہ اور دن کے آخر میں دس مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا قیامت کے دن اسے میری شفاعت ملے گی''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَلْقَى اللّٰهَ رَاضِيًا فَلْيُكْثِرِ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جسے یہ پسند ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حالت رضا میں ملے تو اسے مجھ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہیے''۔

اس حدیث پاک کو الدیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں ابن عدی نے ''الکامل''

میں اور ابو سعید نے ''شرف المصطفیٰ'' میں روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ سَيَّارَةً مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَطْلُبُوْنَ حَلَقَ الذِّكْرِ فَاِذَا اَتَوْا عَلَيْهِمْ حَفُّوْا بِهِمْ ثُمَّ بَعَثُوْا رَائِدَهُمْ اِلَى السَّمَاءِ اِلٰى رَبِّ الْعِزَّةِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَتَيْنَا عَلٰى عِبَادٍ مِنْ عِبَادِكَ يُعَظِّمُوْنَ اٰلَاءَكَ وَ يَتْلُوْنَ كِتَابَكَ وَ يُصَلُّوْنَ عَلٰى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ يَسْاَلُوْنَكَ لِاٰخِرَتِهِمْ وَ دُنْيَاهُمْ فَيَقُوْلُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى غَشُّوْهُمْ رَحْمَتِيْ فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبِّ اِنَّ فِيْهِمْ فُلَانًا الْخَطَّاءَ اِنَّمَا اغْتَبَقَهُمْ اِغْتِبَاقًا فَيَقُوْلُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى غَشُّوْهُمْ رَحْمَتِيْ فَهُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ

''فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ سیاح ملائکہ ہیں جو ذکر کی محافل تلاش کرتے رہتے ہیں جب وہ ذاکرین کی محفل پر پہنچتے ہیں تو انہیں گھیر لیتے ہیں پھر اپنے پیغام رساں کو رب العزت تبارک وتعالیٰ کی طرف بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہم تیرے بندوں کی طرف سے آئے ہیں جو تیری نعمتوں کا اظہار کر رہے تھے، تیری کتاب کی تلاوت کر رہے تھے اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھ رہے تھے اور تجھ سے اپنی دنیا و آخرت کی بھلائی کا سوال کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، انہیں میری رحمت کی وسیع چادر سے ڈھانپ دو، فرشتے کہتے ہیں یارب! ان میں ایک ایسا شخص جو مجلس کے آخر میں آیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں اسے بھی میری رحمت سے ڈھانپ دو، وہ بھی انہیں کا ہم نشین ہے ان کی ہم نشینی کرنے والا بد بخت نہیں ہوتا''۔

البزار نے اس حدیث کو روایت کیا ہے، اس کی سند حسن ہے اگرچہ اس میں ابن ابی الرقاد سے زیادتی وارد ہے جو منکر الحدیث ہے اور زیاد النمیری ہیں جو ضعیف ہیں ان دونوں راویوں کی حدیث کی شواہد ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان دونوں کی توثیق بھی کی گئی

ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

لَوْلَا اَنْ اَنسَ ذِکْرَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مَا تَقَرَّبْتُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا بِالصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ جِبْرِیْلُ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ عَشْرَ مَرَّاتٍ اِسْتَوْجَبَ الْاَمَانَ مِنْ سُخْطِیْ

''اگر مجھے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ انس نہ ہوتا تو میں اللہ عزوجل کا قرب حاصل نہ کرسکتا، سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جبریل نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو تجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے گا وہ میری ناراضگی سے محفوظ و مامون ہو جائے گا''۔

اس حدیث پاک کو بقی بن مخلد اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے رجل (غیر مسمی) عن مجاہد عن علی کی سند سے روایت کیا ہے۔

قیامت کے دن درود پڑھنے والے کو عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَۃٌ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ قِیْلَ مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ فَرَّجَ عَنْ مَکْرُوْبٍ مِّنْ اُمَّتِیْ وَاَحْیٰی سُنَّتِیْ وَاَکْثَرَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ

''تین ایسے خوش نصیب شخص ہیں جو قیامت کے دن عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے جس دن سوائے عرش کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا، پوچھا گیا یا رسول اللہ! وہ کون ہوں گے فرمایا جس نے کسی میرے امتی کی تکلیف کو دور، یا۔ جس نے میری سنت کو زندہ کیا اور جس نے مجھ پر کثرت سے درود بھیجا''۔

اس حدیث پاک کو صاحب ''الدر المنظم'' نے ذکر کیا ہے مگر میں ابھی تک اس کی پر

اعتماد اصل پر آگاہ نہیں ہوا، ہاں صاحب الفردوس نے حضرت انس بن مالک کی طرف منسوب کی ہے اور اس کے بیٹے نے سند بیان نہیں کی، ان کے علاوہ نے حدیث ابوہریرہ سے فوائد الخلعی کی طرف نسبت کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِاٰدَمَ مِنَ اللّٰهِ مَوْقِفًا فِیْ فَسِیْحِ الْعَرْشِ عَلَیْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ كَاَنَّهٗ نَخْلَةٌ سَحُوْقٌ یَنْظُرُ اِلٰی مَنْ یَنْطَلِقُ بِهٖ مِنْ وُلْدِهٖ اِلَی الْجَنَّةِ وَیَنْظُرُ اِلٰی مَنْ یَنْطَلِقُ بِهٖ مِنْ وُلْدِهٖ اِلَی النَّارِ قَالَ فَبَیْنَمَا اٰدَمُ عَلٰی ذَالِكَ اِذْ نَظَرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُنْطَلِقٌ بِهٖ اِلَی النَّارِ فُیُنَادِیْ آدَمُ یَا اَحْمَدُ یَا اَحْمَدُ فَیَقُوْلُ لَبَّیْكَ یَا اَبَا الْبَشَرِ فَیَقُوْلُ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اُمَّتِكَ مُنْطَلِقٌ بِهٖ اِلَی النَّارِ فَاَشُدُّ الْمِیْزَرَ وَاَسْرَعُ فِیْ اِثْرِ الْمَلَائِكَةِ وَاَقُوْلُ یَا رُسُلَ رَبِّیْ قِفُوْا فَیَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الْغِلَاظُ الشِّدَادُ الَّذِیْنَ لَا نَعْصِی اللّٰهَ مَا اَمَرَنَا وَ نَفْعَلُ مَا نُؤْمَرُ فَاِذَا اَیِسَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبَضَ عَلٰی لِحْیَتِهٖ بِیَدِهِ الْیُسْرٰی وَاسْتَقْبَلَ الْعَرْشَ بِیَدِهٖ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَلَیْسَ قَدْ وَعَدْتَّنِیْ اَنْ لَا تُخْزِیَنِیْ فِیْ اُمَّتِیْ فَیَاْتِی النِّدَاءُ مِنْ عِنْدِ الْعَرْشِ اَطِیْعُوْا مُحَمَّدًا وَرُدُّوْا هٰذَا الْعَبْدَ اِلَی الْمَقَامِ فَاُخْرِجُ مِنْ حُجْرِیْ بِطَاقَةً بَیْضَاءَ كَالْاَنْمُلَةِ فَاُلْقِیْهَا فِیْ كَفَّةِ الْمِیْزَانِ الْیُمْنٰی وَاَنَا اَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ فَتَرْجَحُ الْحَسَنَاتُ عَلَی السَّیِّآتِ فَیُنَادٰی سَعِدَ وَ سَعِدَ جَدُّهٗ وَ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ اِنْطَلِقُوْا بِهٖ اِلَی الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ الْعَبْدُ یَا رُسُلَ رَبِّیْ قِفُوْا حَتّٰی اُكَلِّمَ هٰذَا الْعَبْدَ الْكَرِیْمَ عَلٰی رَبِّهٖ فَیَقُوْلُ بِاَبِیْ وَ اُمِّیْ مَا اَحْسَنَ وَجْهَكَ وَ اَحْسَنَ خُلُقَكَ فَقَدْ اَقَلْتَنِیْ عَثْرَتِیْ وَرَحِمْتَ عَبْرَتِیْ فَیَقُوْلُ اَنَا نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ وَ هٰذِهٖ صَلَاتُكَ الَّتِیْ كُنْتَ تُصَلِّیْهَا عَلَیَّ وَقَدْ وَفَتْكَ اَحْوَجَ مَا كُنْتَ اِلَیْهَا

''آدم علیہ السلام عرش کے وسیع میدان میں ٹھہرے ہوئے ہوں گے آپ پر دو سبز کپڑے ہوں گے گویا ایک طویل کھجور کی مانند اپنی اولاد میں سے ہر اس شخص کو دیکھ رہے ہوں گے جو جنت میں جا رہا ہوگا اسی اثناء میں کہ آدم علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک امتی کو دوزخ میں جاتا ہوا دیکھ لیں گے۔ آدم علیہ السلام پکاریں گے، یا احمد یا احمد، حضور فرمائیں گے لبیک اے ابو البشر، آدم علیہ السلام کہیں گے آپ کا یہ امتی دوزخ میں جا رہا ہے۔ پس میں بڑی چستی کے ساتھ تیز تیز فرشتوں کے پیچھے چلوں گا اور کہوں گا اے میرے رب کے فرستادو! ٹھہرو، وہ کہیں گے ہم سخت فرشتے ہیں جس کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ہم اس کی نافرمانی نہیں کرتے، ہم وہی کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم ملا ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مایوس ہوں گے تو اپنی داڑھی مبارک کو بائیں ہاتھ سے پکڑیں گے اور عرش کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہیں گے اے میرے پروردگار! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا ہے کہ تو مجھے اپنی امت کے بارے رسوا نہ کرے گا۔ عرش سے ندا آئے گی اے فرشتو! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو اور اسے لوٹا دو۔ پھر میں اپنی گود سے سفید کاغذ انگلی کے پورے کی مانند نکالوں گا اور اسے دائیں میزان کے پلڑے میں ڈال دوں گا اور میں کہوں گا بسم اللہ، پس وہ نیکیوں والا پلڑا برائیوں والے پلڑے سے بھاری ہو جائے گا۔ آواز آئے گی خوش بخت ہے سعادت یافتہ ہو گیا ہے، اور اس کا میزان بھاری ہو گیا ہے، اسے جنت میں لے جاؤ۔ وہ بندہ کہے گا، اے میرے پروردگار کے فرشتو! ٹھہرو میں اس بندہ سے بات تو کر لوں جو اپنے رب کے حضور بڑی کرامت رکھتا ہے۔ وہ کہے گا، میرے ماں باپ فدا ہوں آپ پر آپ کا چہرۂ انور کتنا حسین ہے اور آپ کی شکل مبارک کتنی خوبصورت ہے آپ نے میری لغزشوں کو معاف فرما دیا ہے اور میرے آنسوؤں پر رحم فرمایا (آپ کون ہیں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے میں تیرا نبی

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور یہ تیری وہ صلاۃ (درود) ہے جو تو مجھ پر بھیجتا تھا اس نے تجھ کو پورا نفع پہنچایا، جتنا کہ تجھے اس کی ضرورت تھی"۔

اس حدیث پاک کو ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب "حسن الظن باللہ" میں کثیر بن مرہ الحضرمی عن عبداللہ کے طریق سے اور النمیری کے طریق سے نقل کیا ہے اور ابن البنا نے بھی ذکر کی ہے اور اس کی سند ہالک ہے۔

بعض آثار میں ہے جس کی سند پر واقف نہیں۔

لَیَرِدَنَّ الْحَوْضَ عَلَیَّ اَقْوَامٌ مَا اَعْرِفُهُمْ اِلَّا بِکَثْرَةِ الصَّلٰوةِ عَلَیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

"کچھ لوگ حوض پر میرے پاس آئیں گے جنہیں میں کثرت درود کی وجہ سے پہچانتا ہوں گا"۔

حضرت کعب الاحبار سے مروی ہے فرماتے ہیں:

اَوْصَی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ بَعْضِ مَا اَوْحٰی اِلَیْهِ یَا مُوْسٰی لَوْلَا مَنْ یَحْمَدُنِیْ مَا اَنْزَلْتُ مِنَ السَّمَاءِ قَطْرَةً وَلَا اُنْبِتُ مِنَ الْاَرْضِ وَرَقَةً یَا مُوْسٰی لَوْلَا مَنْ یَعْبُدُنِیْ مَا اَمْهَلْتُ مَنْ یَعْصِیْنِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ یَا مُوْسٰی لَوْلَا مَنْ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَسَالَتْ جَهَنَّمُ عَلَی الدُّنْیَا یَا مُوْسٰی اِذَا لَقِیْتَ الْمَسَاکِیْنَ فَاسْاَلْهُمْ کَمَا تَسْئَلُ الْاَغْنِیَاءَ فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ ذَالِكَ فَاجْعَلْ کُلَّ شَیْءٍ عَلِمْتَ اَوْ عَمِلْتَ تَحْتَ التُّرَابِ یَا مُوْسٰی اَتُحِبُّ اَنْ لَا یَنَالُكَ مِنْ عَطَشِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ اِلٰهِیْ نَعَمْ قَالَ فَاَکْثِرْ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

"موسیٰ علیہ السلام کی طرف جو وحی کی گئی تھی اس میں اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ اے موسیٰ! اگر میری حمد کرنے والے نہ ہوتے تو میں آسمان سے ایک

قطرہ بھی پانی کا نہ اتارتا اور زمین پر ایک پتا بھی نہ اگتا، اے موسیٰ! اگر میرے عبادت گزار نہ ہوتے تو میں نافرمانوں کو آنکھ جھپکنے کی دیر بھی مہلت نہ دیتا۔ اے موسیٰ! اگر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دینے والے نہ ہوتے تو جہنم دنیا پر بہہ نکلتی، اے موسیٰ! جب تو مسکینوں سے ملے تو ان سے بھی ایسے ہی حالت پوچھ جیسے تم غنیوں سے پوچھتے ہو، اگر تم ایسا نہ کرو گے تو ہر چیز مٹی کے نیچے سمجھ یا مٹی کے نیچے کر، اے موسیٰ! کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ قیامت کے دن تجھے پیاس محسوس نہ ہو، عرض کی اے میرے اللہ! ہاں ارشاد فرمایا، کثرت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کر"۔

اس کو ابو القاسم نے اپنی ترغیب میں روایت کیا ہے۔

وَاَنْ يُّخْبِرَ جِبْرِيْلُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ اَلْفَيْ صَلَاةٍ وَ تُقْضٰى لَهٗ اَلْفُ حَاجَةٍ اَيْسَرُهَا اَنْ يُّعْتَقَ مِنَ النَّارِ

"کہ جبریل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ جو دن، رات میں تجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے گا میں اس پر دو ہزار مرتبہ درود بھیجوں گا اور اس کی ہزار ایسی حاجتیں پوری کی جائیں گی جن میں سب سے آسان آگ سے نجات دینا ہے"۔

اس حدیث کو ابن الجوزی نے الخطیب کے طریق سے روایت کیا ہے اور ان سے یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا، یہ حدیث اس سند کے ساتھ باطل ہے۔

عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْبَارِحَةَ عَجَبًا رَاَيْتُ رَجُلًا مِنْ اُمَّتِيْ يَزْحَفُ عَلَى الصِّرَاطِ مَرَّةً وَ يَحْبُوْ مَرَّةً وَ يَتَعَلَّقُ مَرَّةً فَجَاءَتْهُ صَلَاتُهٗ عَلَيَّ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَاَقَامَتْهُ عَلَى الصِّرَاطِ حَتّٰى جَاوَزَهٗ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا گزشتہ رات میں

نے ایک عجیب منظر دیکھا ہے، میں نے دیکھا کہ میرا ایک امتی پل صراط پر کبھی گھٹنوں کے بل اور کبھی پیٹ کے بل رینگ کر چل رہا ہے اور کبھی نیچے لٹک جاتا پس اس کا درود مجھ تک پہنچا تو میں نے اس کے ہاتھ سے پکڑا اور پل صراط پر سیدھا قائم کر دیا حتیٰ کہ وہ صحیح وسلامت گزر گیا''۔

اس حدیث پاک کو الطبرانی نے ''الکبیر'' میں روایت کیا ہے، الدیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں اور ابن شاذان نے اپنی ''مشیخت'' میں مطولاً ذکر کی ہے اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان ہیں جو مختلف فیہ ہیں الطبرانی نے اس طریق کے علاوہ سے بھی ایک ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے، ابوموسیٰ المدینی نے بھی ''الترغیب'' میں ذکر کی ہے اور اسے فرج بن فضالہ عن ہلال ابی جبلہ عن سعید بن المسیب کی روایت سے روایت کیا ہے اور فرمایا یہ حدیث انتہائی حسن ہے اور الرشید العطار نے فرمایا ھذا احسن طرقہ، التیمی وغیرہ نے اسے مطولاً روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَنَحْنُ فِيْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ عَجَبًا رَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ جَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ لِيَقْبِضَ رُوْحَهُ فَجَاءَهُ بِرُّهُ بِوَالِدَيْهِ فَرَدَّهُ عَنْهُ وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ قَدْ سُلِّطَ عَلَيْهِ عَذَابُ الْقَبْرِ فَجَاءَهُ وُضُوْءُهُ فَاسْتَنْقَذَهُ مِنْهُ وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ اِحْتَوَتْهُ الشَّيَاطِيْنُ فَجَاءَهُ ذِكْرُ اللهِ فَخَلَّصَهُ مِنْ بَيْنِهِمْ وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ اِحْتَوَشَتْهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَجَاءَتْهُ صَلَاتُهُ فَاسْتَنْقَذَتْهُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيْهِمْ وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ يَلْهَثُ عَطَشًا كُلَّمَا وَرَدَ حَوْضًا مُنِعَ فَجَاءَهُ صِيَامُهُ فَسَقَاهُ وَأَرْوَاهُ وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ وَالنَّبِيُّوْنَ قُعُوْدٌ حَلَقًا حَلَقًا كُلَّمَا دَنَا اِلٰى حَلْقَةٍ طُرِدَ فَجَاءَهُ اِغْتِسَالُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَاَخَذَ بِيَدِهٖ وَاَقْعَدَهُ اِلٰى جَنْبِيْ وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ ظُلْمَةٌ

وَ مِنْ خَلْفِهٖ ظُلْمَةٌ وَ عَنْ يَمِيْنِهٖ ظُلْمَةٌ وَ عَنْ شِمَالِهٖ ظُلْمَةٌ وَ مِنْ فَوْقِهٖ ظُلْمَةٌ وَمِنْ تَحْتِهٖ ظُلْمَةٌ فَجَاءَهٗ حَجُّهٗ وَ عُمْرَتُهٗ فَاسْتَخْرَجَاهُ مِنَ الظُّلْمَةِ وَاَدْخَلَاهُ فِي النُّوْرِ وَرَاَيْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ يُكَلِّمُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يُكَلِّمُوْنَهٗ فَجَاءَهٗ صِلَتُهٗ لِلرَّحِمِ فَقَالَتْ يَا مَعْشَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ كَلِّمُوْهُ فَاِنَّهٗ كَانَ وَاصِلًا لِرَحِمِهٖ فَكَلَّمُوْهُ وَ صَافَحُوْهُ وَرَاَيْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ يَتَّقِي النَّارَ وَ حَرَّهَا وَ شَرَرَهَا بِيَدِهٖ عَنْ وَجْهِهٖ فَجَاءَتْهُ صَدَقَتُهٗ وَ صَارَتْ سِتْرًا عَلٰى وَجْهِهٖ وَظِلًّا عَلٰى رَاْسِهٖ وَرَاَيْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ اَخَذَتْهُ الزَّبَانِيَةُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَجَاءَهٗ اَمْرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهْيُهٗ عَنِ الْمُنْكَرِ فَاسْتَنْقَذَاهُ مِنْ اَيْدِيْهِمْ وَ سَلَّمَاهُ اِلٰى مَلَائِكَةِ الرَّحْمَةِ وَرَاَيْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ هَوَتْ صَحِيْفَتُهٗ قِبَلَ شِمَالِهٖ فَجَاءَهٗ خَوْفُهٗ مِنَ اللّٰهِ فَاَخَذَ صَحِيْفَتَهٗ فَجَعَلَهَا فِيْ يَمِيْنِهٖ وَرَاَيْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ قَدْ خَفَّ مِيْزَانُهٗ فَجَاءَتْهُ اَفْرَاطُهٗ فَثَقَّلُوْا مِيْزَانَهٗ وَرَاَيْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ قَائِمًا عَلٰى شَفِيْرِ جَهَنَّمَ فَجَاءَهٗ وَجَلُهٗ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاَنْقَذَهٗ مِنْهَا وَرَاَيْتُ رَجُلًا مِنْ اُمَّتِيْ هَوٰى اِلَى النَّارِ فَجَاءَتْهُ دُمُوْعُهُ الَّتِيْ بَكَاهَا مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ فَاسْتَخْرَجَتْهُ مِنَ النَّارِ وَرَاَيْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ يَرْعَدُ عَلَى الصِّرَاطِ كَمَا تَرْعَدُ السَّعْفَةُ فَجَاءَتْهُ صَلَاتُهٗ عَلَيَّ فَسَكَنَتْ رَعْدَتُهٗ وَرَاَيْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ رَحْبَةٍ دُوْنَهٗ فَجَاءَتْهُ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَفُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ

"ایک دن ہم مدینہ طیبہ کی مسجد میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا، میں نے گزشتہ رات ایک عجیب منظر دیکھا ہے۔ میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ ملک الموت اس کی روح قبض کرنے آیا ہے تو اس کا اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا عمل آیا اور ملک الموت کو اس

نے دور کر دیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ عذاب قبر اس پر مسلط ہے، اس کے وضو کا عمل آیا اور اس کو عذاب سے نجات دلائی۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ شیاطین اسے گھیرے ہوئے ہیں اللہ کے ذکر کا عمل آیا اور ان سے اسے خلاصی دلائی۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ عذاب کے فرشتے اسے ہراساں کر رہے ہیں اس کی نماز کا عمل آیا اور ان کے ہاتھوں سے اسے چھٹکارا دلایا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا پیاس سے ہانپ رہا ہے جب بھی حوض پر آتا ہے، روک دیا جاتا ہے تو اس کے روزہ کا عمل آیا اور اسے سیراب کیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ انبیاء حلقے بنا کر بیٹھے ہیں جب وہ کسی حلقے کے قریب جاتا تو اسے دھتکار دیا جاتا ہے پس جنابت کے غسل کا عمل آیا اس کو ہاتھ سے پکڑا اور میرے پہلو میں بٹھا دیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا اس کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر، نیچے تاریکی ہی تاریکی ہے اس کے حج اور عمرہ کے اعمال آئے اور اسے تاریکی سے باہر نکالا اور نور میں داخل کر دیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا وہ مومنین سے بات کرتا ہے مگر وہ اس سے بات نہیں کرتے اس کی صلہ رحمی کا عمل آیا اور کہا کہ اے مومنین کے گروہ! اس سے بات کرو کیونکہ یہ تعلق جوڑنے والا تھا پس وہ اس سے بات کرنے لگے اور مصافحہ کرنے لگے۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا آگ کی حرارت اور شعلوں کو اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنے چہرے سے دور کر رہا ہے، پس اس کا صدقہ آیا اور اس کے چہرہ کا ستر اور سر پر سایہ بن گیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا زبانیہ فرشتے ہر طرف سے اسے پکڑے ہوئے ہیں، اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل آیا اسے ان کے ہاتھوں سے نجات دلائی اور ملائکہ رحمت کے حوالے کر دیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا اس کا نامہ اعمال اس کے بائیں جانب ہے خوف خدا کا عمل آیا اس کا صحیفہ پکڑ کر اس کے دائیں طرف کر دیا میں نے ایک امتی کو دیکھا اس کا میزان ہلکا ہے اس کے پیشرو آئے اور اس کے میزان کو بھاری کر دیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا

جہنم کے کنارے پر کھڑا ہے، اللہ سے ڈر کا عمل آیا اسے اس میں گرنے سے بچا لیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا آگ میں گر رہا ہے اس کے وہ آنسو آئے جو خوف خدا کی وجہ سے بہے تھے انہوں نے اسے اس سے نکال لیا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا پل صراط پر ایسے کانپ رہا تھا جیسے ہوا میں کھجور کی ٹہنی کانپتی ہے، مجھ پر اس کا درود بھیجنے کا عمل آیا پس اس کی کپکپاہٹ کو آرام لگ گئی۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا اس پر جنت کے دروازے بند ہیں پس لا الٰہ الا اللہ کی شہادت پہنچی اور اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے''۔

اس حدیث پاک کو الباغیان نے اپنی ''فوائد'' میں عمرو بن مندہ سے روایت کرتے ہوئے مجاہد عن عبدالرحمٰن بن سمرہ تک سند پہنچائی ہے اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور یحییٰ بن سعید الانصاری عبدالرحمٰن بن حرملہ وعلی بن زید، سعید وغیرہم عن سعید بن المسیب سے بھی مروی ہے۔ اس حدیث کو الذہبی نے ''المیزان'' میں ضعیف کہا ہے۔ القاضی ابویعلی نے اپنی کتاب ''ابطال التاویلات لاخبار الصفات'' میں نقل کی ہے۔ اس میں وَرَأَيْتُ رَجُلًا جَاثِيًا عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الرَّبِّ حِجَابٌ فَجَاءَتْهُ مَحَبَّتِيْ وَاَخَذَ بِيَدِهٖ وَاَدْخَلَهُ عَلَى اللّٰهِ ''میں نے ایک کو دیکھا کہ وہ گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہے اور اس کے اور اللہ رب العزت کے پردہ حائل ہے پس اس کے پاس میری محبت کا عمل آیا اور اس کو حریم قدس میں داخل کر دیا گیا'' کی زیادتی ہے۔

الشیخ العارف ابوثابت محمد بن عبدالملک الدیلمی اپنی کتاب ''اصول مذاہب العرفاء باللہ'' میں ذکر کیا ہے۔ اہل حدیث کے نزدیک اگرچہ یہ حدیث غریب ہے مگر اس کا معنی صحیح ہے اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے۔ بہت سے واقعات واحوال ایسے ہیں کہ کشف کے ذریعے جن کی صحت کا انہیں قطعی علم حاصل ہوا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ

لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ فِي الْجَنَّةِ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو مجھ پر ایک دن میں ہزار مرتبہ درود بھیجے گا وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لے گا''۔

اس حدیث پاک کو ابن شاہین نے اپنی ''ترغیب'' وغیرہ میں روایت کیا ہے اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے اور ابن سمعون اپنی ''امالی'' میں اور الدیلمی نے ابوالشیخ الحافظ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ الضیاء نے ''المختارہ'' میں روایت کی ہے اور فرماتے ہیں میں اس حدیث کو نہیں پہچانتا سوائے الحکم بن عطیہ کی روایت سے۔

الدارقطنی فرماتے ہیں، انہوں نے ثابت سے کئی احادیث روایت کی ہیں مگر ان کی متابع نہیں ہیں۔ اور امام احمد نے فرمایا، ان میں کوئی حرج نہیں ہے مگر ابوداؤد الطیالسی نے ان سے کئی احادیث منکرہ روایت کی ہیں۔ پھر فرماتے ہیں، یحییٰ بن معین سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا، یہ ثقہ ہیں۔

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو حکم کے علاوہ بھی راویوں نے روایت کیا ہے۔ ابوالشیخ نے حاتم بن میمون عن ثابت کے طریق سے نقل کی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں: لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يُبَشَّرَ بِالْجَنَّةِ ''نہیں مرتا مگر جنت کی بشارت اسے پہلے دی جاتی ہے''۔

بالجملہ یہ حدیث منکر ہے جیسا کہ ہمارے شیخ نے فرمایا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، ارشاد فرمایا:

أَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً أَكْثَرُكُمْ أَزْوَاجًا فِي الْجَنَّةِ

''تم میں سے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھے گا جنت میں وہی تم میں سے زیادہ ازواج والا ہوگا''۔

اس حدیث کو صاحب ''الدر المنظم'' نے ذکر کیا ہے مگر میں ابھی تک اس پر آگاہ نہیں ہوا۔ حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

زیارت سے مشرف ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، فرائض پورے کیا کرو یہ اللہ کے راستہ میں بیس غزوات لڑنے سے بھی زیادہ اجر رکھتے ہیں اور مجھ پر درود پڑھنا ان تمام فرائض کے برابر ہے۔

اس حدیث پاک کو الدیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں ابی نعیم کے طریق سے ضعیف سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے عقیدۂ اسلام کے مطابق حج کیا اور اس کے بعد کئی غزوات میں شامل ہوا تو اس کے غزوات کو چار سو حج کے برابر درجہ دیا جائے گا پھر فرمایا لوگوں کے دل ٹوٹ گئے ہیں جہاد پر قدرت نہیں رکھتے اور نہ حج پر تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی بھیجی کہ جو تجھ پر درود بھیجے گا اس کا درود چار سو غزوات کے برابر لکھا جائے گا اور ہر غزوہ چار سو حج کے برابر ہوگا۔ اس حدیث کو ابو حفص المیانشی نے ''مجالس مکیہ'' میں نقل فرمایا ہے اور اس کے موضوع ہونے پر آثار ظاہر ہیں۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

قَالَ اَیُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَمْ یَکُنْ عِنْدَہٗ صَدَقَۃٌ فَلْیَقُلْ فِیْ دُعَائِہٖ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ فَاِنَّھَا زَکَاۃٌ وَقَالَ لَا یَشْبَعُ مُؤْمِنٌ خَیْرًا حَتّٰی یَکُوْنَ مُنْتَھَاہُ الْجَنَّۃَ

''جس شخص کے پاس صدقہ نہ ہو اسے یہ دعا پڑھنی چاہیے: ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ یہ اس کی زکوۃ ہے پھر ارشاد فرمایا، مومن بھلائی سے سیر نہ ہوگا حتیٰ کہ اس کی قرارگاہ جنت بن جائے''۔

اس حدیث پاک کو ابن وہب اور ابن بشکوال نے ان کے طریق سے نقل کیا ہے اور ابن حبان اور ابو الشیخ نے روایت کی ہے اور الدیلمی نے دراج کے طریق سے تخریج کی ہے

یہ مختلف فیہ ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ اس کو ابو یعلی الموصلی نے اپنی مسند میں اور البیہقی نے اپنی ادب میں نقل کیا ہے مگر اس کے الفاظ یہ ہیں:

اَیُّمَا رَجُلٍ کَسَبَ مَالًا مِنْ حَلَالٍ فَاَطْعَمَ نَفْسَهٗ اَوْ کَسَاهَا فَمَنْ دُوْنَهٗ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَهٗ زَکَاةٌ وَ اَیُّمَا رَجُلٍ لَمْ یَکُنْ عِنْدَهٗ صَدَقَةٌ فَلْیَقُلْ فِیْ دُعَائِهٖ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ فَاِنَّهٗ لَهٗ زَکَاةٌ۔

"جس شخص نے کوئی حلال مال کمایا خود کھایا یا پہنا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو کھلایا یا پہنایا تو یہ اس کے لیے زکوٰۃ ہے اور جس شخص کے پاس صدقہ کرنے کے لیے کچھ نہ ہو تو وہ یوں دعا کرے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ تو یہ اس کے لیے زکوٰۃ ہوگا"۔

اس حدیث پاک کو البخاری نے "الادب المفرد" میں اسی طرح نقل کیا ہے اور ابن حبان نے ایک عنوان باندھا ہے کہ جو شخص صدقہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا اس کا اللہ تعالیٰ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے صلاۃ کی دعا مانگنا اس کے لیے صدقہ ہے۔

کسی سے سوال کیا گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا افضل ہے یا صدقہ تو انہوں نے فرمایا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا افضل ہے پھر پوچھا گیا خواہ صدقہ فرضی ہو یا نفلی برابر ہیں فرمایا ہاں کیوں؟ فرض تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے یہ درود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی ادا کرتے ہیں پس یہ فرض اس کی مانند کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کا رد مخفی نہیں واللہ الموفق۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَ مَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَیِّئَةٍ وَکَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ مِائَةَ صَدَقَةٍ مَقْبُوْلَةٍ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ ثُمَّ بَلَغَتْنِیْ صَلَاتُهٗ صَلَّیْتُ عَلَیْهِ کَمَا صَلّٰی عَلَیَّ وَمَنْ

صَلَّیْتُ عَلَیْهِ نَالَتْهُ شَفَاعَتِیْ

''جو مجھ پر دن میں سو مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس لاکھ نیکیاں لکھے گا اور دس لاکھ خطاؤں کو محو کر دے گا اور اس کے لیے سو مقبول صدقے لکھ دے گا اور جس نے مجھ پر درود بھیجا اور اس کا درود مجھے پہنچا تو میں اس پر اسی طرح درود بھیجوں گا جیسے اس نے مجھ پر درود بھیجا اور جس پر میں درود بھیجوں گا اس کو میری شفاعت حاصل ہوگی''۔

اس حدیث کو ابو سعید نے ''شرف المصطفیٰ'' میں روایت کیا ہے میرا گمان ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ زَكٰوةٌ لَّكُمْ

''فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مجھ پر درود پڑھو بے شک مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لیے پاکیزگی کا باعث ہے''۔

اس حدیث کو احمد اور ابو الشیخ نے اپنی کتاب ''الصلوٰۃ النبویہ'' میں روایت کیا ہے۔ ابن ابی عاصم نے بھی روایت کی ہے مگر اس کی سند میں ضعف ہے، الحارث اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے بھی اپنی مسند میں ذکر کی ہے اور اس میں ہے:

وَ سَلُوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَسَئَلُوْهُ فَاَخْبَرَهُمْ فَقَالَ اَعْلٰى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَّاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ

''میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا سوال کرو پھر انہوں نے پوچھا تو آپ نے انہیں فرمایا، یہ جنت کا اعلیٰ درجہ ہے جو صرف ایک شخص کو حاصل ہوگا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہوں گا''۔

اسی حدیث کو ابو القاسم التیمی نے ''الترغیب'' میں روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ

یہ ہیں:

أَكْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَيَّ فَاِنَّهَا لَكُمْ زَكَاةٌ وَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْاَلُوْهُ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا اَرْفَعُ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ لِرَجُلٍ وَاَنَا اَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَهُ

''مجھ پر کثرت سے درود پڑھو یہ تمہارے لیے زکوٰۃ ہے اور جب اللہ سے سوال کرو تو وسیلہ کا سوال کرو یہ جنت کا ارفع درجہ ہے اور یہ ایک آدمی کے لیے ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

صَلَاتُكُمْ عَلَيَّ مُحْرِزَةٌ لِدُعَائِكُمْ وَمَرْضَاةٌ لِرَبِّكُمْ وَزَكَاةٌ لِاَعْمَالِكُمْ

''تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعاؤں کو محفوظ کرنے والا ہے اور تمہارے رب کی رضا کا باعث ہے اور تمہارے اعمال کے لیے طہارت ہے''۔

اس حدیث کو دیلمی نے اپنے باپ کی تبع میں بغیر اسناد کے ذکر کیا ہے اسی طرح الاتلیشی نے بھی ذکر کیا ہے۔

مالدار تاجر کے بیٹوں کا قصہ

ابو حفص عمر بن الحسین السمرقندی کی حکایت کردہ اخبار میں اس کی کتاب ''رونق المجالس'' میں روایت ہے کہ بلخ کے شہر میں ایک مال دار شخص رہتا تھا، اس کے دو بیٹے تھے جب اس کی وفات ہوئی تو دونوں بیٹوں نے نصف نصف مال تقسیم کیا، میراث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین بال مبارک بھی تھے ہر ایک نے ایک ایک بال مبارک لے لیا اور ایک بال مبارک باقی رہ گیا۔ بڑے نے مشورہ دیا کہ اسے دو ٹکڑے کر کے بانٹ لیں۔ چھوٹے نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بال کو کاٹا نہیں جائے گا تو بڑے نے چھوٹے سے کہا، آپ یہ تینوں بال اپنی میراث کے بدلے میں لے لیں گے؟ چھوٹے نے کہا جی ہاں، بڑے نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے نے تینوں بال لے لیے اور اپنی جیب میں ڈال دیئے۔ وہ ان کو باہر نکالتا، ان کی زیارت کرتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود

پڑھتا پھر جیب میں ڈال دیتا۔ کچھ دنوں کے بعد بڑے کا مال فنا ہو گیا مگر چھوٹے بھائی کے مال میں برکت ہوئی اور آرام وسکون کی زندگی بسر کرنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد چھوٹا بھائی فوت ہو گیا۔ ایک نیک آدمی نے اسے خواب میں دیکھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے بھی مشرف ہوا، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے ارشاد فرمایا: لوگوں سے کہہ دو: جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو تو وہ اس شخص کی قبر کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ لوگ ارادۃً اس کی قبر کی زیارت کے لیے آتے تھے۔ حتیٰ کہ جو اس کی قبر کے پاس سوار ہو کر آتا تو وہ سواری سے اتر پڑتا اور (تعظیماً) پیدل چل کر قبر کے قریب سے گزرتا۔

درود پڑھنے سے دنیا و آخرت کی حاجات پوری ہوتی ہیں

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَضَى اللهُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِيْنَ مِنْهَا لِاٰخِرَتِهٖ وَ ثَلَاثِيْنَ مِنْهَا لِدُنْيَاهُ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے روزانہ مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری فرمائے گا، ان میں ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی حاجات ہوں گی"۔

ابن مندہ نے اس کی تخریج کی ہے اور ابو موسیٰ المدینی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث غریب حسن ہے، انشاء اللہ چوتھے باب میں حضرت انس کی حدیث میں الجمعہ کی قید کے ساتھ آئے گی۔

حضرت خالد بن طہمان سے مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً قُضِيَتْ لَهُ مِائَةُ حَاجَةٍ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجا اس کی سو

حاجات پوری ہوں گی"۔

التیمی نے اپنی ترغیب میں اسے نقل کیا ہے، یہ منقطع ہے اور ابھی ابن مسعود کی حدیث گزری ہے اس کا مفہوم بھی یہی تھا۔

"الفردوس" میں بغیر سند کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ قَضَی اللّٰہُ لَہٗ مِائَۃَ حَاجَۃٍ

"جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد پر سو مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری فرمائے گا"۔

درود پڑھنا عبادت ہے

حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے:

قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِبَادَۃٌ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا عبادت ہے"۔

اسے التیمی نے اپنی "ترغیب" میں اور نمیری اور ابن بشکوال نے روایت کیا ہے ابو غسان المدنی نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِائَۃَ مَرَّۃٍ فِی الْیَوْمِ کَانَ کَمَنْ دَاوَمَ الْعِبَادَۃَ طُوْلَ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ

"جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دن میں سو مرتبہ درود پڑھا وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے دن رات کی عبادت پر دوام اختیار کیا"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لِجِبْرِیْلَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ وَحُبُّ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، میں نے جبریل سے پوچھا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے، جبریل نے بتایا، اے محمد! آپ پر درود پڑھنا اور علی بن ابی طالب کی محبت''۔

الدیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں روایت کی ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

درود مجالس کی زینت ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ عَلَیَّ نُوْرٌ لَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اپنی مجالس کو مجھ پر درود پڑھنے کے ساتھ مزین کرو، مجھ پر تمہارا درود پڑھنا تمہارے لیے قیامت کے دن نور ہوگا''۔

الدیلمی نے اس حدیث کو ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

قَالَتْ زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ بِذِکْرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

''اپنی مجالس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنے اور عمر بن خطاب کے ذکر کے ساتھ مزین کرو''۔

النمیری نے اسے روایت کیا ہے۔

حضرت سمرہ السوائی والد جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَقْرَبُ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ قَالَ صِدْقُ الْحَدِیْثِ وَاَدَاءُ الْاَمَانَۃِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زِدْنَا قَالَ کَثْرَۃُ الذِّکْرِ وَالصَّلٰوۃُ عَلَیَّ تَنْفِی الْفَقْرَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زِدْنَا قَالَ مَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْھِمُ الْکَبِیْرَ

وَالْعَلِيْلَ وَالصَّغِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ

''ہم بارگاہ نبوت میں حاضر تھے ایک شخص آیا عرض کی، یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک اقرب الاعمال کون سا ہے حضور نے ارشاد فرمایا: سچی کلام، امانت کی ادائیگی۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! کچھ اضافہ فرمایئے فرمایا، کثرت ذکر اور مجھ پر درود پڑھنا یہ فقر کو دور کرتا ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ! مزید کرم فرمایئے فرمایا، جو کسی قوم کی امامت کرائے وہ تخفیف کرے کیونکہ جماعت میں بوڑھے، بیمار، چھوٹے اور صاحب حاجت بھی ہوتے ہیں''۔

اس حدیث کو ابونعیم نے ضعیف سند کے ساتھ اور القرطبی نے بغیر سند کے ابوبکر صدیق اور جابر بن عبداللہ کی حدیث سے تخریج کیا ہے۔

غربت اور مفلسی کا علاج

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَا اِلَيْهِ الْفَقْرَ وَضِيْقَ الْعَيْشِ وَالْمَعَاشِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتَ مَنْزِلَكَ فَسَلِّمْ اِنْ كَانَ فِيْهِ اَحَدٌ اَوْلَمْ يَكُنْ فِيْهِ اَحَدٌ ثُمَّ سَلِّمْ عَلَيَّ وَاقْرَأْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مَرَّةً وَاحِدَةً فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَاَدَرَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ الرِّزْقَ حَتّٰى اَفَاضَ عَلٰى جِيْرَانِهٖ وَقُرَابَاتِهٖ

''ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور غربت اور تنگ زندگی کی شکایت کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جب تو اپنے گھر میں داخل ہوا کر تو سلام کیا کر خواہ کوئی شخص ہو یا نہ ہو پھر مجھ پر سلام پیش کیا کر خواہ کوئی شخص ہو یا نہ ہو پھر مجھ پر سلام پیش کیا کر اور ایک مرتبہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کر، اس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا رزق بڑھا دیا حتیٰ کہ اس کے پڑوسیوں اور رشتے داروں پر بھی رزق کے دروازے کھول دیئے''۔

اس حدیث کو ابو موسی المدینی نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ابو عبد اللہ القسطلانی حکایت کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اور فقر و غربت کی شکایت کی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، یہ پڑھا کر:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَهَبْ لَنَا اللّٰهُمَّ مِنْ رِزْقِكَ الْحَلَالِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ مَا نَصُوْنُ بِهٖ وُجُوْهَنَا عَنِ التَّعَرُّضِ اِلٰى اَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ وَاجْعَلْ لَنَا اللّٰهُمَّ اِلَيْهِ طَرِيْقًا سَهْلًا مِنْ غَيْرِ تَعَبٍ وَّلَا مِنَّةٍ وَّلَا تَبِعَةٍ وَجَنِّبْنَا اللّٰهُمَّ الْحَرَامَ حَيْثُ كَانَ وَ اَيْنَ كَانَ وَ عِنْدَ مَنْ كَانَ وَحُلْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ اَهْلِهٖ وَاقْبِضْ عَنَّا اَيْدِيَهُمْ وَاصْرِفْ عَنَّا قُلُوْبَهُمْ حَتّٰى لَا تَنْقَلِبَ اِلَّا فِيْمَا يُرْضِيْكَ وَلَا نَسْتَعِيْنُ بِنِعْمَتِكَ اِلَّا عَلٰى مَا تُحِبُّ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

”اے اللہ! درود بھیج محمد اور آل محمد پر، اے اللہ! ہمیں اپنا مبارک حلال طیب رزق عطا فرما جس کے ساتھ ہم اپنے چہروں کو کسی کے سامنے لے جانے سے محفوظ ہو جائیں۔ اے اللہ! بغیر کسی تھکاوٹ، احسان، بوجھ کے اس کی طرف ہمارا راستہ آسان فرما دے، اے اللہ! حرام جہاں بھی ہے اور جس کے پاس ہے ہمیں اس سے دور کر دے اور ہمارے اور حرام خوروں کے درمیان حائل ہو جا، ہم سے ان کے ہاتھ روک لے اور ان کے دل ہم سے پھیر دے حتیٰ کہ وہ نہ لوٹیں مگر تیری رضا میں اور ہم تیری نعمت سے مدد نہیں مانگتے مگر جو تجھے پسند ہے اے ارحم الراحمین“۔

حضرت حسن سے مروی ہے، میرے خیال میں حسن بصری مراد ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ وَ حَمِدَ رَبَّهٗ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِ الْتَمَسَ الْخَيْرَ مِنْ مَظَانِّهٖ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے قرآن پڑھا اور اپنے رب کی حمد کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا تو اس نے خیر کو اپنی جگہ سے تلاش کرلیا''۔

اس کو النمیری نے روایت کیا ہے اور شعب الایمان للبیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوعا یوں مروی ہے:

مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ وَحَمِدَ الرَّبَّ وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاسْتَغْفَرَ رَبَّہٗ فَقَدْ طَلَبَ الْخَیْرَ مِنْ مَظَانِہٖ

''جس نے قرآن پڑھا اور اپنے رب تعالیٰ کی تعریف کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا اور اپنے رب سے مغفرت طلب کی تو اس نے خیر کو اس کی جگہ سے تلاش کرلیا''۔

اس کی سند ضعیف ہے۔

عبداللہ بن عیسیٰ سے ایسے ہی مروی ہے مگر حَمِدَ رَبَّہٗ کی جگہ دَعَا اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

اسے بھی النمیری اور ابن بشکوال نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

زیادہ درود پڑھنے والا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیادہ قریب ہوگا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے قریب قیامت کے دن وہ ہوگا جو مجھ پر درود زیادہ پڑھے گا''۔

امام ترمذی نے اسے نقل کیا ہے اور فرمایا یہ حسن غریب ہے اس کی سند میں موسیٰ بن یعقوب الزمعی ہے الدارقطنی فرماتے ہیں وہ اس میں منفرد ہیں مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں۔ اس سند میں اس پر اختلاف کیا گیا ہے۔ بعض نے کہا کہ ترمذی کی یہ روایت عن

عبداللہ بن شداد عن ابی مسعود بغیر واسطہ کے ہیں۔ البخاری نے اپنی ''تاریخ الکبیر'' میں اور ابن ابی عاصم نے روایت کی ہے۔ ابی الحسین النرسی نے ترمذی کے طریق سے روایت کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے عن عبداللہ عن ابیہ عن ابن مسعود، اس طرح کی سند سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور ان کے طریق سے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابونعیم اور ابن بشکوال نے روایت ہے۔ اسی طرح ابن ابی عاصم نے ''فضل الصلوٰۃ'' میں اور ابن عدی نے ''الافراد'' میں الدیلمی نے ''الترغیب'' میں ابن الجراح نے ''امالی'' میں ان کے علاوہ بہت سے محدثین نے روایت کیا ہے یہ روایت بہت مشہور ہے الزمعی کے بارے نسائی فرماتے ہیں، یہ قوی نہیں ہے لیکن یحییٰ بن معین نے اس کی توثیق کی ہے پس تیرے لیے یہی توثیق کافی ہے اس طرح ابوداؤد، ابن حبان اور ایک جماعت نے الزمعی کو ثقہ لکھا ہے البخاری نے بھی ''التاریخ'' میں اشارہ کیا ہے کہ الزمعی رواہ عن ابن کیسان عن عتبہ عن عبداللہ عن ابن مسعود، واللہ اعلم

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

درود کے ایصال ثواب کی برکت

اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ تُدْرِكُ الرَّجُلَ وَوُلْدَہٗ وَوُلْدَ وُلْدِہٖ

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والے کو اس کی اولاد اور اس کے پوتوں کو درود کا ثواب پہنچے گا''۔

ابن بشکوال نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کی ہے۔

روایت ہے کہ ایک عورت حضرت حسن بصری کے پاس آئی اور کہا، اے شیخ! میری لڑکی فوت ہو چکی ہے میں اسے خواب میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ حضرت حسن نے فرمایا، چار رکعت نفل اس طرح ادا کر کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۂ الھاکم التکاثر ایک مرتبہ پڑھ اور یہ نماز، عشاء کی نماز کے بعد پڑھ کر پہلو کے بل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھتے ہوئے سو جا یہاں تک کہ تجھے نیند آ جائے، اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ اس نے

اپنی لڑکی کو دیکھا کہ وہ عذاب وعتاب میں مبتلا ہے۔ اس پر گندھک کا لباس ہے، ہاتھ باندھے ہوئے ہیں، پاؤں میں آگ کی زنجیر ہے جب بیدار ہوئی تو دوبارہ حضرت حسن بصری کے پاس آئی اور پورا خواب سنایا۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا صدقہ کر، امید ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادے۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ اسی رات سوئے تو عالم خواب میں خود کو جنت کے باغ میں دیکھا، ایک خوبصورت تخت جس پر حسین وجمیل عورت متمکن ہے، سر پر نور کا تاج سجا ہے، کہنے لگی، حسن! مجھے جانتے ہو۔ آپ نے فرمایا نہیں، اس نے کہا میں اس عورت کی لڑکی ہوں جس کو آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنے کو کہا تھا۔ آپ نے فرمایا، تیری ماں نے تو مجھے تیری یہ خوش کن حالت نہیں بتائی تھی۔ اس لڑکی نے کہا اس کی بات سچی تھی، تو حضرت حسن نے کہا تجھے پھر یہ مقام کیسے ملا۔ اس نے کہا، ہم ستر ہزار نفس عذاب میں مبتلا تھے جیسا کہ میری ماں نے بتایا تھا۔ مگر ایک نیک آدمی ہمارے اوپر سے گزرا، اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھا اور اس کا ثواب ہمیں پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس درود کو اس کی طرف سے قبول فرمایا اور ہم تمام کو اس عذاب سے اس شخص کی برکت سے نجات عطا فرمائی اور مجھے یہ مرتبہ ملا جو آپ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

ابوالفرج البغدادی نے ''المطرب'' میں ذکر کیا ہے کہ بعض اخبار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے تجھے دس ہزار کانوں کی قوت سماعت عطا فرمائی حتیٰ کہ تو نے میرے کلام کو سن لیا اور دس ہزار زبانوں کی قوت گویائی عطا فرمائی حتیٰ کہ تو نے جواب دیا تو میرا محبوب اور قریبی تب ہوگا جب تو میرا ذکر کرے گا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے گا۔ مصنف فرماتے ہیں، بعض نے اس خبر کی نسبت قشیری کے رسالہ کی طرف کی ہے، اس سند سے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال اوحی اس میں نظر کرنی چاہیے۔ ابونعیم الحافظ نے ''الحلیہ'' میں حضرت کعب سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ اے موسیٰ! اگر میری حمد کرنے والا نہ ہوتا تو میں آسمان سے ایک قطرہ بارش کا نہ برساتا اور زمین سے ایک دانہ بھی نہ اگاتا، بہت سی اشیاء

ذکر کرنے کے بعد فرمایا اے موسیٰ! کیا تو پسند کرتا ہے کہ میں اس سے بھی زیادہ تیرا قریبی بن جاؤں جتنا کہ تیری زبان کے قریب تیری کلام ہے، تیرے دل کے قریب تیرے دل کے وسواس، تیرے بدن کے قریب تیری روح ہے اور تیری آنکھوں نے قریب ان کا نور ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا جی ہاں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کر۔

صاحب ''الدرر المنظم'' نے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً أَقْرَبُكُمْ مِنِّي غَدًا

''جو تم میں سے از روئے درود کے زیادہ ہوگا وہ کل میرے زیادہ قریب ہوگا''۔

لیکن مجھے اس کی سند پر آگاہی نہیں ہوئی اور نہ اس پر آگاہی ہوئی ہے جس نے اس کی تخریج کی ہو۔

حضرت ابن مسعود کی حدیث پہلے أَوْلَى النَّاسِ بِي أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً ابھی گزر چکی ہے اور چوتھے باب میں ان شاء اللہ حضرت انس کی حدیث أَقْرَبُكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ أَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً فِي الدُّنْيَا ذکر کی جائے گی۔

العلامہ مجد الدین الفیروز آبادی نے ابو المظفر کا ذکر اپنی سند سے کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن غار کعب میں داخل ہوا اور راستہ بھول گیا اچانک میری ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے فرمایا چلو، میں ان کے ساتھ چل پڑا اور دل میں سوچا شاید یہ خضر علیہ السلام ہیں میں نے پوچھا جناب کا نام کیا ہے تو انہوں نے فرمایا خضر بن ایشا ابو العباس، میں نے حضرت خضر کے ساتھ ایک اور آدمی دیکھا میں نے ان کا نام پوچھا تو انہوں نے کہا الیاس بن سام، میں نے کہا اللہ تعالیٰ تم دونوں پر رحم فرمائے کیا آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے انہوں نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم آپ مجھے کوئی بات بتائیں میں اسے آگے روایت کروں گا تو دونوں نے فرمایا: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ إِلَّا نَضَّرَ بِهِ قَلْبَهُ وَنَوَّرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ''جو مسلمان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

پر درود بھیجے گا اس کی برکت سے اس کا دل شاداب اور تر و تازہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منور فرمائے گا"۔ اور میں نے حضرات خضر اور الیاس علیہما السلام کو یہ فرماتے سنا کہ بنی اسرائیل میں ایک نبی تھے جن کا نام اسمویل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمنوں پر فتح عطا فرمائی۔ وہ دشمن کی تلاش میں نکلے تو لوگوں نے کہا، یہ جادوگر ہے اور اس لیے آیا ہے کہ ہماری آنکھوں کو مسحور کرے اور ہمارے لشکروں میں فساد برپا کرے ہم اس کو سمندر کے کنارے پہنچائیں گے اور اسے شکست دیں گے، پس آپ چالیس آدمی لے کر نکلے، انہوں نے فرمایا حملہ کرو اور زبان سے صلی اللہ علی محمد کہو آپ کے اصحاب نے یہ پڑھتے ہوئے حملہ کیا تو ان کے دشمن سمندر میں اکٹھے غرق ہو گئے، حضرت خضر نے فرمایا، یہ سب کچھ ہمارے سامنے ہوا۔ اور میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے بھی سنا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ طَهَّرَ قَلْبَهٗ مِنَ النِّفَاقِ كَمَا يُطَهِّرُ الثَّوْبَ الْمَاءُ

"جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا نفاق سے اس کا دل یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے پانی کپڑے کو پاک کر دیتا ہے"۔

اور ان دو نبیوں کو یہ فرماتے بھی میں نے سنا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَّقُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ اِلَّا اَحَبَّهُ النَّاسُ وَاِنْ كَانُوْا اَبْغَضُوْهُ وَاللّٰهِ لَا يُحِبُّوْنَهٗ حَتّٰى يُحِبَّهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

"مومن صلی اللہ علی محمد کہتا ہے تو لوگ اس سے محبت کرتے ہیں اگرچہ پہلے اس سے نفرت کرتے تھے وہ اس سے قسم بخدا محبت نہیں کرتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائے"۔

اور ہم نے منبر پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بھی فرماتے سنا کہ

مَنْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ فَقَدْ فَتَحَ عَلٰى نَفْسِهٖ سَبْعِيْنَ بَابًا مِّنَ

الرَّحْمَةِ

”جس نے صلی اللہ علی محمد کہا اس نے اپنے اوپر رحمت کے ستر دروازے کھول دیئے“۔

میں نے ان کو یہ بھی فرماتے سنا کہ ایک آدمی شام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! میرا باپ نہایت بوڑھا ہے وہ آپ کی زیارت کا مشتاق ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے لے آؤ تو اس نے کہا حضور! میری نظر کمزور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اپنے باپ سے کہو سات رات صلی اللہ علی محمد کا ورد کرے وہ مجھے خواب میں دیکھ لے گا یہاں تک کہ وہ مجھ سے حدیث روایت کرے گا اس نے ایسا ہی کیا تو خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث روایت کرتا ہے اور اس سے حدیث روایت کی جاتی ہے، میں نے یہ بھی ان دونوں کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

اِذَا جَلَسْتُمْ مَجْلِسًا فَقُوْلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ

”جب کوئی مجلس قائم کرو تو بسم اللہ اور صلی اللہ علی محمد پڑھو“۔

تو اللہ تعالیٰ تم پر ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا جو تمہیں غیبت سے روکے گا اور جب مجلس سے اٹھو تو یوں کہو: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ تو لوگ تمہاری غیبت نہیں کریں گے اور فرشتہ تمہیں بھی غیبت سے روکے گا۔

یہ نسخہ میں نے المجد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے اور ان کی اتباع میں ذکر کیا ہے مجھے اس میں سے کسی چیز پر اعتماد نہیں اور اس کے الفاظ بھی رکیک ہیں۔

الشیخ کا مسلک ان علماء کا ہے جو حضرت خضر علیہ السلام کی بقاء کا قول کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ علماء میں مشہور ہے یہاں اس کا تذکرہ نہیں کیا جاتا۔

پہلے باب میں درود پاک کی وہ کیفیت گزر چکی ہے جو خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی زیارت کا موجب تھی باب کے آخر میں ایک دوسری کیفیت بھی ذکر کی جائے گی ہم نے عبدالرزاق الطبسی کی الصلوٰۃ سے ایک ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس کے بطلان میں شک نہیں ہے ابراہیم التیمی کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر حمد اور ثنا کر رہے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دوسرے انبیاء پر درود پڑھ رہے تھے۔ اچانک حضرت خضر ان کے پاس آئے اور فرمایا تیرے لیے میرے پاس ایک تحفہ ہے اسے دیکھ اور ہر روز سورج کے طلوع ہونے سے پہلے پڑھا کر، پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پھر سات مرتبہ سورۂ فاتحہ، معوذتین، قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، قُلۡ یٰۤاَیُّھَا الۡکٰفِرُوۡنَ و آیۃ الکرسی اور سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ پھر اپنے لیے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے جو زندہ ہیں اور جو مر چکے ہیں تمام کے لیے مغفرت طلب کر۔ اسی طرح سورج کے غروب ہونے سے پہلے بھی پڑھ۔ پھر یہ کہہ "یارب مجھے یہ وظیفہ حضرت خضر علیہ السلام نے سکھایا ہے" اگر تو نے یہ وظیفہ زندگی میں ایک مرتبہ بھی پڑھ لیا تو تیرے لیے کافی ہوگا۔ حضرت ابراہیم فرماتے ہیں، میں نے پوچھا آپ کو یہ ورد کس نے سکھایا ہے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا، مجھے یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سکھایا پھر میں نے کہا مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتائیں جس کی وجہ سے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو جاؤں۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا جب تو مغرب کی نماز پڑھ لے تو بغیر کسی سے کلام کیے العشاء الاخرہ کے دو نفل پڑھ اور سلام پھیر، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورہ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تین مرتبہ پڑھ۔ جب عشاء کی نماز پڑھ لے تو لوٹ آ اور گھر کے کسی آدمی سے کلام نہ کر اور نہ اپنے گھر والوں کو اس بات کی خبر دے۔ جب سونے کا ارادہ کرے تو پھر دو رکعت نماز نفل پڑھ، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورہ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ سات مرتبہ تلاوت کر اور سجدہ میں سات مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھ اور پھر یہ کلمات کہہ سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ سات مرتبہ پڑھ، جب سجدہ سے سر اٹھائے تو سیدھا بیٹھ کر

ہاتھ اٹھا کر یوں کہہ: یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا یَا اِلٰہَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ یَا رَبِّ یَا رَبِّ، یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ پھر کھڑا ہو جا اور ہاتھوں کو اٹھا کر یہی کلمات ایک مرتبہ پھر پڑھ۔ اس کے بعد دائیں پہلو پر قبلہ رخ ہو کر سو جا۔ پھر میں نے حضرت خضر سے پوچھا کہ یہ کلمات کن سے آپ نے روایت کیے ہیں انہوں نے فرمایا، حضور نبی کریم ﷺ سے، جب ان کی طرف یہ وحی کیے گئے تھے۔ حضرت ابراہیم التیمی فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتا رہا دراں حالیکہ میں بستر پر تھا حتیٰ کہ مجھے نیند تمام رات نہ آئی میں نے صبح فجر کی نماز پڑھی جب سورج چڑھ آیا تو میں سو گیا۔ فرشتے آئے اور مجھے انہوں نے اٹھا لیا اور مجھے جنت میں داخل کیا، میں نے اس میں ایک یاقوت کا سرخ محل، ایک زمرد کا سبز محل اور ایک سفید موتیوں کا محل دیکھا، اور میں نے پانی، دودھ، شہد اور شراب کی نہریں دیکھیں۔ ایک محل میں ایک عورت میں نے دیکھی جو مجھے دیکھ رہی تھی اس کا چہرہ چمکتے ہوئے سورج سے بھی زیادہ روشن تھا اور اس کے گیسو محل کے اوپر سے زمین پر لگ رہے تھے میں نے اپنے اردگرد کے فرشتوں سے پوچھا، یہ عورت و محل کس کے لیے ہے؟ تو بتایا گیا کہ جو تم جیسا عمل کرے گا اسے یہ ملیں گے، میں جنت میں رہا حتیٰ کہ مجھے وہاں سے کھلایا اور پلایا گیا اور پھر مجھے وہ اپنی جگہ پر لے آئے جہاں میں سویا ہوا تھا، اچانک حضور نبی کریم ﷺ ستر انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں کی ستر صفوں سمیت تشریف لائے انہوں نے مجھ پر سلام کیا اور میرے سر کے پاس بیٹھ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، باقی انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں نے میرا ہاتھ پکڑا۔ پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے حضرت خضر علیہ السلام کے بارے بتائیے کہ انہوں نے آپ سے ایسے کلمات سیکھے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ابو العباس نے سچ فرمایا ہے۔ وہ زمین کے عالم اجل اور ابدال کی اصل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں اللہ تعالیٰ کا لشکر ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اس عمل کا اور بھی کوئی اس کے سوا ثواب ہے حضور ﷺ نے فرمایا، میری زیارت، انبیاء کا دیدار، جنت کا دخول، اس کے پھلوں کا کھانا اور

اس کا پانی پینا، ان چیزوں سے بڑھ کر افضل ثواب کون سا ہو سکتا ہے میں نے عرض کی، یارسول اللہ! جس نے ایسا عمل کیا اور ان نعمتوں سے بہرہ ور نہ ہوا تو پھر؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ کبیرہ معاف فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی سے امن میں ہو جائے گا، منادی ندا دے گا، اللہ تعالیٰ نے تیری ایسی مغفرت فرمائی ہے جو مشرق و مغرب کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے کافی ہے اور بائیں کندھے والے فرشتہ کو حکم ہوتا ہے کہ آنے والے سال تک اس کی کوئی برائی نہ لکھنا۔

مصنف فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں یہ حدیث منکر ہے بلکہ اس پر وضع کے آثار ظاہر ہیں میں تو اس کو ذکر کرنا بھی مباح نہیں سمجھتا مگر اس کی حالت بیان کرنے کے لیے اس کا ذکر کرنا مباح ہے وباللہ التوفیق۔

محمد بن القاسم سے مرفوعاً مروی ہے:

لِكُلِّ شَیْءٍ طَهَارَةٌ وَ غُسْلٌ وَ طَهَارَةُ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ الصَّدَءِ الصَّلٰوةُ عَلَيَّ

"ہر چیز کے لیے سامان غسل وطہارت ہوتا ہے اور مومنوں کے دل کو زنگ سے صاف کرنے کا سامان مجھ پر درود پڑھنا ہے"۔

معضل سند سے بھی ان سے یہ حدیث مروی ہے۔

ابو القاسم التیمی اپنی "ترغیب" میں روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ابو محمد الخباری نے خبر دی کہ میں نے ابو احمد عبد اللہ بن بکر بن محمد جو شام کے عالم وزاہد تھے، کو لبنان کے پہاڑ میں یہ فرماتے سنا کہ تمام علوم سے زیادہ برکت والا اور تمام علوم سے افضل اور دین و دنیا میں کثیر نفع بخش علم کتاب اللہ کے بعد حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ہے کیونکہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کثرت سے درود ہوتا ہے، گویا یہ باغیچوں اور باغوں کی طرح ہے جس میں تو ہر قسم کی خیر، بھلائی، فضل اور ذکر پاتا ہے۔

حضرت ابن مسعود سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ حَجَّةَ الْاِسْلَامِ وَزَارَ قَبْرِیْ وَ غَزَا غَزْوَةً وَصَلّٰی عَلَیَّ فِیْ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ لَمْ یَسْئَلْهُ اللّٰهُ فِیْمَا افْتَرَضَ عَلَیْهِ

”جس نے اسلام کا حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی اور کسی غزوہ میں شریک ہوا اور بیت المقدس میں مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ نے اس پر جو فرض کیا ہے اس کے متعلق وہ اس سے پرسش نہ کرے گا“۔

اس حدیث المجد اللغوی نے اس طرح ذکر کیا ہے اور ابو الفتح الازدی کی ”الثامن من فوائدہ“ کی طرف نسبت کی ہے، اس کے ثبوت میں نظر ہے۔

محمد بن سعید بن مطرق سے مروی ہے، یہ ایک نیک صالح شخص تھے فرماتے ہیں، میں نے سونے سے پہلے درود پاک کی معلوم مقدار اپنے اوپر لازم کر رکھی تھی ایک رات میں نے یہ تعداد مکمل کر لی تو مجھے نیند آ گئی، میں اپنے کمرے میں ساکن تھا عالم خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمرے کے دروازے سے داخل ہو رہے ہیں، کمرہ نور سے بھر گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف بڑھے اور فرمایا: اپنا وہ منہ میری طرف کر جس کے ساتھ تو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہے تاکہ میں اسے بوسہ دے لوں۔ مجھے حیا آ گیا کہ آپ میرے منہ کو بوسہ دیں۔ میں نے اپنا چہرہ پھیرا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے رخسار پر بوسا دیا۔ میں فوراً خوفزدہ ہو کر اٹھا اور میری بیوی بھی بیدار ہو گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو گھر میں مہک رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بوسہ کی وجہ سے آٹھ دن تک میرے رخسار سے کستوری کی خوشبو آتی رہی جسے میری زوجہ ہر روز محسوس کرتی تھی۔

اس واقعہ کو ابن بشکوال نے روایت کیا ہے۔

ایک روایت ہے کہ جو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا مشتاق ہے اسے یہ درود پڑھنا چاہیے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ أَهْلُهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى لَهُ

''اے اللہ! درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس طرح تو نے حکم دیا ہے کہ ہم درود بھیجیں آپ پر، اے اللہ! درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس طرح وہ اس کے اہل ہیں، اے اللہ! درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح تو دوست رکھتا ہے اور پسند کرتا ہے اس کے لیے''۔

جو یہ درود طاق مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑھے گا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے خواب میں مشرف ہوگا اس درود کے ساتھ مندرجہ ذیل درود کا اضافہ کرے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِى الْاَرْوَاحِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِى الْاَجْسَادِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِى الْقُبُوْرِ

''اے اللہ! درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک پر تمام روحوں میں اے اللہ! درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اطہر پر تمام جسموں میں، اے اللہ! درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر تمام قبور میں''۔

ابن بشکوال نے ابوالمطرف عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِىْ يَوْمٍ خَمْسِيْنَ مَرَّةً صَافَحْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''جو دن میں پچاس مرتبہ مجھ پر درود پڑھے گا قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں گا''۔

ابوالفرج عبدوس نے ابوالمطرف سے روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے فرمایا یوں کہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَمْسِيْنَ مَرَّةً اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى یہ پچاس مرتبہ پڑھنے کے قائم مقام ہو جائے گا۔ اگر بار بار یہ الفاظ دہرائے تو مزید بہتر ہے۔

یہ چند فصلیں ہیں جن کے ساتھ ہم دوسرے باب کا اختتام کریں گے۔

پہلی فصل

الاقلیسی فرماتے ہیں کون سا عمل ارفع ہے اور کون سا وسیلہ ایسا ہے جس کی شفاعت زیادہ قبول ہوتی ہے اور کون سا عمل زیادہ نفع بخش ہے اس ذات اقدس پر درود پڑھنے سے جس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے درود بھیجتے ہیں جس کو دنیا و آخرت میں قربت عظیمہ کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا سب سے عظیم نور ہے، یہ ایسی تجارت ہے جسے کبھی خسارہ نہیں، یہ صبح و شام اولیاء کرام کا وظیفہ ہے اے مخاطب تو اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ درود پڑھتا رہ، یہ تیری گمراہی کو پاک کر دے گا، تیرا عمل اس کی وجہ سے ستھرا ہو جائے گا، امید کی شاخ بارآور ہوگی، تیرے دل کا نور جگمگانے لگے گا، تو اپنے رب کی رضا حاصل کرے گا اور قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ ہو جائے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَمَا كَرَّمَهُ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَ خُلَّتِهٖ تَكْرِيْمًا وَ عَلَّمَهٗ مَا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ عَظِيْمًا

ابوسعید محمد بن ابراہیم السلمی درود پاک کی اہمیت یوں بیان کرتے ہیں

أَمَّا الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ فَسِيْرَةٌ مَرْضِيَّةٌ تُمْحٰى بِهَا الْآثَامُ

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا ایک پسندیدہ عمل ہے جس کے ذریعے گناہوں کے دفتر مٹا دیے جاتے ہیں“۔

وَ بِهَا يَنَالُ الْمَرْءُ عِزَّ شَفَاعَةٍ يُبْنٰى بِهَا الْاِعْزَازُ وَالْاِكْرَامُ

”درود پاک کی برکت سے انسان شفاعت کی عزت سے نوازا جاتا ہے اور اس کی برکت سے عزت و اکرام ملتا ہے“۔

كُنْ لِلصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ مُلَازِمًا فَصَلَاتُهٗ لَكَ جَنَّةٌ وَ سَلَامًا

”اے بختاور! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ درود پڑھا کر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا تیرے لیے جنت و سلامتی کا باعث ہوگا“۔

أَيَا مَنْ أَتٰى ذَنْبًا وَ فَارَقَ زَلَّةً وَمَنْ يَرْتَجِي الزُّلْفٰى مِنَ اللّٰهِ وَالْقُرْبَا

''اے وہ جس نے کبھی گناہ پے گناہ کیے اور کبھی لغزش سے جدا ہوا، اے وہ جو اللہ تعالیٰ سے رحمت وقرب کا امیدوار ہے''۔

تَعَاهَدْ صَلَاةَ اللّٰهِ فِیْ كُلِّ سَاعَةٍ عَلٰی خَيْرِ مَبْعُوْثٍ وَ اَكْرَمِ مَنْ نَبَا

''ہمیشہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا درود بھیج اس ذات پر جو تمام مرسلین سے بہتر ہیں اور جو ہر غیب کی خبر دینے والے سے معزز ومکرم''۔

فَتَكْفِيْكَ هَمًّا اَیَّ هَمٍّ تَخَافُهٗ وَ تَكْفِيْكَ ذَنْبًا جِئْتَ اَعْظَمَ بِهٖ ذَنْبًا

''درود پاک تیرے ہر اس غم والم کے دور کرنے کے لیے کافی ہے جس کا تجھے خوف رہتا ہے اور تیرے ہر بڑے سے بڑے گناہ کو مٹانے کے لیے کافی ہے''۔

وَمَنْ لَمْ يَكُنْ يَفْعَلُ فَاِنَّ دُعَاءَهٗ يَجِدُ قَبْلَ اَنْ يَرْقٰی اِلٰی رَبِّهٖ حُجُبًا

''جو درود پاک نہیں پڑھتا بے شک اس کی دعا اپنے رب کے حضور پہنچنے سے پہلے پردے دیکھ لیتی ہے یعنی اس کی دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں پہنچتی''۔

عَلَيْكَ صَلَاةُ اللّٰهِ مَا لَاحَ بَارِقٌ وَمَا طَافَ بِالْبَيْتِ الْحَجِيْجُ وَمَا لَبَّا

''تیرے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کا درود بھیجنا لازم ہے جب تک سورج چمکتا رہے، بیت اللہ شریف کا طواف ہوتا رہے اور لوگ تلبیہ کہتے رہیں''۔

الرشید العطار الحافظ کہتے ہیں۔

اَلَا اَيُّهَا الرَّاجِیْ الْمَثُوْبَةَ وَالْاَجْرَا وَ تَكْفِيْرَ ذَنْبٍ سَالِفٍ اَنْقَضَ الظَّهْرَ

''اے ثواب واجر کی امید کرنے والے اور ہر گزشتہ ایسے گناہ کو مٹانے کی امید کرنے والے جس گناہ نے (تیری) کمر توڑ دی ہے''۔

عَلَيْكَ بِاِكْثَارِ الصَّلَاةِ مُوَاظِبًا عَلٰی اَحْمَدَ الْهَادِیْ شَفِيْعِ الْوَرٰی طُرًّا

''تجھ پر ہمیشہ کثرت سے درود بھیجنا لازم ہے اس ذات پر جن کا نام نامی اسم گرامی احمد ہے اور انسانیت کے ہادی ہیں اور تمام کائنات کے شفیع ہیں''۔

وَ اَفْضَلُ خَلْقِ اللّٰهِ مِنْ نَسْلِ آدَمَ وَاَزْكَاهُمْ فَرْعًا وَ اَشْرَفُهُمْ نَجْرًا

”نسل آدم سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے افضل ہیں اور از روئے اولاد تمام سے پاکیزہ تر اور بلحاظ حسب تمام سے اشرف ہیں“۔

فَقَدْ صَحَّ اَنَّ اللهَ جَلَّ جَلَالُهٗ يُصَلِّيْ عَلٰى مَنْ قَالَهَا مَرَّةً عَشْرًا

”یہ صحیح ہے کہ اللہ جل شانہ اس شخص پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے جو ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتا ہے“۔

فَصَلّٰى عَلَيْهِ اللهُ مَا جَنَّتِ الدُّجٰى وَاَطْلَعَتِ الْاَفْلَاكُ فِيْ اُفْقِهَا فَجْرًا

”اللہ تعالیٰ درود بھیجتا رہے ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب تک رات تاریک رہے اور افلاک کے افق پر فجر طلوع ہوتی رہے“۔

یحییٰ بن یوسف الصرصری کہتے ہیں۔

مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ اِنْ ذُكِرَ اسْمُهٗ فَهُوَ الْبَخِيْلُ وَزِدْهُ وَصْفَ جَبَانٖ

”اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک جس کے سامنے ذکر کیا جائے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھے وہ بخیل ہے اور مزید اسے بزدل بھی کہہ“۔

وَاِذَا الْفَتٰى صَلّٰى عَلَيْهِ مَرَّةً مِنْ سَائِرِ الْاَقْطَارِ وَالْبُلْدَانٖ

”دنیا کے کسی کونے سے جب کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتا ہے“۔

صَلّٰى عَلَيْهِ اللهُ عَشْرًا فَلْيَزِدْ عَبْدٌ وَلَا يَجْنَحْ اِلٰى نُقْصَانٖ

”تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے پس انسان کو درود میں اضافہ کرنا چاہیے، کمی کی طرف مائل نہ ہونا چاہیے“۔

دوسری فصل

دوسری فصل اس بارے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر اور آپ پر صلاۃ بھیجنے کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ ملایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی مکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو شہادتین میں اپنے ذکر کے ساتھ ملایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو اپنی محبت فرمایا ہے۔ اسی طرح درود پاک کے ثواب

کو اپنے ذکر کے ساتھ ملایا ہے جیسے ارشاد فرمایا: فَاذْكُرُوْنِیۡۤ اَذْكُرْكُمْ اور حدیث قدسی میں فرمایا، جب میرا بندہ مجھے اکیلا یاد کرتا ہے میں بھی اسے اکیلا یاد کرتا ہوں، جب وہ مجھے کسی محفل میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو بہتر محفل میں یاد کرتا ہوں جیسا کہ حدیث صحیح میں ثابت ہے۔ اسی طرح ہمارے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں بھی فرمایا کہ بندہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ سبحانہ اس کے مقابلہ میں دس مرتبہ درود بھیجتا ہے، اسی طرح جب بندہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایک مرتبہ سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ دس مرتبہ اس بندے پر سلام پڑھتا ہے۔ فللہ الحمد والفضل

تیسری فصل

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا

''جو ایک نیکی کرتا ہے اس کو اس کی مثل دس کا ثواب ملتا ہے''۔

القاضی ابوبکر بن العربی فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا موجود ہے، حدیث کے ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے، ہم جواباً کہیں گے کہ اس کا بہت بڑا فائدہ ہے وہ یہ کہ قرآن کے فرمان کا مطلب یہ کہ جو ایک نیکی کرے گا اسے دس گنا کر دیا جائے گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا ایک نیکی ہے۔ قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ اسے جنت میں دس درجات عطا ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ جو شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کا ذکر کرنا کئی گنا نیکیوں سے افضل ہے۔ پھر فرماتے ہیں، اس کی تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کی جزاء یہی بتائی ہے کہ وہ اپنے ذاکر کا ذکر کرے گا اسی طرح اس نے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کی جزا بھی یہی فرمائی کہ میں اپنے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کرنے والوں کا بھی ذکر کروں گا۔

الفاکہانی فرماتے ہیں، یہ نہایت عمدہ اور مفید نکتہ ہے لیکن العراقی فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنے کی جزاء صرف یہ نہیں فرمائی کہ اس پر دس مرتبہ درود بھیجا جائے گا بلکہ مزید اس کے اجر میں یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کے دس درجات بلند

ہوں گے، دس خطائیں معاف کی جائیں گی جیسا کہ حدیث انس میں گزر چکا ہے بلکہ دس نیکیوں کے لکھنے کا مزید اضافہ فرمایا ہے جیسا کہ ابو بردہ بن نیاز اور عمیر بن نیاز کی حدیث میں گزر چکا ہے۔ حدیث البراء میں دس غلام آزاد کرنے جیسا ثواب مزید ہے اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے جس کا نام ذکر نہیں۔

ان احادیث میں اس عبادت کے شرف پر دلالت ہے کیونکہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ درود پڑھنے والے پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے، نیکیاں کئی گنا کر دی جاتی ہیں، گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے، درجات بلند ہوتے ہیں، دس غلام آزاد کرنے جیسا ثواب ملتا ہے۔ اے مخاطب! تمام سرداروں کے سردار معدن اہل السعادات پر کثرت سے درود پڑھ کیونکہ یہ تمام مسرات کے حصول کا وسیلہ تعلقات کا ذریعہ اور تکلیفوں کے روکنے کا آلہ ہے۔ ہر ایک درود کے بدلے تجھے دس درود ملیں گے اور زمینوں اور آسمانوں کا جبار تجھ پر درود بھیجے گا، اس کے علاوہ تیرے گناہ مٹا دیئے جایں گے، درجات بلند کیے جائیں گے اور جنت میں فرشتے تجھ پر صلاۃ بھیجیں گے۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیمًا

چوتھی فصل

اِنِّیۡ اُکۡثِرُ الصَّلٰوۃَ عَلَیۡکَ فَکَمۡ اَجۡعَلُ لَکَ مِنۡ صَلَاتِیۡ کے معنی متعین کرنے کے بارے میں ہے

اس کا معنی یہ ہے کہ اکثر آپ پر درود پڑھتا ہوں تو میں کتنا وقت اپنی دعا کے اوقات میں سے آپ پر درود پڑھنے کے لیے صرف کروں، دوسری روایت اسی معنی کی وضاحت کرتی ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں اس سے مراد حقیقۃً صلوٰۃ ہے اور مراد اس کا نفس ثواب یا مثل ثواب ہے بعض ''المصباح'' کے شارحین فرماتے ہیں، یہاں الصلاۃ بمعنی الدعاء اور ورد ہے اور حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایک میرا وقت متعین ہے جس میں میں اپنے لیے دعا مانگتا ہوں پس اس وقت سے کتنا وقت میں آپ پر درود پڑھنے میں صرف کروں۔ تو حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی کوئی حد متعین نہ فرمائی تا کہ زیادتی کا دروازہ بند نہ ہو جائے ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادتی پر برانگیختہ کرنے کے ساتھ ساتھ اختیار سائل کے سپرد کرتے رہے، حتیٰ کہ صحابی نے عرض کی جو وقت میں اپنے لیے دعا میں صرف کرتا تھا وہ تمام وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے میں گزاروں گا، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، یہ تیرا وظیفہ تمام دنیا وآخرت کے معاملات کے لیے کافی ہو جائے گا کیونکہ درود اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل ہے اس میں اپنے لیے دعا کا بھی اشارہ ہے جیسا کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث قدسی میں فرمایا، جس کو میرے ذکر نے سوال کرنے سے مشغول رکھا میں اسے مانگنے والوں سے بھی زیادہ اور افضل عطا کروں گا۔ اگر تو اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کو عظیم عبادت سمجھ لے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے دنیا وآخرت کے ہر غم والم کے لیے کافی و شافی ہوگا یا ہر ارادے کے لیے کافی ہوگا۔

فائدہ: جو آدمی درود پڑھنے کے بعد یہ کہتا ہے کہ اس تمام کا ثواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں اس کے لیے یہ حدیث اصل عظیم ہے۔ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند شرف کا علم رکھتا ہے اور پھر آپ کے شرف میں اس کے مثل ثواب کی زیادتی کا قول کرتا ہے تو شاید اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کی قراءت قبول کی جائے اور اس کو اس پر ثواب ملے۔ جب امت کے کسی فرد کو اپنی طاعت پر ثواب ملتا ہے تو اس قسم کا ثواب اس شخص کو بھی ملتا ہے جس نے اس کو یہ فعل خیر سکھایا ہوتا ہے اور معلم اول یعنی شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام افعال خیر کا اجر ملتا ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف میں زیادتی کا مفہوم ہے، اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے ہی شرف حاصل ہے۔ جیسا کہ کعبہ کی زیارت کے وقت اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّ تَعْظِیْمًا کا قول کرنا وارد ہے۔ پس معلوم ہو گیا کہ اِجْعَلْ ثَوَابَ ذٰلِکَ کہنے والے کا مطلب یہ ہے کہ اس قراءت کو قبول فرما، تا کہ اس کا ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہو جائے۔ یہ اس کلام کا خلاصہ ہے جو میں نے اپنے شیخ سے اخذ کیا ہے اور یہی عمدہ کلام ہے۔ واللہ الموفق

پانچویں فصل

حدیث اَوْلَی النَّاسِ بِیْ اَیْ اَقْرَبُھُمْ مِنْہُ فِی الْقِیَامَۃِ کا مطلب

حضرت ابن مسعود کی حدیث میں ہے: اَوْلَی النَّاسِ بِیْ اَیْ اَقْرَبُھُمْ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی قیامت کے دن لوگوں میں سے زیادہ میرا قریبی وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہے۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسی حدیث کے عنوان سے ایک باب باندھا ہے اور بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ترین وہ شخص ہوگا جو دنیا میں کثرت سے آپ پر درود بھیجتا ہے۔ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں لوگوں میں سے زیادہ قریب ترین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قیامت کے دن اصحاب حدیث ہوں گے کیونکہ ان سے زیادہ امت میں کوئی بھی آپ پر درود بھیجنے والا نہیں ہے۔

مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں اور عبیدہ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ اس حدیث سے مخصوص احادیث نقل کرنے والے مراد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث لکھتے ہیں اور صبح وشام ان سے کذب وجھوٹ کو دور کرتے ہیں۔ کثرت درود کا فائدہ سراً اور جہراً تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتی ہے۔ ہم نے خطیب کی ''شرف اصحاب الحدیث'' سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں ابونعیم نے فرمایا یہ منقبت شریفہ ہے اور رواۃ حدیث اور حدیث نقل کرنے والوں کا گروہ اس کے ساتھ خاص ہے کیونکہ علماء کا کوئی طبقہ بھی اصحاب حدیث اور رواۃ حدیث سے زیادہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود لکھنے یا پڑھنے کے اعتبار سے زیادہ نہیں ہے۔

کثیر متاخرین کا فرمان ہے کہ اس حدیث میں اصحاب حدیث کے لیے بشارت ہے کیونکہ یہی لوگ قولاً، فعلاً، دن، رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنے والے ہیں، حدیث لکھتے، پڑھتے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتے ہیں پس یہی تمام لوگوں سے ازروئے صلاۃ بھیجنے کے اکثر ٹھہرے اور تمام علماء کے طبقات میں سے یہ طبقہ اس منقبت شریفہ کے ساتھ مخصوص ہوا۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ عَلٰی مَا اَحْسَنَ وَ تَفَضَّلَ

چھٹی فصل

اَلسَّلَامُ عَلَيْهِ اَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الرِّقَابِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے کیونکہ غلام آزاد کرنے کا ثواب آپ کی طرف سے اور آپ کی زبان سے معلوم ہوا ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنا افضل ہے دوسری بات یہ ہے کہ غلام آزاد کرنے کے مقابلہ میں آگ سے نجات اور جنت کا دخول ملتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام بھیجنے کے مقابلہ میں اللہ کا سلام ملتا ہے اور اللہ کا سلام لاکھوں و کروڑوں جنتوں سے افضل ہے، تیرے لیے جنت کے بدلے یہ احسان کافی ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں نبی مکرم کی محبت عطا فرمائے جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنگت عطا فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو ہمارے لیے ہر شر سے بچنے کے لیے ڈھال بنائے۔ آمین انه ولی ذلك والقادر علیه

تیسرا باب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے وقت آپ پر درود نہ پڑھنے والے کو ڈرانے کے بارے میں تیسرا باب ہے اس باب میں اس شخص کے لیے ہلاکت کی بددعا کا ذکر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود نہیں پڑھتا اور اس کے لیے جنت کا راستہ بھول جانے، شقاوت کے حاصل ہونے، دوزخ میں داخل ہونے، جفا سے موصوف ہونے، ابخل الناس ہونے اور اس سے نفرت کرنے کا بیان ہے اور جس نے مجلس قائم کی اور درود چھوڑ دیا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجا اس کا دین نہیں، اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار سے محروم ہوگا، کے متعلق احادیث واخبار وارد ہیں۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، منبر لے آؤ، ہم منبر لے آئے جب آپ پہلے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین، پھر دوسرے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین پھر تیسرے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے اترے تو ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ! آج ہم نے آپ کے منہ سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہیں سنی، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جبریل میرے پاس آئے اور کہا وہ ہلاک ہو جائے جو رمضان کا مہینہ پائے اور اس کی مغفرت نہ ہو تو میں نے کہا آمین، جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو اس نے کہا ہلاک ہو جائے وہ جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجے تو میں نے کہا آمین، جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل نے کہا ہلاک ہو جائے وہ جو اپنے بوڑھے والدین پائے یا ان میں سے کسی ایک کو پائے اور وہ اسے جنت میں داخل نہ کرے تو میں نے کہا آمین۔

اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے۔ ابن حبان نے اپنی ثقات اور اپنی صحیح میں الطبرانی نے ''الکبیر'' میں، البخاری نے ''برالوالدین'' میں،

اسماعیل القاضی نے ''فضل الصلوٰۃ'' میں البیہقی نے ''شعب الایمان'' میں، سمویہ نے اپنی فوائد میں اور الضیاء المقدسی نے روایت کی ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ مروی ہے:

صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا رَقِيَ عُتْبَةً قَالَ آمِيْنَ ثُمَّ رَقِيَ أُخْرٰى فَقَالَ آمِيْنَ ثُمَّ رَقِيَ ثَالِثَةً فَقَالَ آمِيْنَ ثُمَّ قَالَ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ قُلْتُ آمِيْنَ وَمَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ قُلْتُ آمِيْنَ قَالَ وَمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ فَقُلْتُ آمِيْنَ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے جب پہلی سیڑھی چڑھے تو فرمایا آمین پھر دوسری چڑھے تو فرمایا آمین پھر تیسری چڑھے تو فرمایا آمین، پھر فرمایا جبریل میرے پاس آئے کہا اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) جس نے رمضان پایا اور اس کی بخشش نہ ہوئی وہ برباد ہو جائے تو میں نے کہا آمین، جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو پایا اور آگ میں داخل ہوا اللہ اسے برباد کرے میں نے کہا آمین، پھر کہا جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور آپ پر درود نہ بھیجے اللہ اسے ہلاک کرے میں نے کہا آمین''۔

ابن حبان نے اپنی صحیح اور ثقات میں یہ حدیث روایت کی ہے اور الطبرانی نے بھی نقل کی ہے اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن ایک راوی ''عمران بن ابان الواسطی'' ہیں جو کمزور ہیں اگرچہ ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے اور اپنی صحیح میں ان سے یہی حدیث بھی ذکر کی ہے، اکثر محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

حضرت انس بن مالک سے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

اِرْتَقَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ دَرَجَةً فَقَالَ آمِيْنَ ثُمَّ

ارْتَقٰى دَرَجَةً فَقَالَ اٰمِيْنَ ثُمَّ ارْتَقَى الثَّالِثَةَ فَقَالَ اٰمِيْنَ ثُمَّ اسْتَوٰى فَجَلَسَ فَقَالَ اَصْحَابُهُ اَىْ نَبِيَّ اللّٰهِ عَلٰى مَا اٰمَنْتَ قَالَ اَتَانِىْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ قُلْتُ اٰمِيْنَ قَالَ وَرَغِمَ اَنْفُ امْرِءٍ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ قُلْتُ اٰمِيْنَ قَالَ وَرَغِمَ اَنْفُ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ قُلْتُ اٰمِيْنَ

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر ایک درجہ چڑھے تو فرمایا آمین، پھر ایک درجہ چڑھے تو فرمایا آمین، پھر تیسرا درجہ چڑھے تو فرمایا آمین، پھر سیدھے بیٹھ گئے صحابہ کرام نے عرض کی اے اللہ کے نبی! کس کی دعا پر آمین کہی ہے تو فرمایا، جبریل میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا رسوا ہو وہ شخص جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا میں نے کہا آمین، پھر جبریل نے کہا ذلیل ہو وہ شخص جس نے رمضان پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا آمین، پھر جبریل نے فرمایا رسوا ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور اس نے آپ پر درود نہیں بھیجا میں نے کہا آمین''۔

اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور البزار نے سلمہ بن وردان کے طریق سے روایت کیا ہے اور البزار نے کہا ہے سلمہ صالح آدمی ہے ان کی کئی ایسی احادیث ہیں جو مانوس نہیں ہیں ان کے علاوہ کسی سے ان کا مروی ہونا معلوم نہیں ہے۔ مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں وہ ضعیف ہے اور البزار کا قول کہ وہ صالح ہے یہ دیانۃً کہا ہے لیکن اس کی حدیث کے کئی شواہد موجود ہیں۔ حضرت موسیٰ الطویل کی حدیث جو انہوں نے حضرت انس سے روایت کی ہے وہ اس کی ہم معنی ہے مگر سند اس کی بھی ضعیف ہے۔

حضرت جابر سے اس طرح مروی ہے:

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا رَقِيَ الدَّرَجَةَ الْاُوْلٰى قَالَ اٰمِيْنَ ثُمَّ رَقِيَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اٰمِيْنَ ثُمَّ رَقِيَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اٰمِيْنَ

فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ سَمِعْنَاكَ تَقُوْلُ اٰمِيْنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ لَمَّا رَقِيْتُ الدَّرَجَةَ الْاُوْلٰى جَاءَنِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ شَقِيَ عَبْدٌ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَانْسَلَخَ مِنْهُ وَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ ثُمَّ قَالَ شَقِيَ عَبْدٌ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ ثُمَّ قَالَ شَقِيَ عَبْدٌ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ

اس حدیث کا ترجمہ پہلی حدیث کی طرح ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے ''الادب المفرد'' میں، الطبرانی نے تہذیب میں دارقطنی نے ''الافراد'' میں روایت کیا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے الطبرانی نے ایک اور واسطہ سے ''الاوسط'' میں اور ابن السنی نے ''عمل الیوم واللیلہ'' میں روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اس روایت کی طرف ''فی الباب عن جابر'' کے الفاظ سے اشارہ کیا ہے، نسائی نے بھی تخریج کی ہے الضیاء نے الطیالسی کے طریق سے ''المختارہ'' میں ذکر کی ہے اور کہا ہے کہ یہ میرے نزدیک مسلم کی شرط پر ہے اس قول پر نظر ہے واللہ ورسولہ اعلم۔

حضرت عمار بن یاسر سے اس طرح مروی ہے:

صَعِدَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا نَزَلَ قِيْلَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّ جِبْرِيْلَ اَتَانِيْ فَقَالَ رَغِمَ اَنْفُ امْرِءٍ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ قُلْ اٰمِيْنَ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ اَوْ فَاَبْعَدَهُ اللهُ قُلْ اٰمِيْنَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ وَرَجُلٌ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَاَبْعَدَهُ اللهُ قُلْ اٰمِيْنَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ

ترجمہ سابق حدیث کی طرح ہے

البزار نے اس روایت کو بھی نقل کیا ہے اور الطبرانی نے عمر بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر عن ابیہ عن جدہ کی سند سے اختصاراً نقل کی ہے۔ البزار کا کہنا ہے کہ ہم نہیں جانتے

کہ عمار سے اس سند کے علاوہ بھی کچھ روایت کیا گیا ہے، مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں محمد بن عمار، ان کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور ان کا بیٹا ابو عبیدہ اس کی ابن معین نے توثیق کی ہے، ابوحاتم فرماتے ہیں وہ منکر الحدیث ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ آمِيْنَ آمِيْنَ آمِيْنَ۔ اس کے بعد سابقہ الفاظ روایت کیے ہیں۔ اس روایت کو بزار نے نقل کیا ہے۔ یہ حاریہ بن ہرم الفقمی عن حمید الاعرج عن عبداللہ بن الحارث عن ابن مسعود کی سند سے مروی ہے۔ حاریہ بن ہرم الفقمی اور حمید الاعرج دونوں ضعیف ہیں۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَقَى الْمِنْبَرَ فَاَمَّنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اَتَدْرُوْنَ لِمَ اَمَّنْتُ قَالُوْا اللهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ جَاءَنِیْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّهٗ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ دَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللهُ وَاَسْحَقَهٗ فَقُلْتُ آمِيْنَ قَالَ وَمَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبَرَّهُمَا دَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللهُ وَاَسْحَقَهٗ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ دَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللهُ وَاَسْحَقَهٗ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ

مفہوم حدیث سابق کی طرح ہے صرف الفاظ میں فرق ہے۔

الطبرانی نے اس کو روایت کیا ہے اور عبدالوہاب بن ابی عبداللہ بن مندہ نے دوسرے فائدہ میں اور ابوالطاہر نے اپنے چوتھے فائدہ میں نقل کی ہے۔ اس کی سند میں اسحاق بن عبداللہ بن کیسان ضعیف راوی ہیں۔ یہی حدیث طبرانی نے ایک دوسرے واسطہ سے نقل کی ہے اس کے رجال ثقات ہیں لیکن اس میں بھی یزید بن ابی زیاد مختلف فیہ راوی ہیں۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

بَيْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ اِذْ قَالَ اٰمِيْنَ ثَلَاثَ

مَرَّاتٍ فَسُئِلَ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْكَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ قُلْ اٰمِیْنَ فَقُلْتُ اٰمِیْنَ وَقَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَیْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فَمَاتَ وَلَمْ یُغْفَرْلَهٗ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ قُلْ اٰمِیْنَ فَقُلْتُ اٰمِیْنَ قَالَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ وَلَمْ یُغْفَرْلَهٗ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ قُلْ اٰمِیْنَ فَقُلْتُ اٰمِیْنَ

ترجمہ گزر چکا ہے۔

یہی روایت انہی الفاظ میں حضرت ابوذر سے مروی ہے جسے طبرانی نے نقل کیا ہے، حضرت بریدہ سے بھی مروی ہے جسے اسحاق بن راہویہ نے نقل کیا ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّكَ صَعِدْتَ الْمِنْبَرَ فَقُلْتَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ فَقَالَ اِنَّ جِبْرِیْلَ اَتَانِیْ فَقَالَ مَنْ اَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُغْفَرْلَهٗ فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ قَالَ قُلْ اٰمِیْنَ فَقُلْتُ اٰمِیْنَ وَمَنْ اَدْرَكَ اَبَوَیْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ یَبَرَّهُمَا فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ قُلْ اٰمِیْنَ فَقُلْتُ اٰمِیْنَ وَمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْكَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ قُلْ اٰمِیْنَ فَقُلْتُ اٰمِیْنَ

ان الفاظ کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، الفاظ ابن حبان کے ہیں۔ بخاری نے ''الادب المفرد'' میں، ابویعلی نے اپنی سند میں اور بیہقی نے ''الدعوات'' میں اختصار کے ساتھ ذکر کی ہے، یہی حدیث ترمذی اور امام احمد نے مندرجہ ذیل الفاظ سے نقل کی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ

فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ يُغْفَرَ لَهٗ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ

ترجمہ پیچھے گزر چکا ہے۔

الحاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ترمذی نے حسن غریب کہا ہے، مصنف فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں اس حدیث کو ابن ابی عاصم نے دو واسطوں سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ ایک کے لفظ یہ ہیں:

رَغِمَ اللّٰهُ اَنْفَ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ اللّٰهُ اَنْفَ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ وَرَغِمَ اللّٰهُ اَنْفَ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ

ترجمہ گزر چکا ہے۔

دوسری سند سے مختصراً نقل کی ہے:

اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ شَقِيَ امْرَءٌ اَوْ تَعِسَ امْرَءٌ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ

''میرے پاس جبریل آئے اور فرمایا بدبخت ہے وہ شخص یا فرمایا برباد ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے''۔

انہی الفاظ کے ساتھ التیمی نے اپنی ترغیب میں نقل کی ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا نَزَلَ سُئِلَ عَنْ ذَالِكَ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ رَغِمَ اَنْفُ امْرِءٍ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ قُلْ اٰمِيْنَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ وَرَغِمَ اَنْفُ امْرِءٍ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ قُلْ اٰمِيْنَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ وَرَغِمَ

اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَکَ وَالِدَیْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ یُغْفَرْ لَهٗ فَقُلْتُ اٰمِیْنَ

ان الفاظ کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

یہ یا اس جیسی حدیث دارقطنی نے ''الافراد'' میں بزار نے اپنی مسند میں طبرانی نے ''الکبیر'' میں روایت کی ہے اور دقیقی نے ''امالی'' میں اسماعیل بن ابان عن قیس عن سماک عن جابر کی روایت سے نقل کی ہے اور فرماتے ہیں ہمیں معلوم نہیں ہے کہ جابر سے اس واسطہ کے بغیر بھی یہ مروی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں اسماعیل بن ابان الغنوی ہے یحییٰ بن معین اور بہت سے دوسرے محدثین نے اس کی تکذیب کی ہے اور قیس بن ربیع ضعیف ہے مگر ہمارے شیخ نے اس کی اسناد کو حسن کہا ہے یعنی اپنے شواہد کے اعتبار سے حسن ہے۔

حضرت عبداللہ بن الحارث بن جزاء الزبیدی رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ رَاَیْنَاکَ صَنَعْتَ شَیْئًا مَا کُنْتَ تَصْنَعُهٗ فَقَالَ اِنَّ جِبْرِیْلَ تَبَدّٰی لِیْ فِیْ اَوَّلِ دَرَجَةٍ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْهِ فَلَمْ یُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَبْعَدَهٗ فَقُلْتُ اٰمِیْنَ ثُمَّ قَالَ لِیْ فِی الدَّرَجَةِ الثَّانِیَةِ وَمَنْ اَدْرَکَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُغْفَرْ لَهٗ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَبْعَدَهٗ فَقُلْتُ اٰمِیْنَ ثُمَّ تَبَدّٰی لِیْ فِی الدَّرَجَةِ الثَّالِثَةِ فَقَالَ وَمَنْ ذُکِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْکَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَبْعَدَهٗ فَقُلْتُ اٰمِیْنَ

ترجمہ گزر چکا ہے، ایک نیا لفظ تبدّیٰ آیا ہے اس کا معنی ہے ''ظاہر ہوا''۔

بزار نے اپنی مسند میں اسے بھی روایت کیا ہے۔ طبرانی، ابن ابی عاصم اور جعفر الفریابی نے بھی روایت کی ہے اس کی سند میں ابن لہیعہ راوی ضعیف ہے لیکن اس کی

حدیث کے بہت سے شواہد ہیں جیسا کہ تو نے ملاحظہ کیے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح کی روایت کرتے ہیں جسے الفریابی نے تخریج کیا ہے، حضرت حسن بصری سے ایک مرسل حدیث مروی ہے جو مذکور بالا احادیث کے ہم معنی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ شَقِيَ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بدبخت ہے''۔

اس کو ابن السنی نے ضعیف سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور الطبرانی کے ہاں یہ الفاظ ہیں:

شَقِيَ عَبْدٌ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ

جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر سنے اور درود چھوڑ دے وہ جنت کا راستہ بھول گیا ہے

حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَخَطِئَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود پڑھنا چھوڑ دیا تو اس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا''۔

اس حدیث کو طبری اور طبرانی نے تخریج کیا ہے۔ محمد بن الحنفیہ وغیرہ سے مرسلاً مروی ہے۔ المنذری فرماتے ہیں، وھو اشبہ۔ مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں اس روایت کو ابن ابی عاصم اور اسماعیل القاضی نے نقل کیا ہے اور ان کے الفاظ یہ ہیں: مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَنَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ ایک اور روایت میں فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ کے الفاظ ہیں۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا سیدھا راستہ چھوڑ گیا''۔

اس حدیث کو ابن ماجہ، الطبرانی وغیرہما نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں حبارہ بن المغلس ضعیف راوی ہیں اور یہ حدیث اس کی مناکیر میں شمار کی جاتی ہے۔ واللہ الموفق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ نَسِيَ وَفِيْ رِوَايَةٍ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا ایک روایت میں جنت کے راستہ سے خطا کر گیا''۔

اس حدیث کو بیہقی نے ''شعب'' اور ''سنن کبریٰ'' میں، التیمی نے ''الترغیب'' میں ابن الجراح نے ''الخامس من امالیہ'' میں ان الفاظ سے روایت کیا ہے:

مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَنَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ خَطِئَ بِهٖ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ

ترجمہ گزر چکا ہے۔

اور الرشید العطار نے روایت کی ہے فرمایا کہ اس کی اسناد حسن ہے۔ الحافظ ابو موسیٰ المدینی نے ''الترغیب'' میں روایت کی ہے اور فرماتے ہیں یہ حدیث ایک جماعت سے مروی ہے جن میں حضرات علی بن ابی طالب، ابن عباس ابو امامہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم ہیں، الفاظ یہ ہیں: مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ۔ مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں حضرت علی کی حدیث کو ابن بشکوال نے ضعیف سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں: مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ خَطِئَ بِهٖ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ۔

حدیث ابن عباس ابھی ابھی گزری ہے، ابی امامہ اور ام سلمہ کی احادیث پر ابھی تک

مجھے آگاہی نہیں ہوئی۔ ابن ابی حاتم کے ہاں بھی یہی حدیث حضرت جابر سے مروی ہے اور انہوں نے الرشید العطار کے طریق سے تخریج کی ہے۔ فرماتے ہیں اس کی سند جید حسن متصل ہے، اس کے الفاظ حضرت ابن عباس کی حدیث کی طرح ہیں۔ محمد بن علی سے اسی کی مثل مرسلا مروی ہے جسے عبدالرزاق نے اپنی جامع میں تخریج کیا ہے۔ یہ تمام طرق بعض بعض کو تقویت دیتے ہیں باللہ التوفیق۔

حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ دَخَلَ النَّارَ

''جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا وہ آگ میں داخل ہوا''۔

یہ الدیلمی نے اس حدیث کو یعلی بن الاشدق کی روایت سے ''مسند الفردوس'' میں تخریج کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ ذُكِرْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ صَلَاةً تَامَّةً فَلَيْسَ مِنِّيْ وَلَا اَنَا مِنْهُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ صِلْ مَنْ وَصَلَنِيْ وَاقْطَعْ مَنْ لَّمْ يَصِلْنِيْ

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جس کے سامنے میں یاد کیا جاؤں اور وہ مجھ پر مکمل درود نہ بھیجے وہ مجھ سے نہیں اور نہ میں اس سے ہوں، پھر فرمایا: اے اللہ! اس سے تعلق قائم فرما جس نے مجھ سے تعلق جوڑا اور قطع تعلقی فرما اس سے جس نے میرے ساتھ تعلق نہیں رکھا''۔

میں اس کی اس سند پر آگاہ نہیں ہوا۔

حضرت قتادہ سے مرسلا مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَفَا اَنْ اُذْكَرَ عِنْدَ رَجُلٍ

فَلَا يُصَلِّ عَلَيَّ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ جفا ہے کہ میں کسی آدمی کے سامنے یاد کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔

یہ حدیث نمیری نے عبدالرزاق کے طریق سے دو سندوں کے ساتھ تخریج کی ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

قَالَ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِّنَ الْبُخْلِ اَنَا اُذْكَرُ عِنْدَهٗ فَلَا يُصَلِّ عَلَيَّ

''فرمایا، انسان کا یہ بخل کافی ہے کہ میں اس کے سامنے یاد کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔

اس حدیث کو قاسم بن اصبغ، ابن ابی عاصم اور اسماعیل القاضی نے روایت کیا ہے۔

حضرت حسن کے بھائی حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

قَالَ اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔

اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں، نسائی نے ''سنن کبریٰ'' میں، بیہقی نے ''الدعوات'' اور ''الشعب'' میں، ابن ابی اصم نے ''الصلوۃ'' میں، الطبرانی نے ''الکبیر'' میں التیمی نے ''الترغیب'' اور ابن حبان نے اپنی ''صحیح'' میں روایت کیا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں، یہ حسن کی روایت کردہ حدیث کے زیادہ مشابہ ہے اور حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے اور فرماتے ہیں یہ صحیح الاسناد ہے مگر بخاری و مسلم نے تخریج نہیں کی۔ اس کی شاہد عن سعید المقبری عن ابی ہریرہ کی سند سے مروی ہے۔ اس شاہد کو بھی حاکم نے علی بن حسین عن ابی ہریرہ کے طریق سے تخریج کیا ہے۔ امام البیہقی نے

''الشعب'' میں روایت کیا ہے اور ان کے الفاظ یہ ہیں:

اَلْبَخِیْلُ کُلُّ الْبَخِیْلِ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ

''پورا بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

قَالَ اَلْبَخِیْلُ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ

ترجمہ گزر چکا ہے۔

اس حدیث کو نسائی نے روایت کیا ہے اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے بھی روایت کی ہے، امام بخاری نے اپنی ''تاریخ'' میں سعید بن منصور نے ''سنن'' میں بیہقی نے ''شعب'' میں روایت کی ہے، ان کے علاوہ قاضی اسماعیل، الخلعی اور ترمذی نے بھی روایت کی ہے امام ترمذی فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن صحیح ہے ایک نسخہ میں غریب کے لفظ زائد ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں، اس متن کی اسناد میں اختلاف ہے جیسا کہ تو نے دیکھا ہے بعض علماء نے تابعی اور صحابی کے حذف کی وجہ سے مرسل بنائی ہے، دارقطنی نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ روایت جس میں حسین تصغیر کے ساتھ واقع ہے وہ صواب کے زیادہ مشابہ ہے اسماعیل القاضی نے ''فضل الصلوۃ'' میں اس حدیث کے مختلف طرق کی تخریج کی ہے اور حضرت علی اور آپ کے دونوں بیٹوں کی حدیث میں جو اختلاف ہے، اس کے بیان کرنے پر بہت لمبی بحث کی ہے اور عبداللہ بن علی بن حسین عن ابیہ کے واسطہ سے یہی حدیث مرفوعاً بھی روایت کی ہے جو بخاری نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث حسن کے درجہ سے کم نہیں ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ اَلْبَخِیْلُ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ

ترجمہ گزر چکا ہے۔

یہی حدیث دوسرے باب کے اوائل میں گزر چکی ہے۔

حضرت انس سے مرفوعاً مروی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَبْخَلِ الْبُخَلَاءِ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَعْجَزِ النَّاسِ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَمَنْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ فِيْ كِتَابِهٖ اُدْعُوْنِيْ فَلَمْ يَدْعُهٗ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

''کیا میں تمہیں بخیلوں میں سے بڑے بخیل کے بارے میں خبر نہ دوں، کیا میں تمہیں لوگوں میں سے عاجز ترین شخص کی خبر نہ دوں۔ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا، جسے رب تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مانگنے کا حکم فرمایا اور اس نے نہ مانگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، تم مجھ سے مانگو میں تمہاری التجاؤں کو قبول کروں گا''۔

اس حدیث کی سند پر مجھے آگاہی نہیں ہوئی۔

ابو سعید الواعظ کی ''شرف المصطفیٰ'' میں ہے:

اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَخِيْطُ شَيْئًا فِيْ وَقْتِ السَّحَرِ فَضَلَّتِ الْاِبْرَةُ وَطَفِيَ السِّرَاجُ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَضَاءَ الْبَيْتُ بِضَوْءِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَجَدَتِ الْاِبْرَةَ فَقَالَتْ مَا اَضْوَءُ وَجْهَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَيْلٌ لِمَنْ لَا يَرَانِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَتْ وَمَنْ لَّا يَرَاكَ قَالَ الْبَخِيْلُ قَالَتْ وَمَنِ الْبَخِيْلُ قَالَ الَّذِيْ لَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِذَا سَمِعَ بِاِسْمِيْ

''حضرت عائشہ سحری کے وقت کوئی سلائی کر رہی تھیں سوئی گم ہو گئی اور چراغ بجھ گیا فوراً نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے پورا کمرہ بقعہ نور بن گیا اور آپ نے سوئی تلاش کر لی اور کہا، یا رسول اللہ! آپ کا چہرہ کتنا پر نور ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہلاکت ہے اس کے لیے جو قیامت کے دن مجھے نہ دیکھے گا۔ پوچھا، حضور!

کون آپ کو نہ دیکھے گا، فرمایا بخیل۔ پھر حضرت عائشہ نے پوچھا، بخیل کون ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ جو میرا نام سن کر مجھ پر درود نہیں بھیجتا''۔

ابونعیم کی ''حلیۃ الاولیاء'' میں ہے:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے ایک آدمی گزرا جس کے پاس ایک مادہ ہرن تھا جس کو اس نے شکار کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس ہرنی کو قوت گویائی عطا فرمائی، ہرنی نے عرض کیا، یارسول اللہ! میرے چھوٹے بچے ہیں، جنہیں میں دودھ پلاتی ہوں۔ اب وہ بھوکے ہوں گے اسے حکم فرمایئے کہ یہ مجھے چھوڑ دے تاکہ میں اپنے بچوں کو جا کر دودھ پلاؤں۔ پھر میں واپس آجاؤں گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اگر تو واپس نہ آئی تو پھر؟ ہرنی نے عرض کی، حضور! اگر میں واپس نہ آؤں تو مجھ پر اس شخص کی طرح اللہ کی لعنت ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سنے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھے یا اس آدمی کی طرح مجھ پر لعنت ہو جو نماز پڑھے اور دعا نہ مانگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکاری کو آزاد کرنے کا حکم دیا اور فرمایا، میں اس کا ضامن ہوں، ہرنی دودھ پلا کر واپس آگئی، جبریل اسی وقت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں تمہاری امت پر اس سے زیادہ مہربان ہوں جتنا کہ ہرنی اپنے بچوں کے لیے مہربان ہے، میں انہیں تمہاری طرف لوٹاؤں گا جیسے یہ ہرنی تمہاری طرف لوٹ آئی ہے۔

''شرف المصطفیٰ'' میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے فرمایا:

اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی خَیْرِ النَّاسِ وَ شَرِّ النَّاسِ وَاَبْخَلِ النَّاسِ وَاَکْسَلِ النَّاسِ وَاَلْاَمِ وَاَسْرَقِ النَّاسِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بَلٰی قَالَ خَیْرُ النَّاسِ مَنِ انْتَفَعَ بِہِ النَّاسُ وَشَرُّ النَّاسِ مَنْ یَسْعٰی بِاَخِیْہِ الْمُسْلِمِ وَاَکْسَلُ النَّاسِ مَنْ اَرِقَ فِیْ لَیْلَۃٍ فَلَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ بِلِسَانِہٖ وَجَوَارِحِہٖ وَاَلْاَمُ النَّاسِ مَنْ اِذَا ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ وَاَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ

بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى النَّاسِ وَ اَسْرَقُ النَّاسِ مَنْ سَرَقَ صَلَاتَهٗ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ يَسْرَقُ صَلَاتَهٗ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا

''کیا میں تمہیں بہترین انسان، بدترین انسان، بخیل ترین، انتہائی سست، سب سے زیادہ ملامت زدہ اور سب سے زیادہ چور آدمی پر آگاہ نہ کروں، عرض کی گئی کیوں نہیں۔ ارشاد فرمایا، تمام لوگوں سے بہتر وہ ہے جس سے لوگ نفع اٹھائیں۔ تمام لوگوں سے برا وہ ہے جو اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف پہنچانے کے لیے کوشاں رہے۔ سست ترین وہ ہے جو رات کو جاگتا رہا مگر زبان اور اعضاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا۔ لوگوں میں سے زیادہ ملامت کے لائق وہ ہے جو میرا ذکر سنے اور مجھ پر درود نہ بھیجے اور بخیل ترین وہ ہے جو لوگوں پر سلام کرنے میں بخل کرتا ہے اور سب سے زیادہ چور وہ ہے جو نماز کی چوری کرتا ہے۔ عرض کی گئی، یا رسول اللہ! نماز کی چوری کیسے کرتا ہے ارشاد فرمایا، اس کا رکوع و سجود پورا ادا نہیں کرتا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حَسْبُ الْعَبْدِ مِنَ الْبُخْلِ اِذَا ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ اَنْ لَّا يُصَلِّيَ عَلَيَّ

''انسان کا یہ بخل کافی ہے کہ جب اس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔

الدیلمی نے اس حدیث کو حاکم کے طریق سے روایت کیا ہے۔

حضرت حسن بصری سے مرسلاً مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بِحَسْبِ الْمُؤْمِنِ مِنَ الْبُخْلِ اَنْ اُذْكَرَ عِنْدَهٗ فَلَا يُصَلِّيَ عَلَيَّ وَفِيْ لَفْظٍ كَفٰى بِهٖ شُحًّا اَنْ اُذْكَرَ عِنْدَ رَجُلٍ فَلَا يُصَلِّيَ عَلَيَّ

''مومن کا یہی بخل اس کی محرومی کے لیے کافی ہے کہ اس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔

یہ سعید بن منصور نے تخریج کی ہے اور القاضی اسماعیل نے دو واسطوں سے روایت کی

ہے اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حضرت ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ایک دن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَذَالِكَ اَبْخَلُ النَّاسِ

''جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ بخیل ترین انسان ہے''۔

اس حدیث کو ابن عاصم نے ''الصلوٰۃ'' میں علی بن یزید عن القاسم کے واسطے سے روایت کیا ہے القاضی اسماعیل نے معبد عن رجل من اهل دمشق عن عوف بن مالك عن ابی ذر کے واسطہ سے مرفوعاً نقل کی ہے کہ ارشاد فرمایا:

اَنَّ اَبْخَلَ النَّاسِ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔ ترجمہ گزر چکا ہے۔

اسی طرح اس حدیث کو اسحاق اور الحارث نے اپنی اپنی سند میں روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

اَنَّهٗ جَلَسَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ جَلَسَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ أَصَلَّيْتَ الضُّحٰى فَذَكَرَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا وَفِيْهِ هٰذَا الْمَتْنُ

''وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے یا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف فرما ہوئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا، اے اباذر! چاشت کی نماز پڑھی ہے؟ اس کے بعد ایک طویل حدیث ذکر کی جس میں یہ متن بھی ہے''۔

حدیث غریب ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں لیکن ان میں ایک راوی مبہم ہے جسے میں نہیں جانتا۔ مصنف فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اسماعیل القاضی کی سند میں لطیفہ ہے، وہ یہ کہ یہ صحابی کی صحابی سے اور تابعی کی تابعی سے روایت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللهَ تَعَالَى فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ مِنَ اللهِ تِرَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ

''جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ اس کے نبی پر درود پڑھتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لیے باعث حسرت ہوگی، چاہے تو ان کو عذاب دے اور چاہے تو ان کو بخش دے''۔

یہ حدیث احمد، الطیالسی، الطبرانی نے ''الدعاء'' میں، ابو شیخ، اسماعیل القاضی اور ابوداؤد والترمذی نے روایت کی ہے۔ ترمذی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ مصنف فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں یہ حدیث اپنے شواہد کے اعتبار سے حسن ہے کیونکہ امام ترمذی نے صالح مولی التوئمہ سے روایت کی ہے جو ضعیف ہے۔ الحاکم نے اپنی مستدرک میں اسی واسطہ سے تخریج کی ہے۔ ابن ابی عاصم نے بھی اس طرح روایت کی ہے، ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کی ہے۔ اور الحاکم نے اپنی مستدرک میں موقوفاً الاعمش بن ابی صالح عن ابی ھریرۃ کے واسطہ سے مندرجہ ذیل الفاظ میں تخریج کی ہے:

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا ثُمَّ تَفَرَّقُوا قَبْلَ اَنْ يَذْكُرُوا اللهَ وَيُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

''جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھے اور پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر جدا جدا ہو گئے ان پر قیامت تک حسرت ہوگی''۔

صالح کے طرق سے بھی روایت کی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا قَوْمٍ جَلَسُوْا فَاَطَالُوا الْجُلُوْسَ ثُمَّ تَفَرَّقُوْا قَبْلَ اَنْ يَذْكُرُوا اللهَ وَيُصَلُّوْا عَلَى نَبِيِّهِ اِلَّا كَانَ لَهُمْ تِرَةٌ مِنَ اللهِ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ

مفہوم و ترجمہ گزر چکا ہے۔

الحاکم فرماتے ہیں، یہ حدیث صحیح ہے۔ ذہبی نے اس قول کا رد کیا ہے کیونکہ صالح ضعیف ہے، انہی الفاظ کے ساتھ طبرانی نے ''الدعاء'' میں ذکر کی ہے۔ حاکم نے ابن ابی ذئب عن المقبری عن اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ کے طریق سے مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی ذکر کی ہے:

قَالَ مَاجَلَسَ قَوْمٌ لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ اِلَّا كَانَ ذَالِكَ الْمَجْلِسُ عَلَيْهِمْ تِرَةً وَلَا قَعَدَ قَوْمٌ لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ

''جس قوم نے مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کیا اور اپنے نبی پر درود نہ بھیجا تو وہ مجلس اس پر وبال ہوگی، کوئی قوم بیٹھی اور اللہ کا ذکر نہ کیا تو وہ مجلس ان پر وبال ہوگی''۔

فرماتے ہیں یہ البخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

امام احمد نے اپنی مسند میں یہی روایت ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ وَمَا مِنْ رَجُلٍ مَشٰى طَرِيْقًا فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةٌ وَمَا مِنْ رَجُلٍ آوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِلثَّوَابِ

''جس قوم نے مجلس قائم کی اور اس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا وہ ان پر وبال ہوگی جو راستہ پر چلا اور اللہ کا ذکر نہ کیا وہ اس پر حسرت ہوگا، جو بستر پر آیا اور اللہ کا ذکر نہ کیا اس پر وبال ہوگا۔ ایک روایت میں ہے، یوم قیامت حسرت ہوگی ثواب کی وجہ سے اگرچہ جنت میں داخل بھی ہو گئے''۔

میں کہتا ہوں اس حدیث میں المقبری پر اختلاف ہے۔

بعض نے عنہ عن ابی ہریرہ کہا ہے یہ ابوداؤد وغیرہ کی روایت ہے بعض نے عنہ عن اسحٰق عن ابی ہریرہ کہا ہے یہ احمد اور حاکم کی روایت ہے جیسا کہ گزر چکا ہے واللہ ورسولہ

اعلم۔ امام بیہقی نے ''الشعب'' میں یہ الفاظ روایت کیے ہیں:

اَیُّمَا قَوْمٍ اجْتَمَعُوْا ثُمَّ تَفَرَّقُوْا الخ

معنی و مفہوم گزر چکا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا مَجْلِسًا ثُمَّ قَامُوْا مِنْهُ لَمْ يَذْكُرُوا اللهَ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا كَانَ ذَالِكَ الْمَجْلِسُ عَلَيْهِمْ تِرَةً

ترجمہ گزر چکا ہے۔

اس حدیث کو الطبرانی نے ''الدعاء'' اور ''معجم کبیر'' میں ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس کے راوی ثقہ ہیں۔

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَجْلِسُ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَا يُصَلُّوْنَ فِيْهِ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ وَاِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِمَا يَرَوْنَ مِنَ الثَّوَابِ

''کسی قوم نے مجلس قائم کی اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انہوں نے درود نہ پڑھا تو وہ ان کے لیے حسرت کا باعث ہوگی دوسری نیکیوں کے ثواب کی وجہ، اگرچہ جنت میں داخل ہوگئے ہوں گے''۔

اس حدیث کو الدینوری نے ''المجالسہ'' میں التیمی نے ''الترغیب'' میں، البیہقی نے ''الشعب'' میں سعید بن منصور نے ''السنن'' میں اور اسماعیل القاضی اور ابن شاہین نے اپنے بعض اجزاء میں روایت کیا ہے۔ ابن بشکوال نے ابن شاہین کے طریق سے روایت کی ہے، الضیاء نے ''المختارہ'' میں ابوبکر الشافعی کے طریق سے مرفوعاً اور ابوبکر بن عاصم کے طرق سے موقوفاً روایت کی ہے۔ اسی طرح النسائی نے ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں اور البغوی نے ''الجعدیات'' میں روایت کی ہے یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ ثُمَّ تَفَرَّقُوا عَنْ غَيْرِ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلَاةٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَامُوا عَنْ أَنْتَنِ جِيفَةٍ

''جو قوم اپنے اجتماع سے بغیر اللہ کے ذکر کے اور بغیر درود کے پڑھے، اٹھ گئی وہ مردار کی بدبو پر سے اٹھی ہے''۔

اس حدیث کو الطیالسی نے اور ان کے طریق سے بیہقی نے ''الشعب'' میں اور الضیاء نے ''المختارہ'' میں روایت کیا ہے نسائی نے ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں تخریج کی ہے اس کے رجال، رجال الصحیح علی شرط مسلم ہیں۔ الطبرانی نے ''الدعاء'' میں یہ الفاظ لکھے ہیں:

مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا فِي مَجْلِسٍ ثُمَّ تَفَرَّقُوا وَلَمْ يَذْكُرُوا اللهَ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ گزر چکا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَلَا دِيْنَ لَهُ

''جس نے مجھ پر درود نہ بھیجا اس کا دین نہیں''۔

اس حدیث کو محمد بن حمدان المروزی نے تخریج کیا ہے اس کی سند میں ایک راوی کا نام ذکر نہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے مجھے اس کی سند معلوم نہیں ہے، فرمایا: ''تین شخص میرا چہرہ نہ دیکھیں گے: والدین کا نافرمان، میری سنت کا تارک اور وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا''۔

فَصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى آلِهِ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَتَلِيَ الْيَوْمُ أَمْسِ

تیسرے باب کو ہم چند فوائد کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔

پہلا فائدہ: پہلا فائدہ ''رغم'' کی تحقیق کے بارے میں۔

جوہری نے رغم غین کے فتحہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ حکایت کیا ہے۔ ہماری روایت میں غین معجمہ کے کسرہ کے ساتھ ہے جس کا معنی ہے: لصق بالرغام هو التراب ذلا وهوانا یعنی دولت ورسوائی کی وجہ سے خاک آلود ہوا۔ ابن عربی نے غین کے فتحہ کا قول کیا ہے اس کا معنی ہے ''ذل'' یعنی ذلیل ہونا، نہایہ میں ہے: یقال رغِم یرغَم رغما و رغما و رغما وارغم الله انفه یعنی اللہ نے اس کی ناک کو مٹی میں ملا دیا۔ یہ اس کی اصل ہے پھر یہ ناپسندی کے باوجود پیروی کرنے کی ذلت وعاجزی کے لیے استعمال ہونے لگا ہے۔ بعض فرماتے ہیں اس کا معنی اضطرب بھی ہے بعض فرماتے ہیں اس کا معنی غضب ہے۔

(صعد) ماضی میں عین کے کسرہ کے ساتھ اور مستقبل میں عین کے فتحہ کے ساتھ ہے یہ واضح ہے۔

(بعد) عین کے ضمہ کے ساتھ یعنی خیر سے دور ہوا۔ ایک روایت میں ''ابعده الله'' ہے، عین کے کسرہ کے ساتھ بھی مروی ہے، اس کا معنی ہے هلك، دونوں معنوں پر محمول کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

دوسرا فائدہ: دوسرا فائدہ ''خطئی'' کی تحقیق میں ہے

النہایہ میں ہے: یُقَالُ خَطِئَ فِي دِيْنِهٖ خَطًا اثم فيه یعنی خطئ فی دینه یعنی گناہ کیا اپنے دین میں۔ اَلْخِطْئُ کا معنی ذنب اور اثم ہے اَخْطَأَ يُخْطِئُ اِذَا سَلَكَ سَبِيْلَ الْخَطَاءِ عَمَدًا اَوْ سَهْوًا'' جب کوئی جان بوجھ کر یا بھول کر غلط راستہ پر چل پڑے تو کہتے ہیں اخطا۔

خطا بمعنی اخطا بھی استعمال ہوتا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں ''خطئ'' اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی عمداً غلط راستہ پر چل پڑے اور خطا اس وقت بولتے ہیں جب ارادہ نہ ہو۔ جب کوئی کسی چیز کا ارادہ کرے پھر وہ اس کے علاوہ کوئی کام کرے یا درست نہ کرے تو اس کے لیے اخطا وقع فی الشقا بولا جاتا ہے اُخطِی ہمزہ کے ضمہ طا کے کسرہ کے ساتھ ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔

تیسرا فائدہ

مَنۡ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ کی حدیث کو اپنے ظاہر پر محمول کرنا مشکل ہے کیونکہ ایک اور حدیث میں رُفِعَ عَنۡ اُمَّتِی الۡخَطَاُ وَالنِّسۡیَانُ وارد ہے ''یعنی میری امت سے خطا ونسیان معاف ہے''، دوسری وجہ یہ ہے کہ ثابت شدہ بات ہے کہ ناسی بھولنے والا مکلف نہیں ہوتا اور غیر مکلف پر ملامت نہیں ہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ الناسی سے مراد التارک ہے یعنی چھوڑنے والا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: نَسُوا اللّٰہَ فَنَسِیَھُمۡ اور جگہ ہے کَذٰلِكَ اَتَتۡكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیۡتَھَا ۚ وَ كَذٰلِكَ الۡیَوۡمَ تُنۡسٰی ای تترک فی النار۔ ''یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کو فراموش کردیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فراموش کردیا ہے''، دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے ''اسی طرح ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں تو تو نے انہیں فراموش کردیا آج اسی طرح تو فراموش کردیا گیا ہے''۔ الہروی فرماتے ہیں: پہلی آیت کا معنی یہ ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترک کردیا پس اللہ نے اپنی رحمت سے انہیں دور کردیا۔ جیسے ارشاد ہے: فَالۡیَوۡمَ نَنۡسٰھُمۡ كَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ یَوۡمِھِمۡ ھٰذَا ''یعنی آج ہم نے انہیں فراموش کردیا ہے جیسے انہوں نے اس دن کی ملاقات کو فراموش کردیا تھا''۔

درود پاک چھوڑنے والے کی نماز ہی نہیں ہوتی جو نماز دین کا ستون ہے پس جو درود کو ترک کرے وہ اسی سزا کا مستحق ہے۔

اے مخاطب! اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے غافل نہ ہو ورنہ بھلائی و نیکی کا نور تجھ سے غائب ہوجائے گا، بخیلوں کا سردار بن جائے گا، اہل جفا کے اخلاق سے متصف لوگوں میں شمار ہوگا، بیوقوف اور غیر مطمئن قلب والوں اور جنت کے راستہ سے بھٹکنے والوں میں شمار ہوگا۔

وَ وَفَّقَكَ اللّٰهُ وَ اِیَّانَا لِمَرۡضَاتِهٖ وَرَغِبۡنَا فِیۡمَا یَبۡلُغُ بِجَزِیۡلِ عَطَائِهٖ وَصِلَاتِهٖ بِمَنِّهٖ وَ كَرَمِهٖ

چوتھا فائدہ

اَلْبُخْلُ هُوَ اِمْسَاكُ مَا يُقْتَنٰى عَمَّنْ يَسْتَحِقُّهٗ یعنی بخل یہ ہے کہ جمع شدہ مال مستحق سے روک لینا، گزشتہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ طاعت میں سستی کرنے والا بخل سے موصوف کیا جاتا ہے۔

پانچواں فائدہ

ترۃ: پہلے تا مکسورہ پھر راء مخففہ مفتوحہ اور پھر تاء، اس کا معنی حسرت ہے جیسا کہ دوسرے طریق میں ترۃ کی جگہ الحسرۃ ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں اس سے مراد آگ ہے، بعض فرماتے ہیں، اس کا مطلب گناہ ہے۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: الترۃ النقص یعنی اس کا معنی کمی ہے بعض فرماتے ہیں التبعۃ یعنی تاوان اور بوجھ ہے اس کے آخر میں ۃ واؤ محذوفہ کے عوض آئی ہے جیسے عدۃ میں ہے اس کا اعراب کان کے اسم کے اعتبار سے مرفوع اور خبر کے اعتبار سے منصوب پڑھنا دونوں طرح جائز ہے۔

چھٹا فائدہ

چھٹا فائدہ وَاِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ کے معنی کے بیان میں ہے۔ حقیقت حال تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے وہ قیامت کے موقف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کو ترک کرنے کی وجہ سے اظہار افسوس کریں گے کہ اتنا بڑا ثواب ان سے فوت ہو گیا، اگرچہ ان کی رہائش گاہ جنت ہو گی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ جنت میں دخول کے بعد بھی حسرت کرتے رہیں گے۔

ساتواں فائدہ

ساتواں فائدہ ''الجفاء'' کی تحقیق ہے۔

الجفاء جیم کے فتحہ اور مد کے ساتھ ہے اس کا مطلب ہے، نیکی اور تعلق کو ترک کرنا اس کا اطلاق سخت طبیعت پر ہوتا ہے الجفاء کا معنی حدیث میں یہ ہو گا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہوتے ہیں، واللہ و رسولہ اعلم

چوتھا باب

چوتھا باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام بھیجنے والے کے سلام کو پہنچانے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب فرمانے اور اس کے علاوہ چند فوائد وتتمات کے متعلق ہے، حضرت عمار، انس، ابی امامہ، ابوہریرہ وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین کی احادیث جو اس باب سے متعلق ہیں دوسرے باب میں گزر چکی ہیں۔ ابی قرصافہ کی حدیث آخری باب میں آئے گی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِيْ عَنْ اُمَّتِي السَّلَامَ

''اللہ تعالیٰ کے سیاحت کرنے والے فرشتے ہیں جو مجھے اپنی امت کا سلام پہنچاتے ہیں''۔

اس حدیث کو احمد، نسائی، الدارمی، ابونعیم، البیہقی، الخلعی نے روایت کیا ہے۔ ابن حبان اور الحاکم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَسِيْحُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَيُبَلِّغُوْنِيْ صَلَاةَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ اُمَّتِيْ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں گردش کرتے رہتے ہیں اور میری امت کا جو فرد مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ تک پہنچاتے ہیں''۔

اس حدیث کو دارقطنی نے زاذان عن علی کے طریق سے ابو اسحاق المزنی کی حدیث سے جو حصہ لیا ہے، اس میں تخریج کیا ہے مگر یہ وہم ہے کیونکہ زاذان نے ابن مسعود سے روایت کی ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمہاری صلاۃ مجھ تک پہنچتی ہے''۔

اس حدیث کو الطبرانی نے ''الاوسط'' اور ''الکبیر'' میں روایت کیا ہے اور ابویعلی نے حسن سند کے ساتھ روایت کی ہے لیکن کہا گیا ہے کہ اس میں ایک ایسا شخص ہے جو معروف نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

لَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَوْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا بُلِّغَهٗ يُصَلِّيْ عَلَيْكَ فُلَانٌ وَيُسَلِّمُ عَلَيْكَ فُلَانٌ

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا کوئی فرد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود یا سلام بھیجتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچایا جاتا ہے کہ فلاں آپ پر درود پڑھ رہا ہے اور فلاں سلام عرض کر رہا ہے''۔

اس حدیث کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند میں موقوفاً روایت کیا ہے اور بیہقی نے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے:

لَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ صَلَاةً اِلَّا وَهِيَ تُبْلَغُهٗ يَقُوْلُ الْمَلَكُ فُلَانٌ يُصَلِّيْ عَلَيْكَ كَذَا كَذَا صَلَاةً

''امت محمدیہ کا کوئی فرد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچایا جاتا ہے۔ فرشتہ عرض کرتا ہے حضور! فلاں آپ پر ایسے ایسے درود بھیج رہا ہے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں، ارشاد فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ

''اپنے گھروں کو قبور نہ بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو، بے شک

تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے تم جہاں بھی ہوتے ہو''۔

اس حدیث کو ابو داؤد اور احمد نے اپنی مسند میں، ابن فیل نے اپنی ''جز'' میں روایت کی ہے النووی نے ''الاذکار'' میں اس کو صحیح کہا ہے۔ ابن بشکوال نے مرفوعاً مندرجہ ذیل الفاظ میں روایت کی ہے:

مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ اِلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ

''کوئی شخص مجھ پر سلام نہیں بھیجتا مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ فرما دیتا ہے حتیٰ کہ میں اس پر سلام لوٹاتا ہوں''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ فِي اللَّيْلَةِ الزَّهْرَاءِ وَالْيَوْمِ الْاَغَرِّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ

''مجھ پر جمعہ کی رات میں اور جمعہ کے دن میں کثرت سے درود بھیجو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے''۔

الطبرانی نے یہ حدیث ضعیف سند کے ساتھ ''الاوسط'' میں تخریج کی ہے لیکن یہ اپنے شواہد کی وجہ سے قوی ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ بَعِيْدٍ اُعْلِمْتُهٗ

''جو میری قبر کے پاس آ کر مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود میں خود سنتا ہوں جو دور سے پڑھتا ہے وہ مجھے بتایا جاتا ہے''۔

اس حدیث کو ابو الشیخ نے ''الثواب'' میں ابو معاویہ عن الاعمش عن ابی صالح عنہ کے طریق سے تخریج کیا ہے اور ان کے طریق سے الدیلمی نے روایت کیا ہے ابن قیم نے کہا ہے یہ غریب حدیث ہے۔ مصنف فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں اس کی سند جید ہے جیسا کہ ہمارے شیخ نے فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكًا يُبَلِّغُنِیْ وَ كَفٰى اَمْرَ دُنْيَاهُ وَآخِرَتِهٖ وَ كُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا

”جو میری قبر پر درود پڑھتا ہے وہ میں خود سنتا ہوں جو دور سے پڑھتا ہے، اللہ اسے ایک فرشتہ کے سپرد کرتا ہے وہ مجھے پہنچاتا ہے اور وہ اس کی دنیا و آخرت کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ یا فرمایا شفیع ہوں گا“۔

اس حدیث کو العشاری نے تخریج کیا ہے اس کی سند میں محمد بن موسیٰ الکدیمی متروک الحدیث ہے ابن ابی شیبہ التیمی نے ”ترغیب“ میں اور بیہقی نے ”حیاۃ الانبیاء“ میں اختصار کے ساتھ روایت کی ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهٗ

”جس نے میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجا وہ میں سنتا ہوں جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

بیہقی نے ”الشعب“ میں یہ الفاظ لکھے ہیں:

مَا مِنْ عَبْدٍ يُسَلِّمُ عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ اِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهَا مَلَكًا يُبَلِّغُنِیْ

ترجمہ گزر چکا ہے۔

ابن جوزی نے خطیب کے طریق سے وارد کی ہے اور محمد بن مروان السدی کو متہم کہا ہے، العقیلی سے منقول ہے کہ اعمش کی حدیث سے اس کا کوئی اصل نہیں ہے اور یہ قوی نہیں ہے۔ ابن کثیر نے کہا ہے اس کی اسناد میں نظر ہے ”نائیا“ کا معنی بعید اہے جیسا کہ دوسری روایت نے تفسیر کر دی ہے۔

حضرت زین العابدین علی بن حسین بن علی سے مروی ہے ایک شخص ہر صبح نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کرتا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا تھا، شام کو بھی ایسا ہی کرتا تھا،

علی بن حسین کو پتہ چلا تو پوچھا تو روزانہ ایسا کیوں کرتا ہے، اس نے کہا، مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرنا بہت پسند ہے۔ علی بن حسین نے کہا، مجھے میرے باپ نے خبر دی ہے اور انہوں نے میرے دادا رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَلَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَ صَلُّوْا عَلَیَّ وَ سَلِّمُوْا حَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَسَیُبَلَّغُنِیْ صَلَاتُکُمْ وَ سَلَامُکُمْ

"میری قبر کو عید نہ بناؤ، اپنے گھروں کو قبور نہ بناؤ اور مجھ پر درود وسلام بھیجو، جہاں بھی تم ہو تمہارا درود وسلام مجھے پہنچا دیا جائے گا"۔

اسماعیل القاضی نے تخریج کی ہے اس کی سند میں ایک شخص کا نام نہیں لیا گیا، ابن ابی عاصم کے ہاں عن علی بن حسین عن ابیہ عن جدہ کی سند سے مرفوعاً مندرجہ ذیل الفاظ میں ہے:

صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ وَ تَسْلِیْمَکُمْ یَبْلُغُنِیْ حَیْثُ مَا کُنْتُمْ

"مجھ پر درود بھیجو بے شک تمہارا درود وسلام مجھے پہنچ جاتا ہے تم جہاں بھی ہوتے ہو"۔

اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور ان سے ابو یعلیٰ نے یہ لفظ روایت کیے ہیں:

رَاٰی رَجُلًا یَاْتِیْ اِلٰی خُرْجَۃٍ کَانَتْ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَدْخُلُ فِیْهَا فَیَدْعُوْا فَقَالَ لَهٗ اَلَا اُحَدِّثُکَ حَدِیْثًا سَمِعْتُهٗ مِنْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَلَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَسَلِّمُوْا عَلَیَّ فَاِنَّ تَسْلِیْمَکُمْ یَبْلُغُنِیْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ

ترجمہ گزر چکا ہے۔

یہ حدیث حسن ہے اور حسن بن حسین بن علی کی روایت اس کی شاہد ہے، مصنف عبد الرزاق سے ہم نے ایک دوسرے واسطہ سے مرسلاً بھی روایت کی ہے۔ اس کے الفاظ

یہ ہیں:

اَنَّ الْحَسَنَ بْنَ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ رَاٰی قَوْمًا عِنْدَ الْقَبْرِ فَنَهَاهُمْ وَقَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَلَا تَتَّخِذُوْا بُیُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ حَیْثُمَا كُنْتُمْ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِیْ

"حضرت حسن نے ایک قوم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کے پاس دیکھا تو انہیں منع فرمایا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، میری قبر کو عید نہ بناؤ، اپنے گھروں کو قبور نہ بناؤ، مجھ پر درود بھیجو جہاں بھی ہو تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے"۔

اسماعیل القاضی نے طویل قصہ کے ساتھ ذکر کی ہے۔ ابن ابی عاصم اور الطبرانی نے بغیر قصہ کے روایت کی ہے یعنی یہ بھی مروی ہے کہ ایک شخص قبر انور پر آتا جاتا رہتا تھا تو حضرت حسن نے فرمایا، اے شخص! تو اور اندلس میں بیٹھا ہوا برابر ہیں یعنی تمام کا درود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچایا جاتا ہے۔ صَلَوٰةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ دَائِمًا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَیَّ فَاِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ بِیْ مَلَكًا عِنْدَ قَبْرِیْ فَاِذَا صَلّٰی رَجُلٌ مِنْ اُمَّتِیْ قَالَ لِیْ ذَالِكَ الْمَلَكُ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ صَلّٰی عَلَیْكَ السَّاعَةَ

"مجھ پر کثرت سے درود بھیجو بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایک فرشتہ کا تعین فرمایا ہے جب میری امت کا کوئی فرد مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ مجھے کہتا ہے، یا محمد! فلاں بن فلاں آپ پر ابھی درود پڑھ رہا ہے"۔

یہ دیلمی نے تخریج کی ہے اور اس کی سند میں ضعف ہے۔

حماد الکوفی سے مروی ہے فرماتے ہیں:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَ عَلَیْهِ بِاِسْمِهٖ

''آدمی جب بھی نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہے، وہ درود آپ ﷺ پر اس شخص کے نام کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے''۔

اس کو النمیری نے تخریج کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ

''مجھ پر کوئی سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو ادھر متوجہ فرما دیتا ہے حتیٰ کہ میں اس پر سلام (کا جواب) بھیجتا ہوں''۔

اس کو احمد، ابوداؤد، الطبرانی اور بیہقی نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے اور نووی نے ''الاذکار'' میں اس کو صحیح کہا ہے، اس میں نظر ہے۔ ہمارے شیخ نے فرمایا اس کے راوی ثقہ ہیں۔ میں کہتا ہوں اس میں یزید بن عبداللہ بن قسیط حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے میں منفرد ہیں اور یہ چیز صحت کے جزم سے مانع ہے کیونکہ اس میں کلام کی گئی ہے۔ مالک نے توقف فرمایا ہے۔ التقی بن تیمیہ نے بھی یہی مفہوم لکھا ہے کہ ابوداؤد کی روایت میں یزید بن عبداللہ ہے اس نے ابو ہریرہ کو نہیں پایا اور وہ ضعیف ہیں اور اس کی ابو ہریرہ سے سماع میں نظر ہے، اس تمام گفتگو کے باوجود الطبرانی وغیرہ کا طریق ان سے سلامت ہے لیکن اس میں بھی ایک راوی غیر معروف ہے۔

الموفق بن قدامہ نے یہی حدیث ''المغنی'' میں ذکر کی ہے اور انہوں نے سَلَّمَ عَلَیَّ کے بعد عِنْدَ قَبْرِیْ کے الفاظ زیادہ کیے ہیں۔ جو طرق حدیث میں نے دیکھے ہیں ان میں یہ نہیں ہیں۔ پھر میں نے ''السمغونیات'' میں ضعیف سند کے ساتھ ابو ہریرہ سے مرفوعاً مروی دیکھی ہے کہ:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ وُکِّلَ بِھَا مَلَكٌ یُبَلِّغُنِیْ وَکُفِیَ اَمْرَ دُنْیَاہُ

وَاٰخِرَتِهٖ وَكُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا

"جو میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ درود ایک فرشتہ کے سپرد کیا جاتا ہے وہ مجھے پہنچاتا ہے اور اس کی دنیا و آخرت کے معاملات کے لیے کافی ہوتا ہے میں قیامت کے روز اس کا گواہ یا فرمایا اس کا شفیع ہوں گا"۔

ہم نے اس کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ فِي شَرْقٍ وَلَا غَرْبٍ اِلَّا اَنَا وَ مَلَائِكَةُ رَبِّيْ نَرُدُّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ وَمَا يُقَالُ لِكَرِيْمٍ فِيْ جِيْرَانِهٖ وَ خِيْرَتِهٖ اِنَّهٗ مِمَّا اُمِرَ بِهٖ مِنْ حِفْظِ الْجِوَارِ وَحِفْظِ الْجِيْرَانِ

"کوئی مسلمان شرق و غرب میں مجھ پر سلام نہیں بھیجتا مگر میں اور میرے رب کے فرشتے اس پر سلام لوٹاتے ہیں، پوچھا گیا: یا رسول اللہ! اہل مدینہ کا کیا حال ہے؟ فرمایا، ایک کریم شخص کے متعلق اپنے پڑوسیوں اور اپنی قوم کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا کیا گمان کیا جاتا ہے یہ تو ایسی چیز ہے جس کا حکم اسے دیا گیا ہے (یعنی پڑوس کی حفاظت اور پڑوسیوں کی دیکھ بھال کا تو اسے حکم دیا گیا ہے)"۔

ابو نعیم نے حلیہ میں الطبرانی سے روایت کی ہے اور فرمایا یہ غریب ہے۔ اسی طرح الضیاء المقدسی نے کہا ہے میں کہتا ہوں اس کی سند میں عبید اللہ بن محمد العمری ہیں جنہیں ذہبی نے متہم بالوضع کہا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَقْرَبَكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ كُلِّ مَوْطِنٍ اَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً فِي الدُّنْيَا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ قَضَى اللّٰهُ لَهٗ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِيْنَ مِنْ حَوَائِجِ الْاٰخِرَةِ وَ ثَلَاثِيْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا ثُمَّ يُوَكِّلُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ مَلَكًا يُدْخِلُهٗ فِيْ قَبْرِيْ كَمَا تُدْخَلُ عَلَيْكُمُ الْهَدَايَا يُخْبِرُنِيْ

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ بِاسْمِهٖ وَ نَسَبِهٖ اِلٰی عَشِیْرَتِهٖ فَاُثْبِتُهٗ عِنْدِیْ فِیْ صَحِیْفَةٍ بَیْضَاءَ

''قیامت کے روز ہر جگہ تم میں سے میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر تم سے زیادہ درود بھیجتا ہے، جو مجھ پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات درود بھیجتا ہے اللہ سو حاجات پوری فرماتا ہے، ستر حاجات آخرت کی اور تیس دنیا کی، اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو متعین فرمایا ہے جو اس کے درود کو میری قبر میں لے آئے گا جیسے تم پر ہدایا پیش کیے جاتے ہیں جو مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ فرشتہ مجھے اس کا نام ونسب، قبیلہ سب کی خبر دیتا ہے پھر میں اپنے پاس اسے ایک روشن صحیفہ میں ثبت کر لیتا ہوں''۔

یہ حدیث بیہقی نے ''حیاۃ الانبیاء فی قبورھم'' میں ضعیف سند کے ساتھ روایت کی ہے، اس طرح ابن بشکوال، ابوالیمن بن عساکر نے روایت کی ہے، التیمی کے ہاں ''ترغیب'' میں اور دیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں اور ابوعمرو بن مندہ نے ''الاول من فوائدہ'' میں مندرجہ ذیل الفاظ سے ذکر کی ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَیْلَةَ الْجُمُعَةِ مِائَةً مِنَ الصَّلٰوةِ قَضَی اللّٰهُ لَهٗ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الْاٰخِرَةِ وَ ثَلَاثِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَ کَّلَ اللّٰهُ بِذَالِكَ مَلَكًا یُدْخِلُهٗ عَلٰی قَبْرِیْ کَمَا تُدْخَلُ عَلَیْکُمُ الْهَدَایَا اِنَّ عِلْمِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَعِلْمِیْ فِی الْحَیَاةِ

''جو جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ اس کی سو حاجات پوری فرمائے گا ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی، پھر اللہ ایک فرشتہ کو متعین فرمائے گا جو اسے میری قبر میں داخل کرے گا جیسے تم پر ہدایا داخل کیے جاتے ہیں بے شک میری موت کے بعد میرا علم میری زندگی کے علم کی طرح ہے''۔

اس حدیث کا بعض حصہ جابر کی حدیث سے دوسرے باب میں گزر چکا ہے۔

ابن عدی نے اور التیمی نے ''ترغیب'' میں اس کا مفہوم اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے

اس کے الفاظ یہ ہیں:

اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ

''جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجو بے شک تمہارے درود مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں''۔

التیمی کے الفاظ میں فقط الطبرانی نے ایک سند کے ساتھ روایت کی ہے جس میں ابو ظلال ہیں اس کی توثیق کی گئی ہے وہ متابعات میں مضر نہیں:

اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اٰنِفًا عَنْ رَّبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ مَا عَلَی الْاَرْضِ مُسْلِمٌ یُصَلِّیْ عَلَیْکَ مَرَّۃً وَاحِدَۃً اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ اَنَا وَ مَلَائِکَتِیْ عَشْرًا

''مجھ پر جمعہ کے روز کثرت سے درود پڑھو کیونکہ جمعہ کے روز مجھ پر تمہارے درود پیش کیے جاتے ہیں، جبریل ابھی ابھی میرے پاس اللہ عزوجل کا یہ پیغام لائے ہیں کہ سطح ارض پر جو مسلمان ایک مرتبہ آپ پر درود بھیجتا ہے، میں اور میرے فرشتے دس مرتبہ اس پر درود بھیجتے ہیں''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ بَلَغَتْنِیْ صَلَاتُہٗ وَصَلَّیْتُ عَلَیْہِ وَ کُتِبَ لَہٗ سِوٰی ذٰلِکَ عَشْرُ حَسَنَاتٍ

''جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کا درود مجھے پہنچتا ہے اور اس پر میں درود بھیجتا ہوں اور اس کے علاوہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں''۔

الطبرانی نے ''الاوسط'' میں روایت کی ہے اس کے راوی ثقہ ہیں مگر ایک ان میں غیر معروف ہے حضرت انس سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لُقِنَ السَّمْعُ ثَلَاثَۃً فَالْجَنَّۃُ تَسْمَعُ وَالنَّارُ تَسْمَعُ وَ مَلَکٌ عِنْدَ رَاْسِیْ

یَسْمَعُ فَاِذَا قَالَ عَبْدٌ مِنْ اُمَّتِیْ کَائِنًا مَنْ کَانَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ قَالَتِ الْجَنَّةُ اَللّٰھُمَّ اَسْکِنْهُ اِیَّایَ وَاِذَا قَالَ عَبْدٌ مِنْ اُمَّتِیْ کَائِنًا مَنْ کَانَ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ قَالَتِ النَّارُ اَللّٰھُمَّ اَجِرْهُ مِنِّیْ وَاِذَا سَلَّمَ عَلَیَّ رَجُلٌ مِنْ اُمَّتِیْ قَالَ الْمَلَکُ الَّذِیْ عِنْدَ رَاْسِیْ یَا مُحَمَّدُ ھٰذَا فُلَانٌ یُسَلِّمُ عَلَیْکَ فَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ مَلَائِکَتُهٗ عَشْرًا وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عَشْرًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ مَلَائِکَتُهٗ مِائَةً وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِائَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ مَلَائِکَتُهٗ اَلْفَ صَلَاةٍ وَلَمْ یَمُسَّ جَسَدَهُ النَّارُ

''تین چیزوں کو (تمام مخلوق کے برابر) قوت سامعہ دی گئی ہے، جنت سنتی ہے آگ سنتی ہے اور فرشتہ جو میرے سر کے قریب رہتا ہے تمام آوازوں کو سنتا ہے جب میرا کوئی امتی کہتا ہے، اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں تو جنت کہتی ہے، اے اللہ! اس کو میرے اندر رہائش عطا فرما اور جب کوئی امتی کہتا ہے، اے اللہ! مجھے دوزخ سے پناہ دے تو دوزخ کہتی ہے، اے اللہ! مجھ سے اس کو پناہ دے۔ جب میرا کوئی امتی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو میرے سر کے پاس رہنے والا فرشتہ کہتا ہے، یا محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ فلاں ہے حضور کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہے پس اسے جواب مرحمت فرمایا جاتا ہے اور جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دس مرتبہ اس پر درود بھیجیں گے اور جو دس مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سو مرتبہ اس پر درود بھیجیں گے جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہزار مرتبہ اس پر درود بھیجیں گے اور آگ اس کے جسم کو نہ چھوئے گی''۔

اس حدیث کو ابن بشکوال نے صحیح سند کے ساتھ تخریج کیا ہے۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرُمْتَ يَعْنِيْ بَلِيْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ

''تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن وفات پائی، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن سخت آواز ظاہر ہو گی۔ مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! وصال کے بعد حضور پر کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ کو وصال فرمائے زمانہ بیت چکا ہوگا، حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے''۔

اس حدیث کو احمد نے اپنی مسند میں، ابن ابی عاصم نے ''الصلوٰۃ'' میں، البیہقی نے ''حیاۃ الانبیاء'' اور ''شعب الایمان'' وغیرہما تصانیف میں، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں، الطبرانی نے معجم میں، ابن حبان، ابن خزیمہ اور الحاکم نے اپنی اپنی صحاح میں روایت کیا ہے۔ حاکم نے فرمایا یہ بخاری کی شرط پر صحیح ہے مگر بخاری و مسلم نے تخریج نہیں کی اسی طرح النووی نے ''الاذکار'' میں اس کی تصحیح کی ہے عبدالغنی نے فرمایا یہ حسن صحیح ہے، منذری نے فرمایا یہ حسن ہے ابن دحیہ نے کہا یہ صحیح محفوظ ہے کیونکہ عادل سے عادل نے نقل کی ہے، اس کے متعلق اس کی کلام میں طوالت اور وحشت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کی علت خفی ہے وہ یہ کہ اس کے راوی حسین الجعفی نے اپنے شیخ عبدالرحمن بن برید کے دادا کے نام میں غلطی کی ہے جہاں اس نے جابر کہا ہے جب کہ وہ تمیم ہے جیسا کہ ابوحاتم وغیرہ نے اس پر جزم کیا ہے، ابن تمیم منکر الحدیث ہے، اسی وجہ سے ابوحاتم نے کہا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے۔ ابن عربی نے لکھا ہے کہ یہ ثابت نہیں ہے لیکن دارقطنی نے

اس علت کو دور کیا ہے وہ فرماتے ہیں حسین کا ابن جابر سے سماع ثابت ہے اور خطیب کا جھکاؤ بھی اسی طرف ہے والعلم عند اللہ! یہ حدیث ابن ماجہ کی سنن میں ''باب الصلوٰۃ'' میں ہے اور صحابی کا نام شداد بن اوس ذکر کیا ہے یہ وہم ہے المزی وغیرہ نے اس پر تنبیہ کی ہے اور ''باب الجنائز'' میں درست ذکر ہے جیسے ہم نے تخریج کیا ہے میں نے اس پر تنبیہ کی ہے تاکہ مبتدی یہ خیال نہ کرے کہ میں نے اس کو حذف کر دیا ہے۔ واللہ المستعان

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَكْثِرُوا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيَّ فِي كُلِّ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّ صَلَاةَ أُمَّتِي تُعْرَضُ عَلَيَّ فِي كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ فَمَنْ كَانَ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً كَانَ أَقْرَبُهُمْ مِنِّي مَنْزِلَةً

''مجھ پر ہر جمعہ کو کثرت سے درود بھیجا کرو، بے شک میری امت کا درود ہر جمعہ کو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے جو مجھ پر صلاۃ زیادہ پڑھے گا وہ بلحاظ منزلت وہ میرا زیادہ قریبی ہوگا''۔

بیہقی نے حسن سند کے ساتھ روایت کی ہے اس میں کوئی حرج نہیں مگر کہا گیا ہے کہ مکحول نے ابی امامہ سے جمہور کے قول کے مطابق سماعت نہیں کی، ہاں طبرانی کی ''مسند الشامیین'' میں مکحول کی ابوامامہ سے سماعت کی تصریح ہے۔ ابومنصور الدیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں روایت کی ہے اس میں مکحول کا ذکر نہیں ہے اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ الطبرانی کے الفاظ یہ ہیں:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَّى عَلَيْهِ مَلَكٌ يُبَلِّغُهَا

''جس نے مجھ پر درود بھیجا اس پر وہ فرشتہ درود بھیجتا ہے جو مجھے اس کا درود پہنچاتا ہے''۔

یہ دوسرے باب میں پہلے گزر چکی ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلَاۃِ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلَائِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا کَانَ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلَاتُہٗ حِیْنَ یَفْرُغُ مِنْھَا قَالَ قُلْتُ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ

''جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ اس دن کثرت سے ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جب بھی کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کے فارغ ہوتے ہی وہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کی، کیا وفات کے بعد بھی؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وفات کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے''۔

ابن ماجہ نے یہ تخریج کی ہے اور اسکے رجال ثقہ ہیں لیکن منقطع ہے الطبرانی نے ''الکبیر'' میں مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ تخریج کی ہے:

اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلَائِکَۃُ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَتْنِیْ صَلَاتُہٗ حَیْثُ کَانَ وَ بَعْدَ وَفَاتِکَ قَالَ وَ بَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ

ترجمہ گزر چکا ہے

اسی طرح نمیری نے اس کے یہ الفاظ روایت کیے ہیں:

قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تَبْلُغُکَ صَلَاتُنَا اِذَا تَضَمَّنَتْکَ الْاَرْضُ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ

ترجمہ گزر چکا ہے۔

العراقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

حضرت ابن مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ يُصَلِّيْ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهٗ

''جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ جمعہ کے روز جو بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے''۔

اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ صحیح الاسناد ہے۔ بیہقی نے ''شعب الایمان، حیاۃ الانبیاء فی قبورھم'' میں، ابن ابی عاصم نے ''فضل الصلوٰۃ'' میں روایت کی ہے اس کی سند میں ابورافع یعنی اسماعیل بن رافع ہے بخاری نے اس کی توثیق کی ہے، یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں، اس کی حدیث شواہد ومتابعات کی صلاحیت رکھتی ہے لیکن نسائی اور یحییٰ بن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے، بعض نے کہا وہ منکر الحدیث ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ فِي اللَّيْلَةِ الزَّهْرَاءِ وَالْيَوْمِ الْاَغَرِّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ فَاَدْعُوْلَكُمْ وَاَسْتَغْفِرُ

''جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو بے شک تمہاری صلاۃ مجھ پر پیش کی جاتی ہے پھر میں تمہارے لیے دعا کرتا ہوں اور تمہاری مغفرت طلب کرتا ہوں''۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

اَكْثِرُوْا مِنَ السَّلَامِ عَلٰی نَبِيِّكُمْ كُلَّ جُمُعَةٍ فَاِنَّهٗ يُؤْتٰى بِهٖ مِنْكُمْ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاِنَّ اَحَدًا لَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ صَلَاتُهٗ عَلَيَّ حِيْنَ يَفْرُغُ مِنْهَا

''اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر جمعہ کو کثرت سے سلام بھیجا کرو بے شک ہر جمعہ کو تمہاری طرف سے سلام پیش کیا جاتا ہے ایک اور روایت میں ہے کوئی مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اس کا درود مجھ پر اس کے فارغ ہوتے ہی پیش کیا جاتا ہے''۔

یہ قاضی عیاض نے ذکر کی ہے مگر مجھے اس کی سند پر آگاہی نہیں ہوئی۔

حضرت حسن بصری سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَکْثِرُوا الصَّلَاۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّھَا تُعْرَضُ عَلَیَّ

''جمعہ کو کثرت سے مجھ پر درود پڑھو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے''۔

مسعود نے اپنی مسند میں اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں مرسلاً تخریج کی ہے۔

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں۔

قَالَ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فِیْ کُلِّ یَوْمِ جُمُعَۃٍ فَاِنَّ صَلَاۃَ اُمَّتِیْ تُعْرَضُ عَلَیَّ فِیْ کُلِّ یَوْمِ جُمُعَۃٍ

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مجھ پر ہر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو میری امت کا درود ہر جمعہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے''۔

اس حدیث کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اسی طرح روایت کیا ہے، اَکْثِرُوْا کا ہمزہ قطعی ہے ماضی ثلاثی مزید فیہ باب افعال کا امر ہے۔

یزید الرقاشی سے مروی ہے فرماتے ہیں:

اِنَّ مَلَکًا مُوَکَّلٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ بِمَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُبَلِّغُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ فُلَانًا مِنْ اُمَّتِكَ یُصَلِّیْ عَلَیْكَ

''ہر جمعہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے والے کے ساتھ ایک ایسا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درود پہنچاتا ہے اور کہتا ہے، آپ کا فلاں امتی آپ پر درود بھیج رہا ہے''۔

یہ حدیث بقی بن مخلد نے روایت کی ہے، ان کے طریق سے ابن بشکوال نے بھی روایت کی ہے، سعید ابن منصور نے اپنی سنن میں، اسماعیل القاضی نے ''فضل الصلوٰۃ'' میں یوم الجمعہ کے الفاظ کے بغیر تخریج کی ہے۔

ابن شہاب الزہری سے مرسلاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِي اللَّيْلَةِ الْغَرَّاءِ وَالْيَوْمِ الْأَزْهَرِ فَإِنَّهُمَا يُؤَدِّيَانِ عَنْكُمْ وَإِنَّ الْأَرْضَ لَا تَأْكُلُ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ وَكُلُّ ابْنِ آدَمَ يَأْكُلُهُ التُّرَابُ إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ

"مجھ پر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو، یہ دونوں تمہاری طرف سے پہنچائے جاتے ہیں اور زمین انبیاء کے جسموں کو نہیں کھاتی، ہر ابن آدم کو مٹی کھا جاتی ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے"۔

نمیری نے اس کو تخریج کیا ہے، اور ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ إِلَّا حَمَلَهَا مَلَكٌ حَتّٰى يُؤَدِّيَهَا إِلَيَّ وَيُسَمِّيَهُ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَقُوْلُ إِنَّ فُلَانًا يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا

"جو بھی مسلمان مجھ پر درود پڑھتا ہے تو فرشتہ اسے اٹھاتا ہے حتیٰ کہ وہ اسے مجھ تک پہنچاتا ہے اور پڑھنے والے کا نام بتاتا ہے حتیٰ کہ وہ یہ بھی کہتا ہے حضور! فلاں ایسے ایسے (صیغوں) سے درود پڑھ رہا ہے"۔

یہ الفاظ قاضی عیاض کی شفا میں ہیں مگر کسی کی طرف نسبت نہیں کی گئی۔

ایوب السختیانی سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

بَلَغَنِيْ أَنَّ مَلَكًا مُوَكَّلٌ بِكُلِّ مَنْ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر ہر درود پڑھنے والے کے ساتھ ایک فرشتہ متعین کیا جاتا ہے جو اس شخص کا درود نبی کریم ﷺ تک پہنچاتا ہے"۔

اس حدیث کو القاضی اسماعیل نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حضرت سلیمان ابن سحیم فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور عرض کی، یا رسول اللہ! یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ پر سلام پیش کرتے ہیں کیا

آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وَنَعَمْ وَاَرُدُّ عَلَیْھِمْ ''ہاں میں سمجھتا بھی ہوں اور ان پر سلام لوٹاتا بھی ہوں''۔

اس روایت کو ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے ''حیاۃ الانبیاء'' اور ''الشعب'' میں اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے ذکر کیا ہے۔

ابراہیم بن شیبان فرماتے ہیں میں نے حج کیا پھر مدینہ شریف آیا، قبر شریف کے پاس آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ شریف کے اندر سے وَعَلَیْكَ السَّلَامُ کی آواز سنی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَیُحَدَّثُ لَکُمْ فَاِذَا اَنَامُتُّ کَانَتْ وَفَاتِیْ خَیْرًا لَّکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَاِنْ رَاَیْتُ خَیْرًا حَمِدْتُ اللّٰهَ وَاِنْ رَاَیْتُ غَیْرَ ذَالِكَ اسْتَغْفَرْتُ لَکُمْ

''میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے تم مجھ سے باتیں کرتے ہو ہم تم سے کرتے ہیں جب میں وفات پا جاؤں گا تو میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہو گی، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے اگر میں بہتر اعمال دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گا اگر اس کے علاوہ دیکھوں گا تو تمہارے لیے استغفار کروں گا''۔

اس حدیث کو الحارث نے اپنی مسند میں تخریج کیا ہے۔

الدارمی کی مسند میں ہے ایام حرہ (جن ایام میں یزید لعین کی فوجیں مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوئیں) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں تین دن اذان واقامت نہ ہوئی۔ حضرت سعید بن مسیب مسجد کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے انہیں نماز کا وقت معلوم نہ ہوتا تھا مگر اس آواز کے ساتھ جو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور سے سنتے تھے۔

ابوالخیر الاقطع سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوا، میں بھوکا تھا۔

پانچ دن سے میں نے کوئی چیز نہ کھائی تھی، میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کے پاس آیا اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر سلام عرض کیا اور میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! میں یہ رات آپ کا مہمان ہوں، یہ عرض کرنے کے بعد میں وہاں سے ہٹ کر منبر شریف کے پیچھے سو گیا، میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، ابوبکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیں جانب حضرت عمر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بائیں جانب اور حضرت علی آگے ہیں۔ حضرت علی نے مجھے حرکت دی اور فرمایا اٹھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں نے بوسہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے روٹی عطا فرمائی، نصف میں نے کھالی تو میں بیدار ہو گیا۔ میں نے کیا دیکھا کہ نصف میرے ہاتھ میں ہے۔

شیرویہ کہتے ہیں، میں نے عبداللہ بن المکی کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے ابوالفضل القومانی کو یہ فرماتے سنا کہ ایک شخص خراسان سے آیا اور اس نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے خواب میں تشریف لائے درآں حالیکہ میں مدینہ طیبہ کی مسجد میں تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تو ہمدان جائے تو ابوالفضل کو میری طرف سے سلام پہنچانا، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! اتنی بندہ نوازی کیوں؟ ارشاد فرمایا، وہ مجھ پر ہر روز سو مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ ابوالفضل فرماتے ہیں، اس نے مجھ سے وہ درود پوچھا تو میں نے کہا، میں ہر روز سو مرتبہ یہ درود پڑھتا ہوں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ جَزَی اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا مَاهُوَ اَهْلُهٗ

"اے اللہ! درود بھیج محمد نبی امی پر اور آپ کی آل پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری طرف سے ایسی جزا دے جس کے وہ اہل ہیں"۔

اس نے وہ درود مجھ سے لے لیا اور قسم اٹھائی کہ وہ مجھے اور میرا نام نہیں جانتا تھا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے میری پہچان کرائی تھی۔ میں نے اس پر کچھ احسان پیش کیا تاکہ

مزید مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں بتائے لیکن اس نے وہ تحفہ قبول نہ کیا اور کہا میں دنیا کے عوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو نہیں بیچتا، یہ کہہ کر چلے گئے پھر ابھی تک میں نے انہیں نہیں دیکھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص جسے محمد بن مالک کے نام سے یاد کیا جاتا تھا وہ فرماتے ہیں، میں بغداد گیا تا کہ ابوبکر بن مجاہد المقری پر قراءت کروں، ایک دن ہم پڑھ رہے تھے حالانکہ ہم پوری جماعت تھے، ایک شخص پرانے عمامے، پرانی قمیص اور پرانی چادر میں ملبوس تشریف لائے۔ الشیخ ابوبکر اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے، اسے اپنی جگہ پر بٹھایا، اس سے اپنا اور اس کے بچوں کا حال دریافت کیا۔ اس شخص نے بتایا کہ آج رات اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔ گھر والوں نے مجھ سے گھی اور شہد مانگا ہے حالانکہ میرے پاس ایک ذرہ بھی نہیں۔ شیخ ابوبکر فرماتے ہیں، میں (اس کی یہ بات سن کر) پریشانی کی حالت میں سو گیا۔ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غمگین کیوں ہے علی بن عیسیٰ خلیفہ کے وزیر کے پاس جا، اس کو سلام دے اور یہ نشانی دے کہ تو ہر جمعہ کی رات مجھ پر ہزار مرتبہ درود پڑھنے کے بعد سوتا ہے، اس جمعہ کی رات تو نے مجھ پر سات سو مرتبہ درود پڑھا، خلیفہ کا ایلچی آیا اور تجھے بلا کر لے گیا، پھر واپس آ کر تو نے مجھ پر درود پڑھا حتیٰ کہ تو نے ہزار مرتبہ مکمل کر لیا (اس کو کہہ) کہ سو دینار مولود کے باپ کو عطا کر، تا کہ وہ اپنی ضرورت پوری کرے، ابوبکر بن مجاہد المقری نومولود کے والد کے ساتھ اٹھے، وزیر کے دروازہ پر پہنچے، ابوبکر نے وزیر کو کہا، اس آدمی کو تیری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے، وزیر خوشی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی جگہ پر بٹھایا اور پورا قصہ دریافت کیا اس کو تمام خواب سنایا، وزیر خوش ہوا اور اپنے غلام کو تجوری نکالنے کا حکم دیا اس نے سو دینار وزن کیے اور نومولود کے باپ کو دے دیئے پھر اس نے سو دینار وزن کیے تا کہ الشیخ ابوبکر کو عطا کرے، مگر انہوں نے لینے سے انکار کر دیا وزیر نے کہا، جناب اس سچی خبر کی بشارت دینے پر مجھ سے لے لو، یہ میرا اور اللہ تعالیٰ کا ایک راز تھا اور تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

فرستادہ ہے۔ پھر اس نے سو دینار وزن کیے اور کہا، یہ اس خوشی میں لے لو کہ رسول اللہ ﷺ کو میرے ہر جمعہ کی رات کے درود کا علم ہے پھر اس نے سو دینار وزن کیے اور کہا، یہ لے لو، یہ تمہاری اس تھکاوٹ کے لیے ہے جو تم نے ہماری طرف آنے پر برداشت کی ہے، وہ یکے بعد دیگرے سو سو دینار وزن کرتا رہا حتیٰ کہ ہزار دینار وزن کیے، مگر اس آدمی نے کہا، میں صرف وہ لوں گا جن کا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔

ابو عبد اللہ بن النعمان نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے عبد الرحیم بن عبد الرحمٰن بن احمد کو یہ فرماتے سنا کہ حمام میں گرنے کی وجہ سے میرے ہاتھ پر موچ آگئی میرا ہاتھ سوج گیا، میں نے درد کے ساتھ رات گزاری، خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے پکارا، یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا، اے بیٹے، تیرے درود بھیجنے نے مجھے بے چین کر دیا۔ میں صبح اٹھا تو نبی کریم ﷺ کی برکت سے درد اور سوج وغیرہ ختم ہو چکی تھی۔

العتبی سے حکایت کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں، میں نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک اعرابی آیا اور عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ! میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ (النساء) سنا ہے (جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو تیرے پاس آئیں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں اور رسول (مکرم) بھی ان کے لیے مغفرت طلب کریں، تو وہ اللہ (تعالیٰ) کو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا پائیں گے) میں آپ کے پاس اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہوئے آیا ہوں۔ اپنے رب کے حضور آپ کو سفارشی بنا کر آیا ہوں۔ اور یہ شعر کہے

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهُ   فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ   فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

”اے بہتر ان تمام سے جن کے جسم نرم زمین میں دفن ہوئے، ان کی خوشبو سے ٹیلے اور میدان معطر ہو گئے۔ میری جان قربان ہو جائے اس قبر پر جس میں آپ رہائش پذیر

ہیں، اور جس میں پاکیزگی اور جود و کرم ہے۔

پھر وہ چلا گیا، مجھے نیند آ گئی، خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عتبی، اعرابی کو جا کر مل اور اسے خوشخبری دے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی ہے"۔

اسی طرح ابن بشکوال نے محمد بن حرب الباہلی کی حدیث سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں، میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوا قبر انور کے پاس پہنچا۔ ایک اعرابی اپنے اونٹ سے اترا پھر اسے بٹھا کر باندھ دیا پھر قبر شریف کے پاس آیا، بڑے خوبصورت انداز میں سلام عرض کیا اور دعا مانگ پھر عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی وحی کے ساتھ خاص فرمایا، آپ پر کتاب نازل فرمائی، پھر اس میں آپ کے لیے اولین و آخرین کے علم کو جمع فرمایا۔ اس نے اپنی کتاب میں فرمایا اور اس کا فرمان حق ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ ، اپنے رب کے حضور تجھے شفیع بنا کر آیا ہوں، شفاعت کا اس نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے۔ پھر وہ اعرابی قبر شریف کی طرف متوجہ ہوا اور سابقہ دو اشعار پڑھے اور ان کے درمیان مندرجہ ذیل شعر زیادہ کہا ؎

اَنْتَ النَّبِيُّ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ

"آپ ہی وہ نبی ہیں جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے، پل صراط پر گزرنے کے وقت، جب قدم ڈگمگائیں گے"۔

پھر وہ اپنی سواری پر سوار ہو کر چلا گیا۔ مجھے کوئی شک نہیں ان شاء اللہ وہ مغفرت سے سرفراز کیا گیا ہے۔ اس طرح کا واقعہ بیہقی نے "شعب الایمان" میں ذکر کیا ہے۔

چند فوائد پر ہم چوتھے باب کو ختم کرتے ہیں۔

پہلا فائدہ

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قبر شریف پر آ کر سلام پیش کرنے والے کا جواب عطا

فرماتے ہیں یا ہر امتی کا خواہ کہیں بھی ہو اس کا جواب عطا فرماتے ہیں۔

ابی عبدالرحمٰن المقری سے مروی ہے کہ صرف زیارت کی حالت میں سلام پیش کرنے والے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب مرحمت فرمانا مختص ہے، مصنف فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں اس قول میں نظر ہے کیونکہ حدیث مذکور عموم پر دلالت کرتی ہے۔ پس تخصیص کا دعویٰ دلیل کا محتاج ہے خصوصاً اسی مفہوم کے شواہد بھی کثرت سے موجود ہیں۔ اس طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب قبر انور کی زیارت کے لیے آنے والے کا جواب جائز ہے تو تمام آفاق سے سلام بھیجنے والے کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب عطا فرمانا بھی جائز ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے

اَلَا اَيُّهَا الْغَادِیُ اِلٰى يَثْرِبَ مَهْلًا لِتَحْمِلَ شَوْقًا مَا اُطِيْقُ حَمْلًا

''اے وادیٔ یثرب کے مسافر! ذرا ٹھہر جا، تاکہ تو میرے ان جذبات کو لے جائے جن کو میں اپنے دل میں برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا''۔

تَحَمَّلْ دَعَاكَ اللّٰهُ مِنِّیْ تَحِيَّةً وَ بَلِّغْ سَلَامِیْ رُوْحَ مَنْ طَيِّبَهٗ حلا

''اللہ تعالیٰ تیری نگہبانی فرمائے میرا سلام لے جا اور طیب طاہر روح کو میرا سلام پہنچا''۔

وَقِفْ عِنْدَ ذَاكَ الْقَبْرِفِی الرَّوْضَةِ الَّتِیْ تَكُوْنُ يَمِيْنًا لِلْمُصَلِّیْ اِذَا صَلّٰى

''اور تو اس قبر انور کے پاس ٹھہر جو اس روضہ میں ہے جو نمازی کی دائیں جانب ہوتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے''۔

قُمْ خَاضِعًا فِیْ مَهْبِطِ الْوَحْیِ خَاشِعًا وَ خَفِّضْ هُنَاكَ الصَّدْرَ وَاسْمَعْ لِمَا يُتْلٰى

''انوار وحی کے مہبط میں جھک کر کھڑا ہو اور اپنے سینہ کو پست کر اور کان لگا کر سن جو پڑھا جا رہا ہے''۔

وَ نَادِ سَلَامَ اللّٰهِ يَا قَبْرَ اَحْمَدَ عَلٰى جَسَدٍ لَمْ يَبْلَ قَبْلُ وَلَا يَبْلٰى

''اور عرض کر اے قبر احمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام ہو اس جسم اطہر پر جو نہ پہلے بوسیدہ ہوا اور نہ

بعد میں بوسیدہ ہوگا''۔

تَرَانِیْ اُرَاِنیْ عِنْدَ قَبْرِکَ وَاقِفًا یُنَادِیْکَ عَبْدٌ مَا لَهٗ غَیْرُکُمْ مَوْلٰی

''آپ کی قبر انور کے پاس کھڑا ہو کر آپ کو ایسا غلام پکار رہا ہے جس کا آپ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں''۔

تَسْمَعُ عَنْ قُرْبٍ صَلَاتِیْ کَمِثْلِ مَا تُبَلَّغُ عَنْ بُعْدٍ صَلَاۃُ الَّذِیْ صَلّٰی

''آپ قریب سے میرے درود کو خود سنتے ہیں جیسے دور سے درود بھیجنے والے کا درود آپ کو پہنچایا جاتا ہے''۔

اُنَادِیْکَ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ وَالَّذِیْ بِهٖ خَتْمُ النَّبِیِّیْنَ وَالرُّسُلَا

''اے ساری مخلوق سے بہتر اے وہ ذات جس کے ساتھ انبیاء و مرسلین کا سلسلہ ختم ہوا، میں آپ سے عرض کر رہا ہوں آپ کو پکارتا ہوں''۔

نَبِیُّ الْهُدٰی لَوْلَاکَ لَمْ یُعْرَفِ الْهُدٰی وَلَوْلَاکَ لَمْ نَعْرِفْ حَرَامًا وَلَا حِلَا

''اے ہدایت کے نبی! اگر آپ کی ذات نہ ہوتی تو ہدایت کا کسی کو تعارف ہی نہ ہوتا اور اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں حرام و حلال کا بھی پتہ نہ ہوتا''۔

وَلَوْلَاکَ لَا وَاللّٰهِ مَا کَانَ کَائِنٌ وَلَمْ یَخْلُقِ الرَّحْمٰنُ جَزْءًا وَ کُلًّا

''اور اگر آپ نہ ہوتے تو خدا کی قسم! نہ ماضی ہوتا نہ حال و مستقبل، اور رب رحمٰن جز و کل کو پیدا ہی نہ کرتا''۔

دوسرا فائدہ

دوسرا فائدہ ارمت کی تحقیق میں ہے

حدیث شریف اَرَمْتَ ہمزہ اور راء کے فتحہ، میم کے سکون اور ت کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ بروزن ضربت، الخطابی فرماتے ہیں یہ اصل میں ارممت تھا ای صرت رمیا، پس ایک میم کو حذف کر دیا، یہ بعض عربوں کی لغت ہے جیسے کہتے ہیں ظلت افعل اصل میں ظللت تھا اس کی اور بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں، دوسرے علماء فرماتے ہیں یہ ہمزہ اور راء کے فتحہ میم

مشدد اور ت کے سکون کے ساتھ ہے ای ارمت اعظام بعض نے کہا ہے کہ یہ ہمزہ کے ضمہ، راء کے کسرہ کے ساتھ مروی ہے بعض نے دوسری بھی کئی حرکات لکھی ہیں، واللہ ورسولہ اعلم۔

تیسرا فائدہ

تیسرا فائدہ درود کی کثرت کی مقدار کی تحقیق میں ہے

حدیث پاک میں گزرا ہے اَكْثِرُوْا کثرت سے مجھ پر درود پڑھو، ابو طالب المکی صاحب القوت میں فرماتے ہیں کثرت کی کم از کم مقدار تین سو مرتبہ درود پڑھنا ہے مگر میں ابھی تک اس کی سند پر آگاہ نہیں ہوا۔ ہوسکتا ہے انہوں نے کسی نیک آدمی سے سنا ہو یا تجربہ سے یا اس کے علاوہ کسی خاص وجہ سے کہا ہو، یہ ہوسکتا ہے کہ ابو طالب کا تعلق ان علماء سے ہو جو کثرت کی کم از کم مقدار تین سو تصور کرتے ہیں جیسا کہ "متواتر" میں ان کا قول ہے کہ کم از کم مقدار میں جس سے تواتر ثابت ہوتا ہے وہ تین سو دس اور کچھ اوپر ہے۔ یہاں کسر کو چھوڑ دیا ہو اور تین سو کو باقی رکھا ہو۔

چوتھا فائدہ

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ انسان کے لیے یہ شرف کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا نام بھلائی کے ساتھ ذکر کیا جائے۔

اسی مفہوم کو ایک شاعر نے یوں قلمبند کیا ہے۔

وَمَنْ خَطَرَتْ مِنْهُ بِبَالِكَ خَطْرَةٌ حَقِيْقٌ بِاَنْ يَسْمُوْ وَ اَنْ يَتَقَدَّمَا

"جس کی یاد تیرے دل میں آجائے وہ بلندی و ترقی کے لائق ہے"۔

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

اَهْلًا بِمَا لَمْ اَكُنْ اَهْلًا لِمَوْقِعِهٖ قَوْلُ الْمُبَشِّرِ بَعْدَ الْيَاْسِ بِالْفَرَجِ

لَكَ الْبِشَارَةُ فَاخْلَعْ مَا عَلَيْكَ فَقَدْ ذُكِرْتَ ثُمَّ عَلٰى مَا فِيْكَ مِنْ عِوَجِ

"مایوسی کے بعد خوشخبری دینے والے کا ایسا قول مبارک ہو جس کا میں اہل نہ تھا، تجھے بشارت ہو، اپنی مایوسیاں اتار دے کیونکہ تیری کوتاہیوں کے باوجود تجھے یاد کیا گیا ہے"۔

مصنف فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں، الشیخ احمد بن ارسلان اور ان کے علاوہ معتبر اولیاء کرام میں سے بعض نے مجھے بتایا، اللہ تعالیٰ ہمارا اور اس کا خاتمہ نیکوں میں کرے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ یہ کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سامنے رکھ دی۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمادی، یہ سن کر میری خوشی بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی قبولیت کی اور دارین کے مزید ثواب کی مجھے امید لگ گئی۔

اے مخاطب! اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیفیت احسان میں ہو کر کثرت سے درود پڑھ اور دل وزبان سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ درود بھیج، تیرا درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچتا ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور میں ہوتے ہیں اور تیرا نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر پیش کیا جاتا ہے۔

پانچواں فائدہ

پانچواں فائدہ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا کے قول کی تحقیق میں ہے۔

صاحب ''سلاح المومن'' فرماتے ہیں: لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا ''یعنی میری قبر کو عید نہ بناؤ'' اس بات کا احتمال رکھتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قبر انور کی کثرت سے زیارت کرنے پر ابھار رہے ہیں کہ تم میری قبر پر عید کی طرح سال میں صرف دو مرتبہ نہ آؤ جیسے وہ دو مرتبہ آتی ہے۔ اس احتمال کی تائید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ''لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا'' یعنی اپنے گھروں میں نماز ترک نہ کرو جیسے قبروں میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔ اس قول و احتمال میں نظر ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبر کو مسجد نہ بنانے کی طرف حدیث کے آخر میں اشارہ فرمایا ہے۔

یا لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا سے مراد یہ ہے کہ اجتماع کی حیثیت سے میری قبر کو عید نہ بناؤ جیسے عید پر اجتماع کیا جاتا ہے، باب کی احادیث میں اس احتمال کے قریب کا مفہوم گزر چکا ہے بعض شارحین ''المصباح'' کا کہنا ہے کہ یہاں کچھ کلام محذوف ہے اصل میں لَا تَجْعَلُوْا

زِيَارَةَ قَبْرِيْ عِيْدًا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کی زیارت عید کے اجتماع کی صورت میں نہ کرو۔ یہود ونصاریٰ، اپنے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور کی زیارت کے لیے جمع ہوتے اور لہو ولعب میں مشغول ہو جاتے۔ اسی لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو ایسی حرکت سے منع فرمایا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منع فرمانا امت سے مشقت دور کرنے یا قبر شریف کی تعظیم میں حد سے تجاوز کرنے کے لیے بھی ہوسکتا ہے۔ مصنف فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت سی ایسی احادیث موجود ہیں جو قبر شریف کی زیارت پر برانگیختہ کرتی ہیں اور رغبت دلاتی ہیں۔ اگر یہ احادیث نہ بھی ہوتیں تو بھی صادق ومصدوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زائر کے لیے شفاعت کے وجوب اور اس کے علاوہ نوازشات کا وعدہ، قبر شریف کی زیارت پر رغبت دلانے کے لیے کافی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اب تک ائمہ کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کرنا افضل القربات میں سے ہے۔

ابوالحسن السبکی اپنی کتاب ''شفاء الاسقام'' میں فرماتے ہیں کہ ائمہ کی ایک جماعت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ ''یعنی کوئی مسلم مجھ پر درود نہیں بھیجتا مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو ادھر متوجہ فرما دیتا ہے'' پر اعتماد کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے مستحب ہونے کا قول کیا ہے، اور یہ اعتماد صحیح ہے کیونکہ زائر جب سلام عرض کرتا ہے تو اسے قریب سے جواب ملتا ہے۔ یہ ایک فضیلت ہے اور مطلوب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ فضیلت بار بار اور نئے نئے انداز میں عطا فرمائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ''لَا تَتَّخِذُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا'' اس کے مفہوم کو متعین کرنے میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ بخاری نے ایک عنوان ''کراھۃ الصلاۃ فی المقابر'' باندھا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ اپنے گھروں کو ان قبور کی طرح نہ بناؤ جن میں نماز مکروہ ہوتی ہے۔ دوسرے علماء فرماتے ہیں، اس کا معنی ہے کہ اپنی نفلی نمازیں اپنے گھروں میں پڑھو اور انہیں قبور نہ بناؤ کیونکہ بندہ

جب مر جاتا ہے اور قبر میں چلا جاتا ہے تو نہ نماز پڑھتا ہے اور نہ کوئی اور عمل کرتا ہے۔ یہ معنی و مفہوم ظاہر ہے، ابن اثیر نے فرمایا، یہ اوجہ ہے۔ ابن فرقول نے ''المطالع'' میں اسی مفہوم کو اولیٰ لکھا ہے اور فرماتے ہیں اس کے اولیٰ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دوسری حدیث میں ''اِجْعَلُوْا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا'' کے الفاظ آئے ہیں۔

ابن التین فرماتے ہیں، بخاری نے اس کی تاویل ''کراھۃ الصلاۃ فی المقابر'' سے کی ہے اور دوسرے علماء نے گھروں میں نماز کے مستحب ہونے کے ساتھ تاویل کی ہے کیونکہ مردے نماز نہیں پڑھتے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مردوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں یعنی قبور میں نماز نہیں پڑھتے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ گھروں میں مردوں کو دفن کرنے سے منع کیا جا رہا ہو۔ ہمارے شیخ نے اسی احتمال کو تقویت دی ہے اور فرماتے ہیں، یہی مفہوم، حدیث کے ظاہری الفاظ کا ہے۔ لیکن الخطابی نے فرمایا، یہ احتمال کوئی قابل التفات چیز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حیات کے بعد اپنے گھر میں مدفون ہوئے۔ کرمانی نے خطابی کی اس توجیہ کا تعاقب کیا ہے اور فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے حجرۂ مقدسہ میں مدفون ہونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے کیونکہ حدیث میں ہے: مَا قُبِضَ نَبِيٌّ اِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ ''ہر نبی اپنی جگہ پر دفن ہوتا ہے''۔

الخطابی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے گھروں کو صرف سونے کے مقام نہ بناؤ جن میں نماز نہیں پڑھی جاتی کیونکہ نیند موت جیسی ہوتی ہے اور میت نماز نہیں پڑھتا۔

التوریشی، مذکورہ تینوں احتمالات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ہو سکتا ہے یہ مطلب ہو کہ جو اپنے گھر میں نماز نہیں پڑھتا وہ اپنے آپ کو میت کی طرح بناتا ہے اور اس کا گھر قبر کی مانند ہے۔ حدیث میں وارد ہے وہ بھی اس قول کی تائید کرتا ہے۔ مسلم شریف میں ہے کہ وہ گھر جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ گھر جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا جاتا وہ زندہ اور مردہ کی مثل ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم

چھٹا فائدہ

چھٹا فائدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی دائمی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی دائمی ہے اور یہ عادۃً بھی محال ہے کہ اس ذات کا وجود ہی نہ ہو جس پر صبح وشام سلام پیش کیا جارہا ہو۔

ہم ایمان رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو نہ زمین نے کھایا اور نہ قیامت تک کھائے گی، اس پر علماء کا اجماع ہے۔ بعض علماء نے شہداء اور مؤذنین کی زندگی کا بھی اضافہ فرمایا ہے اور یہ ہے بھی صحیح کہ بہت سے علماء شہداء سے پردہ اٹھایا گیا تو ان کے جسم بلکہ خوشبو بھی متغیر نہ ہوئی تھی اور یہ یقینی بات ہے کہ انبیاء کرام شہداء سے افضل ہیں۔ امام بیہقی نے ''حیاۃ الانبیاء فی قبورھم'' کے عنوان سے ایک جز لکھا ہے، گزشتہ قول اور حدیث انس ''اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ''، ''یعنی انبیاء زندہ ہیں اپنی قبور میں نمازیں ادا فرماتے ہیں'' سے استدلال فرمایا ہے۔ یہ حدیث انہوں نے یحییٰ بن ابی بکیر سے روایت کی ہے اور یحییٰ بن بکیر صحیح کے رجال جیسے ہیں یحییٰ نے المستلم بن سعید سے روایت کی ہے، ان کی احمد نے توثیق کی ہے اور ابن حبان نے بھی ثقہ کہا ہے۔ المستلم نے الحجاج بن الاسود، جو ابن ابی زیاد البصری ہیں، سے روایت کی ہے۔ احمد اور ابن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے، الحجاج نے الثابت البنانی سے روایت کی ہے اور الثابت نے حضرت انس سے روایت کی ہے ابو یعلیٰ نے بھی روایت کی ہے، اسی طرح البزاز نے بھی روایت کی ہے لیکن اس کی سند میں عن حجاج الصواف ہے اور یہ وہم ہے درست حجاج بن الاسود ہے جیسا کہ امام بیہقی نے اپنی روایت میں تصریح کی ہے بیہقی نے اس کو صحیح کہا ہے، اسی طرح بیہقی نے حسن بن قتیبہ عن المستلم کے طریق سے بھی روایت کی ہے۔ اسی طرح البزاز اور ابن عدی نے بھی روایت کی اور حسن ضعیف ہے، بیہقی نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ جو کوفہ کے فقہاء میں سے تھے، عن ثابت کی روایت سے بھی دوسرے الفاظ کے ساتھ تخریج کی ہے۔

قَالَ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَا يُتْرَكُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ بَعْدَ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَلٰكِنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ حَتّٰى يُنْفَخَ فِي الصُّوْرِ

"فرماتے ہیں، انبیاء اپنی قبور میں چالیس راتوں کے بعد نہیں رہتے لیکن اللہ تعالیٰ کے حضور نماز ادا کرتے ہیں حتیٰ کہ صور پھونکا جائے گا"۔

محمد، سوء الحفظ ہے الغزالی ثم الرافعی، نے ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے:

اَنَا اَكْرَمُ عَلٰى رَبِّيْ مِنْ اَنْ يَتْرُكَنِيْ فِيْ قَبْرِيْ بَعْدَ ثَلَاثٍ

"میں اپنے رب کے نزدیک اس بات سے مکرم ہوں کہ وہ مجھے قبر میں تین دن چھوڑے رکھے"۔

اس کی کوئی اصل نہیں ہے، مگر ہی ابن لیلی کی روایت سے شاید اخذ کی ہو۔ مگر یہ اخذ بھی اچھا نہیں ہے جیسا کہ ہمارے شیخ نے فرمایا ہے، کیونکہ ابن ابی لیلی کی روایت تاویل کے قابل ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو مراد ہوگی کہ انبیاء کرام نماز پڑھتے ہوئے اپنی قبور میں نہیں چھوڑے جاتے مگر صرف اتنی مقدار پھر وہ اپنے رب کے حضور میں نماز پڑھتے ہیں۔ فرماتے ہیں، پہلی حدیث کی شاہد، امام مسلم کی حماد بن سلمہ عن انس کی مرفوع روایت ہے، ارشاد فرمایا:

مَرَرْتُ بِمُوْسٰى لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ

"جس رات مجھے سیر کرائی گئی سرخ ٹیلے کے پاس، میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے"۔

ایک اور واسطہ سے بھی حضرت انس سے انہوں نے یہ حدیث روایت کی ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت ہے تو ہم کہیں گے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جسے امام مسلم نے عبد اللہ بن الفضل عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ کے طریق سے مرفوعاً روایت کیا ہے وہ اس حدیث کی شاہد ہے:

لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَعْنَى الْحَدِيْثِ وَفِيْهِ وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسٰى قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ رَجُلٌ مِنْ أَزْدِشَنُوْءَةَ وَ فِيْهِ إِذَا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شِبْهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَإِذَا إِبْرَاهِيْمُ قَائِمٌ يُصَلِّيْ أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ

''میں حطیم کعبہ میں کھڑا تھا اور قریش مجھ سے واقعہ معراج کے متعلق سوال کر رہے تھے، اسی میں ہے کہ میں نے اپنے آپ کو گروہ انبیاء میں پایا میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور عیسیٰ بن مریم قبیلہ شنوءہ کی طرح گھٹے جسم کے تھے، عروہ بن مسعود ان سے بہت مشابہ ہیں وہ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے حضرت ابراہیم کو دیکھا، کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ تمہارے صاحب یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ ہیں، پھر نماز کا وقت ہو گیا تو میں نے ان کی امامت کرائی''۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: أَنَّهُ لَقِيَهُمْ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات انبیاء کرام سے بیت المقدس میں ہوئی۔

ابی ذر اور مالک بن صعصعہ کی حدیث میں معراج کا قصہ بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمانوں میں انبیاء کرام کی جماعت سے ملاقات کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو کی اور انہوں نے آپ سے کلام کی یہ تمام صحیح ہیں۔ بعض، بعض کی مخالفت نہیں کرتیں، موسیٰ علیہ السلام کو کھڑے ہو کر قبر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کو بیت المقدس لے جایا گیا جیسے ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جایا گیا۔ پھر آپ نے وہاں تمام انبیاء کو دیکھا پھر انہیں آسمان کی طرف بلند کیا گیا جیسے ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی طرف بلند کیا گیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں انبیاء کرام کو دیکھا جیسا کہ آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے ان کا مختلف اوقات میں مختلف جگہوں میں موجود ہونا عقلاً بھی جائز ہے جیسا کہ مخبر صادق نے خبر دی ہے یہ تمام چیزیں حیات الانبیاء پر دلالت کرتی ہیں۔

حیات انبیاء کے دلائل میں سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ بھی ہے، ''یعنی جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کیے گئے انہیں مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں'' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہادت بدرجہ اتم حاصل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء کے گواہ ہیں۔ حضرت ابن عباس، ابن مسعود رضی اللہ عنہما وغیرہما نے تصریح فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت کے ساتھ وصال فرمایا۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَاْكُلُ الْاَرْضُ جَسَدَ مَنْ كَلَّمَ رُوْحَ الْقُدُسِ

''اس شخص کے جسم کو زمین نہیں کھاتی جس نے روح القدس سے کلام کی ہو''۔

یہ حدیث مرسل حسن ہے۔

اگر آپ کہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ زندگی کے دوام سے مناسبت نہیں رکھتا بلکہ اس سے تو ایک لمحہ سے بھی کم وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد زندگیاں اور متعدد وفاتیں لازم آئیں گی جیسا کہ پیچھے گزرا ہے کہ جس ذات پر صبح شام سلام پڑھا جارہا ہو اس کا وجود سے خالی ہونا محال ہے بلکہ ایک وقت میں کئی مرتبہ سلام پیش کیا جاتا ہے۔ الفا کہانی فرماتے ہیں اس حدیث پاک میں روح سے مراد نطق یعنی بولنا ہے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ میرا نطق لوٹا دیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی دائمی ہے لیکن زندگی کے لیے نطق لازمی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سلام کے وقت نطق لوٹا دیتا ہے۔ علاقہ مجازیہ ہے کہ نطق کے لوازمات میں سے روح کا وجود ہے اور روح کا لازم نطق کا وجود بالفعل یا بالقوۃ ہے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو متلازم چیزوں میں سے ایک کے ساتھ دوسری کو تعبیر فرمادیا۔ ان چیزوں میں سے جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ روح

صرف دو مرتبہ لوٹائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثۡنَتَيۡنِ وَ اَحۡيَيۡتَنَا اثۡنَتَيۡنِ ہے، جیسے کہ علماء نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان یُغَانُ عَلٰی قَلۡبِیۡ میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد وسوسہ یا اکتاہٹ نہیں اگرچہ غین کی اصل وہ چیز ہے جو دل پر چھا جائے اور اسے ڈھانپ لے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ شہود اور ذکر الٰہی اور مشاہدہ حق میں جو کمزوری آئی ہے اس کی طرف ان الفاظ سے اشارہ فرمایا جس مشاہدہ و ذکر الٰہی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت کی ادائیگی کے بوجھ کو برداشت کیا اور اپنے پروردگار اور اپنے خالق کی عبادت و طاعت پر ملازمت و مواظبت کے ساتھ ساتھ امانت کے بارگراں کو اٹھایا۔

قاضی عیاض نے شفا میں اس پر بڑی شرح و بسط سے کلام کی ہے۔ امام بیہقی نے جواب دیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوۡحِیۡ کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور دفن کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو لوٹا دیا کیونکہ سلام کرنے والے تو سلام پیش کرتے ہی رہتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک جسم اطہر میں ہمیشہ ہمیشہ قائم رہی، ورنہ ماننا پڑے گا کہ لحہ بہ لحہ لوٹائی اور نکالی جاتی ہے۔ بعض علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے، بغیر گھبراہٹ اور مشقت کے لوٹائی جاتی ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ روح سے مراد وہ مقرر فرشتہ ہے۔ السبکی الکبیر نے ایک دوسرا بڑا حسین جواب دیا ہے فرماتے ہیں: ہوسکتا ہے کہ یہاں لوٹانے سے مراد معنوی لوٹانا ہو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح شریفہ اس عالم سے مستغنی ہو کر حضرت الٰہیہ اور ملاء اعلی کے مشاہدہ میں مستغرق ہوتی ہے جب کوئی سلام پیش کرتا ہے روح شریفہ اس عالم کی طرف متوجہ ہوتی ہے تاکہ سلام عرض کرنے والے کے سلام کو قبول کرے اور پھر اس کا جواب دے۔ یہاں ہم نے پانچ جواب اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں۔ میرے نزدیک تیسرے جواب میں توقف ہے اور آخری جواب پر پھر ایک دوسری وجہ سے اعتراض ہوتا ہے وہ یہ کہ اس طرح تو روح شریفہ کا تمام زمانہ سلام کے جواب میں مستغرق رہنا لازم آتا ہے کیونکہ دنیا کے کونے کونے سے اتنے

لوگ ہر وقت سلام عرض کر رہے ہوتے ہیں جن کا شمار ہی نہیں ہو سکتا۔ میں اس کا جواب یہ دیتا ہوں کہ امور آخرت تک عقل کی رسائی نہیں ہے، احوال برزخ احوال آخرت کے زیادہ مشابہ ہے، واللہ و رسولہ اعلم

ساتواں فائدہ

ساتواں فائدہ ابن شہاب کے اثر کا معنی متعین کرنے میں ہے: یُؤَدِّیَانِ عَنْکُمْ دال مہملہ مشددہ کے کسرہ کے ساتھ ہے یعنی رات اور دن اس کو تمہاری طرف سے پہنچاتے ہیں اس میں ان ہمزہ مکسورہ کے ساتھ ہے۔

پانچواں باب

پانچواں باب مخصوص اوقات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود سلام عرض کرنے کے بارے میں ہے۔

جیسے وضو سے فارغ ہونے کے بعد، تیمم، غسل جنابت اور غسل حیض سے فارغ ہونے کے بعد، نماز کے اندر، نماز کے بعد، اقامت نماز کے وقت، صبح اور مغرب کے بعد، تشہد میں، قنوط میں، نماز تہجد کے لیے اٹھنے کے وقت، تہجد کے بعد، مساجد سے گزرنے، مساجد کو دیکھنے، ان میں داخل ہونے اور ان سے خارج ہوتے وقت، مؤذن کے جواب کے بعد، جمعہ کے دن، جمعہ کی رات، ہفتہ کے دن، اتوار، سوموار، منگل کے دن، جمعہ، عیدین کے خطبہ میں، استسقاء کسوفین کے بعد، جنازہ اور عید کی تکبیرات کے درمیان، میت کو قبر میں داخل کرنے کے وقت، شعبان کے مہینہ میں، کعبہ شریفہ کو دیکھتے وقت، صفا و مروہ پر چڑھتے وقت، تلبیہ، استلام حجر اور ملتزم سے فارغ ہونے کے وقت، عرفہ کی رات میں، مسجد خیف میں، مدینہ شریفہ کو دیکھنے کے وقت، قبر شریف کی زیارت اور اسے الوداع کہتے وقت، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آثار، راستوں اور آرام گاہوں کی زیارت کے وقت مثلاً بدر وغیرہا، ذبیحہ کے وقت، بیع، وصیت کی کتابت اور نکاح کے خطبہ کے وقت، دن کی دونوں طرفوں میں، سونے اور سفر کے ارادہ کے وقت، سواری پر سوار ہونے کے وقت، جس کو نیند کم آتی ہو، بازار یا دعوت کی طرف جاتے وقت، گھر میں داخل ہوتے وقت، خطوط کی ابتداء میں، بسم اللہ شریف کے بعد، غم تکلیف، شدت، فقر، غرق، طاعون کی تکلیف کے وقت، دعا کی ابتداء، درمیان اور آخر میں، اذان کی آواز سننے کے وقت، پاؤں شل ہو جانے کے وقت، چھینک مارنے اور بھولنے کے وقت، کسی چیز کو عمدہ پانے کے وقت، مولی کے کھانے کے وقت، گدھے کی آواز سننے کے وقت، گناہ سے توبہ کرنے کے وقت، ضروریات زندگی کے لاحق

ہونے کے وقت تمام حالات میں۔ اس شخص کے لیے جس پر تہمت لگائی گئی ہو حالانکہ وہ اس جرم سے بری ہو، بھائیوں کی ملاقات کے وقت، محفل برخاست اور محفل لگاتے وقت، ختم قرآن کے وقت، حفظ قرآن کے وقت، مجلس سے اٹھتے وقت، ہر اس جگہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کے لیے اجتماع کیا جائے، ہر کلام کی ابتداء میں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے وقت، علم پڑھاتے وقت، حدیث پڑھتے وقت، فتویٰ دیتے وقت، وعظ کرتے وقت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک لکھتے وقت، درود شریف کی کتابت کا ثواب اور جو اس سے غافل ہے اس کے متعلق جو کہا گیا ہے اور اس کے علاوہ اہم فوائد کا ذکر ہوگا۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا

وضو سے فارغ ہونے کے بعد

امام نووی نے ''الاذکار'' میں شیخ نصر سے وضو کے بعد درود پڑھنا نقل کیا ہے مگر کوئی حدیث ذکر نہیں فرمائی ہے۔ حالانکہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا فَرَغَ اَحَدُکُمْ مِنْ طُھُوْرِہٖ فَلْیَقُلْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ثُمَّ لِیُصَلِّ عَلَیَّ فَاِذَا قَالَ ذٰلِکَ فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ

''جب تم میں سے کوئی وضو سے فارغ ہو تو کلمہ شہادت پڑھے پھر مجھ پر درود پڑھے جب یہ پڑھے گا تو اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے''۔

اس حدیث کو ''کتاب الثواب'' اور ''فضائل الاعمال'' میں روایت کیا ہے اور ان کے طریق سے ابوموسی المدینی نے روایت کی ہے اس کی سند میں محمد بن جابر ہے اکثر محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں، یہ قوی نہیں ہے۔ علماء نے اس پر کلام کی ہے کہ مناکیر روایت کرتا ہے ہم نے تیمی کی ''ترغیب'' سے روایت کی ہے اس کی سند میں ''محمد'' نہیں ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔

اِذَا تَطَھَّرَ اَحَدُکُمْ فَلْیَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ یَطْھُرُ جَسَدُہٗ کُلُّہٗ وَاِنْ لَّمْ

يَذْكُرْ اَحَدُكُمْ اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى طُهُوْرِهٖ لَمْ يَطْهُرْ مِنْهُ اِلَّا مَا مَرَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ فَاِذَا فَرَغَ اَحَدُكُمْ مِنْ طُهُوْرِهٖ فَلْيَشْهَدْ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَيَّ فَاِذَا قَالَ ذٰلِكَ فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ

''جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے، یہ تمام جسم کو پاک کرتا ہے اگر تم میں سے کوئی وضو کے بعد اللہ کا ذکر نہیں کرے گا تو اس کا صرف وہی حصہ پاک ہوگا جس پر پانی گزر گیا۔ جب تم میں سے کوئی وضو سے فارغ ہو تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور اس کے رسول ہیں پھر مجھ پر اسے درود پڑھنا چاہیے جو ایسا کرے گا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے''۔

اس حدیث کی تخریج دار قطنی اور بیہقی نے کی ہے اور دونوں نے ضعیف قرار دی ہے اسی حدیث کو ابوبکر اسماعیلی نے اپنی ''جمع لحدیث الاعمش'' میں ان الفاظ میں روایت کیا ہے: اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُصَلِّ عَلَيَّ اس کی سند میں عمرو بن شمر ہے جو متروک ہے۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: یہ حدیث مشہور ہے اس کے کئی طرق ہے۔ عن عمر بن الخطاب و عقبہ بن عامر، ثوبان اور انس لیکن ان میں صلاۃ نہیں ہے۔ مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں، یہ حدیث اس طریق سے بھی ہے عن عثمان بن عفان و معاویہ بن قرہ عن ابیہ عن جدہ و البراء بن عازب و علی بن ابی طالب یہ دونوں سندیں ''دعوات للمستغفری'' میں ہیں۔ وابی سعید الخدری سے بھی مروی ہے۔

حضرت سہل بن سعید رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''اس کا وضو نہیں جس نے اپنے نبی پر درود نہ پڑھا''۔

اس کو ابن ماجہ اور ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے، اس کی سند ضعیف ہے اس کے بعض طرق میں کچھ زیادتی ہے۔

لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهٗ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

''اس کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں اور اس کا وضو نہیں جس نے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا''۔

اس کا معنی ہے کہ اسے کامل فضیلت حاصل نہ ہوئی، بسم اللہ شریف ہمارے نزدیک فضائل سے ہے، اس کے وجوب کا قول کرنے والے کا مجھے علم نہیں، مگر امام احمد کی ایک روایت میں آیا ہے، اسحاق بن راہویہ اور اہل ظاہر نے بھی وجوب کا قول کیا ہے، حدیث لَا وُضُوْءَ کا محمل وہی ہے جو پیچھے گزرا ہے اور لَا صَلَاةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ کی طرح ہے یعنی مسجد کے پڑوسی کی نماز کامل نہیں ہوتی مگر صرف مسجد میں۔

تیمم اور غسل کے بعد درود شریف پڑھنا

امام نووی نے تیمم، غسل جنابت اور غسل حیض وغیرہما کے بعد ''الاذکار'' میں درود پاک پڑھنے کے استحباب کی طرف اشارہ کیا ہے مگر کوئی دلیل ذکر نہیں فرمائی۔ واللہ ورسولہ اعلم

نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنا

ہم نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، جب نماز میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پیش کرنے کی آیت سے گزرے تو نمازی کو چاہیے کہ وہ ٹھہر جائے اور نفلی نماز میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے۔ یہ اسماعیل القاضی اور النمیری نے تخریج کی ہے ابوبکر بن ابی داؤد کی ''المصاحب'' میں الشعبی تک ضعیف سند کے ساتھ ہے کہ ان سے پوچھا گیا جب انسان نماز میں اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ (الاحزاب) پڑھے تو کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے، تو انہوں نے فرمایا ہاں۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب نمازی کسی ایسی آیت سے گزرے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو اگر نفلی نماز میں ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے۔ جو ہم نے شعبی سے روایت کیا ہے اس کا ظاہر فرضی و نفلی نماز میں درود پڑھنے کے استحباب پر دلالت کرتا ہے۔ جو وجوب کا قول کرتا ہے اس پر پڑھنا واجب ہے، قاری اور سامع کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا چاہیے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ نہیں پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ قولی رکن ہے اور رکن جب اپنے محل (یعنی تشہد) سے نقل ہو جائے تو نماز کے ابطال میں اختلاف ہے، واللہ ورسولہ اعلم

نماز کے بعد درود شریف پڑھنا

نماز کے بعد درود پڑھنے کا مقام ابو موسیٰ المدینی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور اس کے متعلق وہ حکایت لکھی ہے جو ابن بشکوال، ابو موسیٰ و عبد الغنی اور ابن سعد نے تحریر کی ہے تمام کی سند ابوبکر بن محمد بن عمر تک پہنچتی ہے فرماتے ہیں میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا کہ الشبلی آ گئے، ابوبکر بن مجاہد کھڑے ہو گئے اور معانقہ کیا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ ابوبکر بن محمد فرماتے ہیں، میں نے ابوبکر بن مجاہد سے عرض کی جناب! آپ نے شبلی کی اتنی کیوں تعظیم بجا لائی جب کہ بغداد کے تمام لوگ اسے دیوانہ کہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے تو ان کے ساتھ وہی سلوک کیا ہے جو میں نے ان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے، میں نے خواب میں دیکھا کہ شبلی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہوئے پھر ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! آپ نے شبلی کے ساتھ ایسا محبت بھرا سلوک کیوں فرمایا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یہ اس لیے کہ یہ ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ کی آیت پڑھتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اَنَّهٗ لَا يُصَلِّيْ صَلَاةً فَرِيْضَةً اِلَّا وَ يَقْرَءُ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الایہ وَيَقُوْلُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ یعنی یہ ہر فرضی نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ کی آیت تلاوت کرتا ہے اور تین مرتبہ "صلی اللہ علیک یا

محمد'' کہتا ہے۔

جب شبلی آئے تو میں نے پوچھا نماز کے بعد کیا پڑھتے ہو تو انہوں نے بھی یہی بتایا۔
ابن بشکوال نے ابو القاسم الخفاف کے طریق سے یہی حکایت لکھی ہے فرماتے ہیں میں ابو بکر کنیت والے شخص کے پاس قرآن پڑھتا تھا وہ اللہ کے ولی تھے اچانک ابو بکر شبلی، ابو الطیب کنیت والے شخص کے پاس آئے، یہ اہل علم میں سے تھے پھر یہی پورا قصہ ذکر کیا۔
اس کے آخر میں فرماتے ہیں، الشبلی مسجد ابو بکر بن مجاہد کی طرف چلے گئے جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو ابو بکر بن مجاہد اس کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ابن مجاہد کے دوستوں نے ان سے پوچھا تم علی بن عیسیٰ وزیر کے لیے کھڑے نہیں ہوئے اور شبلی کے لیے کھڑے ہو گئے ہو، ارشاد فرمایا، میں اس کے لیے تعظیم کے طور پر کھڑا کیوں نہ ہو جاؤں جس کی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے۔ میں نے نیند میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے ابو بکر کل تیرے پاس ایک آدمی آئے گا جو اہل جنت سے ہے جب وہ تیرے پاس آئے تو اس کی عزت و تکریم بجا لانا۔ ابن مجاہد نے فرمایا، جب اس کے بعد دو راتیں یا زیادہ گزری تھیں کہ میں نے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ اے ابو بکر تیری عزت فرمائے جیسے تو نے ایک جنتی آدمی کی عزت کی۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! شبلی نے آپ کے پاس یہ مقام کیسے پایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یہ ایسا شخص ہے جو پانچوں نمازوں کے بعد لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ کی آیت اسی سال سے تلاوت کرتا ہے، میں اس کی تعظیم کیوں نہ کروں۔ میں کہتا ہوں، حدیث ابی امامہ سے بھی ترغیب حاصل کی جا سکتی ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا:

مَنْ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ مِنِّیْ یَوْمِ الْقِیَامَةِ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَاجْعَلْ فِی الْمُصْطَفَیْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِی الْعَالِمِیْنَ دَرَجَتَهٗ وَفِی الْمُقَرَّبِیْنَ دَارَهٗ

''جو ہر فرض نماز کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ سے دعا مانگے قیامت کے دن میری اس کے لیے شفاعت ثابت ہے، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ عطا فرما اور اپنے چیدہ بندوں میں آپ کی محبت ڈال دے اور مقربین میں آپ کا گھر بنا اور تمام جہانوں میں آپ کا درجہ بلند فرما''۔

یہ حدیث الطبرانی نے ''الکبیر'' میں روایت فرمائی ہے، اس کی سند میں مطرح بن یزید ہے جو ضعیف ہے۔

اقامت کے وقت درود شریف پڑھنا

حضرت حسن بصری سے مروی ہے فرماتے ہیں، جس نے اس طرح کہا جس طرح موذن کہتا ہے پھر جب موذن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہتا ہے تو وہ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الصَّادِقَۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اَبْلِغْهُ دَرَجَةَ الْوَسِیْلَۃِ فِی الْجَنَّۃِ یہ دعا پڑھتا ہے تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میں داخل ہو جاتا ہے یا فرمایا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اسے حاصل ہو گی۔

اس اثر کو حسن بن عرفہ اور نمیری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ یُوْسُفَ بْنِ اَسْبَاطٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَمْ یَقُلْ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الْمُسْتَمِعَۃِ الْمُسْتَجَابِ لَھَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَزَوِّجْنَا مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ قُلْنَ الْحُوْرُ الْعِیْنُ مَا کَانَ اَزْھَدَكَ فِیْنَا

''یوسف بن اسباط سے مروی ہے فرمایا، مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب نماز کھڑی ہوتی ہے اور آدمی ''اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الْمُسْتَمِعَۃِ'' الی آخرہ کے الفاظ سے دعا نہیں مانگتا تو آہو چشم حوریں کہتی ہیں تو کتنا ہم سے دور ہو گیا ہے''۔

یہ دنیوری نے ''المجالسہ'' میں اور نمیری نے روایت کی ہے۔

صبح اور مغرب کے وقت درود پڑھنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِائَةَ صَلَاةٍ حِيْنَ يُصَلِّي الصُّبْحَ قَبْلَ اَنْ يَتَكَلَّمَ قَضَى اللّٰهُ لَهٗ مِائَةَ حَاجَةٍ يُعَجِّلُ لَهٗ مِنْهَا ثَلَاثِيْنَ وَ يَدَّخِرُ لَهٗ سَبْعِيْنَ وَفِي الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذَالِكَ قَالُوْا وَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى يَعُدَّ مِائَةً

”جس نے صبح کی نماز کے بعد کسی سے گفتگو کرنے سے پہلے سو مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری فرماتا ہے تیس جلدی اور ستر اس کے لیے ذخیرہ کی جاتی ہیں اور اسی طرح مغرب میں بھی پڑھے، صحابہ کرام نے پوچھا، یا رسول اللہ! کیسے آپ پر درود بھیجیں ارشاد فرمایا، ان الفاظ میں اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، حتیٰ کہ سو کی تعداد مکمل کر لے“۔

احمد بن موسیٰ الحافظ نے ضعیف سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے، اختصار کے ساتھ دوسرے باب میں بھی گزر چکی ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوہ پر گئے اور مجھ کو مدینہ طیبہ کا عامل مقرر فرما دیا اور فرمایا، اے علی! ان پر عمدہ طریقہ سے خلافت فرمانا اور ان لوگوں کی خبریں مجھے لکھ بھیجنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پندرہ دن ٹھہرے پھر واپس تشریف لے آئے، میں نے ملاقات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا، اے علی! میری طرف سے دو چیزیں محفوظ کر لے جو جبریل میرے پاس لائے ہیں: سحری کے وقت کثرت سے درود پڑھا کر اور مغرب کے وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کر اور اپنے لیے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے

کثرت سے استغفار کیا کر، بے شک سحر و مغرب رب تعالیٰ عز و جل کے گواہوں میں سے دو گواہ ہیں اس کی مخلوق پر۔

اس روایت کو سند ضعیف کے ساتھ ابن بشکوال نے ذکر کیا ہے۔

تشہد میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا

اس کے متعلق کعب، ابن مسعود، ابی مسعود کی احادیث پہلے باب میں گزر چکی ہیں۔ وہ تمام تشہد میں درود پڑھنے کے دلائل ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ تشہد سکھاتے تھے: اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ پھر نمازی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے۔

اس روایت کو دار قطنی وغیرہ نے موسیٰ بن عبیدہ الزبدی کے طریق سے نقل کیا ہے اور یہ ضعیف ہیں سنن ابی داؤد وغیرہا میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کے بغیر اصل حدیث ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ان سے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا اَلْمُلْكُ لِلّٰهِ، تمام جہاں کی بادشاہی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، وَالصَّلَوٰتُ ہر اس شخص کی صلاۃ جو اس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھی۔ اَلطَّيِّبَاتُ، ہر وہ عمل جو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے کیا گیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجیں۔ باقی کی بھی تفسیر بیان فرمائی ہے۔ ابن بشکوال نے ضعیف سند کے ساتھ تخریج کی ہے۔

حضرت ابن مسعود سے مروی ہے فرماتے ہیں، آدمی نماز میں تشہد پڑھے پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے پھر اپنے لیے دعا کرے۔

سعید بن منصور، ابوبکر بن ابی شیبہ اور الحاکم نے یہ روایت تخریج کی ہے اور اس کی سند قوی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں، ابوبکر، عمر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ میں بیٹھا تو پہلے اللہ تعالیٰ کی ثنا کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا اس کے بعد میں نے اپنے لیے دعا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سَلْ تُعْطَ'' مانگ تجھے دیا جائے گا۔ امام ترمذی نے حسن اور صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ حضرت ابن مسعود سے ہی مروی ہے کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہیں پڑھا اس کی نماز نہیں۔

یہ ابن عبدالبر نے ''التمہید'' میں روایت کی ہے دوسرے محدثین نے بھی حکایت کی ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بریدہ! جب تو اپنی نماز میں بیٹھے تو مجھ پر درود کو کبھی ترک نہ کر کیونکہ یہ نماز کی زکوٰۃ ہے اور سلام بھیج مجھ پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء اور رسل پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر۔ اس حدیث کو دار قطنی نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حضرت مقاتل بن حیان سے یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ کی تفسیر یوں مروی ہے کہ اقامت صلاۃ سے مراد اس کی محافظت کرنا، اس کو وقت پر ادا کرنا، اس میں قیام، رکوع اور سجود کرنا ہے اور آخری تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا ہے۔

اس تفسیر کو نمیری نے تخریج کیا ہے اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حکایت کی ہے۔ شعبی، جو کبار تابعین سے ہیں ان کا نام عامر بن شراحیل ہے، سے مروی ہے فرماتے ہیں، ہم تشہد سکھاتے تھے کہ جب مصلی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے پھر اپنی حاجت کا سوال کرے۔

یہ روایت بیہقی نے ''الخلافیات'' میں قوی سند کے ساتھ تخریج کی ہے۔ شعبی سے بیہقی نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ جس نے تشہد میں درود شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہ پڑھا اسے نماز لوٹانی چاہیے اس کی نماز نہ ہوئی۔ عقبہ فرماتے ہیں، شعبی سے یہ مروی ہونا ان کے اس قول کو باطل کرتا ہے کہ علماء نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کے وجوب کا قول نہیں کرتے جیسا کہ ان کا مذہب ہے۔

حجاج بن ارطاۃ عن ابی جعفر محمد بن علی بن حسین کی سند سے ہم نے روایت کیا ہے، جو شعبی کے مفہوم کا ہم معنی ہے، مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں، ابی جعفر کی خبر کی طرف اشارہ دارقطنی کے کلام میں آئے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِطُهُوْرٍ وَبِالصَّلَاةِ عَلَیَّ

''وضو اور مجھ پر درود پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی''۔

یہ حدیث دارقطنی اور البیہقی نے عن مسروق عنہا کے واسطہ تخریج کی ہے، اس کی سند میں ایک راوی عمرو بن شمر متروک ہے۔ اس نے یہ جعفر الجعفی سے روایت کی ہے وہ بھی ضعیف ہے، اس پر علماء کا اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں، عنہ عن ابی جعفر عن ابی مسعود۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يُحِبَّ الْاَنْصَارَ

''جس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز نہیں جسے انصار سے محبت نہیں اس کی نماز نہیں''۔

اس حدیث کو ابن ماجہ اور دارقطنی نے اپنی اپنی سنن میں روایت کیا ہے، الطبرانی نے اپنی معجم میں، المعمری نے اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے اور الحاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے اور فرمایا، یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر نہیں ہے کیونکہ انہوں نے عبدالمہیمن سے کوئی حدیث تخریج نہیں کی۔ دارقطنی نے اس حدیث کی تخریج کے بعد لکھا ہے کہ عبدالمہیمن قوی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں الطبرانی اور ابو موسیٰ المدینی نے ان کے بھائی ابی بن عباس بن سہل عن ابیہ عن جدہ کی روایت سے تخریج کی ہے اور المجد الشیرازی نے اسے صحیح کہا ہے مگر اس میں نظر ہے یہ عبدالمہیمن کی روایت سے معروف ہے ابو مسعود الانصاری البدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰی صَلَاۃً لَمْ یُصَلِّ فِیْھَا عَلَیَّ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِیْ لَمْ تُقْبَلْ مِنْہُ

”جس نے نماز پڑھی مگر اس میں مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ پڑھا تو اس کی نماز قبول نہیں“۔

دارقطنی اور بیہقی نے جابر الجعفی کے طریق سے روایت کی ہے اور دونوں نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے۔

حضرت ابومسعود سے موقوفاً مروی ہے فرماتے ہیں، اگر میں نماز پڑھوں اور اس میں آل محمد پر درود نہ پڑھوں تو میں سمجھتا ہوں کہ میری نماز مکمل نہیں ہوئی۔ اس کو بھی دارقطنی اور بیہقی نے جابر کے طریق سے تخریج کیا ہے۔ الدارقطنی نے اس کے موقوف ہونے کو درست کہا ہے فرمایا، بہتر ابی جعفر محمد ابن علی بن حسین کے قول سے ہے۔ میں کہتا ہوں اس کو جابر الجعفی نے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث بتایا ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

واللہ ورسولہ اعلم

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ نماز میں دعا مانگ رہا ہے مگر نہ اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، اس نے جلدی کی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے بلایا اور اسے یا کسی غیر کو فرمایا، جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھے اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے۔ اس حدیث کو ابوداؤد، الترمذی نے روایت کیا ہے، ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ اسی طرح ابن خزیمہ، ابن حبان اور الحاکم نے روایت کی ہے حاکم نے ایک جگہ فرمایا، یہ مسلم کی شرط پر ہے اور دوسری جگہ فرمایا، بخاری و مسلم دونوں کی شرط پر ہے اور میں اس کی کوئی علت نہیں جانتا۔ نسائی نے بھی تخریج کی ہے مگر اس کے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجَّلَ ھٰذَا الْمُصَلِّیْ ثُمَّ اَعْلَمَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَمِعَ رَجُلًا یُصَلِّیْ فَمَجَّدَ اللّٰہَ وَ

حَمِدَهٗ وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللّٰہَ تُجَبْ سَلْ تُعْطَ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس نمازی نے جلدی کی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آداب دعا سکھائے۔ پھر ایک آدمی کو سنا کہ اس نے پہلے اللہ تعالیٰ کی بزرگی و حمد بیان کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سے مانگو تمہاری دعا قبول کی جائے گی، سوال کرو عطا کیے جاؤ گے''۔

ترمذی کے الفاظ یہ ہیں:

سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَدْعُوْ فِیْ صَلَاتِہٖ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجَّلَ ھٰذَا ثُمَّ دَعَاہُ فَقَالَ لَہٗ اَوْ غَیْرَہٗ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَبْدَاْ بِتَحْمِیْدِ اللّٰہِ وَالثَّنَاءِ عَلَیْہِ ثُمَّ لِیُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لْیَدْعُ بَعْدَہٗ بِمَا شَاءَ

ترجمہ گزر چکا ہے۔

ترمذی کی ایک اور روایت میں جو الطبرانی، ابن بشکوال نے بھی روایت کی ہے اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن اس میں رشدین بن سعد ہے اس کی حدیث مقبول ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا اِذَا دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اِذَا صَلَّیْتَ فَقَعَدْتَّ فَاحْمَدِ اللّٰہَ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ صَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُہٗ قَالَ ثُمَّ صَلّٰی رَجُلٌ اٰخَرُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ ادْعُ تُجَبْ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص آیا نماز پڑھی پھر دعا کی، اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے نمازی! تو نے جلدی کی ہے جب تو نماز پڑھے اور تشہد بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کر جس کا وہ اہل ہے پھر مجھ پر درود پڑھ پھر دعا مانگ۔ فرمایا، پھر اس کے بعد دوسرے شخص نے نماز پڑھی اللہ تعالیٰ کی حمد کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے نمازی دعا مانگ تیری دعا قبول کی جائے گی''۔

ایک روایت میں ''سَلْ تُعْطَ'' کے لفظ ہیں، میں کہتا ہوں مجھے اس شخص کے نام پر آگاہی نہیں ہوئی، وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ۔

حضرت عقبہ بن نافع سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے حضرت ابن عمر کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی وہ آہستہ آہستہ قراءت کرنے لگے میں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! تم نماز میں ایک ایسا کام کرتے ہو جو ہم نہیں کرتے فرمایا، وہ کیا۔ میں نے کہا، تم آہستہ قراءت کر رہے ہو۔ ہم ائمہ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور قراءت نہیں کرتے۔ ابن عمر نے کہا، ان کے ساتھ جو نماز پڑھتا ہے اس کو بتادے کہ نماز قراءت تشہد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کے سوا نہیں ہوتی۔ اگر تو نماز میں ان میں سے کوئی چیز بھول جائے تو سلام کے بعد دو سجدے کر۔ اس اثر کو الحسن بن شبیب المعمری نے ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں تخریج کیا ہے اور ان کے طریق سے جید سند کے ساتھ ابن بشکوال نے روایت کی ہے۔

حضرت طلحہ بن مصرف سے مروی ہے کہ وہ تشہد کے بعد یہ دعا مانگتے تھے۔

اَعْبُدُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَلَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُهٗ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَدْعُو اللّٰهَ اَوْ اَدْعُو الرَّحْمٰنَ وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ رَبِّ اَسْاَلُكَ رِضْوَانَكَ وَالْجَنَّةَ رَبِّ

ارْضَ عَنِّيْ وَارْضِنِيْ وَادْخِلْنِي الْجَنَّةَ وَ عَرِّفْهَا اِلَيَّ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِي الْكَثِيْرَةَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعَهَا كُلَّهَا وَ تُبْ عَلَيَّ وَ قِنِيْ عَذَابَ النَّارِ رَبِّ ارْحَمْ وَالِدَيَّ كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ اِنَّكَ تَعْلَمُ مُنْقَلَبَهُمْ وَمَثْوَاهُمْ

''میں اللہ رب العزت کی عبادت کرتا ہوں، اس کا کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ اللہ میرا رب ہے میں اس کا بندہ ہوں، اے میرے رب مجھے شکر گزاروں سے کر، تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہے میں اللہ سے دعا کرتا ہوں یا فرمایا، میں رحمٰن سے دعا کرتا ہوں۔ میں تجھ سے تیرے تمام اسمائے حسنٰی کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں تیری ذات پاک ہے تو درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر جیسے تو نے درود بھیجا ابراہیم پر بے شک تو حمید و مجید ہے اور سلام ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اللہ کی رحمت ہو، اے میرے رب! میں تجھ سے تیری رضا اور جنت کا سوال کرتا ہوں، اے رب! تو مجھ سے راضی ہو اور مجھ کو راضی کردے اور مجھے جنت میں داخل فرما اور اسے میرے لیے معروف کر، اے میرے رب! میرے بہت سے گناہ معاف فرما، اے میرے رب! میرے تمام گناہ معاف فرما مجھ پر نظر کرم فرما، آگ کے عذاب سے مجھے نجات دے، اے میرے رب! میرے والدین پر رحم فرما جیسے بچپن میں انہوں نے مجھے پالا۔ اے میرے رب میری مغفرت فرما، تمام مومن مردوں اور عورتوں کی جس دن حساب قائم ہو، تو ان کے لوٹنے کی جگہیں اور رہائش گاہیں جانتا ہے''۔

اس روایت کو نمیری نے تخریج کیا ہے۔

پہلے تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم

آخری تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے حکم میں ہماری کلام مقدمہ میں گزر چکی ہے اور ابھی پہلے تشہد میں کلام کرنا باقی ہے۔ اس میں بھی اختلاف ہے، امام شافعی

''الام'' میں فرماتے تشہد اول میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسام پر درود پڑھا جائے یہی ان کا مشہور اور جدید مذہب ہے، لیکن مستحب ہے واجب نہیں ہے۔ امام شافعی کا قدیم مذہب یہ تھا کہ پہلے تشہد میں تشہد سے زیادہ نہ پڑھے، یہ المزنی نے ان سے روایت کی ہے اور ان کے اکثر اصحاب نے اسے صحیح کہا ہے۔

امام احمد، امام ابوحنیفہ اور امام مالک وغیرہم کا بھی یہی مذہب ہے۔ پہلے مذہب کے قائلین کی دلیل گزشتہ حدیث کا عموم ہے اور دوسرا آیت میں درود وسلام دونوں کا اکٹھا پڑھنے کا حکم ہے، پس معلوم ہوا کہ نمازی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجتا ہے تو درود بھی اس کے لیے مشروع ہے۔ لیکن اس میں نظر ہے اس کی توجیہ مقدمہ میں بھی گزر چکی ہے۔ دوسرے مذہب کے قائلین کی دلیل یہ ہے کہ تشہد اول میں تخفیف مشروع ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے قعدہ میں اتنی جلدی اٹھتے گویا کہ آپ گرم پتھر پر بیٹھے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشہد اول میں درود پڑھنا ثابت بھی نہیں ہے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو اس کی تعلیم دی ہے۔ صحابہ کرام میں سے بھی کسی نے اس کو مستحب نہیں سمجھا ہے بلکہ احمد اور ابن خزیمہ نے ابن مسعود کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تشہد سکھایا اور فرمایا، جب نماز کے درمیان اور آخر میں بائیں جانب پر بیٹھے تو یہ پڑھے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الی قولہ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پھر فرمایا، اگر درمیان نماز میں تشہد پر بیٹھے تو جب تشہد پڑھ لے تو اٹھ کھڑا ہو، اگر آخری قعدہ بیٹھے تو تشہد کے بعد جو چاہے دعا مانگے پھر سلام پھیر دے۔ مخالفین کے دلائل ضعیف ہیں اور برتقدیر صحت ان پر پہلے قعدہ میں درود پڑھنا واجب لازم ہوتا ہے جیسا کہ آخری قعدہ میں واجب ہے حالانکہ یہ تو وہ بھی نہیں کہتے۔

بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں الحلیمی سے حکایت کیا ہے کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کے وجوب کے متعلق بہت سی اخبار ایک دوسرے کی معاون ہیں اگر اجماع سے ثابت ہے، تو اس کے ساتھ درود کے فرض ہونے کی حجت لازم آجائے گی، وگرنہ ذاکر وسامع دونوں پر فرض ہے فرمایا، تشہد اول میں آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے وقت درود پڑھنے کو دو وجوہ سے خارج کیا ہے: (۱) وجوب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کی وجہ سے ہے نماز کی وجہ سے نہیں (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ پوری نماز ایک حالت ہے جب نمازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھے حتیٰ کہ آخری تشہد پر پہنچ جائے۔ جب آخری تشہد میں درود پڑھے گا تو موجودہ غرض اور گزشتہ تمام مقامات کی طرف سے ہو جائے گا۔ واللہ المستعان

دعائے قنوت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا

قنوت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کو امام شافعی اور ان کے متبعین نے مستحب کہا ہے۔ الرافعی اس کے مستحب ہونے پر دو وجوہ بیان کرتے ہیں: (۱) اس کے متعلق کوئی خبر دار نہیں ہے اور یہ اس کے مستحب ہونے کی اظہر وجہ ہے، شیخ ابو محمد نے بھی یہی وجہ بتائی ہے۔ میں کہتا ہوں اس کے مستحب پڑھنے کے متعلق حدیث وارد ہے مگر وہ وتر کی قنوت کے ساتھ مقید ہے پھر فجر کی طرف منتقل کی گئی ہے جیسے اصل الدعاء فجر کی طرف منتقل ہو گئی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فِي الْوِتْرِ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَقِنِیْ شَرَّمَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَيْتَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ

"مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وتر میں یہ کلمات سکھائے، فرمایا: پڑھ اللھم اھدنی الخ اے اللہ! مجھے ہدایت عطا فرما ان بندوں میں جنہیں تو نے ہدایت عطا فرمائی ہے اور برکت دے اس میں جو تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اور میرا نگہبان ہو جا ان میں جن کا تو نگہبان اور ولی ہے جو چیزیں تیری قضا میں آچکی ہیں ان کے شر سے مجھ کو محفوظ فرما، تو فیصلہ فرماتا ہے تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جاتا، جس کا تو والی ہوتا

ہے وہ رسوا نہیں ہوتا اور جس کا تو دشمن ہو جائے وہ عزت نہیں پاتا اے ہمارے
رب! تیری ذات برکت والی ہے تو بلند و بالا ہے، درود ہو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر"۔

اس حدیث کو نسائی نے تخریج کیا ہے اور اس کی سند صحیح اور حسن ہے جیسا کہ نووی نے "شرح المہذب" میں فرمایا ہے۔ مگر ہمارے شیخ نے اس قول کو رد فرمایا ہے کیونکہ اس کے راوی پر اختلاف ہے جیسے کہ بیان کیا گیا ہے "احکام" میں المحب الطبری نے یہ حدیث نسائی کی طرف منسوب کی ہے اور یہ وہم ہے اور لفظ یہ لکھے ہیں: صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ حالانکہ اس میں صرف وہی الفاظ ہیں جو پیچھے ذکر ہو چکے ہیں۔ دوسری روایت میں الصلاۃ کے ذکر کے بغیر ہے۔ امام نووی نے "الاذکار" وغیرہ میں فرمایا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ دعا کے بعد یہ کہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ مگر اس کی کوئی دلیل ذکر نہیں فرمائی، ہاں جب الرافعی نے یہ حدیث ذکر کی ہے تو یہ لفظ لکھے ہیں وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مگر کتب حدیث میں یہ لفظ کہیں نہیں ہیں۔ پس اس میں نظر کی جائے گی۔ ہاں کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ اس کی شاہد ہے وللہ الحمد۔

رمضان شریف کی قنوت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب ہے کیونکہ ابن وہب نے عبدالرحمٰن بن عبدالقادر کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک رات رمضان شریف میں باہر نکلے، وہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے مسجد میں چکر لگایا۔ لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک آدمی ایک گروہ کو نماز پڑھا رہا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، خدا کی قسم اگر یہ لوگ ایک قاری کے پیچھے جمع ہو جائیں تو یہ ایک بہترین نمونہ ہوگا آپ نے اس بات کا پختہ ارادہ کر لیا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو رمضان شریف میں نماز پڑھانے کا حکم دیا، پھر ایک دن باہر نکلے تو لوگ ایک قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو حضرت عمر نے فرمایا یہ بہت عمدہ طریقہ ہے، رات کے جس حصہ میں تم سوتے ہو وہ اس حصہ سے افضل ہے جس میں تم قیام کرتے ہو۔ آپ کی مراد رات کا آخری حصہ تھا۔ لوگ رات کے پہلے حصہ میں قیام کرتے تھے، راوی فرماتے ہیں، وہ کفار پر لعنت

کرتے ہوئے یہ کہتے تھے:

اَللّٰھُمَّ قَاتِلِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ وَیُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِوَعْدِکَ وَ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ وَاَلْقِ عَلَیْھِمْ رِجْزَکَ وَعَذَابَکَ الْجِدَّ الْمُلْحِقَ

''اے اللہ! ان کفار کو تباہ و برباد فرما جو تیرے راستہ سے روکتے ہیں اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں، تیرے وعدے پر ایمان نہیں رکھتے، ان کی کلام میں اختلاف پیدا فرما اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دے اور ان پر اپنا عذاب نازل فرما''۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے پھر مسلمانوں کے لیے حسب استطاعت بھلائی کی دعا مانگے اس کے بعد مومنین کے لیے استغفار کرے۔ فرمایا جب نمازی کفار پر لعنت کرنے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے اور مومنوں کے لیے استغفار کرنے اور سوال کرنے سے فارغ ہو تو یہ دعا مانگے:

اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخَافُ عَذَابَکَ الْجِدَّ اِنَّ عَذَابَکَ بِمَنْ عَاقَبْتَ مُلْحِقٌ

''اے اللہ! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے لیے ہی نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف آتے ہیں، تیری طرف جلدی کرتے ہیں، تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے حقیقی عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک تیرا عذاب اسے لاحق ہوگا جسے تو نے سزا دی ہے''۔

پھر تکبیر کہے اور سجدہ کی طرف جھک جائے۔

معاذ ابی حلیمہ القاری سے مروی ہے کہ وہ قنوت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے تھے، اس روایت کو اسماعیل القاضی اور محمد بن نصر المروزی وغیرہما نے ذکر کیا ہے۔

نیند سے بیدار ہو کر رات کی نماز کے قیام کے وقت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ یَضْحَکُ اللّٰہُ اِلٰی رَجُلَیْنِ رَجُلٌ لَقِیَ الْعَدُوَّ وَھُوَ عَلٰی فَرَسٍ مِنْ اَمْثَلِ خَیْلِ اَصْحَابِہٖ فَانْھَزَمُوْا وَ ثَبَتَ فَاِنْ قُتِلَ اُسْتُشْھِدَ وَاِنْ بَقِیَ فَذَالِکَ الَّذِیْ یَضْحَکُ اللّٰہُ اِلَیْہِ وَرَجُلٌ قَامَ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ لَا یَعْلَمُ بِہٖ اَحَدٌ فَتَوَضَّاَ وَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ حَمِدَ اللّٰہَ وَ مَجَّدَہٗ وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاسْتَفْتَحَ الْقُرْاٰنَ فَذَاکَ الَّذِیْ یَضْحَکُ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ قَائِمًا لَا یَرَاہُ اَحَدٌ غَیْرِیْ

''اللہ تعالیٰ دو آدمیوں پر اپنی رضا کا اظہار فرماتا ہے، ایک وہ جو دشمن سے ملے درآں حالیکہ وہ اپنے ساتھیوں کے گھوڑوں جیسے گھوڑے پر سوار ہو، وہ تمام پسپا ہو جائیں مگر وہ ثابت قدم رہے اگر قتل ہو گیا تو شہید، اگر زندہ رہا تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رضا کا اظہار فرماتا ہے دوسرا وہ شخص جو نصف رات کو اٹھتا ہے حالانکہ اس کی کسی کو خبر نہیں ہوتی، وہ وضو کرتا ہے اور مکمل وضو کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد اور بزرگی بیان کرتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے اور قرآن شروع کرتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس پر اللہ تعالیٰ اپنی رضا کا اظہار فرماتا ہے اور فرماتا ہے، میرے بندے کو دیکھو کھڑا ہے اور میرے سوا اسے کوئی نہیں دیکھ رہا''۔

نسائی نے ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں اور امام عبدالرزاق نے صحیح سند کے ساتھ تخریج کی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا:

مَنْ قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَتَوَضَّا فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ کَبَّرَ عَشْرًا وَ سَبَّحَ عَشْرًا وَ تَبَرَّاَ مِنَ الْحَوْلِ وَالْقُوَّۃِ عَلٰی ذَالِکَ ثُمَّ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَحْسَنَ الصَّلَاۃَ لَمْ یَسْاَلِ اللّٰہَ تَعَالٰی شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاہُ مِنَ الدُّنْیَا

وَالْاٰخِرَۃِ

''جورات کو اٹھا وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر دس مرتبہ اللہ اکبر، دس مرتبہ سبحان اللہ کہا پھر اس پر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کے ساتھ اپنی براءت کی پھر درود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا اور اچھی طرح صلاۃ پڑھی، اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کا جو سوال کرے گا وہ اسے عطا فرمائے گا''۔

عبد الملک بن حبیب نے اس کو تخریج کیا ہے مگر مجھے اس کی سند کا پتہ نہیں چلا۔

نماز تہجد کے بعد

نماز تہجد کے بعد درود شریف پڑھنے کے متعلق جو مروی ہے، اس کی سند پر مجھے آگاہی نہیں ہوئی، وہ یہ ہے کہ علی بن عبداللہ بن عباس جب اپنی نماز تہجد سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یوں درود پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَفْضَلِ مَسْئَلَتِکَ وَ بِاَحَبِّ اَسْمَائِکَ اِلَیْکَ وَ اَکْرَمِھَا عَلَیْکَ وَ بِمَا مَنَنْتَ بِہٖ عَلَیْنَا مُحَمَّدٍ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اسْتَنْقَذْتَنَا بِہٖ مِنَ الضَّلَالَۃِ وَ اَمَرْتَنَا بِالصَّلَاۃِ عَلَیْہِ وَجَعَلْتَ صَلَاتَنَا عَلَیْہِ دَرَجَۃً وَّ کَفَّارَۃً وَّ لُطْفًا وَّ مَنًّا مِّنْ عَطَائِکَ فَاَدْعُوْکَ تَعْظِیْمًا لِاَمْرِکَ وَاتِّبَاعًا لِوَصِیَّتِکَ وَ تَنْجِیْزًا لِمَوْعُوْدِکَ بِمَا یَجِبُ لِنَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْنَا مِنْ اَدَاءِ حَقِّہٖ قِبَلَنَا وَ اَمَرْتَ الْعِبَادَ بِالصَّلَاۃِ عَلَیْہِ فَرِیْضَۃً نَافْتَرَضْتَھَا فَنَسْئَلُکَ بِجَلَالِ وَجْھِکَ وَنُوْرِ عَظْمَتِکَ اَنْ تُصَلِّیَ اَنْتَ وَ مَلَائِکَتُکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَ نَبِیِّکَ وَ صَفِیِّکَ اَفْضَلَ مَا صَلَّیْتَ بِہٖ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ ارْفَعْ دَرَجَتَہٗ وَاَکْرِمْ مَقَامَہٗ وَ ثَقِّلْ مِیْزَانَہٗ وَاَجْزِلْ ثَوَابَہٗ وَاَفْلِجْ حُجَّتَہٗ وَاَظْھِرْ مِلَّتَہٗ وَاَضِئْ نُوْرَہٗ وَ اَدِمْ ذُرِّیَّتَہٗ وَ اَھْلَ بَیْتِہٖ مَا تَقَرُّ بِہٖ عَیْنُہٗ وَ عَظِّمْہُ فِی النَّبِیِّیْنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا قَبْلَہٗ اَللّٰھُمَّ

اجْعَلْ مُحَمَّدًا اَكْثَرَ النَّبِيِّيْنَ تَبَعًا وَاَكْثَرَ وُزَرَاءَ وَاَفْضَلَهُمْ كَرَامَةً وَ

نُوْرًا وَ اَعْلَاهُمْ دَرَجَةً وَاَفْسَحَهُمْ فِى الْجَنَّةِ مَنْزِلًا وَّاَفْضَلَهُمْ ثَوَابًا

وَّاَقْرَبَهُمْ مَجْلِسًا وَّاَثْبَتَهُمْ مَقَامًا وَّاَصْوَبَهُمْ كَلَامًا وَّاَنْجَحَهُمْ مَسْئَلَةً

وَّاَفْضَلَهُمْ لَدَيْكَ نَصِيْبًا وَّاَعْظَمَهُمْ فِيْمَا عِنْدَكَ رَغْبَةً وَّ اَنْزِلْهُ فِىْ غُرَفَةِ

الْفِرْدَوْسِ مِنَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مُحَمَّدًا اَصْدَقَ قَائِلٍ

مُشَفَّعٍ وَّ شَفِّعْهُ فِىْ اُمَّتِهٖ شَفَاعَةً يَّغْبِطُهٗ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَاِذَا

مَيَّزْتَ عِبَادَكَ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ اِجْعَلْ مُحَمَّدًا فِى الْاَصْدَقِيْنَ قِيْلًا

وَالْاَحْسَنِيْنَ عَمَلًا وَّفِى الْمُهْذَّبِيْنَ سَبِيْلًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِيَّنَا لَنَا فَرَطًا وَّ

حَوْضَهٗ لَنَا مَوْرِدًا اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا فِىْ زُمْرَتِهٖ وَاسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّتِهٖ وَتَوَفَّنَا

عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاجْعَلْنَا فِىْ زُمْرَتِهٖ وَحِزْبِهٖ اَللّٰهُمَّ وَاجْمَعْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهٗ كَمَا

اٰمَنَّا بِهٖ وَلَمْ نَرَهٗ وَلَا تُفَرِّقْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهٗ حَتّٰى تُدْخِلَنَا مَدْخَلَهٗ وَ

تَجْعَلَنَا مِنْ رُفَقَائِهٖ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ

وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْهُدٰى

وَالْقَائِدِ اِلَى الْخَيْرِ وَالدَّاعِىْ اِلَى الرُّشْدِ نَبِىِّ الرَّحْمَةِ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ

وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ كَمَا بَلَّغَ رِسَالَتَكَ وَ تَلَا اٰيَاتِكَ وَ نَصَحَ

لِعِبَادَتِكَ وَاَقَامَ حُدُوْدَكَ وَوَفٰى بِعَهْدِكَ وَاَنْفَذَ حُكْمَكَ وَاَمَرَ بِطَاعَتِكَ

وَنَهٰى عَنْ مَعَاصِيْكَ وَوَالٰى وَلِيَّكَ الَّذِىْ تُحِبُّ اَنْ تُوَالِىَ بِهٖ وَعَادٰى

عَدُوَّكَ الَّذِىْ تُحِبُّ اَنْ تُعَادِىَ بِهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰى

جَسَدِهٖ فِى الْاَجْسَادِ وَ عَلٰى رُوْحِهٖ فِى الْاَرْوَاحِ وَ عَلٰى مَوْقِفِهٖ فِى الْمَوَاقِفِ

وَعَلٰى مَشْهَدِهٖ فِى الْمَشَاهِدِ وَعَلٰى ذِكْرِهٖ اِذَا ذُكِرَ صَلَاةً مِّنَّا عَلٰى نَبِيِّنَا

اَللّٰهُمَّ اَبْلِغْهُ مِنَّا السَّلَامَ كُلَّمَا ذُكِرَ السَّلَامُ عَلَى النَّبِىِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ

بَرَكَاتُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَ عَلٰى اَنْبِيَائِكَ

الْمُطَهَّرِيْنَ وَ عَلٰى رُسُلِكَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى حَمَلَةِ عَرْشِكَ اَجْمَعِيْنَ وَ عَلٰى جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ وَ مَلَكِ الْمَوْتِ وَ رِضْوَانِ وَ مَالِكٍ وَ صَلِّ عَلَى الْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ وَ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلَ مَاجَزَيْتَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ الْمُرْسَلِيْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ

''اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں اس بزرگ ترین سوال کے وسیلہ سے جو تجھ سے کیا جاتا ہے تیرے ان اسماء کے وسیلہ سے جو تجھے از حد محبوب ہیں اور تیرے نزدیک بڑی عزت والے ہیں اور بوسیلہ اس کے کہ تو نے احسان فرمایا ہم پر اپنے محبوب محمد کو بھیج کر جو ہمارے نبی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم، اور نکالا تو نے ہمیں ان کے سبب گمراہی سے اور حکم دیا کہ ہم آپ پر درود پڑھیں اور بنادیا آپ پر ہمارے درود کو بلندی درجہ، کفارہ گناہ اور لطف و احسان کا سبب اپنی بخششوں سے، پس میں تیرے حکم کی تعظیم کرتے ہوئے التجا کرتا ہوں اور تیری وصیت کی پیروی کرتے ہوئے اور تیرے وعدہ کے ایفاء کی طلب کرتے ہوئے اس کے لیے جو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی ادائیگی ہم پر لازم ہے اور تو نے حکم دیا ہے بندوں کو کہ درود بھیجیں آپ پر، یہ ایسا فریضہ ہے جو تو نے فرض کیا ہے۔ پس ہم سوال کرتے ہیں تجھ سے اے اللہ! تیری ذات کی بزرگی اور تیری عظمت کے نور کے وسیلہ سے یہ کہ تو بھی درود پڑھے اور تیرے فرشتے بھی محمد پر جو تیرے بندے، تیرے رسول، تیرے نبی اور تیرے چنے ہوئے ہیں ایسا درود جو افضل ہو ان درودوں سے جو تو نے اپنی مخلوق سے کسی پر بھیجا ہے بے شک تو حمید و مجید ہے۔ اے اللہ! بلند کر دے آپ کے درجہ کو اور معزز کر دے آپ کے مقام کو اور وزنی کر دے ان کے میزان کو اور زیادہ کر دے آپ کے ثواب کو اور روشن کر دے آپ کی حجت کو اور غالب کر

دے آپ کی ملت کو اور روشن کر دے آپ کے نور کو اور دوام دے آپ کی اولاد اور آپ کے اہل بیت کو، جس سے ٹھنڈی ہوں آپ کی آنکھیں اور بلند کر دے آپ کو نبیوں میں جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اے اللہ! بنا دے ہمارے آقا محمد کو کہ تمام نبیوں سے زیادہ آپ کے تابع فرمان ہوں اور آپ وزارت اور کرامت ونور کے لحاظ سے ان سب سے افضل ہوں اور آپ کا درجہ سب سے بلند ہو اور جنت میں آپ کی منزل سب سے وسیع ہو اور بلحاظ ثواب سب سے افضل ہو اور بلحاظ مجلس سب سے زیادہ تیرا قریبی ہو اور از روئے مقام سب سے زیادہ مضبوط ہو، از روئے کلام سب سے سچا بنا، از روئے سوال سب سے کامیاب، حصہ کے لحاظ سے سب سے افضل اور جو کچھ تیرے پاس ہے اس میں زیادہ رغبت کرنے والا ہو، اور آپ کو فردوس بریں کے محلات میں اونچے درجہ میں اتار۔ اے اللہ! بنا دے محمد کو بولنے میں سب سے زیادہ سچا، ہر مانگنے والے سے زیادہ بامراد، سب سے پہلا شفاعت کرنے والا، ان سب سے افضل جن کی شفاعت قبول کی جائے گی اور آپ کو شفیع بنا آپ کی امت کا ایسی شفاعت کے ساتھ کہ رشک کرنے لگیں آپ کے ساتھ پہلے بھی اور پچھلے بھی اور جب تو الگ الگ کرے اپنے بندوں کو اپنے حکم سے پس بنا دے محمد کو ان بندوں سے جو قول کے لحاظ سے سب سے سچے اور عمل کے لحاظ سے سب سے اچھے ہیں۔ اے اللہ! بنا دے ہمارے نبی کو ہمارے لیے ہمارا پیشوا اور آپ کے حوض کو ہمارے لیے اترنے کی جگہ، اے اللہ! ہمارا حشر فرما آپ کے گروہ میں اور ہمیں آپ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق دے اور آپ کی ملت پر ہماری وفات ہو اور ہمیں کر دے آپ کے گروہ سے اور آپ کی جماعت سے، اے اللہ! اکٹھا کر ہمیں آپ کے ساتھ جس طرح ہم ایمان لائے آپ کے ساتھ حالانکہ ہم نے آپ کو دیکھا نہیں پس نہ جدا کرنا ہمیں آپ سے یہاں تک کہ داخل فرمائے تو ہمیں آپ کے داخل ہونے کی جگہ اور بنا دے ہمیں آپ کے رفقاء

سے جن پر انعام کیا گیا ہے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین سے، یہ لوگ کتنے اچھے ہیں۔ اے اللہ! درود بھیج محمد پر جو ہدایت کا نور اور بھلائی کے رہنما ہیں اور راہ راست کی طرف بلانے والے ہیں نبی رحمت، متقین کے امام اور رسول رب العالمین ہیں جس طرح پہنچایا آپ نے تیرا پیغام اور خیر خواہی کی تیرے بندوں کی اور تلاوت کی تیری آیتوں کی اور قائم کیں تیری حدود اور پورا کیا تیرے عہد کو، نافذ کیا تیرے حکم کو اور حکم دیا تیری فرمانبرداری کا اور منع کیا تیری نافرمانی سے اور دوستی کی تیرے ایسے دوست سے جس کو تو پسند کرتا ہے کہ اس سے دوستی کی جائے اور دشمنی کی تیرے دشمن سے جس سے تو دشمنی کرنے کو پسند کرتا ہے درود بھیجے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا محمد پر، اے اللہ! درود بھیج آپ کے جسد اطہر پر جسموں میں، آپ کی روح مبارک پر تمام روحوں میں اور آپ کے کھڑے ہونے کی جگہ پر تمام مواقف میں اور آپ کے تشریف فرما ہونے کی جگہ پر تمام مشاہد میں اور آپ کے ذکر پر جب ہماری طرف سے اپنے نبی کریم پر درود کا ذکر کیا جائے۔ اے اللہ! پہنچادے آپ کی بارگاہ میں ہماری طرف سے سلام جب بھی سلام کا ذکر کیا جائے اور سلامتی ہو نبی کریم پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ پر، اے اللہ! درود بھیج اپنے مقرب فرشتوں پر اور اپنے پاکیزہ انبیاء پر اور اپنے بھیجے ہوئے رسولوں پر اور حاملین عرش پر اور سیدنا جبریل، سیدنا میکائیل، سیدنا ملک الموت، سیدنا رضوان اور سیدنا مالک پر (جو داروغۂ دوزخ ہیں)۔ اور درود بھیج کراماً کاتبین پر اور اپنے نبی کے اہل بیت پر افضل ترین جو تو نے جزا دی اپنے دوسرے رسولوں کے اصحاب میں سے کسی کو، اے اللہ! مغفرت فرما مومن مردوں اور مومن عورتوں کی جو زندہ ہیں ان میں سے اور جو وفات پاچکے ہیں اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں ایمان کے ساتھ، اور نہ ڈال ہمارے دلوں میں کینہ ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے۔ اے ہمارے پروردگار! بے شک تو از حد مہربان

ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے"۔

حضرت سعید بن ہشام سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مسواک اور پانی تیار کرتے پھر اللہ تعالیٰ جتنا چاہتا آپ کو رات کے وقت بیداری کی توفیق عطا فرماتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو اٹھ کر مسواک فرماتے، وضو فرماتے پھر نو رکعت ایسی ادا فرماتے جس میں قعدہ صرف آٹھویں رکعت پر کرتے، قعدہ میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے پھر درود پڑھتے اور دعا مانگتے مگر سلام نہ پھیرتے پھر نویں رکعت پڑھتے اور قعدہ کرتے۔ اس میں بھی پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد پھر اپنے اوپر درود اور دعا فرماتے، اس کے بعد سلام پھیرتے جو ہم سن لیتے، پھر علیحدہ دو رکعت بیٹھ کر ادا فرماتے۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور نسائی نے تخریج کی ہے۔

مساجد میں داخل ہونے، ان سے گزرنے اور ان سے نکلنے کے وقت درود پڑھنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا:

اِذَا مَرَرْتُمْ بِالْمَسَاجِدِ فَصَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"جب تم مساجد کے قریب سے گزرو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو"۔

اس حدیث کو قاضی اسماعیل نے تخریج کیا ہے۔

حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور سلام بھیجتے پھر یہ دعا مانگتے، اے اللہ! میری لغزشیں معاف فرما اور میرے لیے اپنی رحمت

کے دروازے کھول دے جب باہر نکلتے تو محمد ﷺ پر درود و سلام پڑھتے پھر یہ دعا مانگتے، اے اللہ میری لغزشیں معاف فرما اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے''۔

اس حدیث کو احمد اور امام ترمذی نے تخریج کیا ہے اور فرمایا، یہ حسن ہے اس کی اسناد متصل نہیں ہے، ہم نے فاکہانی کی حدیث سے لی ہے۔ ان کے طریق سے ابن بشکوال نے بھی تخریج کی ہے۔

حضرت ابی حمید یا ابی اسید الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجے پھر یہ دعا مانگے، اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے باہر نکلے تو نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجے پھر یہ دعا مانگے، اے اللہ! میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے''۔

اس حدیث کو الطبرانی اور بیہقی نے ''الدعاء'' میں ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن السنی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اس کی اصل مسلم میں ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا:

عَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ يَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَافْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ فَاِذَا خَرَجَ مِنْهُ قَالَ مِثْلَ ذَالِكَ

لِكِنْ يَقُوْلُ اِفْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ فَضْلِكَ

”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن کو سکھایا کہ جب مسجد میں داخل ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور یہ دعا مانگے، اے اللہ! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمارے لیے رحمت کے دروازے کھول دے جب باہر نکلے تو اسی طرح کہے لیکن دعا میں ابواب فضلك کہے“۔

اس حدیث کو الطبرانی، ابن السنی نے تخریج کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاِذَا خَرَجَ قَالَ بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ جب باہر نکلتے تو کہتے بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ“۔

اس حدیث کو ابن السنی نے ”عمل الیوم و اللیلۃ“ میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک غیر معروف راوی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجے پھر اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ کہے جب نکلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجے پھر یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (مجھے

شیطان مردود سے محفوظ رکھ)''۔

اس حدیث کو نسائی نے ''عمل الیوم واللیلہ'' میں، ابن ماجہ، ابن حبان، ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں، حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے اور حاکم نے کہا ہے: یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے انہوں نے تخریج نہیں کی، نسائی نے المقبری کی روایت عن ابی ہریرہ عن کعب کی علت بیان کی ہے اور کہا ہے یہ صواب کے قریب تر ہے۔ ہمارے شیخ نے بھی یہی فائدہ لکھا ہے اور فرمایا جس نے اس کو صحیح کہا ہے اس پر یہ علت پوشیدہ رہی لیکن فی الجملہ یہ اپنے شواہد کی وجہ سے حسن ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام سے مروی ہے جب وہ مسجد میں داخل ہوتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجتے پھر یہ دعا مانگتے: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ جب باہر نکلتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے اور شیطان مردود سے پناہ مانگتے۔ اس حدیث کو الحارث بن ابی اسامہ نے روایت کیا ہے اور موقوف ہونے کی باوجود اس کی سند میں انقطاع ہے۔

حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ کہتا ہوں۔

اس حدیث کو العدنی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

حضرت المقبری سے مروی ہے کہ کعب الاحبار نے حضرت ابو ہریرہ کو کہا، میں تجھے دو چیزیں بتاتا ہوں ان کو کبھی ترک نہ کرنا، جب تو مسجد میں داخل ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج اور یہ کہہ ''اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ'' اور جب تو باہر نکلے تو ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاحْفَظْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' کہہ۔

اس کو نمیری نے نقل کیا ہے اور قریب ہی اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔

ابن ابی عاصم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث سے تخریج کیا ہے:

جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنَا مِنَ الشَّيْطَانِ، ''اے اللہ! ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ''۔ علقمہ بن قیس سے

مروی ہے فرمایا:

اِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ فَقُلْ صَلَّی اللّٰهُ وَ مَلَائِکَتُهٗ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ

"جب تو مسجد میں داخل ہو تو کہہ، اللہ درود بھیجے اور اس کے تمام فرشتے بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکات ہوں"۔

اس کو اسماعیل القاضی اور النمیری نے تخریج کیا ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

کَانَ النَّاسُ یَقُوْلُوْنَ اِذَا دَخَلُوا الْمَسْجِدَ صَلَّی اللّٰهُ وَ مَلَائِکَتُهٗ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ بِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْنَا وَ بِاسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَ عَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلْنَا وَ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اِذَا خَرَجُوْا بِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْنَا وَ بِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا

"لوگ جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے صلی اللہ وملائکتہ علی محمد السلام علیك ایها النبی و رحمة اللہ و برکاتہ ہم اللہ کے نام سے داخل ہوئے اور اللہ کے نام سے نکلے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں اور نکلتے وقت بھی بسم اللہ دخلنا و بسم اللہ خرجنا کہتے تھے"۔

اس کو النمیری نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابراہیم سے مروی ہے کہ وہ جب مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے: بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ حضرت ابراہیم فرماتے جب تو مسجد میں داخل ہو تو اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ اور جب تو گھر میں داخل ہو اور کوئی شخص اس میں نہ ہو تو اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ کہہ۔

ابن المبارک نے اس کو "الاستیذان" میں تخریج کیا ہے۔

اذان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ بِھَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰہَ تَعَالٰی الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ ھُوَ اَنَا فَمَنْ سَاَلَ اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ لَہُ الشَّفَاعَۃُ

''انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جب تم مؤذن کی اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو جو ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا پھر اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا سوال کرو یہ جنت میں ایک مقام ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کو ملے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہوں گا جو میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا سوال کرے گا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے''۔

اس حدیث کو مسلم نے اور ابن ماجہ کے سوا چاروں عظیم و مشہور محدثین نے، بیہقی اور ابن زنجویہ وغیرہم نے روایت کیا ہے۔ ابن ابی عاصم نے مطول و مختصر نقل کی ہے مطول تو اسی طرح ہے جو یہاں ذکر ہے اور مختصر کے لفظ یہ ہیں: سَلُوا اللّٰہَ تَعَالٰی لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ مَنْ سَاَلَھَا حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

تنبیہ: حلت کا معنی وجبت ہے جیسا کہ متعدد روایات میں تصریح ملتی ہے اور استحقت ہے یا نزلت بہ ہے۔ پہلی صورت میں حل کا مضارع یحل بکسر الحاء المھملہ ہوگا اور دوسری صورت میں یحل بضم الحاء المھملہ ہوگا، الحل سے مشتق کرنا جائز نہیں کیونکہ اس سے پہلے بھی شفاعت حرام نہ تھی لام بمعنی علی ہے، مسلم کی روایت اس کی مؤید ہے

کیونکہ اس میں ''حلت علیہ'' ہے۔

اس حدیث میں ایسا کرنے والے کے لیے عظیم اشارہ ہے اس حیثیت سے کہ اسے شفاعت کے واجب ہونے کی خوشخبری دی گئی ہے جو شفاعت صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسلمان امتیوں کے لیے ہوگی۔ بعض علماء نے اس پر یہ اشکال ظاہر کیا ہے کہ شفاعت کو، ایسا کرنے والے کے لیے یہاں، ثواب بنایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کئی شفاعات ہیں، انشاء اللہ تھوڑی دیر بعد اس کی تعیین ایک دوسرے جواب کے ساتھ ذکر کی جائے گی۔ قاضی عیاض نے بعض شیوخ سے نقل کیا ہے کہ یہ کرامت صرف اسی شخص کے لیے ہے جو پورے خلوص کے ساتھ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجلال کو ذہن میں مستحضر کر کے پڑھتا ہے جو صرف ثواب کی نیت سے پڑھتا ہے اس کے لیے نہیں، ہمارے شیخ نے بھی ایسا ہی کہا ہے مگر یہ ایک غیر پسندیدہ فیصلہ ہے۔ ہاں اگر غافل کو غفلت سے نکالنے کے لیے ایسا کہا ہو تو پھر حقیقی مفہوم سے مشابہت ہو سکتی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وسیلہ طلب کرنا

اگر یہ کہا جائے کہ وسیلہ کو طلب کرنے کا کیا فائدہ ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد موجود ہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ عبد مقرب میں ہوں گا۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امید نامراد نہیں ہوتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے وسیلہ کو طلب کرتے ہیں تو اس کا فائدہ ہماری طرف لوٹتا ہے، یہ ایسے ہے جیسے ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پیش کرتے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے، پچھلے سب خطایا معاف کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ ہم نے مقدمہ میں ذکر کر دیا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یُنَادِی الْمُنَادِیْ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلَاۃِ الْقَائِمَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنْہُ رِضَاءً لَا سُخْطَ بَعْدَہٗ اِسْتَجَابَ اللّٰہُ دَعْوَتَہٗ

''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب موذن اذان دیتا ہے اور اس وقت کوئی یہ دعا مانگتا ہے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَارْضَ عَنْهُ رِضَاءً لَا سُخْطَ بَعْدَهٗ تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے''۔

اس حدیث کو احمد نے اپنی مسند میں، ابن السنی نے ''عمل الیوم واللیلہ'' میں الطبرانی نے ''الاوسط'' میں روایت کیا ہے اور ابن وہب نے اپنی جامع میں، اس کے لفظ یہ ہیں:

مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَ الشَّفَاعَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ

''جس نے موذن کی آواز سن کر یہ دعا پڑھی: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الخ، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے''۔

اس کی سند میں ابن لہیعہ ہیں لیکن اصل حدیث بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کے بغیر ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدَانِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

حضرت جابر کی حدیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذکر مذکور حالت سماع میں کیا جائے۔ فراغت کے ساتھ مفید نہیں ہے لیکن احتمال ہے کہ نداء سے مراد اس کا اتمام ہو کیونکہ مطلق کو کامل پر محمول کیا جاتا ہے اور پہلی حدیث اس احتمال کی تائید بھی کرتی ہے جہاں فرمایا: قُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ ثُمَّ سَلُوْا۔

رِضَاءً لَا سُخْطَ بَعْدَهٗ کا مفہوم

یعنی ایسی رضا جس کے بعد کوئی ناراضگی نہ ہوگی سے مراد وہ ہے جو ایک دوسری حدیث

میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ أُحِلُّ لَكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا سُخْطَ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا

"یعنی اے اہل جنت! آج میں تمہارے لیے اپنی رضا واجب کرتا ہوں اس کے بعد کبھی تم پر ناراضگی نہ ہوگی"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی بھی اسی طرح ہے جس کو المستغفری نے الدعوات میں تخریج کیا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب موذن کی اذن سنتے تو یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الْوَسِيْلَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا اپنے ہم نشینوں کو سناتے اور ضروری فرماتے کہ جو اذان سنیں تو اسی طرح کہیں، جو اذان سن کر اس طرح کہے گا تو اس کے لیے قیامت کے روز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت واجب ہے۔ اس حدیث کو ابن ابی عاصم، الطبرانی نے "الدعاء" "الکبیر" اور "الاوسط" میں تخریج کیا ہے طبرانی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءِ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاجْعَلْنَا فِيْ شَفَاعَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ هٰذَا عِنْدَ النِّدَاءِ جَعَلَهُ اللّٰهُ فِيْ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

"جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذان سنتے تو یہ دعا پڑھتے، اے اللہ! اے اس دعوت تامہ اور صلاۃ قائمہ کے رب! درود بھیج محمد پر جو تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے اور قیامت کے روز ہمیں ان کی شفاعت میں کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو اذان سن کر ایسا کہے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے میری شفاعت میں کر دے گا"۔

اس روایت میں ایک راوی صدقہ بن عبداللہ السمین ہے۔

تحقیق لفظ سؤلہ

سؤل بضم سین مہملہ اور ہمزہ ساکنہ کے ساتھ ہے اس کا معنی ہے حاجت۔ السؤال السؤلہ وہ ضرورت جس کا انسان سوال کرتا ہے اور یہاں مراد شفاعت کبریٰ، درجہ علیا، مقام محمود، حوض مورود، لواء الحمد، مخلوق سے پہلے جنت کا دخول اور اس کے علاوہ کرامات ہیں جو اس دن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم کے لیے تیار کر رکھی ہیں۔ للہ الفضل علی ما انعم۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَبَلِّغْهُ دَرَجَةَ الْوَسِيْلَةِ عِنْدَكَ وَاجْعَلْنَا فِيْ شَفَاعَتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَبَتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے اذان سنی اور پھر یہ کلمات کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الخ، میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ وحدہ لا شریک کے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ! درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اپنے پاس وسیلہ کا درجہ عطا فرما انہیں اور ہمیں قیامت کے دن آپ کی شفاعت میں کر دے، اس کے لیے شفاعت واجب ہے"۔

اس حدیث کو الطبرانی نے "الکبیر" میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں اسحاق بن عبداللہ بن کیسان ہے جو لین الحدیث ہے۔

حضرت ابن مسعود سے مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَقُوْمُ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ فَيُكَبِّرُ وَيَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَاجْعَلْ فِي الْاَعْلَيْنَ دَرَجَتَهٗ وَفِي الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ

ذِكْرَهٗ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اذان کھڑا ہو کر سنتا ہے اور پھر تکبیر کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا ہے پھر یہ دعا مانگتا ہے: اللھم اعط الخ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ، فضیلت عطا فرما آپ کا درجہ اعلیٰ لوگوں میں بنا، آپ کی محبت اپنے چیدہ لوگوں کے دلوں میں ڈال اور آپ کا ذکر مقربین میں کر دے، تو اس کے لیے قیامت کے دن شفاعت واجب ہے''۔

اس حدیث کو الطحاوی اور الطبرانی نے اور ان کے طریق سے الحافظ عبدالغنی نے روایت کیا ہے اس کا بعض حصہ پہلے باب میں ایک طویل حدیث میں گزر چکا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَسَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ قِيْلَ وَمَا الْوَسِيْلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم مجھ پر درود پڑھ لو تو اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ طلب کرو۔ پوچھا گیا، یارسول اللہ! وسیلہ کیا ہے فرمایا جنت میں ایک درجہ ہے جو صرف ایک شخص حاصل کرے گا میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہوں گا''۔

اس حدیث کو عبدالرزاق نے اس طرح تخریج کیا ہے مگر ابن ابی عاصم نے مختصراً روایت کیا ہے اس کی سند میں لیث ہے، اس حدیث کا کچھ حصہ دوسرے باب میں گزر چکا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ حِيْنَ يُؤَذِّنُ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اَعْطِ مُحَمَّدًا سُؤْلَهٗ نَالَتْهُ شَفَاعَتِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب آدمی موذن کی اذان سن کر یہ دعا مانگے گا: اے

اللہ! اے اس دعوت تامہ اور صلاۃ قائمہ کے رب! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا سوال عطا فرما تو میری شفاعت اسے حاصل ہوگی"۔

اس حدیث کو الحافظ عبدالغنی المقدسی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اس باب کے اوائل میں اقامت کے وقت حضرت حسن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا روایت کیا گیا ہے۔

عبدالکریم سے مروی ہے فرماتے ہیں جب آدمی اذان کی ابتدا سنے اور کہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَبْلِغْهُ دَرَجَةَ الْوَسِيْلَةِ مِنَ الْجَنَّةِ تو قیامت کے روز اس کے لیے شفاعت واجب ہے اور جب موذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے تو سننے والا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے اور جب موذن حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو سننے والا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ الْفَلَاحِ کہے۔

اس کو ابن وہب کے طریق سے نمیری نے تخریج کیا ہے۔

فائدہ: تحقیق معنی الوسیلہ والفضیلہ والمقام المحمود

الوسیلہ: علماء لغت فرماتے ہیں، وسیلہ سے مراد ہر وہ چیز جس کے ذریعے کسی بڑے بادشاہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے توسلت ای تقربت اور اس کا اطلاق المنزلة العلیا یعنی بلند منزل پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد میں صراحت ہے فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ اور اس کو پہلے مفہوم کی طرف لوٹانا بھی ممکن ہے کیونکہ اس منزل تک پہنچنے والا اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے۔ پس یہ اس قربت کی طرح ہے جس کے ذریعے قرب حاصل کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ پر مفسرین کا اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس الوسیلہ سے مراد قربت ہے، یہ معنی ابن عباس، مجاہد، عطاء، الفراء سے حکایت کیا گیا ہے قتادہ فرماتے ہیں اس کا معنی ہے، اس کا قرب حاصل کر اس چیز کے ساتھ جو اسے پسند ہے، ابوعبیدہ نے فرمایا توسلت الیہ تقربت۔ توسلت الیہ کا معنی ہے تقربت۔ الزمخشری، الواحد اور البغوی کا یہی پسندیدہ قول ہے فرمایا الوسیلة کما یتوسل بہ۔ ای

بتقرب من قرابه او صیغه اس قول کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا بھی ہے التوسل الی اللہ تعالی نبیه صلی اللہ علیه وسلم۔

دوسرا قول یہ ہے کہ الوسیلہ سے مراد المحبۃ ہے ای تَحَبَّبُوا اِلَی اللّٰہِ، الماوردی، ابو الفرج نے ابو زید سے یہی معنی حکایت کیا ہے یہ بھی پہلے معنی کی طرف راجع ہے۔

الفضیلہ: یہاں اس سے مراد تمام مخلوق پر بلند وزائد مرتبہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کوئی دوسری منزل ہو یا وسیلہ کی تفسیر ہو۔ المقام المحمود: اللہ تعالیٰ کے ارشاد عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا سے یہی مقام محمود مراد ہے، اس مقام پر کھڑے ہونے والے کی حمد کی جائے۔ اس کا اطلاق ہر اس کام پر ہوتا ہے جو حمد وثنا کا باعث ہو۔

(عسیٰ) یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحقیق و وقوع کے لیے ہوتا ہے، جیسا کہ ابن عیینہ سے اس کی صحت کا قول مروی ہے اور مقام محمود میں اختلاف کیا گیا ہے، بعض فرماتے ہیں: اس سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر امت کی تصدیق وتکذیب کی گواہی دینا ہے، بعض فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لواء الحمد اسی مقام پر عطا فرمائے گا اس لیے مقام محمود کہا گیا ہے۔ بعض فرماتے ہیں: اس سے اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب کو عرش پر بٹھانا ہے، بعض فرماتے ہیں الکرسی پر بٹھانا ہے۔ یہ دونوں مفہوم ابن جوزی نے ایک جماعت سے حکایت کیے ہیں۔

بعض فرماتے ہیں، اس سے مراد الشفاعۃ ہے کیونکہ یہ وہ مقام ہے، جس پر اولین و آخرین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمد کریں گے۔ اس کی تائید احادیث شفاعت کرتی ہیں۔ الواحدی نے اس پر مفسرین کا اجماع خیال کیا ہے۔ مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں، ان اقوال کی صحت کی تقدیر پر یہ احتمال ان کے منافی نہیں ہے کہ اس مقام پر اجلاس شفاعت کے اذن کی علامت ہو۔ جب آپ بیٹھیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں لواء حمد عطا فرمائے گا آپ اجابت کی گواہی دیں گے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مقام محمود سے مراد شفاعت ہو جیسا کہ مشہور ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مقام محمود سے مراد اجلاس ہو جسے وسیلہ اور فضیلہ سے

تعبیر کیا گیا ہے۔

ابن حبان کی صحیح میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے:

يَبْعَثُ اللهُ النَّاسَ فَيَكْسُوْنِيْ رَبِّيْ حُلَّةً خَضْرَاءَ فَاَقُوْلُ مَاشَاءَ اللهُ اَنْ اَقُوْلَ فَذَالِكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ

''اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو دوبارہ زندہ کرے گا پھر میرا رب مجھے سبز لباس عطا فرمائے گا اس کے بعد جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا اس کی حمد کروں گا یہ مقام محمود ہے''۔

ہمارے شیخ فرماتے ہیں، قول مذکور سے مراد وہ ثناء ہے جو آپ شفاعت سے پہلے کریں گے اور مقام محمود سے مراد، اس حالت میں جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہو گا اس کا مجموعہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کئی شفاعتیں ہیں: (۱) قیامت کے دن شفاعت عظمیٰ تو تمام لوگوں کے لیے ہو گی تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں راحت بخشے اس تکلیف سے جس میں وہ قضاء کے حکم سے مبتلا ہیں۔ یہ وہ مقام محمود ہے جس میں اولین وآخرین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کریں گے۔ (۲) ایک شفاعت ان کے لیے ہو گی جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ (۳) ایک شفاعت ان مجرموں کے لیے جو اپنے گناہوں کے سبب دوزخ میں داخل ہوں گے پھر نکال لیے جائیں گے۔ (۴) ایک شفاعت ان لوگوں کے لیے جو دوزخ کے مستحق تو چکے ہوں گے مگر شفاعت سے اس میں داخل نہ ہوں گے۔

(۵) ایک شفاعت جنتیوں کے لیے ان کے درجات بلند کرنے کے لیے ہو گی پھر ہر ایک کو اپنے مرتبہ کے مطابق مقام دیا جائے گا۔ (۶) ایک شفاعت اس کے لیے ہو گی جو مدینہ طیبہ میں فوت ہو گا اس کے لیے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرے گا، جنت کا دروازہ کھولنے کے لیے بھی آپ شفاعت فرمائیں گے، جیسا کہ مسلم نے روایت کیا ہے۔ (۷) ایک شفاعت اس کے لیے ہے جو مؤذن کا جواب دے گا۔ (۸) ان کفار کے لیے شفاعت ہو گی جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کی ہو گی یا ان سے آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں کسی قسم کی خدمت صادر ہوئی ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔ پہلی دو شفاعتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہیں، جائز ہے کہ چوتھی اور چھٹی شفاعت میں انبیاء علماء اور اولیاء بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہوں۔ النووی نے ''الروضہ'' میں یہی کہا ہے۔ پہلی کے متعلق تو امت کے کسی فرقہ کا اختلاف و انکار نہیں ہے۔ اسی طرح چھٹی کے وقوع میں بھی کوئی خلاف نہیں ہے۔ معتزلہ نے دوسری اور تیسری کا مطلق انکار کیا ہے لیکن اہل سنت کا اس کے متعلق اخبار کثیرہ وارد ہونے کی وجہ سے، اس قبولیت پر اتفاق ہے، اے پڑھنے والے، اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے اور ان کے لیے وسیلہ کے سوال کے لیے جلدی کر، اس کے ساتھ تو فضیلت کی انتہا کو پالے گا۔ اور اذان کے بعد اس مقام سے غافل نہ ہو کیونکہ اس کے واسطہ سے شفاعت حاصل ہوگی۔ علیہ افضل الصلاۃ والسلام

اگر یہ سوال کیا جائے کہ وسیلہ کے سائل اور مدینہ طیبہ کی گرمی پر صبر کر کے رہنے والے کو شفاعت کے ساتھ کیونکر خاص کیا گیا ہے حالانکہ آپ کی شفاعت تو عام ہے اور اسے امت کے لیے محفوظ کیا گیا ہے، جواب یہ ہے کہ کنت لہ شہیدًا او شفیعًا میں ''او'' شک کے لیے نہیں ہے کیونکہ دوسرے قصہ کی روایت پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت کا اتفاق ہے اس طرح شک پر ان کا متفق ہونا بعید از عقل ہے بلکہ یہاں او یا تو تقسیم کے لیے ہے یعنی بعض اہل مدینہ کے لیے شہید اور باقی کے لیے شفیع ہوں گا یا گنہگاروں کے لیے شفیع اور فرمانبرداروں کے لیے شہید ہوں گا یا یہ مطلب ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے اندر فوت ہوئے ان کے لیے شہید اور جو بعد میں فوت ہوں گے ان کے لیے شفیع ہوں گے یا اس کے علاوہ بھی کئی تقسیمات ہو سکتی ہیں، گنہگاروں کی شفاعت خصوصیت زائدہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہداء احد کے متعلق فرمایا: انا شہید علی ہؤلاء یہ شہادت ان کے لیے مخصوص ہوگی۔ یہ ایک فضیلت، مزیت اور منزلت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہے یا یہاں او بمعنی واؤ ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں سختی برداشت کرنے

والوں کے شفیع اور شہید ہوں گے۔

جو کہتے ہیں کہ او شک کے لیے ہے اگر صحیح لفظ شہید ہو تو پھر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا کیونکہ دوسرے لوگوں کے لیے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت خاص ہے اس پر یہ زائد ہے اور اگر شفیعا کا لفظ ہو تو پھر اس شفاعت کے ساتھ اہل مدینہ کا خاص کرنا ایک دوسری شفاعت پر محمول ہوگا جو امت کو آگ کے عذاب سے نکالنے کے لیے شفاعت عامہ سے علاوہ ہوگی اور بعض کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے معافی ملے گی، اسی طرح کسی کے درجات میں اضافہ ہوگا، نیکیوں میں کئی گنا اضافہ کر دیا جائے گا یا عرش کے نیچے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بعض کو عزت و کرامت سے نوازے گا یا برزخ میں منابر پر ان کو بٹھایا جائے گا یا جنت میں جلدی بھیجے جائیں گے، اس کے علاوہ بعض کو مخصوص کرامات سے نوازا جائے گا۔ یہ تمام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت مخصوصہ کی صورتیں ہیں۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے یہ صورتیں ذکر کی ہیں جن کو میں نے ملخصاً نقل کیا ہے، ان کا یہ کلام تحقیق کی انتہا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اہل مدینہ کو مخصوص کرنے میں یہ بشارت ہو کہ مدینہ کی گرمی پر صبر کر کے رہنے والا اسلام پر مرے گا اور وہ اہل شفاعت سے ہوگا، و باللہ التوفیق پس جب یہ بات ثابت ہوگئی تو وسیلہ کا سوال بھی ان امور سے ہوگا جو مؤکد اور جن کا اہتمام متعین ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا سوال کرو مگر ہمارے شیخ وسیلہ کی دعا کو اذان کے بعد کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور مطلق کو مقید پر محمول کرتے ہیں، فاللہ و رسولہ اعلم

اذان کے بعد مؤذنوں نے جو نئی چیز ایجاد کی ہے

تکملہ: اذان دینے والوں نے صبح اور جمعہ کی اذان کے علاوہ پانچوں فرائض کی اذان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ و سلام شروع کر دیا۔ مگر صبح اور جمعہ کی اذانوں سے پہلے صلاۃ و سلام پڑھتے تھے مگر مغرب کی اذان کے بعد یا پہلے وقت کے تنگ ہونے کی وجہ سے صلاۃ و سلام نہ پڑھتے تھے، اس کی ابتداء سلطان الناصر صلاح الدین ابو المظفر یوسف بن

ایوب کے زمانہ میں اس کے حکم سے ہوئی۔ اس سے پہلے جب الحاکم بن العزیز قتل ہوا تو اس کی بہن ست الملک نے حکم دیا کہ اس کے بیٹے الظاہر پر سلام پڑھا جائے تو اس پر السلام علی الامام الظاهر کے الفاظ سے سلام پڑھا جاتا تھا۔ پھر تمام خلفاء پر سلام پڑھا جاتا رہا حتیٰ کہ صلاح الدین مذکور نے اس کو بند کروایا اسے جزائے خیر عطا ہو۔ صلاۃ وسلام کے مستحب یا مکروہ یا بدعت یا مشروع ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے، اس کے مستحب ہونے پر وَافْعَلُوا الْخَيْرَ (نیکی کرو) کے فرمان الٰہی سے استدلال کیا گیا ہے۔ یہ بات معلوم ہے کہ صلاۃ وسلام اجل القربات سے ہے۔ خصوصاً احادیث اس پر برانگیختہ کرنے کے متعلق کثرت سے وارد ہیں (مثلاً) اذان کے بعد دعا کی فصل میں، رات کے آخری تیسرے حصہ میں اور فجر کے قرب میں صلاۃ وسلام پڑھنے کا ذکر تاکید کے ساتھ گزرا ہے۔ درست بات یہ ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے، صلاۃ وسلام پڑھنے والے کو اس کی حسن نیت کی وجہ سے اجر ملے گا۔ حضرت ابن سہل مالکی کی کتاب ''الاحکام'' میں رات کے آخری ثلث میں مؤذنین کی تسبیح میں اختلاف حکایت کیا گیا ہے اور منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مؤذن سونے والوں کو تنگ کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رات کو سکون کے لیے بنایا ہے۔ اس میں نظر ہے۔ واللہ الموفق

جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا ہر حالت میں پسند کرتا ہوں مگر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو بہت زیادہ پسند کرتا ہوں۔

چوتھے باب میں اس کے متعلق، حضرت ابو ہریرہ، انس بن مالک، اوس بن اوس، ابی امامہ، ابی الدرداء ابی مسعود، عمر بن الخطاب، ابنہ عبداللہ، الحسن البصری، خالد بن سعدان، یزید الرقاشی اور ابن شہاب کی احادیث واضح طور پر گزر چکی ہیں۔ یہاں ہم دوبارہ ان کا ذکر نہیں کرتے۔

حضرت ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَتَيْ صَلَاةٍ غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُ مِائَتَيْ عَامٍ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر دوسو مرتبہ درود بھیجے گا اس کے دوسو سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔

اس حدیث کو دیلمی نے تخریج کیا ہے اور یہ صحیح نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ شَفَاعَتُهٗ لَهٗ عِنْدِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجے گا قیامت کے دن اس کی شفاعت میرے اوپر ہوگی''۔

اس حدیث کو بھی دیلمی نے تخریج کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ اٰنِفًا عَنْ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ عَلَيْكَ مَرَّةً وَاحِدَةً اِلَّا صَلَّيْتُ اَنَا وَ مَلَائِكَتِيْ عَلَيْهِ عَشْرًا

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، جبریل ابھی ابھی رب تعالیٰ کا پیغام لائے ہیں کہ جو مسلمان سطح زمین پر ایک دفعہ آپ پر درود بھیجے گا، میں اور میرے تمام فرشتے اس پر دس مرتبہ درود بھیجیں گے''۔

اس حدیث کو الطبرانی نے ایک ایسی سند کے ساتھ روایت کیا جس کی متابعات میں کوئی حرج نہیں۔ مندرجہ ذیل الفاظ میں بھی مروی ہے:

اَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''مجھ پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کثرت سے درود بھیجو، جو ایسا کرے گا قیامت کے دن میں اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا''۔

اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

''جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجو''۔

دوسرے باب کے اوائل میں بھی اس طرح کی حدیث گزر چکی ہے۔

ضعیف سند کے ساتھ ''الکامل'' لابن عدی میں یہ لفظ ہیں۔

اَكْثِرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ

''جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو تمہارے درود مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِيْنَ مَرَّةً غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَ ثَمَانِيْنَ عَامًا فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

''جس نے مجھ پر جمعہ کے دن اسی مرتبہ درود پڑھا اس کے اللہ تعالیٰ 80 سال کے گناہ معاف فرمادے گا۔ پوچھا گیا، یارسول اللہ! آپ پر کیسے درود پڑھا جائے آپ نے فرمایا یوں پڑھو: ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ'' اس کو ایک مرتبہ شمار کیا جائے۔

اس حدیث کو الخطیب نے تخریج کیا ہے اور ابن الجوزی نے اسے ضعیف احادیث میں ذکر کیا ہے۔

حضرت انس سے ہی مروی ہے، فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اَلْفَ مَرَّةٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ فِي الْجَنَّةِ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو جمعہ کے دن مجھ پر ہزار مرتبہ درود پڑھے گا جنت

میں اپنا ٹھکانہ دیکھ کر فوت ہوگا''۔

اس حدیث کو ابن شاہین نے ضعیف سند کے ساتھ تخریج کیا ہے۔ دوسرے باب میں یوم الجمعہ کے ذکر کے بغیر گزر چکی ہے۔ ''مسند الفردوس'' میں اس کی نسبت نسائی کی طرف کی گئی ہے انہی الفاظ کے ساتھ، مگر یہ وہم ہے۔

حضرت انس سے ہی مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کُلِّ یَوْمِ جُمُعَۃٍ اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً مَحَا اللّٰہُ عَنْہُ ذُنُوْبَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً وَاحِدَۃً فَتُقُبِّلَتْ مِنْہُ مَحَا اللّٰہُ عَنْہُ ذُنُوْبَ ثَمَانِیْنَ سَنَۃً وَمَنْ قَرَءَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ حَتّٰی خَتَمَ السُّوْرَۃَ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ مَنَارًا فِی جَمْرِ جَھَنَّمَ حَتّٰی یُجَاوِزَ الْجَمْرَ

''جو ہر جمعہ کو مجھ پر چالیس مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے چالیس سال کے گناہ معاف فرمائے گا اور جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجا اور قبول ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ معاف فرمائے گا۔ جس نے پوری سورت قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کی بھڑکتی آگ پر ایک منارہ بنا دے گا حتیٰ کہ وہ اس آگ سے گزر جائے گا''۔

اس حدیث کو التیمی نے اپنی ''الترغیب'' میں ابوالشیخ ابن حبان نے اپنے بعض اجزاء میں، الدیلمی نے ان کے طریق سے اپنی مسند میں تخریج کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ یہی حدیث مندرجہ ذیل الفاظ میں مرفوعاً ذکر ہے مگر اس کی اصل پر مجھے آگاہی نہیں ہوئی۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مِائَۃَ صَلَاۃٍ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ خَطِیْئَۃَ ثَمَانِیْنَ عَامًا

''جس نے مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ معاف فرمائے گا''۔

اس کے ایک راوی نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس حدیث کو پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصدیق فرمائی واللہ ورسولہ اعلم۔ ایک دوسری روایت میں اسی کی مثل ہے اور یہ الفاظ زائد ہیں:

وَمَنْ صَلّٰى عَلَىَّ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ غُفِرَ لَهٗ خَطِيْئَةُ عِشْرِيْنَ سَنَةً

"جس نے مجھ پر سو مرتبہ جمعہ کی رات درود پڑھا اس کی بیس سال کی خطائیں معاف کردی جائیں گی"۔

ظاہراس کی عدم صحت ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن وہب کو فرمایا، اے زید! جمعہ کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کبھی ہزار مرتبہ درود بھیجنے کو ترک نہ کرنا اور یہ ان الفاظ میں پڑھنا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔

اس کو التیمی نے الترغیب میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں نرمی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْخَمِيْسِ بَعَثَ اللّٰهُ مَلَائِكَتَهٗ مَعَهُمْ صُحُفٌ مِنْ فِضَّةٍ وَ اَقْلَامٌ مِنْ ذَهَبٍ يَكْتُبُوْنَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اَكْثَرَ النَّاسِ صَلَاةً عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"خمیس کے روز اللہ تعالیٰ اپنے فرشتے بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے دفتر اور سونے کی قلمیں ہوتی ہیں وہ خمیس کے دن اور جمعہ کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنے والوں کے نام لکھتے ہیں"۔

اس حدیث کو ابن بشکوال نے تخریج کیا ہے اور اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جسے میں نہیں جانتا۔

حضرت جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: خمیس کے دن عصر کے وقت اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین پر فرشتے اتارتا ہے جن کے ساتھ چاندی کے دفتر اور سونے کی قلمیں ہوتی ہیں، وہ اس دن اور دوسرے دن کی رات سورج کے غروب ہونے تک نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھے جانے والے درود کو لکھتے رہتے ہیں۔

یہ خبر المجد اللغوی نے ذکر کی ہے میں ابھی تک اس کی سند پر آگاہ نہیں ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً خُلِقُوْا مِنَ النُّوْرِ لَا یَھْبِطُوْنَ اِلَّا لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ وَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ بِاَیْدِیْھِمْ اَقْلَامٌ مِنْ ذَھَبٍ وَدِوِیٌّ مِنْ فِضَّۃٍ وَ قَرَاطِیْسُ مِنْ نُوْرٍ لَا یَکْتُبُوْنَ اِلَّا الصَّلٰوۃَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

"اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو نور سے پیدا کیے گئے ہیں وہ صرف جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن زمین پر اترتے ہیں، ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم، چاندی کی دواتیں اور نور کے کاغذ ہوتے ہیں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو درود پڑھا جاتا ہے اس کو لکھتے ہیں"۔

اس حدیث کو الدیلمی نے تخریج کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلٰی نَبِیِّکُمْ فِی اللَّیْلَۃِ الْغَرَّاءِ وَالْیَوْمِ الْاَزْھَرِ

"میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھا کرو"۔

اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے یہی حدیث حضرت عمر سے مروی ہے۔ السّلفی نے اسے تخریج کیا ہے اس کی سند میں قاسم الملطی ہے جو کذاب ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مروی ہے ایک روایت میں ہے:

اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فِی اللَّیْلَۃِ الْغَرَّاءِ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ یَعْنِیْ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ

"جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"۔

اس حدیث کو صاحب ''الشرف'' نے ذکر کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلصَّلَاۃُ عَلَیَّ نُوْرٌ عَلَی الصِّرَاطِ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ثَمَانِیْنَ مَرَّۃً غُفِرَتْ لَہٗ ذُنُوْبُ ثَمَانِیْنَ عَامًا

''مجھ پر درود پڑھنا پل صراط کا نور ہے اور جو جمعہ کے دن مجھ پر اسی مرتبہ درود پڑھے گا اس کے اسی سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے''۔

اس حدیث کو ابن شاہین نے ''الافراد'' وغیرہا میں، ابن بشکوال نے ان کے طریق سے، ابوالشیخ اور الضیاء نے دارقطنی کے طریق سے ''الافراد'' میں، الدیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں اور ابونعیم نے روایت کیا ہے اس کی سند ضعیف ہے ''الضعفاء'' میں الازدی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ایک دوسرے طریق سے نقل کی ہے مگر اس کی سند بھی ضعیف ہے ابوسعید نے ''شرف المصطفٰی'' میں حدیث انس سے تخریج کیا ہے:

ابن بشکوال نے حدیث ابوہریرہ کے یہ لفظ بھی روایت کیے ہیں۔

مَنْ صَلّٰی صَلَاۃَ الْعَصْرِ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ مِنْ مَکَانِہٖ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ثَمَانِیْنَ مَرَّۃً غُفِرَتْ لَہٗ ذُنُوْبُ ثَمَانِیْنَ عَامًا وَکُتِبَ لَہٗ عِبَادَۃُ ثَمَانِیْنَ سَنَۃً

''جس نے جمعہ کی نماز عصر پڑھی اور اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے یہ درود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الامی وعلی آلہ وسلم تسلیما اسی مرتبہ پڑھا تو اس کے اسی سال کے گناہ معاف کیے جائیں گے اور اس کے لیے اسی سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا''۔

اسی طرح حضرت سہل سے مروی ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے جس کی اصل پر مجھے واقفیت نہیں ہوئی۔

اِتَّخَذَ اللهُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا وَ مُوْسٰی نَجِیًا وَاتَّخَذَنِیْ حَبِیْبًا ثُمَّ قَالَ وَ عِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ لَاُوْثِرَنَّ حَبِیْبِیْ عَلٰی خَلِیْلِیْ وَ نَجِیِّیْ فَمَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ لَیْلَةَ جُمُعَةٍ ثَمَانِیْنَ مَرَّةً غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُ مِائَتَیْ عَامٍ مُتَقَدِّمَةٍ مِائَةَ عَامٍ مُتَأَخِّرَةٍ

''اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا موسیٰ کو نجی بنایا اور مجھے حبیب بنایا پھر فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں اپنے حبیب کو اپنے خلیل ونجی پر ترجیح دوں گا پس جو ان پر جمعہ کی رات اسی مرتبہ درود بھیجے گا اس کے دو سو سال پہلے اور ایک سو سال پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے''۔

میں اس حدیث کو غیر صحیح گمان کرتا ہوں۔ واللہ الموفق

دار قطنی نے مرفوعاً مندرجہ ذیل الفاظ میں روایت کی ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِیْنَ مَرَّةً غَفَرَ اللهُ لَهٗ ذُنُوْبَ ثَمَانِیْنَ سَنَةً قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللهِ کَیْفَ الصَّلٰوةُ عَلَیْكَ قَالَ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ نَبِیِّكَ وَ رَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

''جس نے جمعہ کے روز اسی مرتبہ مجھ پر درود پڑھا اللہ اس کے اسی سال کے گناہ معاف فرمائے گا عرض کی گئی، یا رسول اللہ! آپ پر درود کیسے پڑھیں فرمایا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ نَبِیِّكَ وَ رَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ'' اور ایک گرہ شمار کرو۔

میں کہتا ہوں العراقی نے اس کو حسن فرمایا اور اس سے قبل ابو عبداللہ بن النعمان نے حسن کہا ہے۔ یہ نظر کی محتاج ہے، اسی طرح حدیث انس قریب ہی گزری ہے۔

حضرت صفوان بن سلیم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَلَیْلَةُ الْجُمُعَةِ فَاَکْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَیَّ

''جب جمعہ کا دن اور رات آئے تو مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو''۔

امام شافعی نے تخریج کی ہے اور یہ مرسل ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ مَعَهٗ نُوْرٌ لَوْ قُسِمَ ذَالِكَ النُّوْرُ بَیْنَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ لَوَسِعَهُمْ

''جس نے جمعہ کے دن سو مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا وہ قیامت کے دن اپنے ساتھ ایک ایسا نور لے کر آئے گا اگر اسے تمام مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو کافی ہوگا''۔

اس حدیث کو ابونعیم نے ''الحلیہ'' میں تخریج کیا ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ سے مروی ہے فرمایا:

مَنْ قَالَ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ ثَمَانِیْنَ مَرَّةً غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُ ثَمَانِیْنَ عَامًا

''جس نے جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد یہ درود 80 مرتبہ پڑھا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلِّمْ تو اس کے اسی سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

اس حدیث کو ابن بشکوال نے روایت کیا ہے، اسی مفہوم کی حدیث ابوہریرہ سے ابھی گزر چکی ہے۔ حضرت انس سے مرفوعاً مروی ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَ مَلَائِكَتُهٗ اَلْفَ اَلْفِ صَلَاةٍ وَ كُتِبَ لَهٗ اَلْفُ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَ حُطَّ عَنْهُ اَلْفُ اَلْفِ خَطِیْئَةٍ وَ رُفِعَ لَهٗ اَلْفُ اَلْفِ دَرَجَةٍ فِی الْجَنَّةِ

''جو جمعہ کے دن مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے لاکھ مرتبہ درود بھیجیں گے اور اس کی ایک لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی اور ایک لاکھ خطائیں معاف ہو جائیں گی اور اس کے لاکھ درجات جنت میں بلند کیے

جائیں گے“۔

مجھے اس کی سند پر آگاہی نہیں ہوئی میں اس کو غیر صحیح گمان کرتا ہوں بلکہ اس کے بطلان کا یقین رکھتا ہوں۔

ابوعبدالرحمٰن المقری سے مروی ہے فرماتے ہیں مجھے، یہ خبر پہنچی ہے کہ خلاد بن کثیر نزع کی حالت میں تھے، ان کے تکیے کے نیچے ایک کاغذ کا ٹکڑا پایا گیا جس پر یہ لکھا تھا: هٰذِهٖ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ لِخَلَّادِ بْنِ كَثِيْرٍ ”یہ خلاد بن کثیر کے لیے آگ سے نجات کا پروانہ ہے“ لوگوں نے اس کے گھر والوں سے اس کا عمل پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ جمعہ کو ہزار مرتبہ درود پڑھتا تھا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

گزشتہ حدیث میں روایت ہو چکا ہے کہ

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَلْفَ مَرَّةٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ

”جس نے مجھ پر جمعہ کے روز ہزار مرتبہ درود پڑھا وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ کر فوت ہوگا“۔

ابن النعمان وغیرہ نے ذکر کی ہے، مجھے اس کی سند پر آگاہی نہیں ہوئی۔ عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے انہوں نے لکھا کہ جمعہ کے دن علم کو پھیلاؤ علم کی آفت نسیان ہے اور جمعہ کے دن کثرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو۔

اس اثر کو ابن وضاح، ان کے طریق سے ابن بشکوال اور النمیری نے روایت کیا ہے۔ ابن بشکوال نے ابن وضاح کے طریق سے یہ الفاظ روایت کیے ہیں۔

بَلَغَنِيْ اَنَّهٗ مَنْ قَالَ عَشِيَّةَ خَمِيْسٍ بَعْدَ الْعَصْرِ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَرَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ اِقْرَءْ مُحَمَّدًا مِنِّي السَّلَامَ اِلَّا بَعَثَ اللّٰهُ مَلَكًا يُبَلِّغُهٗ عَنْهُ يَقُوْلُ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ يُبَلِّغُكَ السَّلَامَ

"مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جو نماز عصر کے بعد خمیس کی شام کو یہ پڑھتا ہے: اللھم رب الشھر الحرام الخ اے اللہ، اے حرمت والے مہینہ کے رب! اے مزدلفہ، رکن یمانی مقام ابراہیم، حلت و حرمت کے رب! میری طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام پہنچا تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتے ہیں جو بارگاہ رسالت میں عرض کرتا ہے حضور! فلاں شخص فلاں کا بیٹا آپ کو سلام عرض کر رہا ہے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ یُصَلِّیْ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ رَکْعَتَیْنِ یَقْرَءُ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ خَمْسًا وَعِشْرِیْنَ مَرَّةً قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثُمَّ یَقُوْلُ اَلْفَ مَرَّةٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔ فَاِنَّهٗ لَا یَتِمُّ الْجُمُعَةَ الْقَابِلَةَ حَتّٰی یَرَانِیْ فِی الْمَنَامِ وَمَنْ رَاٰنِیْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ الذُّنُوْبَ

"جو مومن جمعہ کی رات دو رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں 25 مرتبہ قل ھو اللہ احد، سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھے، پھر ہزار مرتبہ یہ درود پڑھے اللھم صل علی محمدِ النبی الامی۔ تو آنے والے جمعہ سے پہلے خواب میں میری زیارت کرے گا اور جو میری زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا"۔

اس حدیث کو ابو موسیٰ المدینی نے تخریج کیا ہے اور یہ صحیح نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے جس کی سند پر مجھے آگاہی نہیں ہوئی:

مَنْ قَالَ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ عَشَرَ مَرَّاتٍ یَا دَائِمَ الْفَضْلِ عَلَی الْبَرِیَّةِ یَا بَاسِطَ الْیَدَیْنِ بِالْعَطِیَّةِ یَا صَاحِبَ الْمَوَاهِبِ السَّنِیَّةِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی بِالسَّجِیَّةِ وَاغْفِرْ لَنَا یَا ذَا الْعُلٰی فِیْ هٰذِهِ الْعَشِیَّةِ کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَزَّوَجَلَّ مِائَةَ اَلْفِ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ مِائَةَ اَلْفِ اَلْفِ سَیِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ مِائَةَ اَلْفِ اَلْفِ دَرَجَةٍ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ زَاحَمَ اِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلُ فِیْ قُبَّتِهٖ

''جو جمعہ کی رات دس مرتبہ یہ کلمات ادا کرے گا: اے اپنی مخلوق پر ہمیشہ فضل فرمانے والے! اے اپنے انعامات کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ پھیلانے والے! اے شاندار مہربانیوں کے مالک! درود بھیج اپنے حبیب محمد پر جو تمام مخلوق سے بہترین ہیں اور بخش دے ہمیں اے بلندیوں کے مالک! اس عشا کے وقت میں، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کروڑ نیکیاں لکھے گا، کروڑ گناہ معاف فرمائے گا اور کروڑ درجات بلند فرمائے گا جب قیامت کا دن ہوگا ابراہیم خلیل اللہ اس کے قبہ میں داخل ہوں گے''۔

یہ بالکل جھوٹی ہے ابوموسیٰ کے ہاں باطل سند کے ساتھ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو مندرجہ ذیل کلمات کے ساتھ ہر روز تین مرتبہ اور جمعہ کے دن سو مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے گا تحقیق اس نے تمام مخلوق کے درود کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، قیامت کے دن اس کا حشر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمرہ میں ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائیں گے۔ کلمات یہ ہیں:

صَلَوٰاتُ اللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَاَنْبِيَآئِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ

''اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، انبیاء و مرسلین اور تمام مخلوق کے درود ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ اور آپ کی آل پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں''۔

ابونعیم نے ''الحلیہ'' میں لکھا ہے کہ ابراہیم بن ادہم ہر جمعہ کی صبح دعا مانگتے تھے جس میں یہ درود پڑھتے تھے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا خَاتَمِ كَلَامِهٖ وَ مِفْتَاحِهٖ وَاَنْبِيَآءِهٖ وَرُسُلِهٖ اَجْمَعِيْنَ اٰمِيْنَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَوْرِدْنَا حَوْضَهٗ وَ اَسْقِنَا بِكَأْسِهٖ مَشْرَبًا رَوِيًّا سَآئِغًا هَنِيْئًا لَا نَظْمَأُ اَبَدًا وَاحْشُرْنَا فِيْ

زُمْرَتِهٖ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا نَاكِثِیْنَ وَلَا مُرْتَابِیْنَ وَلَا مَقْبُوْضِیْنَ وَلَا مَغْضُوْبٍ عَلَیْنَا وَلَا الضَّآلِّیْنَ

''اللہ تعالیٰ درود بھیجے محمد پر اور آپ کی آل پر اور سلام بھیجے بہت زیادہ جو اللہ تعالیٰ کی کلام اور مفتاح، انبیاء اور تمام مرسلین کے خاتم ہیں آمین یارب العالمین! اے اللہ! ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حوض پر اتار اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جام سے ایسی شراب پلا جو سیر کرنے والی، حلق سے آسانی سے اترنے والی ہو، ایسی خوشگوار ہو کہ ہمیں اس کے پینے کے بعد کبھی پیاس نہ ہو اور ہمیں آپ کے زمرہ سے اٹھا بغیر کسی رسوائی، کمزوری اور شک کے اور نہ ہم مقبوض ہوں نہ ہم پر غضب ہو اور نہ گمراہ ہوں''۔

اے قاری! جب تجھے درود پاک کی عظمت و برکت معلوم ہوگئی ہے تو تو اب نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صبح و شام درود پڑھا کر اور جمعہ کے دن اور زیادہ ذکر کیا کر تا کہ تو اس کے نور سے مستنیر ہو جائے اور عزت و افتخار تیرا مقدر بن جائے۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً۔

ہفتہ اور اتوار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھنا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَكْثِرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَیَّ فِیْ یَوْمِ السَّبْتِ فَاِنَّ الْیَهُوْدَ تُكْثِرُوْنَ سَبِّیْ فِیْهِ فَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْهِ مِائَةَ مَرَّةٍ فَقَدْ اَعْتَقَ نَفْسَهٗ مِنَ النَّارِ وَحَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ فَیُشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِیْمَنْ اَحَبُّ وَعَلَیْكُمْ بِمُخَالَفَةِ الرُّوْمِ فِیْ یَوْمِ الْاَحَدِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْ اَیِّ شَیْءٍ تُخَالَفُ الرُّوْمُ قَالَ فِیْ یَوْمِ یَدْخُلُوْنَ كَنَائِسَهُمْ وَیَعْبُدُوْنَ الصُّلْبَانَ وَیَسُبُّوْنِیْ فَمَنْ صَلَّی الصُّبْحَ مِنْ یَوْمِ الْاَحَدِ وَقَعَدَ یُسَبِّحُ اللّٰهَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی رَكْعَتَیْنِ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ ثُمَّ صَلّٰی عَلَیَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَاسْتَغْفَرَ لِاَبَوَیْهِ وَلِنَفْسِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ غُفِرَ لَهٗ وَلِاَبَوَیْهِ وَاِنْ دَعَا اِسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ وَاِنْ سَاَلَ خَیْرًا اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهُ

''ہفتہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو، یہود اس دن اپنے قیدیوں کو یاد کرتے ہیں۔ پس جو اس دن مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے گا تحقیق اس نے اپنے آپ کو آگ سے آزاد کر لیا، شفاعت اس کے لیے واجب ہو گئی، قیامت کے دن اس کی شفاعت ہو گی جس کو میں پسند کروں گا، اتوار کے دن تم پر رومیوں کی مخالفت ضروری ہے صحابہ نے عرض کی کس چیز میں رومیوں کی مخالفت کی جائے؟ فرمایا وہ اس دن اپنے کنائس میں جاتے ہیں، سولی کے نشانوں کی پوجا کرتے ہیں اور مجھے برا بھلا کہتے ہیں پس جس نے اتوار کے دن صبح کی نماز پڑھی اور اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہوئے بیٹھا رہا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا پھر دو رکعت نماز ادا کی جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے توفیق دی، پھر مجھ پر سات مرتبہ درود بھیجا اور اپنے والدین کے لیے اپنے لیے اور مومنوں کے لیے دعا مانگی تو اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت ہو جائے گی، اگر اور کوئی دعا مانگے گا تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے عطا کرے گا۔

ایک دوسرے الفاظ میں اس طرح ہے:

مَنْ صَلّٰى لَيْلَةَ الْاَحَدِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً يَقْرَءُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَرَّةً وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ خَمْسِيْنَ مَرَّةً وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ مَرَّةً ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ لِنَفْسِهٖ وَلِوَالِدَيْهِ وَيُصَلِّيْ عَلَيَّ مِائَةَ مَرَّةٍ وَيَتَبَرَّأُ مِنْ حَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ وَيَلْجَاءُ اِلٰى حَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ اٰدَمَ صَفْوَةُ اللّٰهِ وَفِطْرَتُهٗ وَاِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُهٗ وَ مُوْسٰى كَلِيْمُهٗ وَ عِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ وَ مُحَمَّدًا حَبِيْبُ اللّٰهِ كَانَ لَهٗ مِنَ الثَّوَابِ بِعَدَدِ مَنْ دَعَا اللّٰهَ وَلَدًا وَمَنْ لَّمْ يَدْعُ ذَالِكَ وَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْاٰمِنِيْنَ وَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ

''جس نے اتوار کی رات بیس رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ ہر رکعت میں الحمد

للہ ایک مرتبہ ''قل ھو اللہ'' پچاس مرتبہ معوذتین ایک مرتبہ، پھر سو مرتبہ اپنے اور اپنے والدین کے لیے استغفار کیا اور مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا، اپنی قوت وطاقت سے براءت کی اور اللہ تعالیٰ کی قوت وطاقت کی طرف پناہ لی، پھر یہ کہا اشھد الخ یعنی میں گواہی دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں آدم صفی اللہ اور فطرۃ اللہ ہیں، ابراہیم خلیل اللہ ہیں، موسیٰ کلیم اللہ ہیں، عیسیٰ روح اللہ ہیں اور محمد حبیب اللہ ہیں تو اس کے لیے اتنے لوگوں کی تعداد میں ثواب ہوگا جتنے لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے بیٹے مانگے اور جتنے لوگوں نے بیٹے نہیں مانگے۔ یوم قیامت اللہ تعالیٰ اس کو آمنین کے ساتھ کرے گا اور اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ اسے جنت میں انبیاء کے ساتھ داخل فرمائے''۔

اس طرح قرطبی نے اپنی کتاب ''الصلوۃ النبویہ'' میں ذکر کیا ہے اور اس کی نسبت حضرت حسن بصری کی ''السراج الواضح'' کی طرف کی ہے۔ میں کہتا ہوں اس پر وضع کے آثار واضح ہیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

سوموار اور منگل کی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھنا

یہ مقام ابو موسیٰ المدینی نے ''وظائف اللیالی والایام'' میں اور الغزالی نے ''الاحیاء'' میں ذکر کیا ہے دونوں کی سند نہیں ہے۔ اعمش حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی لَیْلَةَ الْاِثْنَیْنِ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ یَقْرَءُ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ مِّنْهَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَرَّةً وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فِی الْاُوْلٰی اِحْدٰی عَشَرَةَ مَرَّةً وَفِی الثَّانِيَةِ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ وَالثَّالِثَةِ ثَلَاثِیْنَ وَالرَّابِعَةِ اَرْبَعِیْنَ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَرَءَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ خَمْسًا وَّ سَبْعِیْنَ وَاسْتَغْفَرَ لِنَفْسِهٖ وَلِوَالِدَیْهِ خَمْسًا وَّ سَبْعِیْنَ وَصَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَّ سَبْعِیْنَ ثُمَّ یَسْاَلُ اللّٰهَ حَاجَتَهٗ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُّعْطِیَهٗ مَاسَاَلَ وَهِیَ تُسَمّٰی

صَلَاۃُ الْحَاجَۃِ

''جو سوموار کی رات چار رکعت اس طرح پڑھے گا کہ ہر رکعت میں الحمد للہ ایک بار، قل ھو اللہ پہلی میں گیارہ بار دوسری رکعت میں اکیس بار تیسری میں تیس بار، چوتھی میں چالیس بار، پھر سلام پھیر دے گا اور پھر قل ھو اللہ احد پچھتر بار پڑھے گا، اپنے لیے اور والدین کے لیے استغفار اور پچھتر بار درود بھیجے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے ہر وہ چیز عطا فرما دے جو وہ مانگے اس کو صلاۃ حاجت کہا جاتا ہے''۔

المدینی نے کتاب مذکور میں جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر کے طریق سے ایک ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں ایک راوی متہم بالکذب ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی لَیْلَۃَ الثُّلَاثَاءِ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ بَعْدَ الْعُتْمَۃِ قَبْلَ اَنْ یُوْتِرَ یَقْرَءُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَرَّۃً وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَرَّۃً فَاِذَا فَرَغَ اِسْتَغْفَرَ خَمْسِیْنَ مَرَّۃً وَ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسِیْنَ مَرَّۃً یَبْعَثُہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَوَجْھُہٗ یَتَلَأْلَأُ نُوْرًا وَ ذَکَرَ ثَوَابًا کَثِیْرًا

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو منگل کی رات عشاء کی نماز کے بعد وتر پڑھنے سے پہلے چار رکعت میں الحمد للہ ایک مرتبہ قل ھو اللہ احد 3 مرتبہ، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک مرتبہ پڑھے، جب نماز سے فارغ ہو جائے تو پھر پچاس مرتبہ استغفار اور پچاس مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اٹھائے گا حالانکہ اس کا چہرہ نور سے جگمگا رہا ہوگا، اور بھی بہت ثواب ذکر فرمایا''۔

خطبات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا

مثلاً جمعہ کا خطبہ، عیدین، استسقاء، کسوفین وغیرہ کے خطبات۔ خطبہ کی صحت کے لیے درود شریف کے شرط ہونے میں اختلاف ہے امام شافعی اور امام محمد کا مشہور مذہب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے بغیر خطبہ صحیح نہیں ہوتا۔ امام ابوحنیفہ اور مالک فرماتے ہیں: خطبہ درود کے بغیر بھی صحیح ہوتا ہے، امام احمد کا ایک قول یہ بھی ہے۔ پھر دوسرے خطبہ میں اس کے وجوب میں اختلاف ہے، امام شافعی کا مذہب دونوں خطبوں میں درود کے وجوب کا ہے، وجوب کی دلیل انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ سے اور اسی فرمان کی تفسیر جو ابن عباس نے فرمائی ہے اس سے دی ہے یعنی فَلَا يُذْكَرُ اِلَّا ذُكِرَ مَعَهُ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہوگا مگر اس کے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ اور قتادہ کے قول سے دلیل پکڑی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلند فرمایا ہے کوئی ایسا خطیب، متشہد، صاحب صلاۃ نہیں ہے مگر اس کے کلام کی ابتدا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ اس استدلال میں نظر ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ذکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ساتھ اس کے مرسل کی گواہی دے چکا ہوتا ہے اور یہ تو خطبہ میں قطعاً واجب ہے بلکہ یہ تو خطبہ کا رکن اعظم ہے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا) لیکن خطبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کی مشروعیت اس روایت سے ہے جو عون بن ابی جحیفہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں، میرے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مددگار و معاون تھے، وہ منبر کے نیچے کھڑے تھے انہوں نے مجھے حضرت علی کے متعلق بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا اور فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امت کے بہترین شخص ابوبکر پھر عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے بھلائی و خیر رکھ دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نماز کے خطبہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا مانگتے، اے اللہ! ہمارے نزدیک ایمان کو

محبوب بنا دے اور اس کو ہمارے دلوں میں مزین کر دے اور کفر، فسوق، نافرمانی سے ہماری نفرت ہو جائے، یہ لوگ پختہ عزم والے ہیں۔ اے اللہ! ہماری قوت، سماعت، ہماری ازواج، ہمارے قلوب اور ہماری اولاد میں ہمارے لیے برکت ڈال دے۔

اس روایت کو النمیری اور محمد بن حسن بن صفر الاسدی نے تخریج کیا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ منبر پر کھڑے ہوئے اور مختصر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرمائی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا اس کے بعد لوگوں کو وعظ فرمایا انہیں نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع فرمایا۔

اس روایت کو الدارقطنی نے ابن لہیعہ کے طریق سے تخریج کیا ہے ابو اسحاق یعنی السبیعی سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو دیکھا کہ جب امام خطبہ دیتا تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے اور اونگھ نہیں رہے ہوتے تھے اور وہ خطبہ صرف قصص اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے پر مشتمل ہوتا۔

اس روایت کو اسماعیل القاضی نے تخریج کیا ہے۔

ضبہ بن محصن سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ الاشعری جب خطبہ دیتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے اور حضرت عمر کے لیے دعا کرتے تھے، انہوں نے حضرت عمر کے لیے دعا کی تو ضبہ نے ان پر تعجب کا اظہار کیا کہ ابو بکر سے پہلے عمر کے لیے دعا کی ہے۔ یہ بات حضرت عمر کو پہنچائی گئی تو حضرت عمر نے ضبہ کو فرمایا، تم ہی زیادہ حقیقت کے موافق اور صحیح راستہ پر ہو۔

میں کہتا ہوں ابن قیم نے کہا ہے کہ یہ روایات دلالت کرتی ہیں کہ خطبوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا صحابہ کرام کے وقت سے معروف و مشہور امر ہے۔ مگر درود شریف کا خطبہ میں واجب ہونا اس کے متعلق ہم نے کوئی ایسی دلیل نہیں پائی جس کی طرف رجوع ہو سکے۔ میں نے المجد اللغوی کی مصنف میں پڑھا ہے کہ یہ کہنا ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں امام شافعی نے خلفاء راشدین اور ان کے مابعد والے لوگوں پر اعتماد کیا ہے، کیونکہ خلفاء

راشدین سے اور ان کے بعد والوں میں سے کسی سے بھی ایسا خطبہ منقول نہیں ہے کہ اس میں انہوں نے حمد وصلاۃ پہلے نہ پڑھی ہو اور سلف صالحین اس خطبہ کو البتیر اء کہتے تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے سے خالی ہوتا تھا۔ ہمارے اصحاب فرماتے ہیں جیسے صلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ واجبہ میں رکن ہے اسی طرح مستحب خطبہ میں بھی رکن ہے جیسے عیدین وکسوفین کے خطبے، مگر حج کے خطبہ میں اس کے شرط ہونے سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم سے مروی ہے فرماتے ہیں، ایک امیر نے جمعہ کے دن ہمیں خطاب کیا، مگر اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا بھول گیا۔ جب خطبہ ختم ہوا تو لوگ ہر طرف سے چیخنے وچلانے لگے پھر وہ مصلی کی طرف بڑھا، نماز مکمل کرائی، اس کے بعد دوبارہ منبر پر چڑھا اور کہا اے لوگو! کسی وقت بھی شیطان ابن آدم کو فریب میں مبتلا کرنے کو نہیں چھوڑتا اس دن بھی ایسا ہم پر حملہ کرنے والا تھا، اس نے ہمیں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا فراموش کرادیا، پس اب تم اس کو ذلیل ورسوا کرتے ہوئے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَثِیْرًا کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ۔

اس روایت کو ابن بشکوال نے روایت کیا ہے۔

عید کی نماز کی تکبیرات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا

حضرت علقمہ سے مروی ہے کہ ایک دن ابن مسعود، ابوموسیٰ اور حذیفہ رضی اللہ عنہم کے پاس ولید بن عقبہ، عید سے پہلے آئے اور کہا کہ عید قریب آرہی ہے۔ اس میں تکبیرات کیسے پڑھنی ہیں؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا، شروع میں ایک تکبیر کہنا جس کے ساتھ نماز شروع ہو گی، اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا، پھر دعا مانگنا، پھر دوسری تکبیر کہنا اس میں بھی ایسا ہی کرنا پھر تیسری تکبیر کہنا اس میں بھی ایسا ہی کرنا اس کے بعد قراءت کرنا، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرنا۔ دوسری رکعت کے لیے پھر کھڑا ہو جانا پہلے قراءت کرنا، اس کے بعد تکبیر کہنا اس میں بھی اسی طرح کرنا پھر تیسری تکبیر کہنا اس میں بھی ایسا کرنا پھر رکوع کر لینا۔ یہ طریقہ سن کر حضرت حذیفہ اور ابوموسیٰ نے فرمایا، ابوعبدالرحمٰن نے ٹھیک

کہا ہے اس روایت کو اسماعیل القاضی نے تخریج کیا ہے، اس کی سند صحیح ہے۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب ''العید'' میں علقمہ کی حدیث سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود نے فرمایا ایک تکبیر کہنا جس کے ساتھ تو نماز میں داخل ہو جائے، اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا دعا مانگنا، پھر تکبیر کہنا۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد نے اس سے دلیل پکڑی ہے امام ابوحنیفہ صرف تین تین ہر رکعت میں زائد تکبیرات کے قائل ہیں امام شافعی اور امام احمد تکبیرات کے درمیان اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے لیے اسی کو دلیل بناتے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بطور دلیل لیا ہی نہیں ہے، امام ابوحنیفہ نے متصل تین تکبیرات بغیر کسی ذکر کے کہنے کے قول میں اس کے ساتھ موافقت کی ہے۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب ''العید'' میں عطاء سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں، نماز عید میں ہر دو تکبیروں کے درمیان جو سکوت ہے اس میں اللہ کی حمد کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔

نماز جنازہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنا

نماز جنازہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے ہاں درود پر، نماز جنازہ کے موقوف ہونے میں اختلاف ہے۔ شافعی اور احمد کا مشہور مذہب یہ ہے کہ درود پڑھنا نماز جنازہ میں امام اور مقتدی دونوں پر واجب ہے درود شریف کے بغیر نماز جنازہ صحیح ہی نہیں ہے صحابہ کرام کی ایک جماعت سے یہ حکم مروی ہے جیسا کہ آگے میں ذکر کروں گا۔ امام مالک اور ابوحنیفہ فرماتے ہیں۔ یہ واجب نہیں ہے۔ امام شافعی کے اصحاب کا بھی یہ ایک مذہب ہے نمازی کے لیے جنازہ میں درود پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ وہ تشہد میں پڑھتا ہے۔ نماز جنازہ میں اس کی مشروعیت پر دلیل حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ انہیں اس چیز کا ادراک ہے کہ صحابہ کرام میں سے کسی نے یہ بتایا کہ نماز جنازہ کا سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر تکبیر کے بعد فاتحۃ الکتاب پڑھے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر میت کے لیے خالص دعا

کرے۔ پھر کوئی چیز پڑھے بغیر سلام پھیر دے۔

اس کو قاضی اسماعیل اور شافعی نے روایت کیا ہے۔ یہ الفاظ شافعی کے ہیں اور بیہقی نے ان کے طریق سے اور الحاکم نے بھی روایت کی ہے۔ مطرف کی وجہ سے شافعی کی روایت ضعیف ہے مگر بیہقی نے ''المعرفہ'' میں عبداللہ بن ابی الزیاد الرصافی عن الزہری کے طریق سے جو مطرف کی حدیث کے ہم معنی ہے، حدیث روایت کی ہے اس نے اس کو تقویت دے دی ہے، بیہقی نے سنن میں یونس عن ابی شہاب الزہری کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے مجھے خبر دی ہے جو کبار انصار اور علماء میں سے تھے، اور ان لوگوں کے بیٹوں میں سے تھے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر رہتے تھے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئی اصحاب نے نماز جنازہ کے متعلق بتایا کہ امام تکبیر کہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے۔ تینوں تکبیرات میں میت کے لیے خالص دعا کرے پھر جب ختم کرنے لگے تو آہستہ سے سلام پھیر دے۔ الزہری فرماتے ہیں، ابوامامہ جب مجھے نماز جنازہ کی ترکیب بتا رہے تھے تو ابن المسیب سن رہے تھے مگر کوئی انکار نہ کیا۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ نماز جنازہ کا یہ سنت طریقہ جو مجھے ابوامامہ نے بتایا تھا محمد بن سوید کو بتایا تو انہوں نے فرمایا میں نے الضحاک بن قیس کو نماز جنازہ کے متعلق حبیب بن مسلمہ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے بھی اسی طرح بیان فرمایا جیسے ابوامامہ نے ہمیں بیان کیا۔

قاضی اسماعیل نے ''کتاب الصلوۃ'' میں اسی حدیث کو اپنی سند سے معمر عن الزہری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابوامامہ کو سنا کہ سعید بن المسیب کو وہ یہ ترکیب نماز جنازہ بتا رہے تھے، پہلے فاتحۃ الکتاب پڑھے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے، پھر میت کے لیے دعا کرے حتیٰ کہ فارغ ہو جائے یہ تمام چیزیں ایک مرتبہ پڑھے پھر سلام پھیر دے۔

اس روایت کو الجارود نے ''المنتقی'' میں اور نمیری نے روایت کیا ہے دونوں نے عبدالرزاق عن معمر کے طریق سے روایت کی ہے، اس کی سند کے رجال ایسے ہیں جن سے بخاری و مسلم میں احادیث تخریج کی گی ہیں۔ الدارقطنی نے فرمایا اس میں عبدالواحد بن زیاد

کو وہم ہوا ہے کہ اس نے یہی روایت عن معمر عن الزہری عن سہل بن سعد کی سند سے روایت کی ہے یخلص الصلاۃ کا معنی ہے کہ وہ اپنی نماز میں تینوں تکبیرات کو بلند آواز سے کہے، بیہقی کے پاس ابوامامہ بن سہل بن حنیف عن عبید بن السباق کے طریق سے مروی ہے فرماتے ہیں ہمیں سہل بن حنیف نے نماز جنازہ پڑھائی جب پہلی تکبیر کہی تو سورہ فاتحہ پڑھی حتیٰ کہ میں ان کے پیچھے سن رہا تھا پھر دوسری تکبیر کہی تو جب ایک تکبیر باقی رہی تو نماز کے تشہد کی طرح تشہد پڑھا پھر تکبیر کہی اور پیچھے ہٹ آئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، عبادہ بن الصامت نے مجھ سے نماز جنازہ کے متعلق پوچھا تو میں نے کہا، خدا کی قسم میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ ابتداء میں تکبیر کہہ کر پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج پھر یہ دعا مانگ:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَبْدَکَ فُلَانًا کَانَ لَا یُشْرِکُ بِکَ شَیْئًا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِہٖ وَاِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْہُ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَہٗ

"اے اللہ! یہ تیرا بندہ کسی کو تیرا شریک نہ ٹھہراتا تھا اور تو بہتر جانتا تھا کہ اگر یہ محسن تھا تو اس کے احسان میں اضافہ فرما اگر مجرم تھا تو اس سے درگزر فرما، اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کر اور نہ ہمیں اس کے بعد گمراہ کر"۔

البیہقی نے اپنی سنن میں اسی طرح تخریج کی ہے۔ مالک، اسماعیل القاضی نے ان کے طریق سے ابوہریرہ سے روایت کی ہے:

اَنَّہٗ سُئِلَ کَیْفَ تُصَلِّیْ عَلَی الْجَنَازَۃِ فَقَالَ اَتْبَعُھَا مِنْ اَھْلِھَا فَاِذَا وُضِعَتْ کَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللہَ وَصَلَّیْتُ عَلٰی نَبِیِّہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ کَانَ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْہُ فِیْ اِحْسَانِہٖ وَاِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْہُ سَیِّاٰتِہٖ اَللّٰھُمَّ

لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ

''ان سے نماز جنازہ کی ترکیب پوچھی گئی تو فرمایا، میں اس کے پیچھے چلتا ہوں، جب اسے رکھ دیا جاتا ہے تو تکبیر کہتا ہوں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں پھر یہ دعا مانگتا ہوں، اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہے اور گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور تو ہی اسے بہتر جانتا ہے کہ اگر یہ محسن تھا تو اس کے احسان میں اضافہ فرما اگر مجرم تھا تو اس سے درگزر فرما اور اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر اور ہمیں اس کے بعد آزمائش میں مبتلا نہ کر''۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے ابواء کے مقام پر نماز جنازہ پڑھائی پہلے تکبیر کہی، پھر بلند آواز سے سورۂ فاتحہ پڑھی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا پھر یہ دعا پڑھی، اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندے اور بندی کا بیٹا ہے اور گواہی دیتا تھا کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے بندے اور تیرا رسول ہیں، اب یہ تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اسے مزید پاکیزہ فرما اور اگر خطاکار تھا تو اسے معاف فرما دے۔ اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا۔ پھر تین تکبیرات کہیں اور واپس آئے۔ اور فرمایا، اے لوگو! میں نے یہ نہیں پڑھی مگر تمہیں یہ بتانے کے لیے کہ یہ سنت ہے۔

اس کو بیہقی نے تخریج کیا ہے اور اس کی سند میں ضعف ہے ابن سمعون نے نویں امالی میں سعید المقبری عن اخیہ عباد کے طریق سے روایت کی ہے فرمایا، میں نے ایک جنازہ پر حضرت ابن عباس کے ساتھ نماز پڑھی، انہوں نے فاتحۃ الکتاب پڑھی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا پھر میت کے لیے دعا کی اور خوب دعا کی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا، میں نے جہراً اس لیے نماز پڑھائی ہے تاکہ تمہیں اس کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبھی جنازہ پر آتے تو لوگوں کی طرف متوجہ

ہوتے اور کہتے اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ہر سو آدمی ایک امت شمار ہوتے ہیں اور جب کسی میت کے لیے سو آدمی جمع ہوں گے اور اس کے لیے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ تم اپنے بھائی کے لیے شفیع بن کر آئے ہو پس دعا میں کوشش کیا کرو پھر قبلہ شریف کی طرف متوجہ ہوتے اگر مرد ہوتا تو اس کے کندھے کے برابر اور اگر عورت ہوتی تو اس کے وسط کے برابر کھڑے ہوتے پھر یہ دعا مانگتے، یا اللہ! یہ تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا ہے تو نے اسے پیدا کیا اور تو نے اس کی اسلام کی طرف رہنمائی کی تو نے اب اس کی روح قبض کی، تو اس کے باطن وظاہر کو جانتا ہے ہم اس کے سفارشی بن کر آئے ہیں، اے اللہ! ہم تیرے جوار کی رسی کی پناہ طلب کرتے ہیں تو بڑا وفادار ہے، تو رحمت والا ہے، اس کو قبر کے فتنہ اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما، اے اللہ! اگر یہ محسن ہے تو اس کے احسان میں اضافہ فرما۔ اگر یہ مجرم ہے تو اس کی خطاؤں سے تجاوز فرما۔ اے اللہ! اس کی قبر میں نور پیدا فرما، اس کو اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملا، جب بھی تکبیر کہتے اسی طرح کہتے، جب آخری تکبیر ہوتی تو بھی اس طرح کہتے، اس کے بعد یہ درود پڑھتے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَسْلَافِنَا اَفْرَاطِنَا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ پھر پیچھے آ جاتے۔ حضرت ابن مسعود یہ ترکیب جنازہ ہر مجلس میں سکھاتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تدفین سے فارغ ہونے کے بعد قبر پر ٹھہرتے تھے اور کوئی دعا مانگتے تھے؟ فرمایا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میت کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر پر ٹھہرتے اور یہ دعا مانگتے تھے: اے اللہ! ہمارا ساتھی تیرا مہمان بن کر آیا ہے۔ دنیا کو اس نے اپنی پیٹھ کے پیچھے چھوڑا ہے تو کتنا اچھا مہمان نواز ہے۔ اے اللہ! قبر میں سوال کے وقت اسے ثابت رکھنا اور قبر میں اس سے کوئی ایسا سوال نہ فرمانا جو یہ برداشت نہ کر سکتا ہو، اے اللہ! اس کی قبر میں نور بھر دے اور اسے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے ساتھ ملا دے۔

ابوذر الہروی اور النمیری نے ان کے طریق سے تخریج کی ہے۔ عبداللہ بن احمد کے مسائل میں ان کے باپ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتے تھے اور ملائکہ مقربین پر درود پڑھتے تھے۔ قاضی اسماعیل فرماتے ہیں، وہ اس طرح کہتے تھے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَلَائِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَاَنْبِیَائِکَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاَھْلِ طَاعَتِکَ اَجْمَعِیْنَ مِنْ اَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ مجاہد سے نماز جنازہ کے متعلق مروی ہے کہ پہلے تو تکبیر کہہ پھر ام القرآن پڑھ پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیج، پھر یہ دعا مانگ، اے اللہ! فلاں تیرا بندہ ہے تو نے اسے پیدا کیا ہے اگر تو اسے سزا دے تو اس کا گناہ موجود ہے اور اگر تو اسے معاف کر دے تو تو غفور و رحیم ہے۔ اے اللہ! اس کی روح آسمان پر پہنچ گئی ہے، اس کے جسم کو زمین پر چھوڑ گئی ہے، اے اللہ! اس کی قبر میں اس کے لیے نور بھر دے، جنت میں اس کے لیے وسعت پیدا فرما، اس کے پیچھے اس کا جانشین بنا، اے اللہ! اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا، اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر، ہماری اور اس کی مغفرت فرما۔

اس کو الطبرانی نے ''الدعاء'' میں تخریج کیا ہے۔

ام الحسن سے مروی ہے کہ انہیں ایک متنازع میت پر بلایا گیا تو ام سلمہ نے انہیں کہا جب تو وہاں جائے تو یوں کہنا، اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس کو بھی الطبرانی نے ''الدعاء'' میں روایت کیا ہے الطبرانی نے بکر بن عبداللہ المزنی سے روایت کیا ہے کہ جب تو میت کی آنکھیں بند کرے تو تو یہ کہہ بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی وَفَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

میت کو قبر میں داخل کرتے وقت درود پڑھنا

بعض علماء نے میت کو قبر میں داخل کرنے کے وقت حضور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کا ذکر کیا ہے اور ابوداؤد اور الترمذی کی حدیث جو حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے اس کو دلیل بنایا ہے کہ جب آپ ﷺ میت کو قبر میں داخل فرماتے تو فرماتے، بِسْمِ

اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

اس حدیث میں اس کی کوئی دلالت نہیں ہے جیسا کہ تو نے دیکھا ہے۔

رجب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا

اس کے متعلق کوئی صحیح چیز وارد نہیں ہے، موضوعات ابن جوزی میں حضرت انس سے مروی ہے جو رجب کی پہلی جمعرات روزہ رکھے پھر شام اور عشاء کے درمیان یعنی جمعہ کی رات کو بارہ رکعت پڑھے جو کچھ ان رکعتوں میں پڑھنا ہے وہ بھی انہوں نے ذکر کیا ہے پھر جب اس نماز سے فارغ ہو جائے تو مجھ پر ستر مرتبہ یہ درود بھیجے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی ضرورت کا سوال کرے، تو اس کی وہ ضرورت پوری کردی جائے گی، اور بھی بہت ثواب ذکر کیا ہے۔

موضوعات جوزی میں حضرت انس سے مرفوعاً مروی ہے جس نے نصف رجب کی رات چودہ رکعت نماز پڑھی پھر نماز سے فارغ ہوجانے کے بعد مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھا، آگے حدیث میں بہت ثواب ذکر کیا ہے بیہقی نے حضرت انس سے مرفوع حدیث روایت کی ہے، جس نے تین رجب کی رات بارہ رکعت نماز پڑھی پھر تسبیح وتہلیل کی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سو مرتبہ درود پڑھا اور آخر میں دنیا وآخرت میں سے جو طلب کرے گا وہ قبول کیا جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ احادیث اور اس کی شبیہات کو ان کے ضعف پر تنبیہ کرنے کے لیے ذکر کیا ہے۔

شعبان میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا

ابن ابی الصیف الیمنی الفقیہ نے اپنی جزء ''فضل شعبان'' میں ایک باب باندھا ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں، حضرت جعفر الصادق سے مروی ہے فرماتے ہیں، جو شعبان میں ہر روز سات سو مرتبہ درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتے مقرر فرماتا ہے تا کہ وہ درود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائیں اس سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح خوش ہوتی ہے پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرماتے ہیں کہ قیامت تک اس بندے کے لیے مغفرت طلب کرو، پھر لکھتے

ہیں، طاؤس الیمانی سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے حسن بن علی سے نصف شعبان کی رات کا عمل پوچھا تو انہوں نے فرمایا، میں اس رات کے تین حصے کرتا ہوں، ایک ثلث میں اپنے نانا جان نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے جہاں اس نے فرمایا: یَاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ایک ثلث میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ تیسرے ثلث میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ پر عمل کرتے ہوئے رکوع و سجود کرتا ہوں پھر میں نے پوچھا ایسا کرنے والے کا کیا ثواب ہے فرمایا میں نے اپنے باپ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو نصف شعبان کی رات کو زندہ کرے گا وہ مقربین میں لکھا جائے گا، یعنی جن لوگوں کا ذکر اللہ تعالیٰ کے فرمان: فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ سے کیا گیا ہے، میں کہتا ہوں میں اس کی کیسی ایسی اصل پر آگاہ نہیں ہوں۔ جس پر میں اعتماد کرسکوں۔ واللہ ورسولہ اعلم

اعمال حج اور قبر منور کی زیارت اور اس کے اعمال میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے مکہ مکرمہ میں لوگوں کو خطاب فرمایا، اس میں یہ بتایا کہ جب تم میں سے کوئی حج کرنے کے لیے آئے تو بیت اللہ شریف کے سات چکر لگائے، پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے پھر صفا سے شروع ہو بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے سات تکبیرات کہے ہر دو تکبیرات کے درمیان اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور اپنے لیے دعا مانگے پھر مروہ پر بھی اسی طرح کرے۔

اس حدیث کو البیہقی، اسماعیل القاضی اور ابوذر الہروی نے تخریج کیا ہے اس کی اسناد قوی ہے، ہمارے شیخ نے اسے صحیح کہا ہے، سعید بن منصور کے پاس بھی اس کے ہم معنی حدیث ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صفا پر تکبیر کہتے اور یہ کہتے: لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے پھر دعا مانگتے، دعا اور قیام کو لمبا کرتے پھر مروہ پر بھی اسی طرح کرتے۔

اس حدیث کو اسماعیل القاضی نے روایت کیا ہے۔

القاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، آدمی کے لیے مستحب ہے کہ تلبیہ سے فارغ ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے۔

اس حدیث کو الدارقطنی، الشافعی اور اسماعیل القاضی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب آپ حجر اسود کے استلام کا ارادہ فرماتے تو پہلے یہ کہتے: اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَ تَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَ اتِّبَاعِ سُنَّۃِ نَبِیِّکَ پھر نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام پڑھتے۔ اس حدیث کو الطبرانی، ابوذر الہروی نے اور ان کے طریق سے النمیری نے تخریج کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عرفہ کی شام موقف میں ٹھہرتا ہے اور سو مرتبہ فاتحہ پڑھتا ہے پھر یہ درود سو مرتبہ پڑھتا ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَ بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ پھر سو مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی کیا جزاء ہے جس نے میری تسبیح وتہلیل کہی، میری حمد وثنا کی، میرے نبی مکرم ﷺ پر درود بھیجا، تم گواہ رہو اے میرے فرشتو! میں نے اس کو معاف کر دیا، اس کی اپنی ذات کے لیے شفاعت قبول فرمالی ہے اگر میرا یہ بندہ تمام اہل موقف کی شفاعت قبول کرنے کا مجھ سے سوال کرے تو میں اس کی شفاعت قبول کروں گا۔

یہ حدیث دیلمی نے "مسند الفردوس" میں تخریج کی ہے۔ بیہقی کی "شعب

الایمان'' اور ''فضائل الاوقات'' میں یہ لفظ ہیں:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَقِفُ عَشِیَّةَ عَرَفَةَ بِالْمُوْقِفِ فَیَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ بِوَجْهِهٖ ثُمَّ یَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ مِائَةَ مَرَّةٍ ثُمَّ یَقْرَءُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مِائَةَ مَرَّةٍ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَ عَلَیْنَا مَعَهُمْ مِائَةَ مَرَّةٍ اِلَّا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی یَا مَلَائِكَتِیْ مَا جَزَاءُ عَبْدِیْ هٰذَا سَبَّحَنِیْ وَ هَلَّلَنِیْ وَ كَبَّرَنِیْ وَ عَظَّمَنِیْ وَ عَرَّفَنِیْ وَ اَثْنٰی عَلَیَّ وَ صَلّٰی عَلٰی نَبِیِّیْ اِشْهَدُوْا اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ وَ شَفَّعْتُهٗ فِیْ نَفْسِهٖ وَلَوْ سَأَلَنِیْ عَبْدِیْ هٰذَا لَشَفَّعْتُهٗ فِیْ اَهْلِ الْمُوْقِفِ كُلِّهِمْ

''جو مسلمان عرفہ کی شام موقف میں ٹھہرتا ہے قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے کہتا ہے، سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الخ پھر سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے پھر سو مرتبہ اللھم صل علی محمد الخ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی کیا جزا ہے، جس نے میری تسبیح وتہلیل کی، میری عظمت وتعریف بیان کی، میری حمد وثناء کی، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا تم گواہ ہو جاؤ میں نے اس کو بخش دیا اس کی اپنے بارے میں نے شفاعت قبول کر لی اگر یہ مجھ سے اہل موقف کی شفاعت کا سوال کرے تو میں اہل موقف کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کرلوں گا''۔

امام بیہقی ''الشعب'' میں فرماتے ہیں، اس کا متن غریب ہے، اس کی سند میں کوئی ایسا راوی نہیں ہے جو وضع کی طرف منسوب ہو، تمام کے تمام توثیق شدہ ہیں۔ امام بیہقی نے عبد اللہ بن محمد نام کو درست کہا ہے والعلم عند اللہ۔ حضرت علی بن ابی طالب اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عرفہ کے دن موقف

میں کوئی عمل مندرجہ ذیل دعا سے افضل نہیں ہے، سب سے پہلے اللہ اس دعا کو پڑھنے والے کی طرف نظر فرمائے گا۔ جب وقوف عرفہ کرے تو بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے داعی کی طرح ہاتھ پھیلائے۔ تین مرتبہ تلبیہ کہے، تین مرتبہ تکبیر کہے اور سو مرتبہ یہ کلمات کہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ اور پھر سو مرتبہ یہ کہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا پھر تین مرتبہ ان کلمات کے ذریعے شیطان کی پناہ اللہ تعالیٰ سے طلب کرے، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ پھر تین مرتبہ الحمد شریف پڑھے، ہر مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع کرے اور آمین پر ختم کرے پھر سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے، پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ درود شریف پڑھے، صَلَّی اللّٰهُ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ پھر اپنے لیے دعا مانگے اور اپنے والدین، قرابتداروں اور مومن بھائیوں اور مومن بہنوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے میں کوشش کرے۔ جب دعا سے فارغ ہو تو پھر تین مرتبہ اپنی پہلی کلام دہرائے، شام تک موقف میں کوئی قول و عمل نہ کرے تو شام کے وقت اللہ تعالیٰ اس بندے کی وجہ سے فرشتوں پر فخر فرماتا ہے اور فرماتا ہے، دیکھو میرے اس بندے کی طرف، میری حمد کی، میری تہلیل کی اور میری محبوب ترین سورت کی تلاوت کی، میرے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کا عمل قبول کر لیا اس کے لیے اجر واجب کر دیا اور جس کے لیے یہ شفاعت کرے گا میں اس کی اس کے حق میں شفاعت قبول کروں گا۔ اور اگر یہ اہل موقف کی شفاعت کرے گا تو میں اس کی شفاعت قبول کروں گا۔

ابو یوسف الخصاص نے اپنے فوائد میں یہ روایت کی ہے اور ان کے طریق سے ابن جوزی نے ''الموضوعات'' میں روایت کی ہے، الحافظ محب الدین الطبری نے ''الاحکام'' میں لکھا ہے کہ اس روایت کو ابو منصور نے ''جامع الدعاء الصحیح'' میں

تخریج کیا ہے، میں کہتا ہوں، یہ عجیب ہے، وباللہ التوفیق۔

حضرت ابن مسعود سے مرفوعاً مروی ہے ارشاد فرمایا، جو مرد اور عورت عرفہ کی رات کو سو مرتبہ ان دس کلمات کو پڑھے گا، جو دعا مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرے گا سوائے قطعی رحمی اور گناہ کے سوال کے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُهٗ، سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مَوْطِئُهٗ، سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ، سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُهٗ، سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ، سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقُبُوْرِ قَضَاءُهٗ، سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْهَوَاءِ رُوْحُهٗ، سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَاءَ، سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضِیْنَ، سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنْهُ اِلَّا اِلَیْهِ

البیہقی نے ''الفضائل'' میں اس کو تخریج کیا ہے اور لکھا ہے اس کو بعض علماء نے روایت کیا اور اس کا نام بھی لکھا ہے، اس میں یہ زیادتی بھی ہے کہ وہ وضو کے ساتھ ہو اور جب اس دعا سے فارغ ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور پھر اپنی حاجت طلب کرے۔

حضرت زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت کیا گیا ہے، اس کی سند پر مجھے آگاہی نہیں ہوئی۔ انہوں نے ''الباب'' اور ''الحجر'' کے درمیان الملتزم میں نماز پڑھی پھر یہ دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی آدَمَ بَدِیْعِ فِطْرَتِكَ وَ بِكْرِ حُجَّتِكَ وَ لِسَانِ قُدْرَتِكَ وَالْخَلِیْفَةِ فِیْ بَسِیْطَتِكَ وَ عَبْدٍ لَّكَ وَ مُسْتَعِیْذٍ بِذِمَّتِكَ مِنْ مَّتِیْنِ عُقُوْبَتِكَ وَ سَاخِبَ شَعْرَ رَاسِهٖ تَذَلُّلًا فِیْ حَرَمِكَ بِعِزَّتِكَ مُنْشَاً مِّنَ التُّرَابِ فَنَطَقَ اَعْرَابًا بِوَحْدَانِیَّتِكَ وَ اَوَّلِ مُجْتَبٰی لِلتَّوْبَةِ بِرَحْمَتِكَ وَصَلِّ ابْنَهُ الْخَاصَّ مِنْ صَفْوَتِكَ الْعَابِدِ الْمَامُوْنِ عَلٰی مَكْنُوْنِ سَرِیْرَتِكَ بِمَا اَوْلَیْتَهٗ مِنْ نِّعْمَتِكَ وَ مَعُوْنَتِكَ وَ عَلٰی مَنْ بَیْنَهُمَا مِنَ

النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالْمُكْرَمِيْنَ وَاَسْاَلُكَ اللّٰهُمَّ حَاجَتِي الَّتِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ لَا يَعْلَمُهَا اَحَدٌ دُوْنَكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا

''اے اللہ! درود بھیج آدم پر جو تیری فطرت کے بدیع ہیں جو تیری حجت کی ابتداء، تیری قدرت کی زبان، تیری زمین میں خلیفہ، تیرے مقرب بندے، تیرے ذمہ سے تیرے پختہ عذاب سے پناہ طلب کرنے والے ہیں، وہ جس نے اپنے بال تیری عزت کی خاطر تیرے حرم میں زمین پر گھسیٹے، جو زمین سے پیدا کیے گئے تھے، جس نے تیری وحدانیت کو صاف بیان کیا وہ پہلے تھے جنہوں نے تیری رحمت کے وسیلہ سے توبہ کی اور درود بھیج ان کے بیٹے پر جو عابد ہیں، محفوظ کرنے والے ہیں تیرے پوشیدہ رازوں کو اور تو نے اپنی نعمت و معونت سے جن چیزوں کا والی بنایا ان کو اور درود بھیج جو انبیاء و صدیقین و مکرمین میں سے ہے اے اللہ! میں تجھ سے اس حاجت کا سوال کرتا ہوں جس کو تیرے بغیر کوئی نہیں جانتا اور درود بھیجے اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر اور پورا پورا اسلام بھیجے''۔

النووی نے کتاب ''الاذکار'' وغیرہ میں ملتزم کی دعائے ماثور میں لکھا ہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ، واللہ ورسولہ اعلم۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم خیف میں تھے اور ہمارے ساتھ عبداللہ بن عتبہ تھے اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا، پھر دعائیں مانگیں پھر اٹھے اور ہمیں نماز پڑھائی۔

القاضی اسماعیل نے اس کو تخریج کیا ہے۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر کھڑے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پیش کر رہے تھے اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے لیے دعا کر رہے تھے۔ القاضی اسماعیل نے اس کو تخریج کیا ہے

اوران کے علاوہ محدثین نے مالک کے طریق سے روایت کیا ہے۔

القاضی اسماعیل کے الفاظ یہ ہیں کہ ابن عمر جب بھی سفر سے واپس آتے تو مسجد میں داخل ہوتے تو یوں سلام عرض کرتے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَلسَّلَامُ عَلٰى اَبِيْ پھر دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ ایک دوسرے الفاظ میں یوں ہے کہ جب سفر سے آتے تو مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرتے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے، فَيَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَسْتَدْبِرُ الْقِبْلَةَ اپنا دایاں ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر رکھتے درآں حالانکہ قبلہ شریف کی طرف ان کی پیٹھ ہوتی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرتے پھر ابوبکر، عمر پر سلام عرض کرتے۔ مالک کے الفاظ اس طرح بھی ہیں:

اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَوْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ جَاءَ بِقَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَدَعَا ثُمَّ انْصَرَفَ

"ابن عمر جب بھی سفر کا ارادہ فرماتے یا سفر سے آتے تو پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر آتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے، دعا مانگتے اور چلے جاتے"۔

دوسرے الفاظ اس طرح ہیں:

اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِقَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَلَا يَمَسُّ الْقَبْرَ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

"ابن عمر سفر سے واپس آتے، تو پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آتے، درود بھیجتے مگر قبر شریف کو نہ چھوتے، پھر ابوبکر پر سلام عرض کرتے، پھر اپنے باپ پر سلام پیش کرتے"۔

اس کو ابن ابی الدنیا نے تخریج کیا ہے اور ان کے طریق سے بیہقی نے "الشعب" میں حضرت عبداللہ بن منیب بن عبداللہ بن ابی امامہ عن ابیہ کی حدیث سے تخریج کیا ہے، فرمایا:

میں نے انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر آئے، ٹھہرے اور ہاتھوں کو یوں بلند کیا کہ میں گمان کرنے لگا کہ وہ نماز شروع کر رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کیا اور واپس چلے گئے۔ یزید بن ابی سعید المدنی مولی المہدی سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے عمر بن عبدالعزیز کو الوداع کہا تو انہوں نے مجھے فرمایا مجھے تجھ سے ایک حاجت ہے، میں نے کہا: یا امیر المومنین! آپ کو مجھ سے کیا حاجت ہے اس نے کہا میرا خیال ہے تو جب مدینہ شریف حاضر ہوگا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرے گا جب حاضر ہونا تو میری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کے آداب

حاتم بن وردان سے مروی ہے فرماتے ہیں، عمر بن عبدالعزیز، شام سے مدینہ طیبہ کی طرف ایک قاصد بھیجتے تا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کی طرف سے سلام عرض کرے۔

اس کو بیہقی نے ''الشعب'' میں تخریج کیا ہے۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرنے والے کے لیے مستحب یہ ہے کہ جب اس کی نظر مدینہ طیبہ کے معاہد، حرم، کھجوروں اور مکانوں پر پڑے تو کثرت سے درود و سلام پڑھے، مدینہ طیبہ کے میدانوں کی تعظیم، مدینہ طیبہ کی منازل اور گھاس والی زمینوں کی عزت ذہن میں رکھے۔ کیونکہ یہ وہ جگہیں ہیں جو وحی اور نزول قرآن سے آباد ہوئیں، ابو الفتوح جبریل اور ابو الغنائم یہاں کثرت سے آتے جاتے تھے اس زمین پر سید البشر تشریف فرما ہیں، اللہ تعالیٰ کا دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنن جتنی پھیلیں یہاں سے پھیلیں، یہ جگہیں ہی فضیلتوں اور خیرات کی مشاہد، براہین و معجزات کی معاہد ہیں، یہ عظمت اس لیے ذہن میں رکھے تا کہ اس کا دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت، تعظیم اجلال اور محبت سے لبریز ہو جائے، اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اجلال رکھے گویا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے دیکھ رہا ہے اور یہ یقین رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سلام سن رہے ہیں اور تکالیف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مددگار ہیں۔ یہ سب چیزیں اس لیے مدنظر رکھے تا کہ لوگوں سے جھگڑنے

اور غیر مناسب کاموں اور ناشائستہ کلام سے اجتناب کرے۔

بعض متاخرین نے لکھا ہے، مسافر مدینہ کو چاہیے کہ جب کسی ایسی جگہ سے گزرے جہاں حضور علیہ السلام کا نزول ہوا یا کسی جگہ پر تشریف فرما ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پیش کرے اور ان جگہوں سے انس و پیار کا اظہار کرے، کیونکہ امام بخاری نے عبداللہ مولی اسماء کی حدیث کو تخریج کیا ہے کہ وہ حضرت اسماء کو سنتے تھے کہ آپ جب حجون سے گزریں تو کہا:

صَلَّى اللهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهٗ هَاهُنَا وَنَحْنُ خِفَافُ الْحَقَائِبِ

"اللہ تعالیٰ، درود بھیجے اپنے رسول پر ہم یہاں اترے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہمارے پاس ہلکے پھلکے تھیلے تھے"۔

جب مسجد نبوی میں داخل ہو تو مذکورہ بالا دعائے ماثور پڑھے اور زائر کے لیے یہ بھی مستحب ہے کہ روضہ شریفہ میں دو رکعت نماز پڑھے پھر قبلہ شریف کی طرف سے قبر شریف پر آئے سر کی جانب سے، پورے چار ہاتھ دور کھڑا ہو قندیل کو اور مسمار جو دیوار میں لگا ہوا ہے اس کو سر کے برابر رکھے، یہ مسمار چاندی کا ہے سامنے لگا ہوا ہے، قبر شریف کی جو دیوار سامنے ہو اس کی نچلی طرف کو دیکھتے ہوئے کھڑا ہو۔ خشوع و خضوع اور اجلال کا مقام ہے، اس لیے نگاہیں جھکا کر رکھے پھر یوں سلام عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَشِيْرُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَذِيْرُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ الطَّاهِرِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

وَ عَلٰی اَصْحَابِكَ اَجْمَعِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ سَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفْضَلَ مَاجَزٰی نَبِیًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَ كُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ وَ صَلّٰی عَلَیْكَ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَ صَلّٰی عَلَیْكَ فِی الْاٰخِرِیْنَ اَفْضَلَ وَ اَكْمَلَ وَ اَطْیَبَ مَا صَلّٰی عَلٰی اَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ كَمَا اسْتَنْقَذَنَا بِكَ مِنَ الضَّلَالَةِ وَ بَصَّرَنَا بِكَ مِنَ الْعُمٰی وَالْجِهَالَةِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَ اَمِیْنُهٗ وَ خِیَرَتُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَ اَدَّیْتَ الْاَمَانَةَ وَ نَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَ جَاهَدْتَ فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ اَللّٰهُمَّ اٰتِهٖ نِهَایَةَ مَایَنْبَغِیْ اَنْ یَّامَلَهُ الْاٰمِلُوْنَ

''اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو، اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام ہو، اے اللہ کے پسندیدہ! آپ پر سلام ہو، اے اللہ کی تمام مخلوق سے بہتر! تم پر سلام، اے اللہ کے حبیب! تم پر سلام ہو، اے رسولوں کے سردار! تم پر سلام، اے خاتم النبیین! تم پر سلام، اے رب العالمین کے رسول! تم پر سلام ہو، اے روشن پیشانیوں والوں کے قائد! تم پر سلام ہو، اے بشارت دینے والے! تم پر سلام ہو، اے بروقت ڈرانے والے! تم پر سلام ہو، آپ پر اور تمہارے پاکیزہ اہل بیت پر سلام ہو پر اور آپ کی ازواج مطہرات، امہات المومنین پر سلام ہو، سلام ہو پر اور آپ کے تمام اصحاب پر، سلام ہو آپ پر تمام انبیاء و مرسلین پر اور تمام اللہ کے نیک بندوں پر، اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی جزا ہماری طرف سے عطا کرے جو ہر اس جزا سے افضل ہو جو کسی نبی کو اپنی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اپنی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ درود بھیجے آپ پر جب کبھی ذکر کرنے والے آپ کا ذکر کریں اور جب غافل آپ کے ذکر سے غافل

ہوں۔ اللہ تعالیٰ درود بھیجے آپ کے پر اولین میں اور درود بھیجے آپ کے پر آخرین میں اس درود سے افضل، اکمل اور اطیب جو اس نے اپنی مخلوق کے کسی فرد پر بھیجا، جیسے ہم آپ کے سبب گمراہی سے نکلے، جہالت اور اندھے پن سے ہم نے آپ کی وجہ سے آنکھیں کھولیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے عبد مقرب، رسول مکرم، وحی الٰہی کے امین، تمام مخلوق سے اس کے چیدہ بندے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے پیغام رسالت پہنچایا، امانت کو ادا کیا، امت کی خیر خواہی کی، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کا حق ادا کیا۔ اے اللہ! امید کرنے والوں کے لیے جتنی امید کرنا ممکن ہے اس کی نہایت ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما"۔

اس سلام و دعا کے بعد اپنے لیے تمام مومن مردوں کے لیے اور تمام مومن عورتوں کے لیے دعا مانگے، پھر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر سلام عرض کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور سوال کرے اللہ تعالیٰ انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصرت کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کو ادا کرنے پر بہتر جزاء عطا فرمائے اور یہ جاننا چاہیے کہ قبر شریف کے پاس درود و سلام پیش کرنا نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

الباجی فرماتے ہیں لفظ صلاۃ سے دعا کرے، لیکن پہلے قول یعنی السلام کے لفظ سے دعا کرنا ظاہر ہے۔ المجد اللغوی فرماتے ہیں، السلام کو افضلیت حاصل ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا ارشاد ہے: مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ میں کہتا ہوں باب کے گزشتہ فوائد میں ابن فدیک کا قول گزر چکا ہے کہ میں نے ایک عالم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس کھڑا ہو اور اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ کی آیت تلاوت کرے پھر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ کہے حتیٰ کہ ستر مرتبہ یہ کہے، تو ایک فرشتہ اسے کہتا ہے اے فلاں! تجھ پر اللہ درود بھیجے اور تیری کوئی ضرورت باقی نہ رہے۔

اس قول کو البیہقی نے ابن ابی الدنیا کے طریق سے تخریج کیا ہے جب واپس آنے کا

ارادہ کرے تو قبر شریف کو پہلے کی طرح صلاۃ وسلام کے ساتھ الوداع کہے اور قبر شریف کی طرف جھکے (اور آداب بجالائے)

وَصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلَ صَلَاةٍ صَلَّاهَا عَلٰى اَحَدٍ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَرَفَعَ دَرَجَتَهُ فِيْ عِلِّيِّيْنَ وَآتَاهُ الْوَسِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَالشَّفَاعَةَ الْعُظْمٰى كَمَا جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ وَهَنَّاهُ بِمَا اَعْطَاهُ وَزَادَهُ فِيْمَا مَنَحَهُ وَاَوْلَاهُ وَ تَابَعَ لَدَيْهِ مَوَاهِبَهُ وَ عَطَايَاهُ وَ اَسْعَدَنَا بِشَفَاعَتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَكَافَاهُ عَنَّا وَ جَازَاهُ وَ اَجْزَلَ مَثُوْبَتَهُ وَرَفَعَ دَرَجَتَهُ بِمَا اَدَّاهُ اِلَيْنَا مِنْ رِسَالَتِهٖ وَ اَفَاضَ عَلَيْنَا مِنْ نَصِيْحَتِهٖ وَ عَلَّمَنَاهُ اَنَّهُ قَرِيْبٌ مُجِيْبٌ

"اور اللہ درود بھیجے اور سلام بھیجے اس سے افضل درود جو انبیاء میں سے کسی پر اس نے بھیجا، علیین میں آپ کا درجہ بلند کرے، اللہ تعالیٰ آپ کو وسیلہ مقام محمود اور شفاعت عظمیٰ عطا فرمائے جیسے اس نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنایا اور خوشگوار بنائے جو آپ کو اس نے عطا فرمایا۔ اور زیادتی کرے اس میں جو مہربانی فرمائی ہے اور جس کا والی بنایا ہے اور مواہب وعطایا مزید عطا فرمائے۔ قیامت کے دن آپ کی شفاعت کی ہمیں سعادت عطا فرمائے، ہماری طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے اور آپ کا ثواب عظیم فرمائے اور آپ کا درجہ بلند فرمائے، اس پیغام رسالت کے سبب جو آپ نے ہم تک پہنچایا اور ہم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلوص ومحبت کا فیضان فرمایا اور ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ قریب ومجیب ہے"۔

ذبح کے وقت درود شریف پڑھنا

امام شافعی ذبح کے وقت درود شریف کے پڑھنے کو مستحسن کہتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں ذبح کے وقت بسم اللہ اور مزید ذکر کرنا چاہیے ذکر کی زیادتی بہتر ہے ذبح کے وقت بسم اللہ کے ساتھ صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہنے کو میں ناپسند نہیں کرتا بلکہ میں بسم اللہ کے ساتھ درود

شریف کو محبوب جانتا ہوں۔ اور میں تو ہر حال میں درود شریف کو پسند کرتا ہوں، کیونکہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ایمان باللہ اور عبادۃ اللہ ہے۔ درود شریف پڑھنے والا انشاء اللہ عبادت کا
اجر پائے گا انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف کا ذکر کیا ہے اور دوسرے باب کی حدیث ذکر کی
ہے اور اس پر بڑی شرح وبسط سے کلام فرمائی ہے۔ ابوحنیفہ کے اصحاب نے ان سے اس
مسئلہ پر اختلاف کیا ہے اور انہوں نے اس جگہ درود پڑھنے کو مکروہ سمجھا ہے، جیسا کہ صاحب
المحیط نے ذکر کیا ہے اور اس کی کراہت کی علت یہ بیان کی ہے کہ بسم اللہ کے ساتھ درود
شریف پڑھنے میں ذبح کے وقت غیر اللہ کے نام کا وہم ہوتا ہے۔

ابن حبیب مالکی نے بھی ذبح کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو مکروہ لکھا ہے۔ اصبغ
نے ابن القاسم سے روایت کیا ہے کہ دو جگہوں پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ذکر نہ کیا جائے:
(۱) ذبح کے وقت (۲) چھینک کے وقت۔ ان دونوں جگہوں پر اللہ کے ذکر کے بعد محمد
رسول اللہ نہ کہے۔ اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بعد صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہا تو اللہ کے
نام کے ساتھ اس کی ذبح ہی نہ ہوگی، اشہب سے مروی ہے فرماتے ہیں ذبح کے وقت نبی
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا سنت کے طور پر مناسب نہیں ہے۔ اصحاب نے اختلاف کیا ہے
القاضی اور اس کے اصحاب نے مکروہ کہا ہے۔ ابو الخطاب نے "رؤس المسائل" میں
حکایت کیا ہے کہ تو پڑھ لے، مگر امام شافعی کے قول کی طرح مستحب نہیں ہے جنہوں نے
مکروہ کہا ہے ان کی دلیل ابو محمد الخلال کی مروی ہے جو انہوں نے اپنی سند سے معاذ بن جبل
رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:
مَوْطِنَانِ لَاحَظَّ لِیْ فِیْهِمَا عِنْدَ الْعِطَاسِ وَالذَّبْحِ" دو جگہ پر میرا کوئی حصہ نہیں ہے، چھینک
اور ذبح کے وقت"۔

الحلیمی فرماتے ہیں جس طرح نماز میں درود شریف پڑھنا قرب الٰہی کا باعث ہے اسی
طرح ذبح کے وقت بھی درود شریف کا پڑھنا باعث قرب الٰہی ہے یہ شرک نہیں ہے کیونکہ
بسم اللہ واسم رسولہ نہیں کہا جاتا۔ بلکہ بِسْمِ اللّٰهِ وَ صَلَّى عَلٰى رَسُوْلِهٖ یا اَللّٰهُمَّ صَلِّ

عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ کہا جاتا ہے۔ واللہ الموفق

بیع کے وقت درود شریف پڑھنا

الاردبیلی، ''الانوار'' میں لکھتے ہیں: اگر مشتری بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ الصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ کہہ کر بعد میں کہے کہ میں نے بیع کو قبول کیا تو یہ صحیح ہے کیونکہ نقصان دہ چیز وہ ہوتی ہے جو عقد کی مصلحتوں مقتضیات اور مستحبات میں سے نہ ہو۔ میں کہتا ہوں کہ بیع کے وقت درود شریف پڑھنا بہتر ہے مگر بیع کے وقت درود کے پڑھنے کے مستحب ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

وصیت لکھتے وقت درود پڑھنا

وصیت لکھتے وقت درود شریف کے پڑھنے پر متاخرین کی دلیل ابن زبیر کی وہ حدیث ہے جو انہوں نے حسن بن دینار عن حسن البصری کے طریق سے روایت کی ہے فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا میری وصیت لکھو، کاتب نے عنوان کے طور پر لکھا هٰذَا مَا اَوْصٰی بِهٖ اَبُوْبَكْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تو حضرت ابوبکر نے فرمایا موت کے وقت کنیت ایسی نہیں۔ اس کو مٹاؤ اور یہ لکھو هٰذَا مَا اَوْصٰی بِهٖ نُفَيْعُ الْحَبْشِيُّ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ عزوجل اس کا رب ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی ہیں، اسلام اس کا دین ہے، کعبہ اس کا قبلہ ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہے اس سلوک کی جو وہ توحید کے معترف اور اس کی ربوبیت کے اقراری سے کرے گا آخر تک اس نے وصیت ذکر کی۔

میں کہتا ہوں اس جگہ درود شریف کا پڑھنا مستحسن ہے لیکن اس قصہ میں اس کی شہادت نہیں ہے، واللہ ورسولہ اعلم۔

نکاح کے خطبہ کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنا

النووی نے ''الاذکار'' میں لکھا ہے کہ کسی سے رشتہ طلب کرنے والا اپنی کلام کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر کرے پھر کلمہ شہادت

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھ کر کہے کہ میں تمہاری فلاں بچی کا رشتہ طلب کرنے آیا ہوں۔ یا فلاں کی بیٹی فلانہ کا رشتہ طلب کرنے آیا ہوں۔

علامہ نووی نے اس پر کوئی خاص دلیل پیش نہیں کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ کی تفسیر ہم نے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی تعریف فرمائی اور اس کی بخشش فرمائی فرشتوں کو ان کے لیے مغفرت طلب کرنے کا حکم دیا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ کا مطلب ہے اَثْنُوْا عَلَیْهِ فِیْ صَلَاتِكُمْ وَ مَسَاجِدِكُمْ وَفِیْ كُلِّ مَوْطِنٍ وَفِیْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ فَلَا تَنْسَوْهُ یعنی اپنی نمازوں میں اپنی مساجد میں، ہر جگہ پر اور عورتوں سے نکاح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کو نہ بھولو۔

القاضی اسماعیل نے ضعیف سند کے ساتھ اس کو تخریج کیا ہے۔

ابو بر بن حفص سے ہم نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، حضرت ابن عمر کو جب نکاح کی دعوت دی جاتی تو فرماتے: لَا تَزْدَحِمُوْا عَلَیْنَا النَّاسَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَنَّ فُلَانًا خَطَبَ اِلَیْكُمْ فَاِنْ اَنْكَحْتُمُوْهُ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاِنْ رَدَدْتُمُوْهُ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ۔ ”لوگو! ہم پر بھیڑ نہ کرو سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اللہ تعالیٰ درود بھیجے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، فلاں شخص تم سے رشتہ طلب کرنے آیا ہے اگر تم اسے اپنی بچی کا نکاح کردو تو الحمد للہ اور اگر تم اسے رد کردو تو سبحان اللہ!“

العتبی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں، عمر بن عبد العزیز نے اپنے خاندان کی ایک عورت کے نکاح میں ہمیں خطاب فرمایا تو فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِی الْعِزَّةِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الرَّغْبَةَ مِنْكَ دَعَتْكَ اِلَیْنَا وَالرَّغْبَةُ مِنَّا فِیْكَ اِجَابَتُكَ وَ قَدْ اَحْسَنَ ظَنًّابِكَ مَنْ اَوْدَعَكَ كَرِیْمَتَهٗ وَ اخْتَارَكَ لِحُرْمَتِهٖ وَقَدْ

زَوَّجْنَاكَ عَلَى مَا أَمَرَ اللهُ بِهٖ مِنْ إِمْسَاكٍ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٍ بِإِحْسَانٍ

''تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے جو عزت و کبریائی والا ہے اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، جو خاتم الانبیاء ہیں حمد و صلاۃ کے بعد بے شک تم نے ان کی طرف رغبت کی اور وہ تجھے ہماری طرف لے آئی، ہمیں تجھ سے رغبت ہوئی اور تیری حاجت کو قبول کیا اس نے تیرے متعلق اچھا گمان کیا جس نے تجھے اپنی بیٹی عطا کی اور اپنی عزت کے لیے تجھے منتخب کیا اور ہم نے تیرا نکاح اللہ تعالیٰ کے ارشاد فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ کے مطابق اس کے ساتھ کر دیا۔

ایک اعرابی نے خطبہ نکاح اس طرح پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَمَا حَمِدْتُّهٗ وَ صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا قُلْتُهٗ كُلُّ مَا وَصَفْتُ غَيْرُ مَجْهُوْلٍ حَبْلُكَ مَوْصُوْلٌ وَ فَرْضُكَ مَقْبُوْلٌ هَاتِ يَا غُلَامُ بَشَّرْتُكَ فَقَامَ مُهَنِّيًا لَهُمْ فَقَالَ بِالثَّبَاتِ وَالْبَيَاتِ وَالْبَنِيْنَ لَا الْبَنَاتِ وَالرِّضَا حَتَّى الْمَمَاتِ

صبح وشام اور سونے کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا

اس شخص کو درود پڑھنے کا وظیفہ کرنا چاہیے جس کو نیند کم آتی ہو۔ حدیث ابی الدرداء ابی کامل دوسرے باب میں گزر چکی ہے اور صبح اور مغرب کی نماز کے بعد درود شریف پڑھنے کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث اسی باب میں آپ پڑھ چکے ہیں، یہ تمام اس عنوان کے تحت بطور دلیل پیش کی جا سکتی ہیں۔

حضرت ابی قرصافہ جن کا نام جندرہ بن خیشنہ من بنی کنانہ، جنہیں صحبت کا شرف بھی حاصل تھا، سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا کہ جو شخص بستر پر آئے تو سورت تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ پڑھے اور یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَ رَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَ رَبَّ الْمَشْعَرِ

الْحَرَامِ بِحَقِّ كُلِّ اٰيَةٍ اَنْزَلْتَهَا فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ تَحِيَّةً وَ

سَلَامًا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ وَ كَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكَيْنِ حَتّٰى يَاتِيَا مُحَمَّدًا فَيَقُوْلَانِ

لَهٗ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ يَقْرَءُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَ رَحْمَةَ اللّٰهِ فَاَقُوْلُ عَلٰى

فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ مِنِّي السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ

''اے اللہ! اے مالک حل وحرام کے! اور مالک مشعر حرام کے! اے مالک رکن و مقام کے! بطفیل ہر اس آیت کے جو تو نے رمضان کے مہینہ میں اتاری، روح محمد کو سلام پہنچا۔ جو یہ چار مرتبہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دو فرشتے مقرر فرماتا ہے حتیٰ کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں آکر عرض کرتے ہیں، حضور! فلاں بن فلاں آپ کو سلام عرض کرتا ہے اور اللہ کی رحمت تو میں کہتا ہوں، فلاں بن فلاں کو میری طرف سے بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو''۔

اس حدیث کو ابو الشیخ نے روایت کیا ہے اور ان کے طریق سے الدیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں، الضیاء نے ''المختارہ'' میں روایت کی ہے۔ الضیاء لکھتے ہیں ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں یہ غریب ہے اس کے بعض رواۃ پر کلام کی گئی ہے ابن قیم لکھتے ہیں یہ ابی جعفر کے قول سے معروف ہے، وانہ اشبہ واللہ ورسولہ اعلم۔

ابن بشکوال نے عبدوس الرازی سے روایت کیا ہے جس شخص کو نیند کم آتی ہو تو وہ جب سونے کا ارادہ کرے تو اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کی آیت کی تلاوت کرے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے جس کی اصل پر مجھے آگاہی نہیں ہوئی۔

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَسَاءً غُفِرَ لَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَبَاحًا غُفِرَ لَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّمْسِيَ

''جو شام کے وقت مجھ پر درود بھیجے گا، وہ صبح کرنے سے پہلے بخشا جائے گا اور جو صبح مجھ پر درود بھیجے گا وہ شام کرنے سے پہلے بخشا جائے گا''۔

سفر کرنے اور سوار ہونے کے وقت درود پڑھنا

علامہ نووی نے کتاب ''الاذکار'' میں مسافر کے اذکار لکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ مسافر اپنی دعا کی ابتداء اور انتہاء اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھ کر کرے لیکن اس کے متعلق کوئی خاص دلیل پیش نہیں فرمائی۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے سواری پر سوار ہوتے ہوئے یہ کہا اس ذات کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کے نام کی برکت سے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی، اس کی ذات ہر عیب سے پاک ہے اس کا کوئی مسمی نہیں، پاک ہے وہ ذات جس نے مسخر کر دیا ہمارے لیے اس سواری کو (ورنہ) ہم تو اس پر قدرت رکھنے والے نہ تھے اور ہم اپنے رب تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں اور درود ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور سلامتی ہو۔

تو یہ دعا اس کو سواری کہتی ہے:

بَارَكَ اللهُ عَلَيْكَ خَفَّفْتَ عَنْ ظَهْرِيْ وَاَطَعْتَ رَبَّكَ وَاَحْسَنْتَ اِلٰى نَفْسِكَ بَارَكَ اللهُ لَكَ فِيْ سَفَرِكَ وَاَنْجَحَ حَاجَتَكَ

''اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت ڈالے تو نے میری پیٹھ سے بوجھ ہلکا کیا تو نے اپنے رب کی اطاعت کی، تو نے اپنے نفس سے احسان کیا۔ اللہ تعالیٰ تیرے لیے تیرے سفر میں برکت ڈالے اور تیری حاجت کو بامراد فرمائے''۔

الطبرانی نے اس کو ''الدعاء'' میں تخریج کیا ہے۔

کسی دعوت یا بازار میں جاکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنا

حضرت ابی وائل سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو دیکھا کہ ہر دستر خوان، محفل ختنہ (ایک روایت میں جنازہ کے الفاظ بھی ہیں) اور جنازہ وغیرہا سے اٹھتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے اور دعا مانگتے۔ اگر بازار کی طرف جاتے تو کسی غیر معروف جگہ پر بیٹھتے، اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور دعائیں مانگتے۔ اس روایت کو ابن ابی حاتم، ابن ابی شیبہ اور النمیر ی نے تخریج کیا ہے۔

گھر میں داخل ہوتے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا

دوسرے باب کی سہل بن سعد کی حدیث اس کی دلیل بن سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ کی تفسیر میں حضرت عمرو بن دینار سے مروی ہے فرماتے ہیں، اگر گھر میں کوئی شخص موجود نہ ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتے ہوئے یوں کہو: اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الْبَیْتِ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔

میں کہتا ہوں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہاں بیوت سے مراد مساجد ہیں۔ النخعی فرماتے ہیں اگر مسجد میں کوئی شخص نہ ہو تو یوں کہو اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ جب گھر میں کوئی نہ ہو تو یوں کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔

رسائل میں اور بسم اللہ شریف کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا

یہ خلفاء راشدین کی وہ سنت ہے، جس کا حکم سید المرسلین علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم نے خود دیا ہے۔

الحافظ ابو الربیع بن سالم الکلاعی نے اپنی کتاب ''الاکتفاء'' میں الواقدی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے طریفہ ابن حاجز جو عامل تھا، کو لکھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ خَلِیْفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی طَرِیْفَۃَ بْنِ حَاجِزٍ سَلَامٌ عَلَیْکَ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْکَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَ اَسْاَلُہٗ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اور بنو ہاشم کی ولایت کی ابتداء سے زمین کے ہر خطہ میں اس پر عمل آرہا ہے اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا ہے۔ کچھ لوگ تو کتب پر مہر بھی درود شریف کے ساتھ لگاتے تھے۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ وَمَا اَشْبَھَہٗ کی حدیث کے تحت کتابوں میں درود شریف لکھنے کی

فضیلت کا انشاء اللہ آگے ذکر ہوگا۔ ''التاریخ المظفری'' سے منقول، میں نے پڑھا ہے کہ جس نے رسائل میں درود شریف لکھنے کی ابتداء کی تھی وہ ہارون الرشید ہے اور جو اوپر گزر چکا ہے وہ اس کے مخالف ہے مگر اس کی تاویل کی جائے گی۔

رنج والم اور کرب وشدت کے وقت حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر درود پڑھنا

حضرت ابی کی مروی حدیث اس موضوع کے متعلق دوسرے باب میں گزر چکی ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے جس کی اصل مجھے معلوم نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَسِرَ عَلَيْهِ شَيْءٌ فَلْيُكْثِرْ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيَّ فَإِنَّهَا تَحُلُّ الْعُقَدَ وَ تَكْشِفُ الْكُرَبَ

''جسے کوئی مشکل پیش آئے اسے مجھ پر کثرت سے درود پڑھنا چاہیے کیونکہ مجھ پر درود پڑھنا گرہ کشا اور کشف البلاء ہے''۔

الطبرانی نے ''الدعاء'' میں محمد بن جعفر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی حدیث کو روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا، جب میرے والد کو کوئی تکلیف پہنچتی تو پہلے وضو فرماتے پھر دو رکعت نماز ادا فرماتے اس کے بعد یہ دعا مانگتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ ثِقَتِيْ فِيْ كُلِّ كَرْبٍ وَاَنْتَ رَجَائِيْ فِيْ كُلِّ شِدَّةٍ وَ اَنْتَ لِيْ فِيْ كُلِّ اَمْرٍ نَزَلَ بِيْ ثِقَةٌ وَعِدَّةٌ فَكَمْ مِنْ كَرْبٍ قَدْ تَضْعُفُ عَنْهُ الْفُؤَادُ تُقِلُّ فِيْهِ الْحِيْلَةُ يَرْغَبُ عَنْهُ الصَّدِيْقُ وَ يَشْمُتُ بِهِ الْعَدُوُّ اَنْزَلْتُهُ بِكَ وَشَكَوْتُهُ اِلَيْكَ فَفَرَّجْتَهُ وَ كَشَفْتَهُ فَاَنْتَ صَاحِبُ كُلِّ حَاجَةٍ وَوَلِيُّ كُلِّ نِعْمَةٍ وَاَنْتَ الَّذِيْ حَفِظْتَ الْغُلَامَ بِصَلَاحِ اَبَوَيْهِ فَاحْفَظْنِيْ بِمَا حَفِظْتَهُ بِهٖ وَلَا تَجْعَلْنِيْ فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ وَ اَسْأَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ وَ عَلَّمْتَهُ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ وَ اَسْأَلُكَ بِالْاِسْمِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ اِذَا سُئِلْتَ بِهٖ كَانَ حَقًّا

عَلَيْكَ اَنْ تُجِيْبَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اَسْاَلُكَ اَنْ تَقْضِيَ حَاجَتِيْ

''اے اللہ! تو ہر تکلیف میں میرا بھروسہ اور ہر سختی میں میری امید ہے، ہر تکلیف و معاملہ جو مجھے پیش آیا اس میں تو میرا بھروسہ اور وعدہ ہے کتنی ایسی تکلیفیں آئیں جن سے دل ٹوٹ گئے اس میں حیلے بوجھل ہو گئے، دوست منہ موڑ گئے، دشمن خوش ہوئے، میں نے تجھ پر پیش کی تجھ سے اس کی شکات کی تو تو نے اس تکلیف کو دور کر دیا۔ تو ہر حاجت کا مالک ہے، تو ہر نعمت کا ولی ہے، تو وہ ہے جس نے والدین کی نیکی کی وجہ سے بچے کی حفاظت کی، میری بھی حفاظت فرما اس کے ساتھ جس کے ساتھ تو نے اس کی حفاظت فرمائی اور مجھے ظالم قوم کے لیے آزمائش نہ بنا۔ اے اللہ! میں ہر اس اسم کے ساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں جو تو نے اپنے لیے کتاب میں ذکر فرمایا ہے جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا جس کو تو نے اپنے علم غیب میں خاص کیا ہے، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس اسم اعظم کے طفیل کہ جب بھی اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو قبول کرنا، تجھ پر حق بن جاتا ہے یہ کہ تو درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد پر اور میں سوال کرتا ہوں کہ تو میری ضرورت پوری فرما''۔

اس کے بعد اپنی حاجت کا سوال کرتے تھے۔

فقر اور حاجت کے لاحق ہونے اور غرق ہونے کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا

دوسرے باب میں حضرت سمرہ اور سہل بن سعد سے مروی دو حدیثیں اس موضوع کے متعلق گزر چکی ہیں۔ اور غرق کے وقت درود شریف پڑھنے کے متعلق الفاکہانی نے ''الفجر المنیر'' میں بیان کیا ہے کہ مجھے شیخ صالح موسیٰ الضریر نے بتایا کہ وہ نمکین سمندر میں ایک کشتی پر سوار تھے، فرماتے تھے، سخت ہوا چل پڑی جسے ''الاقلابیہ'' کہا جاتا تھا، اس سے

بہت کم لوگ نجات پاتے تھے، میں سویا ہوا تھا، خواب میں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے دیکھا کہ تو کشتی سواروں کو بتا کہ وہ ہزار مرتبہ یہ درود پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَاةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَ تُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَ تَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَ تُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِی الْحَيَاةِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ

"اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا و مولا محمد پر ایسا درود جس کی برکت سے تو نجات دے ہمیں تمام خوفوں اور آفتوں سے اور پوری فرما تو اس کے باعث ہماری ساری حاجتیں اور پاک کر دے تو ہمیں اس کی برکت سے تمام گناہوں سے اور بلند کر دے تو ہمیں اس کی برکت سے اعلیٰ درجات پر اور پہنچا دے تو ہمیں اس کی برکت سے انتہائی درجوں پر تمام خیرات سے دنیا و آخرت میں"۔

فرماتے ہیں، میں بیدار ہوا اور تمام سواروں کو اپنا خواب سنایا ہم نے تقریباً تین سو مرتبہ پڑھا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری یہ مصیبت دور فرما دی اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کی برکت سے اس ہوا کو روک دیا۔

المجد اللغوی نے اپنی سند کے ساتھ اس طرح یہ واقعہ ذکر کیا ہے اس کے بعد انہوں نے الحسن بن علی الاسوانی سے نقل کیا ہے کہ جو اس درود کو ہزار مرتبہ جس کسی مہم، مصیبت، تکلیف کے لیے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی وہ تکلیف دور فرمائے گا اور اس کی امید پوری فرما دے گا۔

طاعون کے وقوع کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنا

ابن ابی حجلہ نے ابن خطیب یبروذ سے نقل کیا ہے کہ ایک نیک شخص نے اسے خبر دی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا طاعون کو دور کرتا ہے۔ ابن حجلہ نے اس روایت کو قبول کیا ہے وہ ہر وقت یہ درود پڑھتے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

صَلَاةً تَعْصِمُنَا بِهَا مِنَ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَ تُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ پھر انہوں نے اصل مسئلہ پر پانچ وجوہ سے استدلال کیا ہے: (۱) حدیث پاک میں درود پاک کثرت سے پڑھنا ہر ارادہ ومہم کے لیے کافی ہے (۲) ''الجمل المسہوق'' کے قصہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گزر چکا ہے تو نے دنیا وآخرت کے عذاب سے نجات پائی، تیسرا آگے آئے گا کہ درود اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، طاعون اگرچہ مومنین کے حق میں شہادت ہے اور رحمت ہے، لیکن یہ اصل میں عذاب ہے، رحمت اور عذاب دو ضدیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ چوتھا یہ کہ حدیث پاک میں ہے تم میں سب سے زیادہ نجات پانے والا ہولنا کیوں سے قیامت کے دن وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہے۔ جب درود پاک قیامت کی مصیبتوں کو دور کرتا ہے تو طاعون جو دنیا کی مصیبت ہے اس کو بدرجہ اولیٰ دور کرے گا پانچویں یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے طاعون مدینہ طیبہ میں داخل نہ ہوگا اور نہ دجال داخل ہوگا، اس کا سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا طاعون کے دور کرنے کا سبب ہے، میں کہتا ہوں پہلی دلیل مستند اور جید ہے لیکن باقی ایسی نہیں ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم

الشیخ الشہاب الدین ابن حجلہ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جب محلہ میں طاعون زیادہ ہو گیا تو ایک نیک صالح آدمی نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور طاعون کی حالت کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنَ الطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ وَ عَظِيْمِ الْبَلَاءِ فِى النَّفْسِ وَالْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ مِمَّا نَخَافُ وَ نَحْذَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ عَدَدَ ذُنُوْبِنَا حَتّٰى تُغْفَرَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ كَمَا شَفَّعْتَ نَبِيَّكَ فِيْنَا فَاَمْهِلْتَنَا وَ عَمَّرْتَ بِنَا مَنَازِلَنَا فَلَا تُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

"اے اللہ! ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں طعن وطاعون اور نفس و مال اہل واولاد میں بڑی مصیبت کی، اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے ہر اس چیز سے جس سے ہم خوفزدہ ہیں اور ڈرتے ہیں اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے ہمارے گناہوں کے تعداد سے حتی کہ بخشے جائیں۔ اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اور درود بھیجے اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پر اور سلامتی بھیجے اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے۔ اے اللہ! جیسے تو نے اپنے نبی کی شفاعت ہمارے حق میں قبول فرمائی اور ہمیں مہلت دی اور ہمارے گھروں کو ہمارے ساتھ آباد کیا۔ پس تو ہمیں ہمارے گناہوں کے سبب ہلاک نہ کر یا ارحم الراحمین"۔

شیخ فرماتے ہیں اس دعا کے صادر ہونے کی صحت بعید ہے کیونکہ یہ مخالف ہے اس چیز کے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے وہ یہ کہ آپ نے اس کی اپنی امت کے لیے دعا فرمائی۔ پس یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ آپ لوگوں کو اس چیز سے پناہ مانگنے کا حکم دیں جس کی خود ان کے لیے دعا مانگی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

دعا کی ابتداء، درمیان اور آخر میں درود پڑھنا

علماء کا اجماع ہے کہ دعا کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب ہے، اسی طرح ختم بھی حمد وثنا اور درود پر کرے۔ الاقلیسی نے فرمایا کہ جب تو اپنے معبود برحق سے دعا مانگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کر، پھر اپنے بزرگ ومعزز نبی پر درود بھیج اور درود کو اپنی دعا کی ابتداء وسط اور اس کے آخر میں ضرور پڑھ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کرتے وقت نفائس مفاخرہ کا ذکر کر، اس طرح تو مستجاب الدعوات بن جائے گا اور تیرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان پردہ اٹھ جائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مجھے قدح راکب کی طرح نہ سمجھو، پوچھا گیا، قدح راکب سے کیا مراد ہے فرمایا مسافر جب اپنی ضرورت سے فارغ ہوتا ہے تو اپنے پیالے میں پانی ڈالتا ہے اگر اسے اس کی ضرورت پیش

آتی ہے تو اس سے وضو کرتا ہے یا پی لیتا ہے، اگر ضرورت پیش نہ آئے تو اسے انڈیل دیتا ہے تم میرا ذکر دعا کی ابتداء درمیان میں اور اس کے آخر میں کیا کرو۔

اس حدیث کو عبد بن حمید اور البزاز نے اپنی اپنی مسند میں، عبدالرزاق نے اپنی جامع میں، ابن ابی عاصم نے ''الصلاۃ'' میں، التیمی نے ''الترغیب'' میں، الطبرانی نے، البیہقی نے ''الشعب'' میں، الضیاء نے اور ابونعیم نے ''الحلیہ'' میں ان کے طریق سے الدیلمی نے روایت کیا ہے۔ تمام نے موسیٰ بن عبیدہ الربذی کے طریق سے روایت کی ہے، موسیٰ ضعیف ہے اور حدیث غریب ہے۔ یہی حدیث سفیان بن عیینہ نے اپنی جامع میں یعقوب بن زید بن طلحہ کے طریق سے روایت کی ہے اور اس طریق کے ساتھ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْنِیْ كَقَدَحِ الرَّاكِبِ اِجْعَلُوْنِیْ اَوَّلَ دُعَائِكُمْ وَ اَوْسَطَهٗ وَ اٰخِرَهٗ

''تم مجھے مسافر کے پیالے کی طرح نہ سمجھو، اپنی دعا کی ابتداء، وسط اور آخر میں میرا ذکر کرو''۔

اس کی سند مرسل یا معضل ہے۔ اگر یعقوب نے موسیٰ کے سوا سے روایت کی ہے تو موسیٰ کی روایت قوی ہو جائے گی، والعلم عند اللہ۔

القدح: قاف اور دال کے فتح کے ساتھ ہے اور حا مہملہ ہے۔ الہروی اور ان کی اتباع میں ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد یہ ہے کہ ذکر میں مجھے مؤخر نہ کرو۔ مسافر پیالے کو سواری کے آخر میں لٹکا دیتا ہے۔ اور وہ اسے اس کے پیچھے کر دیتا ہے حضرت حسان نے فرمایا: كَمَا نِيطَ خَلْفَ الرَّاكِبِ الْقَدَحُ الْفَرْدُ جیسے سوار کے پیچھے اکیلا پیالہ لٹکایا گیا ہو۔

اہراق بعض روایات میں ہراق ہے الہاء اراق کے ہمزہ کا بدل ہے کہا جاتا ہے اراق الماء یریقہ و ہراقہ و یہرقہ ہراقہ، ھا کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ اس میں اھرقت الماء اھریقہ اھراقا بھی بولا جاتا ہے۔ یعنی بدل اور مبدل کو جمع کیا جاتا ہے حضرت فضالہ بن عبیدہ

رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں ارشاد فرمایا، جب تم میں سے کوئی دعا مانگنے لگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے، اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے۔ اسی باب میں تشہد کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا گزر چکا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، جب تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کو طلب کرنے کا ارادہ کرے تو پہلے اس کی ایسی مدح وثنا کرے جس کے وہ اہل ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اس کے بعد دعا مانگے، اس طرح وہ کامیاب ہونے اور مقصد کو حاصل کرنے کے قابل ہوگا۔ اس حدیث کو عبدالرزاق اور الطبرانی نے اس کے طریق سے ''الکبیر'' میں روایت کیا ہے۔ اس کے رجال، صحیح کے رجال ہیں۔ یہ دوسرے الفاظ میں بھی گزر چکی ہے۔

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلدُّعَاءُ كُلُّهٗ مَحْجُوْبٌ حَتّٰى يَكُوْنَ اَوَّلُهٗ ثَنَاءً عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ صَلَاةً عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْعُوْ فَيُسْتَجَابُ لِدُعَائِهٖ

''تمام دعا مجوب رہتی ہے حتیٰ کہ اس کی ابتدا میں حمد الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جائے پھر دعا مانگے تو اس کی دعا قبول کی جائے گی''۔

النسائی نے اس کو روایت کیا ہے اور ابوالقاسم ابن بشکوال نے اس کے طریق سے عمر بن عمر الحمصی کی روایت سے ذکر کی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوْبٌ حَتّٰى يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''ہر دعا مجوب ہوتی ہے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جائے''۔

اس کو الدیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں تخریج کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: صَلَاتُکُمْ عَلَیَّ مُحْرِزَةٌ لِدُعَائِکُمْ ''تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہاری دعاؤں کی حفاظت کرتا ہے'' یہ دوسرے باب میں گزر چکی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

ذُکِرَ لِیْ اَنَّ الدُّعَاءَ یَکُوْنُ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْهُ شَیْءٌ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

''مجھے بتایا گیا کہ دعا زمین وآسمان کے درمیان رہتی ہے اس کا کچھ بھی اوپر نہیں جاتا حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا جائے''۔

اس حدیث کو اسحاق بن راہویہ نے روایت کیا ہے۔ ترمذی میں اسحاق کے طریق سے ہے اور ابن بشکوال کے الفاظ میں اَلدُّعَاءُ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ہے باقی اسی طرح ہے، اس کی سند میں ایک غیر معروف راوی ہے، اس کو الواحدی نے اور ان کے طریق سے عبد القادر الرہاوی نے ''اربعین'' میں تخریج کیا ہے اس کی سند میں بھی ایک غیر معروف راوی ہے۔ میں کہتا ہوں، ظاہر یہ ہے کہ اس کا حکم مرفوع کا حکم ہے کیونکہ اس قسم کی بات رائے سے نہیں کی جاتی۔ جیسا کہ ائمہ احادیث واصول نے تصریح فرمائی ہے، حدیث فضالہ بھی مرفوع ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ وہ بھی انہی الفاظ میں ہے۔

الدیلمی نے یہی حدیث ان الفاظ میں تخریج کی ہے:

اَلدُّعَاءُ یَحْجُبُ عَنِ السَّمَاءِ وَلَا یَصْعَدُ اِلَی السَّمَاءِ مِنَ الدُّعَاءِ شَیْءٌ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا صُلِّیَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اِلَی السَّمَاءِ

''دعا آسمان سے دور رہتی ہے اور آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتی حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جائے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے تو وہ اوپر بلند ہو جاتی ہے''۔

شفاء میں یہی حدیث ان الفاظ میں ہے:

اَلدُّعَاءُ وَالصَّلَاۃُ مُعَلَّقٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلَا یَصْعَدُ اِلَی اللّٰہِ مِنْهُ شَیْءٌ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

''دعا اور نماز زمین آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے، کچھ بھی او پر نہیں جاتا حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جائے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جس کی تخریج پر میں آگاہ نہیں ہوں، فرمایا: اَلدُّعَاءُ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ لَا یُرَدُّ ''دو درودوں کے درمیان کی دعا رد نہیں ہوتی''۔ لیکن اس حدیث کا مفہوم و مطلب ابی سلیمان الدارانی سے ہم نے روایت کیا ہے۔ حاجت کے وقت درود پڑھنے کے عنوان کے تحت آئے گا۔

الباجی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے، اس کی اصل پر میں آگاہ نہیں ہوں۔

اِذَا دَعَوْتَ اللّٰہَ فَاجْعَلْ فِیْ دُعَائِكَ الصَّلَاۃَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ الصَّلَاۃَ عَلَیْهِ مَقْبُوْلَۃٌ وَاللّٰہُ اَکْرَمُ مِنْ اَنْ یَّقْبَلَ بَعْضًا وَ یَرُدَّ بَعْضًا

''جب تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے تو اپنی دعا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج، کیونکہ درود تو یقیناً مقبول ہے، اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ بعید ہے کہ وہ دعا کا کچھ حصہ قبول کرے اور کچھ کو رد کر دے''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ دُعَاءٍ اِلَّا بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ فَاِذَا فُعِلَ ذَالِكَ اِنْخَرَقَ الْحِجَابُ وَدَخَلَ الدُّعَاءُ وَاِذَا لَمْ یُفْعَلْ رَجَعَ الدُّعَاءُ

''ہر دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ رہتا ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد پر درود بھیجا جائے جب کوئی درود بھیجتا ہے تو حجاب پھٹ جاتا ہے اور دعا داخل ہو جاتی ہے

اور جو ایسا نہیں کرتا اس کی دعا واپس لوٹ آتی ہے"۔
البیہقی نے "الشعب" میں، ابو القاسم التیمی، ابن ابی شریح اور ابن بشکوال وغیرہم نے الحارث الاعور عنہ کی روایت سے روایت کی ہے اور الحارث کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ احمد بن صالح سے اس کی توثیق مروی ہے، اسی حدیث کو طبرانی نے "الاوسط" میں اور بیہقی نے "الشعب" میں، الحارث اور عاصم کلاہما عن علی کی روایت سے تخریج کی ہے۔ طبرانی نے بھی اس کو روایت کیا ہے، الہروی نے "ذم الکلام" میں، ابو الشیخ اور الدیلمی نے ابو الشیخ کے طریق سے، البیہقی نے "الشعب" میں اور ابن بشکوال نے روایت کی ہے اور تمام نے اختصار کے ساتھ موقوف روایت کی ہے کُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوْبٌ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہر دعا مجوب ہوتی ہے یہاں تک کہ محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے، الموقوف اشبہ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے، اس کی اصل پر مجھے آگاہی نہیں ہوئی لیکن اس کا آخر معروف ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُهُمْ اِذَا جُمِعُوْا وَاَنَا خَطِيْبُهُمْ اِذَا صَمَتُوْا وَاَنَا شَفِيْعُهُمْ اِذَا حُوْسِبُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا يَئِسُوْا وَاللِّوَاءُ الْكَرِيْمُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ وَ مَفَاتِيْحُ الْجِنَانِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ وَاَنَا اَكْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰى رَبِّيْ وَلَا فَخْرَ يَطُوْفُ عَلَيَّ اَلْفُ خَادِمٍ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ وَمَا مِنْ دُعَاءٍ اِلَّا وَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ السَّمَاءِ حِجَابٌ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيَّ فَاِذَا صُلِّيَ عَلَيَّ انْخَرَقَ الْحِجَابُ وَ صَعِدَ الدُّعَاءُ

"میں تمام لوگوں سے پہلے نکلوں گا جب لوگ قبروں سے نکالے جائیں گے۔ جب لوگ جمع ہوں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا اور جب لوگ خاموش ہوں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا، جب لوگ محبوس ہوں گے تو میں ان کا شفیع ہوں گا، اللواء کریم اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا، جنتوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں

اپنے رب کے حضور تمام بنی آدم سے مکرم و معزز ہوں گا، یہ بطور فخر نہیں بلکہ اظہار حقیقت کے طور پر یہ کہہ رہا ہوں، مجھ پر ایسے ہزار خادم طواف کر رہے ہوں گے گویا وہ چھپے ہوئے موتی ہیں، ہر دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب رہتا ہے حتیٰ کہ مجھ پر درود پڑھا جائے جب درود پڑھا جاتا ہے حجاب پھٹ جاتا ہے اور دعا بلند ہو جاتی ہے''۔

حضرت ابن عباس کی دعا میں، جو ان سے حنش نے روایت کی ہے اِسْتَجِبْ دُعَائِیْ کے قول کے بعد ہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ درود بھیجے:

اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ اَفْضَلَ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ اَجْمَعِیْنَ

''یہ کہ تو درود بھیجے محمد پر جو تیرا بندہ، تیرا نبی اور تیرا رسول ہے ایسا درود جو افضل ہو ہر اس درود سے جو تو نے اپنی مخلوق کے کسی فرد پر بھیجا''۔

اس کو ''الشفاء'' میں ذکر کیا گیا ہے انشاء اللہ مکمل حدیث عنوان ''اَلصَّلَاۃُ عَلَیْهِ عِنْدَ الْحَاجَةِ تُعْرَضُ'' کے تحت آئے گی۔

حضرت سعید بن مسیب سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

مَا مِنْ دَعْوَةٍ لَا يُصَلّٰی عَلَی النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا اِلَّا وَ كَانَتْ مُعَلَّقَةً بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ

''جس دعا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے وہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے''۔

القاضی اسماعیل نے اس کو روایت کیا ہے۔

ہم نے ابن عطا سے روایت کیا ہے کہ دعا کے ارکان، پر، اسباب اور اوقات ہوتے ہیں، اگر اس کے ارکان پائے جائیں تو وہ قوی ہو جاتی ہے، اسے پر مل جائیں تو آسمان کی طرف اڑ جاتی ہے، اگر اسے اپنا وقت مل جائے تو کامیاب ہو جاتی ہے، اگر اسباب میسر آ

جائیں تو فلاح پا جاتی ہے۔ دعا کے ارکان حضور قلب، سوز و گداز، خشوع و خضوع اور دل کو اللہ تعالیٰ سے معلق کرنا اور دنیوی اسباب سے قطع تعلق کرنا ہے۔ دعا کے ''پر'' صدق و خلوص ہیں اس کا وقت سحری ہے اور اس کی قبولیت کا سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا ہے۔

کانوں کے آواز دینے کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا

ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا طَنَّتْ اُذُنُ اَحَدِ کُمْ فَلْیُصَلِّ عَلَیَّ وَلْیَقُلْ ذَکَرَ اللّٰہُ بِخَیْرٍ مَنْ ذَکَرَنِیْ

''جب کسی کا کان آواز دینے لگے تو اسے مجھ پر درود بھیجنا چاہیے اور یہ کہنا چاہیے ذکر اللہ بخیر من ذکرنی''۔

اس حدیث کو الطبرانی، ابن عدی اور ابن السنی نے ''الیوم واللیلہ'' میں، الخرائطی نے ''المکارم'' میں، ابن ابی عاصم، ابوموسیٰ المدینی اور ابن بشکوال نے روایت کیا ہے اس کی سند ضعیف ہے بعض کی روایت میں ''ذکر اللہ من ذکرنی بخیر'' کے الفاظ ہیں، میں کہتا ہوں اس حدیث کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں تخریج کیا ہے، اس کی اسناد غریب ہے اور اس کے ثبوت میں نظر ہے، واللہ الموفق۔

پاؤں کے سن ہو جانے کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا

ابن السنی نے الہیثم بن حنش کے طریق سے اور ابن بشکوال نے ابی سعید کے طریق سے روایت کیا ہے:

کُنَّا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فَخَدِرَتْ رِجْلُہٗ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ فَکَاَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ

''ہم ابن عمر کی مجلس میں تھے کہ ان کا پاؤں سن ہو گیا، ایک آدمی نے کہا تمام لوگوں سے جو تمہیں زیادہ محبوب ہے اسے یاد کرو، تو عبد اللہ بن عمر نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو پاؤں ایسا ہو گیا جیسے رسی سے چھوٹ گیا ہے''۔

ابن سنی نے مجاہد کے طریق سے یوں روایت کی ہے:

خَدِرَتْ رِجْلُ رَجُلٍ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ فَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ خَدَرُهٗ

''حضرت ابن عباس کی مجلس میں ایک آدمی کا پاؤں سن ہوگیا تو ابن عباس نے فرمایا اپنے محبوب ترین آدمی کو یاد کرو تو اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، پس پاؤں کا سن ہونا ختم ہوگیا''۔

بخاری نے ''الادب المفرد'' میں عبدالرحمٰن بن سعد کے طریق سے نقل کیا ہے:

خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ

''ابن عمر کا پاؤں سن ہوگیا تو ایک آدمی نے کہا اپنے محبوب ترین انسان کا ذکر کرو تو انہوں نے کہا یا محمد''۔

چھینک کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت فرماتے ہیں:

مَنْ عَطَسَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَّا كَانَ مِنْ حَالٍ وَ صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ اَخْرَجَ اللهُ مِنْ مَنْخَرِهِ الْاَيْسَرِ طَائِرًا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَائِلِهَا

''جسے چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَّا كَانَ مِنْ حَالٍ وَ صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بائیں نتھنے سے ایک پرندہ نکالتا ہے جو کہتا ہے اے اللہ! ایسا کہنے والے کی مغفرت فرما''۔

دیلمی نے ''مسند الفردوس''، میں اس کو ذکر کیا ہے، اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن بشکوال نے ابن عباس کی حدیث سے مرفوعاً ''الایسر'' تک تو مذکورہ بالا حدیث کی طرح

روایت کی ہے اس کے بعد یہ الفاظ ذکر کیے ہیں:

طَیْرًا اَکْبَرُ مِنَ الذُّبَابِ وَاَصْغَرُ مِنَ الْجَرَادِ یُرَفْرِفُ تَحْتَ الْعَرْشِ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَائِلِھَا

''وہ پرندہ مکھی سے بڑا مکڑی سے چھوٹا عرش کے نیچے پھڑ پھڑاتا ہے اور کہتا ہے اے اللہ! ایسا کہنے والے کی مغفرت فرما''۔

اس کی سند کے متعلق جیسا کے المجد اللغوی نے کہا ہے ''لاباس بہ'' مگر اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے، اکثر محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے لیکن مسلم نے اس کی متابع تخریج کی ہے، واللہ ورسولہ اعلم

حضرت نافع سے مروی ہے فرماتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص نے چھینک ماری تو اسے ابن عمر نے فرمایا، تو نے بخل کیا ہے تو نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کیوں نہیں بھیجا۔ اس کو البیہقی، ابو موسیٰ المدینی نے تخریج کیا ہے، تقی بن مخلد نے اپنی مسند میں ابن بشکوال نے ان کے طریق سے ضعیف سند کے ساتھ الضحاک بن قیس سے روایت کی ہے، ایک شخص نے ابن عمر کے پاس چھینک ماری اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، پھر خاموش ہو گیا تو ابن عمر نے فرمایا، تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھ کر اس کو مکمل کیوں نہیں کیا، لیکن ابن عمر سے نافع کی روایت سے اس کی مخالف بھی مروی ہے اس کے لفظ یہ ہیں کہ ایک آدمی نے ابن عمر کے پاس چھینک ماری اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابن عمر نے فرمایا، میں بھی کہتا ہوں وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس طرح حکم نہیں دیا کہ جب ہم چھینک ماریں تو اس طرح کہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو ہمیں حکم دیا کہ ہم یوں کہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔

اس کو الطبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ ترمذی نے بھی ذکر کی ہے اور فرمایا، یہ غریب ہے چھینک کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے مستحب ہونے

کا خیال ابو موسیٰ المدینی اور ایک دوسری علماء کی جماعت کا ہے۔ دوسرے کئی علماء ان سے اس مسئلہ پر تنازع کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں چھینک کے وقت درود پڑھنا مستحب نہیں ہے یہ صرف حمد کا مقام ہے۔ ہر مقام کے لیے ایک ذکر مخصوص ہوتا ہے دوسرا ذکر اس کے قائم مقام نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے رکوع وسجود میں درود پڑھنا مشروع نہیں ہے، انہوں نے حدیث انس سے بھی دلیل پکڑی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تین مقام پر مجھے ذکر نہ کرو: (۱) چھینک کے وقت (۲) ذبیحہ کے وقت (۳) تعجب کے وقت۔

الدیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں حاکم کے طریق سے اور البیہقی نے ''السنن الکبری'' میں الحاکم سے صحابی کے ذکر کے بغیر روایت کی ہے، اس کی سند میں ایک راوی متہم بالکذب ہے اور صحیح نہیں ہے۔

''المخلص'' کے چوتھے فائدہ میں نہشل عن الضحاک عن ابن عباس کے طریق سے مروی ہے کہ دو جگہوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کیا جائے: (۱) چھینک کے وقت (۲) ذبیحہ کے وقت۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

علماء کرام نے ان مقامات کو شمار کیا ہے، جہاں صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔ ان میں سے چند مقامات یہ ہیں: کھانا، پینا، جماع کرنا، چھینک مارنا، اس طرح وہ مقامات جہاں درود پڑھنے کے متعلق سنت وارد نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں اسی طرح میں نے پڑھا ہے مگر بعض مقامات میں نظر ہے سحنون نے تعجب کے وقت درود پڑھنے کو ناپسند کیا ہے۔ تعجب کے وقت درود شریف نہ پڑھے، مگر طلب ثواب کی نیت سے پڑھا جا سکتا ہے۔

الحلیمی فرماتے ہیں، تعجب کرنے والا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے جب سُبْحَانَ اللهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ اگر ناپسندیدہ یا پسندیدہ امر پر درود پڑھے تو مجھے ایسا کرنے والے پر خدشہ ہے۔ اگر اسے معلوم ہے کہ یہ درود اس نے تعجب کے طور پر پڑھا ہے اور اس نے اس سے اجتناب نہ کیا تو اس نے کفر کیا، میں کہتا ہوں اس آخری فتویٰ میں نظر ہے یہ القونوی نے کہا ہے۔

جو شخص کوئی چیز بھول جائے تو اس کے لیے درود پڑھنا اور اس کے لیے درود پڑھنا جسے بھولنے کا خوف ہو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا نَسِيتُمْ شَيْئًا فَصَلُّوا عَلَيَّ تَذْكُرُوهُ إِنْشَاءَ اللهُ تَعَالىٰ

''جب تمہیں کوئی چیز بھول جائے تو مجھ پر درود بھیجو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ تمہیں یاد آ جائے گی''۔

اس حدیث کو ابو موسیٰ المدینی نے ضعیف سند کے ساتھ تخریج کیا ہے۔

حضرت عثمان بن ابی حرب الباہلی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

مَنْ اَرَادَ اَنْ يُحَدِّثَ بِحَدِيْثٍ فَنَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ فَاِنَّ فِي صَلَاتِهِ عَلَيَّ خَلَفًا مِنْ حَدِيْثِهِ وَعَسٰى اَنْ يَذْكُرَهُ

''جو کسی بات کو بیان کرنے کا ارادہ کرے اور بھول جائے تو اس کو مجھ پر درود بھیجنا چاہیے اس کا درود اس کی بات کے قائم مقام ہوگا اور امید ہے اس کو اپنی بات یاد آ جائے گی''۔

الدیلمی نے اس کو تخریج کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے، ابن بشکوال نے ذکر کی ہے مگر اس کی ابتدا میں یہ لفظ بھی ہیں مَنْ هَمَّ فَشَاوَرَ فِيْهِ وَفَّقَهُ اللهُ لِرُشْدِ اَمْرِهٖ ''جس نے کسی کام کا ارادہ کیا اس میں مشورہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی صحیح رہنمائی فرمائے گا''۔ آگے مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

مَنْ خَافَ عَلٰى نَفْسِهِ النِّسْيَانَ فَلْيُكْثِرِ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''جسے بھولنے کا اندیشہ ہو وہ کثرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے''۔

اس حدیث کو ابن بشکوال نے منقطع سند کے ساتھ تخریج کیا ہے۔

کسی چیز کو عمدہ سمجھنے کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا

اس مقام پر درود شریف پڑھنے کا ذکر الشہاب بن ابی حجلہ نے کیا ہے، اس کے بعد وہ لکھتے ہیں، شیخ الشیوخ بحماۃ کا قول کتنا پیارا ہے جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں لکھا ہے:

غُصْنٌ نَقِيٌّ حَلَّ عُقْدَ صَبْرِيْ بِلِيْنِ خَصْرٍ يَكَادُ يَعْقِدُ
فَمَنْ رَأَى ذَاكَ الْوِشَاحَ مِنْهُ حَقٌّ لَهٗ اَنْ يُصَلِّيْ عَلٰى مُحَمَّدِ

''پاکیزہ ٹہنی ہے، کمر کی نرمی کے سبب اس نے میرے صبر کی گرہ کھول دی، گرہ پڑنے کے قریب تھی، جو اس کی بنی ہوئی کمان دیکھے، اس کا حق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے''۔

مولی کھانے اور گدھے کی آواز سننے کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اگر تم مولی کھاؤ اور تم یہ چاہتے ہو کہ اس کی بو منہ سے نہ آئے تو پہلا لقمہ لیتے وقت مجھے یاد کرو۔

اس حدیث کو الدیلمی نے اپنی مسند میں تخریج کیا ہے اور یہ صحیح نہیں ہے مگر جو روایت مجاشع بن عمرو عن ابی بکر بن حفص عن سعید بن المسیب سے مروی ہے وہ اس کے مشابہ ہے فرماتے ہیں، جو مولی کھائے آگے خود ہی تفسیر بیان فرمائی کہ تاکہ اس کے منہ میں اس کی بو نہ پائی جائے تو اسے پہلے لقمہ کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرنا چاہیے۔

الطبرانی نے حدیث ابی رافع مرفوعاً روایت کی ہے کہ گدھا نہیں ہینگتا حتیٰ کہ شیطان دیکھ لے یا شیطان کی مثل دیکھ لے، جب ایسا معاملہ ہو تو تم اللہ کا ذکر کرو اور مجھ پر درود بھیجو۔

القاضی عیاض فرماتے ہیں تعوذ کے حکم کا فائدہ یہ ہے کہ وہ شر شیطان اور اس کے وسوسہ کے شر سے ڈرے اور اس کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ لے۔

گناہ کے ارتکاب کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا

جب گناہ کے ارتکاب کے بعد اس کا کفارہ ادا کرنے کا ارادہ کرے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے، اس کے متعلق حدیث انس گزر چکی ہے کہ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ کَفَّارَۃٌ لَّکُمْ ''مجھ پر درود بھیجو، بے شک تمہارا درود تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے'' اسی طرح اس موضوع کے متعلق ابی کامل کی حدیث بھی دوسرے باب میں گزر چکی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ زَکٰوۃٌ لَّکُمْ

''تم مجھ پر درود بھیجو، بے شک مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لیے زکوٰۃ ہے''۔

اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ نے روایت کیا ہے، دوسرے باب میں بھی یہی حدیث گزر چکی ہے ابن قیم لکھتا ہے کہ اس حدیث میں یہ خبر دی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے والے کے لیے درود زکوٰۃ ہے، الزکاۃ میں نمو، برکت اور طہارت کا معنی متضمن ہے اور اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ درود پڑھنا کفارہ ہے۔ کفارہ اپنے ضمن میں گناہ کو مٹانے کا معنی لیے ہوئے ہے، دونوں حدیثوں کے ضمن میں یہ مطلب نکلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے سے نفس کو طہارت حاصل ہوتی ہے اور اس کے لیے بڑھوتری اور اس کے کمالات میں زیادتی ثابت ہوتی ہے۔ اور نفس کا کمال بھی انہی دو امور پر منحصر ہے۔ پس معلوم ہو گیا کہ نفس کو کمال حاصل ہو ہی نہیں سکتا بجز اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا جائے اور درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، متابعت اور تمام مخلوق سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقدم سمجھنے کے لوازمات میں سے ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔

حاجت کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا

اس موضوع کے متعلق حدیث جابر اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ عَقِبَ الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ کے عنوان کے تحت اور اس کے بعد حدیث فضالہ، اور دوسرے باب میں حدیث ابی گزر چکی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، ارشاد فرمایا رات یا دن

کے وقت بارہ رکعت پڑھو اور ہر دو رکعتوں کے درمیان تشہد بیٹھو، جب نماز کے آخری تشہد میں بیٹھو تو اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کر، نبی کریم ﷺ پر درود بھیج پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کر اور سجدہ میں سات مرتبہ سورہ فاتحہ، سات مرتبہ آیت الکرسی اور دس مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھو، پھر یوں دعا مانگو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَاسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْاَعْلٰى وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ

''اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں طفیل ان اسباب کے جن کی وجہ سے تو نے اپنے عرش کو عزت بخشی اور بطفیل تیری کتاب کی آیات رحمت کے اور بطفیل تیرے اسم اعظم کے اور بطفیل تیری بلند بزرگی کے اور بطفیل تیرے کلمات تامہ کے''۔

اس کے بعد تو اپنی حاجت طلب کر پھر سجدہ سے سر اٹھا اور دائیں بائیں سلام پھیر دے۔ اور یہ نماز بیوقوفوں اور احمقوں کو نہ سکھاؤ، وہ بھی اس کے ساتھ اپنی حاجت طلب کریں گے اور قبول کی جائے گی۔

اس کو الحاکم نے المایہ میں اور ان کے طریق سے البیہقی نے روایت کیا ہے اس کے راویوں کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور حق پایا ہے لیکن اس کی سند کمزور ہے۔ الحافظ ابوالفرج نے اپنی کتاب میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں اس کی تمام اسناد سے اصح سند ہشیم بن ابی ساسان عن ابن جریج عنہ ہے۔

بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ حافظ ابوموسیٰ المدینی فرماتے ہیں، یہ ایسے ہے جیسے کہا جاتا ہے عَقَدْتُ هٰذَا الْاَمْرَ بِفُلَانٍ میں نے یہ معاملہ فلاں کے ساتھ باندھ دیا ہے کیونکہ وہ امین، طاقتور اور عالم ہے پس امانت، قوت اور علم اس کے ساتھ معاملہ کو باندھنے کا سبب ہیں، پس اس کا مطلب ہوگا بِالْاَسْبَابِ الَّتِيْٓ اَعَزَّتْ بِهَا عَرْشَكَ حَيْثُ اَثْنَيْتَ عَلَيْهِ بِقَوْلِكَ وَالْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَالْعَرْشِ الْمَجِيْدِ ''یعنی میں ان اسباب کے طفیل تجھ سے سوال کرتا ہوں جن کی وجہ سے تو نے خود اس کی تعریف عرش عظیم، عرش

کریم، عرش مجید کے القاب سے فرمائی ہے"۔ مُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ اس سے مراد وہ آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیعہ اور بندوں پر کثیر مہربانیوں کا ذکر ہے یا وہ آیات مراد ہیں جو اپنے پڑھنے والے اور ان پر عمل کرنے والے کیلئے رحمت کا موجب ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح اپنے ذکر کو پسند فرمایا ہے اور اپنی مخلوق سے بھی ایسی چیزوں کا ذکر پسند کرتا ہے جیسا کہ اس کے متعلق احادیث وارد ہیں۔

نماز حاجت

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا، جسے اللہ تعالیٰ یا کسی انسان سے حاجت ہوا سے اچھی طرح وضو کرنا چاہئے پھر دو رکعت نماز پڑھنی چاہئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ دعا مانگے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑا ہی بردبار، کرم کرنے والا ہے پاک ہے اللہ تعالیٰ جو عرش عظیم کا رب ہے، سب تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رحمت کو واجب کر دینے والے اسباب کا، اور تیری مغفرت کو پختہ کر دینے والی خصلتوں کا اور ہر گناہ سے حفاظت، ہر نیکی کی نعمت کا اور ہر نافرمانی سے سلامتی کا۔ اے اللہ! تو میرے کسی گناہ کو بخشے بغیر مت چھوڑ اور میری کسی فکر و پریشانی کو بغیر دور کئے مت چھوڑ اور میری کسی ایسی حاجت کو جو تیری رضا کے مطابق ہو بغیر پورا کئے مت چھوڑ یا ارحم الراحمین۔

اس حدیث کو الترمذی، ابن ماجہ، الطبرانی نے روایت کیا ہے اور عبدالرزاق الطبسی نے ''الصلاۃ'' میں ابوبکر الشافعی کے طریق سے روایت کیا ہے۔ ترمذی فرماتے ہیں، یہ غریب ہے اور اس کی سند میں مقال ہے۔

ابن الجوزی نے مزید وضاحت کردی اور اس حدیث کو اپنی موضوعات میں ذکر کیا ہے لیکن اس میں نظر ہے کیونکہ حاکم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ فائد کوفی کا شمار تابعین میں ہے اور میں نے اس کے جانشینوں کی ایک جماعت دیکھی ہے اور اس کی حدیث مستقیم ہے مگر شیخین نے اس سے تخریج نہیں کی۔ میں نے اس کی حدیث بطور شاہد تخریج کی ہے۔ ابن عدی فرماتے ہیں، اس کے ضعف کے باوجود اس کی حدیث لکھی جاتی ہے، حدیث انس میں بھی یہ چیز آئی ہے۔ بہرحال یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے، فضائل اعمال میں ذکر کی جاتی ہے موضوع حدیث ہو تو ذکر نہیں کی جائے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو تو اسے اچھی طرح وضو کرنا چاہئے پھر دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں امن الرسول سے آخر سورہ تک پڑھے پھر تشہد بیٹھے اور سلام پھیر دے اس کے بعد یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ یَا مُؤْنِسَ كُلِّ وَحِیْدٍ یَا صَاحِبَ كُلِّ فَرِیْدٍ یَا قَرِیْبًا غَیْرَ بَعِیْدٍ یَا شَاهِدًا غَیْرَ غَائِبٍ یَا غَالِبًا غَیْرَ مَغْلُوْبٍ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَسْاَلُكَ بِاِسْمِكَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ الَّذِیْ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَصْوَاتُ وَوَجِلَتْ لَهُ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشْیَتِهٖ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْ تَفْعَلَ بِیْ كَذَا۔

''اے اللہ! اے ہر تنہا کے مونس، اے ہر نفیس چیز کے مالک، اے قریب جو دور نہیں، اے شاہد جو غائب نہیں، اے غالب جس پر غلبہ نہیں کیا جاتا، اے زندہ

اے دوسروں کو زندہ کرنے والے، اے بزرگی و بخشش والے، اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بطفیل تیرے اسم رحمٰن و رحیم، حی و قیوم کے جس کے سامنے چہرے جھک گئے، آوازیں پست ہو گئیں، دل جس کی ہیبت سے کانپنے لگے یہ کہ تو درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد پر، اور یہ کہ میرے ساتھ یہ معاملہ فرما"۔

تو اس کی حاجت پوری کی جائے گی۔

اس حدیث کو الدیلمی نے اپنی "مسند" میں ابو القاسم التیمی نے ضعیف سند کے ساتھ "ترغیب" میں تخریج کیا ہے۔ عبد الرزاق الطبسی نے کمزور سند کے ساتھ ان الفاظ میں نقل کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن کو فرمایا، جب تجھے کوئی کام پیش آئے اور اس سے نجات چاہتی ہو تو دو رکعت نماز پڑھ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور مندرجہ کلمات کو دس دس مرتبہ پڑھ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ جب تو ان میں سے کسی کلمہ کو ادا کرے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یہ میرے لیے ہے میں نے اس کو قبول کیا۔ جب تو ان رکعتوں سے فارغ ہو جائے اور تشہد پڑھ لے تو سلام سے پہلے سجدہ میں یہ کہہ:

يَا اَللّٰهُ اَنْتَ اللّٰهُ لَا غَيْرُكَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الْاَخْيَارِ وَاقْضِ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ يَا رَحْمٰنُ وَاجْعَلِ الْخِيَرَةَ فِيْ ذَالِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

"اے اللہ، تو معبود برحق ہے تیرے سوا کوئی نہیں، اے خود زندہ اے دوسروں کو زندہ کرنے والے، اے بزرگی و عزت والے، درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی پاکیزہ و نیک سیرت آل پر اور میری یہ ضرورت پوری فرما، اے رحمٰن! اس میں بھلائی پیدا فرما۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے"۔

اے ام ایمن! بندہ جب خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اس پر کبھی کوئی تکلیف آ جائے تو فرشتے اپنی معروف آواز میں کہتے ہیں، رب تعالیٰ کے حضور اس کی سفارش کرو اور

اس کی دعا پر آمین کہو۔ پس اللہ تعالیٰ اس سے مصیبت کو دور فرما دیتا ہے اور اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو، وہ بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے، جب جمعہ کا دن ہو تو صاف ستھرا ہو کر مسجد کی طرف جائے۔ کم یا زیادہ صدقہ کرے جب نماز جمعہ پڑھ لے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاِسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الَّذِیْ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَسْاَلُكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَالَّذِیْ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَبْصَارُ وَوَجِلَتْ لَهُ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشْيَتِهٖ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ۔

اس کے بعد اپنی حاجت کا اظہار کرے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول ہو گی فرمایا احمقوں کو نہ سکھاؤ تا کہ وہ اس کے ذریعے گناہ اور قطع رحمی کا سوال نہ کریں۔ یہ نمیری اور ابو موسیٰ نے اس طرح موقوفاً روایت کی ہے۔

ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان کے پاس کام کے لیے آتا رہتا تھا مگر وہ اس کی طرف اور اس کے کام کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔ وہ شخص عثمان بن حنیف سے ملا اور اس بات کی شکایت کی۔ حضرت عثمان بن حنیف نے اسے فرمایا، لوٹا لے، وضو کر، مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کر پھر یوں دعا مانگ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ بِكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ فَتَقْضِیْ لِیْ حَاجَتِیْ۔

"اے اللہ! میں تجھ سے ہی سوال کرتا ہوں اور تیری ہی طرف متوجہ ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلہ سے، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت کے بارے میں متوجہ ہوتا ہوں اور دعا کرتا

ہوں تا کہ وہ پوری ہو جائے''۔

اس کے بعد اپنی حاجت کا ذکر کر پھر ان کے پاس جا کر اپنی ضرورت پیش کرو، وہ آدمی چلا گیا اور اسی طرح کیا جیسے حضرت عثمان بن حنیف نے اسے بتایا تھا پھر وہ شخص حضرت عثمان بن عفان کے دروازے پر آیا، دربان آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان کے پاس لے آیا تو حضرت عثمان نے اسے اپنے ساتھ فرش پر بٹھایا اور فرمایا، اپنا کام ذکر کرو، اس نے اپنا کام بیان کیا تو حضرت عثمان نے اس کو پورا کر دیا۔ پھر فرمایا، اس سے پہلے میں آپ کی ضرورت سمجھا ہی نہ تھا، اب جو کام ہو بتا دینا۔ پھر وہی شخص حضرت عثمان سے فارغ ہو کر حضرت عثمان بن حنیف سے ملا، اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں بہتر جزاء عطا فرمائے، پہلے تو وہ میری طرف توجہ ہی نہ فرماتے تھے، مگر اب جبکہ تو نے ان سے کلام فرمائی (تو انہوں نے میری حاجت پوری فرما دی) تو حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا، میں نے ان سے کوئی کلام نہیں کی اور نہ انہوں نے مجھ سے کلام کی ہے، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، ایک نابینا آدمی بارگاہ رسالت میں آیا اور اپنی بینائی کے ختم ہونے کی شکایت کی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لوٹا لاؤ وضو کرو پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز نفل ادا کرو پھر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فَيُجَلِّیْ لِیْ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ وَشَفِّعْنِیْ فِیْ نَفْسِیْ۔

حضرت عثمان نے فرمایا ہم ابھی محو گفتگو تھے کہ وہ آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پر عمل کر کے واپس آیا تو یوں محسوس ہوتا کہ اسے تو کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

اس حدیث کو البیہقی نے ''الدلائل'' میں تخریج کیا ہے اور یہ ابی امامہ عن عمہ، عثمان بن حنیف کی روایت سے ہے، جیسا کہ بیہقی نے اس کی تصریح بھی کر دی ہے۔ اس طرح النمیری نے اور النسائی نے ''عمل الیوم واللیلہ'' میں، ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کی ہے، امام ترمذی فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، ابن خزیمہ اور الحاکم نے روایت کی

ہے اور حاکم فرماتے ہیں، یہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے تمام نے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت عن عثمان بن حنیف کے طریق سے روایت کی ہے۔ بعض محدثین کے الفاظ یہ ہیں:

اَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ قَالَ اِنْ شِئْتَ اَخَّرْتُ ذٰلِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ وَاِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللّٰهَ قَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّاَ فَيُحْسِنَ الْوُضُوْءَ وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَيَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ فَيَقْضِيْهَا لِيْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَ شَفِّعْنِيْ فِيْهِ۔

”ایک نابینا شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی، حضور! دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ مجھے عافیت دے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اگر تو چاہے تو میں اس کو مؤخر کر دوں اور یہ تیرے لیے بہتر ہوگا اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے دعا کر دوں اس نے عرض کی، حضور دعا فرمایئے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے حکم دیا کہ وہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگے، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری ہی طرف متوجہ ہوں تیرے نبی محمد نبی رحمت کے وسیلہ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت کے بارے میں متوجہ ہوتا ہوں اور دعا کرتا ہوں تاکہ وہ پوری ہو جائے۔ اے اللہ! تو میرے بارے آپ کی شفاعت قبول فرما“۔

بعض کے الفاظ یہ ہیں۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَهٗ رَجُلٌ ضَرِيْرٌ فَشَكَا اِلَيْهِ ذَهَابَ بَصَرِهٖ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ لِيْ قَائِدٌ وَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ فَقَالَ ائْتِ الْمِيْضَاءَةَ فَتَوَضَّاْ ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا

مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فَیُجَلِّیْ لِیْ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ وَشَفِّعْنِیْ فِیْ نَفْسِیْ قَالَ عُثْمَانُ فَوَاللهِ مَاتَفَرَّقْنَا وَلَا طَالَ بِنَا الْحَدِیْثُ حَتّٰی دَخَلَ الرَّجُلُ فَكَاَنَّهٗ لَمْ یَكُنْ بِهٖ ضُرٌّ قَطُّ۔

ترجمہ گزر چکا ہے۔

میں کہتا ہوں یہ قصہ کتاب کے موضوع کے متعلق نہیں ہے واللہ الموفق۔ حضرت سلیمان الدارانی سے مروی ہے فرماتے ہیں، جو شخص اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کا سوال کرنا چاہے ابتداء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے پھر اپنی حاجت کا سوال کرے آخر میں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ درود کو قبول فرماتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ چیز بعید ہے کہ دو درودوں کے درمیان جو دعا ہے اس کو رد کر دے۔

ایک روایت کے لفظ اس طرح ہیں:

اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَسْأَلَ اللهَ حَاجَةً فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ثُمَّ سَلْ حَاجَتَكَ ثُمَّ صَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ الصَّلَاةَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَقْبُوْلَةٌ وَاللهُ عَزَّوَجَلَّ اَكْرَمُ مِنْ اَنْ یَرُدَّ مَا بَیْنَهُمَا۔

نمیری نے دونوں لفظوں کے ساتھ تخریج کی ہے۔ ''الاحیاء'' میں مرفوعاً ان الفاظ میں مروی ہے۔

اِذَا سَاَلْتُمُ اللهَ حَاجَةً فَابْدَءُوْا بِالصَّلٰوةِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللهَ اَكْرَمُ مِنْ اَنْ یَسْاَلَ حَاجَتَیْنِ فَیَقْضِیْ اَحَدَهُمَا وَیَرُدُّ الْاُخْرٰی۔

مجھے اس کی سند پر آگاہی نہیں ہوئی۔ ابی الدرداء سے ان کا قول مروی ہے، حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی کہ یہ دعا خوشحالی کی دعا ہے اور تکلیف دور کرنے کی دعا ہے:

یَا حَابِسَ یَدِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ ذَبْحِ ابْنِهٖ وَهُمَا یَتَنَاجَیَانِ اللُّطْفَ یَا اَبَتِ یَا بُنَیَّ یَا مُقَیِّضَ الرَّكْبِ لِیُوْسُفَ فِی الْبَلَدِ الْقَفْرِ غِیَابَةَ الْجُبِّ وَجَاعِلَهٗ

بَعْدَ الْعُبُوْدِيَّةِ نَبِيًّا مَلِكًا يَا مَنْ سَمِعَ الْهَمْسَ مِنْ ذِي النُّوْنِ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ظُلْمَةِ قَعْرِ الْبَحْرِ، وَظُلْمَةِ اللَّيْلِ وَظُلْمَةِ بَطْنِ الْحُوْتِ يَا رَادَّ حُزْنِ يَعْقُوْبَ يَا رَاحِمَ دَاوُدَ وَيَا كَاشِفَ ضُرِّ اَيُّوْبَ يَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ يَا كَاشِفَ غَمِّ الْمَهْمُوْمِيْنَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَسْأَلُكَ اَنْ تَفْعَلَ بِيْ كَذَا۔

''اے روکنے والے ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ بیٹے کے ذبح کرنے سے، جبکہ وہ لطف ومحبت سے سرگوشی کر رہے تھے۔ اے میرے والد محترم، اے میرے بیٹے، اے وہ ذات جس نے حضرت یوسف کو کنویں کی گہرائی سے اور غلامی کے بعد نبی ملک بنانے کیلئے قافلہ کو روکا، اے وہ ذات جس نے حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز کو تین تاریکیوں سے سن لیا، سمندر کی گہرائی کی تاریکی، رات کی تاریکی، مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، یعقوب علیہ السلام کے حزن کے دور کرنے والے، اے داؤد پر رحم فرمانے والے، اے حضرت ایوب کی تکلیف کو دور کرنے والے، اے مضطرین کی دعا کو قبول کرنے والے، اے غمزدہ کے غم کو دور کرنے والے، درود بھیج محمد پر اور آل محمد پر اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری یہ حاجت پوری فرما''۔

اس روایت کو ''المجالس'' میں دینوری نے تخریج کیا ہے۔

الربیع حاجب المنصور سے مروی ہے فرماتے ہیں، جب ابوجعفر المنصور کی خلافت کا دور آیا تو اس نے مجھے حکم دیا کہ جعفر بن محمد یعنی الصادق کو میرے پاس بلا لاؤ پھر تھوڑی دیر کے بعد مجھے کہا میں نے تجھے نہیں کہا کہ جعفر بن محمد کو میرے پاس بھیجو، خدا کی قسم اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے تو میں تجھے قتل کر دوں گا، پس مجھے کوئی چارہ نہ رہا، میں حضرت جعفر الصادق کے پاس گیا اور پیغام دیا کہ امیر المومنین آپ کو بلا رہے ہیں وہ میرے ساتھ چل پڑے جب ہم دروازے کے قریب پہنچے، حضرت جعفر کوئی چیز پڑھتے ہوئے ہونٹوں کو

حرکت دینے لگے، اندر داخل ہوئے سلام کیا، مگر جواب نہ دیا گیا آپ ٹھہر گئے، خلیفہ وقت المنصور نے انہیں بٹھایا نہیں، ربیع کہتے ہیں پھر حضرت جعفر الصادق نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور کہا اے ابوجعفر! تو ہم پر والی بنا ہے اور تو نے ہم پر زیادتی کی ہے۔ میں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نُصِبَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ ''ہر ظلم کرنے والے کیلئے ایک علم نصب کیا جائے گا جس کے ساتھ وہ پہچانا جائے گا''۔ پھر حضرت جعفر نے اپنی مسند سے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يُنَادِيْ مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ اَلَا فَلْيَقُمْ مَنْ كَانَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَلَا يَقُوْمُ اِلَّا مَنْ عَفَا عَنْ اَخِيْهِ۔

''قیامت کے روز عرش سے منادی ندا دے گا۔ خبردار وہ آدمی کھڑا ہو جائے جس کا اللہ تعالیٰ پر کوئی اجر باقی ہے، پس کوئی نہیں کھڑا ہوگا سوائے اس شخص کے جس نے اپنے بھائی کو معاف کیا ہوگا''۔

حتیٰ کہ خلیفہ منصور کے جذبات ٹھنڈے ہو گئے اور کہا، اے ابا عبداللہ بیٹھ جا، پھر اس نے ایک خوشبو کی شیشی منگوائی اور اپنے ہاتھوں پر لگانے لگا اتنی خوشبو لگائی کہ اس کے قطرے خلیفہ کی انگلیوں سے گرنے لگے۔ پھر اس نے کہا اے ابا عبداللہ! اللہ کی امان میں واپس لوٹ جاؤ، اور مجھے حکم دیا کہ اے ربیع! عطیات لے کر ابا عبداللہ کے ساتھ جاؤ اور کئی گنا انہیں عطا کرو، ربیع فرماتے ہیں، میں نکلا تو میں نے کہا اے ابو عبداللہ آپ میری محبت کو جانتے ہیں، انہوں نے فرمایا، ہاں۔ اے ربیع! تو ہم سے محبت رکھتا ہے، میرے باپ نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کر کے مجھے بتایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ''قوم کا خادم ان سے ہوتا ہے''۔ میں نے کہا اے ابا عبداللہ میں نے وہ دیکھا ہے جو آپ نے نہیں دیکھا اور میں نے وہ سنا ہے جو آپ نے نہیں سنا، آپ خلیفہ کے پاس پہنچے درآں حالیکہ آپ اپنے ہونٹوں کو حرکت دے رہے تھے کوئی

ایسی چیز پڑھ رہے تھے جو آپ نے اپنے پاکیزہ آباء واجداد سے نقل کی ہے۔ انہوں نے فرمایا، ہاں میرے باپ نے مجھے اپنی سند سے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب کوئی مشکل آجاتی تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ احْرُسْنِیْ بِعَیْنِكَ الَّتِیْ لَاتَنَامُ وَاكْنُفْنِیْ بِرُكْنِكَ الَّتِیْ لَایُرَامُ وَارْحَمْنِیْ بِقُدْرَتِكَ عَلَیَّ فَلَا اَهْلِكُ وَاَنْتَ رَجَائِیْ فَكَمْ مِّنْ نِعْمَةٍ اَنْعَمْتَ بِهَا عَلَیَّ قَلَّ لَكَ بِهَا شُكْرِیْ وَكَمْ مِّنْ بَلِیَّةٍ ابْتَلَیْتَنِیْ بِهَا قَلَّ لَكَ بِهَا صَبْرِیْ فَیَامَنْ قَلَّ عِنْدَ نِعْمَتِهٖ شُكْرِیْ فَلَمْ یَحْرِمْنِیْ وَیَامَنْ قَلَّ عِنْدَ بَلِیَّتِهٖ صَبْرِیْ فَلَمْ یَخْذُلْنِیْ وَیَامَنْ رَاٰنِیْ عَلَی الْخَطَایَا فَلَمْ یَفْضَحْنِیْ یَا ذَالْمَعْرُوْفِ الَّذِیْ لَا یَنْقَضِیْ اَبَدًا وَیَا ذَا النَّعْمَاءِ الَّتِیْ لَاتُحْصٰی عَدَدًا اَسْاَلُكَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبِكَ اَدْرَأُ فِیْ نُحُوْرِ الْاَعْدَاءِ وَالْجَبَابِرَةِ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی دِیْنِیْ بِالدُّنْیَا وَعَلٰی اٰخِرَتِیْ بِالتَّقْوٰی وَاحْفَظْنِیْ فِیْمَا غِبْتُ عَنْهُ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ فِیْمَا خَطَرْتُهٗ عَلَیَّ یَامَنْ لَاتَضُرُّهُ الذُّنُوْبُ وَلَا یَنْقُصُهُ الْعَفْوُ هَبْ لِیْ مَالَا یَنْقُصُكَ وَاغْفِرْلِیْ مَالَا یَضُرُّكَ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ اَسْاَلُكَ فَرَجًا قَرِیْبًا وَّصَبْرًا جَمِیْلًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّالْعَافِیَةَ مِنَ الْبَلَایَا وَشُكْرَ الْعَافِیَةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَاَسْاَلُكَ تَمَامَ الْعَافِیَةِ وَاَسْاَلُكَ دَوَامَ الْعَافِیَةِ وَاَسْاَلُكَ الشُّكْرَ عَلَی الْعَافِیَةِ وَاَسْاَلُكَ الْغِنٰی عَنِ النَّاسِ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

"اے اللہ! میری حفاظت فرما اپنی اس آنکھ کے ساتھ جو سوتی نہیں ہے اور مجھے اپنے اس رکن سے ڈھانپ دے جس تک پہنچا نہیں جاتا، اپنی قدرت سے مجھ پر رحم فرما، میں ہلاک نہیں ہوں گا، جبکہ تو میرا بھروسہ ہے کتنی ایسی نعمتیں ہیں جن کے ساتھ تو نے مجھ پر انعام کیا، حالانکہ میں نے اس کے بدلے تیرا شکر بہت کم کیا، کتنی

ایسی آزمائشیں ہیں جن کے ساتھ تو نے مجھے آزمایا حالانکہ میرا صبر اس پر تیرے لیے بہت کم تھا، اے وہ ذات جس کی نعمت پر میرے شکر کی کمی کے باوجود اس نے مجھے محروم نہ رکھا، اے وہ ذات جس کی آزمائش پر میرا صبر بہت کم تھا مگر مجھے اس نے رسوانہ کیا۔ اے نیکی فرمانے والے جس کی نیکی ختم نہیں ہوتی، اے نعمتوں والے جس کی نیکی شمار نہیں ہوسکتی۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور میں تیری قدرت کے ساتھ دشمنوں کے سینوں میں جبر وتشدد کا ہاتھ ڈالتا ہوں، اے اللہ! دنیا میں میرے دین پر میری مدد فرما، آخرت پر تقویٰ کے ساتھ مدد فرما اور میری حفاظت فرما اس چیز سے جس سے میں غائب ہوں، مجھے اپنے نفس کے سپرد نہ فرما جس کا مجھے اپنے اوپر خطرہ ہے اے وہ ذات جسے گناہ کوئی نقصان نہیں دیتے، جس کے عفو میں کمی نہیں ہوتی، مجھے ایسی چیز عطا فرما جو تیرے عفو میں کمی کا باعث نہ بنے اور مجھے ڈھانپ لے ایسی چیز کے ساتھ جو تجھے کوئی نقصان نہیں دیتی، بیشک تو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے، میں تجھ سے قریبی خوشحالی کا سوال کرتا ہوں، صبر جمیل، وسیع رزق، مصیبت سے عافیت، عافیت پر شکر کا سوال کرتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے اے اللہ! میں تجھ سے مکمل عافیت کا سوال کرتا ہوں، تجھ سے دائمی عافیت کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے عافیت پر شکر کا سوال کرتا ہوں، میں لوگوں سے مستغنی ہونے کا سوال کرتا ہوں، مجھے نہ برائی سے بچنے کی طاقت، نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے، بجز اللہ کی توفیق کے جو علی وعظیم ہے''۔

اس روایت کو دیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں دو مقامات پر ذکر کیا ہے اور اس کی سند انتہائی ضعیف ہے۔

زمخشری نے ''ربیع الابرار'' میں حکایت کیا ہے کہ ایک شخص عبدالملک سے انتہائی خوفزدہ تھا حتیٰ کہ اسے کہیں سکون نہ ملتا تھا ایک دفعہ عالم اضطراب میں اسے غائب سے آواز

آئی، تو یہ سات کلمات کیوں نہیں پڑھتا اس نے کہا، وہ سات کلمات کیا ہیں؟ ہاتف غیبی نے کہا وہ یہ ہیں:

سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الَّذِیْ لَیْسَ غَیْرَہٗ اِلٰہٌ سُبْحَانَ الدَّائِمِ الَّذِیْ لَا نَفَادَلَہٗ سُبْحَانَ الْقَدِیْمِ الَّذِیْ لَا بَدْءَ لَہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ سُبْحَانَ الَّذِیْ عَلِمَ کُلَّ شَیْءٍ بِغَیْرِ تَعْلِیْمٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِحَقِّ ھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ وَحُرْمَتِھِنَّ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَنْ تَفْعَلَ بِیْ کَذَا۔

''پاک ہے وہ ذات وحدہ لاشریک جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں پاک ہے وہ دائم جس کے لیے اختتام نہیں، پاک ہے وہ قدیم جس کی کوئی ابتداء نہیں، پاک ہے وہ ذات جو زندہ کرتا اور مارتا ہے، پاک ہے وہ ذات جس کو کسی کے سکھلائے بغیر ہر چیز کا علم ہے، اے اللہ! میں تجھ سے ان کلمات اور ان کی حرمت کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور میری یہ ضرورت پوری فرما''۔

اس شخص نے جونہی یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں امن ڈال دیا عبدالملک کو ملا تو اس نے امن دیا اور صلہ رحمی کا سلوک کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، جو قرآن کریم کی سو آیتیں تلاوت کرے پھر ہاتھ اٹھا کر یہ کلمات پڑھے، اس کے بعد دعا مانگے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے گا:

سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَتَعَالٰی سُبْحَانَہٗ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ سُبْحَانَہٗ فِیْ سَمٰوٰتِہٖ وَاَرْضِہٖ وَسُبْحَانَہٗ فِی الْاَرَضِیْنَ السُّفْلٰی وَسُبْحَانَہٗ فَوْقَ عَرْشِہِ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَہٗ وَبِحَمْدِہٖ حَمْدًا لَا یَنْفَدُ وَلَا یَبْلٰی حَمْدًا یَبْلُغُ رِضَاہُ وَلَا یَبْلُغُ مُنْتَھَاہُ حَمْدًا لَا یُحْصٰی عَدَدُہٗ وَلَا یَنْتَھِیْ عَدَدُہٗ وَلَا تُدْرَکُ صِفَتُہٗ سُبْحَانَہٗ مَا اَحْصٰی قَلَمُہٗ وَمِدَادُ

كَلِمَاتِهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمِ وَاحِدًا فَرْدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا جَلِيْلًا عَظِيْمًا عَلِيْمًا قَاهِرًا عَالِمًا جَبَّارًا اَهْلَ الْكِبْرِيَاءِ وَالْعُلَاءِ وَالْاٰلَاءِ وَالنَّعْمَاءِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ خَلَقْتَنِيْ وَلَمْ اَكُ شَيْئًا مَذْكُوْرًا فَلَكَ الْحَمْدُ وَجَعَلْتَنِيْ ذَكَرًا سَوِيًّا فَلَكَ الْحَمْدُ وَجَعَلْتَنِيْ لَا اُحِبُّ تَعْجِيْلَ شَيْءٍ اَخَّرْتَهٗ وَلَا تَاخِيْرَ شَيْءٍ عَجَّلْتَهٗ فَاَسْاَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ فَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ عَلَيَّ قَضَائُكَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ شَيْءٍ مِنْ كُتُبِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ نُوْرَ صَدْرِيْ وَرَبِيْعَ قَلْبِيْ وَجِلَاءَ حُزْنِيْ وَذِهَابَ هَمِّيْ۔

''ہر نقص وعیب سے پاک ہے اور اللہ ہر نقص سے منزہ ہے اللہ ہر کمزوری سے پاک ہے اللہ بلند وبالا ہے۔ پاک ہے اس کی ذات وہ علی وعظیم ہے، پاک ہے وہ آسمانوں اور زمین میں، پاک ہے نچلی زمینوں میں، پاک اپنے عرش عظیم پر اور میں حمد کرتا ہوں اس کی ایسی حمد کے ساتھ جو نہ ختم ہو اور نہ بوسیدہ ہو، ایسی حمد جو اس کی رضا تک پہنچے اور اس کی منتہیٰ کو نہ پہنچا جاسکے۔ ایسی حمد جس کا شمار نہ ہو سکے، جس کی میعاد ختم نہ ہو جس کی صفت کا ادراک نہ ہو سکے۔ پاک ہے وہ اتنا جتنا اس کے قلم اور کلمات کی سیاہی نے شمار کیا۔ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے وہی قائم فرمانے والا ہے عدل وانصاف کو، نہیں کوئی معبود سوائے اس کے جو عزت والا، حکمت والا ہے، واحد ہے فرد ہے بے نیاز ہے۔ نہ پیدا کیا ہے اور نہ پیدا کیا گیا

ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں، اللہ بڑا ہے۔ اللہ بڑا ہے، اللہ بڑا ہے، بڑا ہے بزرگ ہے عظیم ہے، علیم ہے، قاہر ہے، عالم ہے، ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا ہے اہل الکبریاء ہے بلندیوں والا نعمتوں والا ہے۔ اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہیں۔ اے اللہ! تو نے مجھے پیدا کیا درآں حالیکہ میں کچھ بھی نہ تھا ساری حمد تیرے لیے ہے تو نے مجھے معتدل مرد فرمایا، پس ساری حمد تیرے لیے ہے تو نے مجھے ایسا انسان بنایا کہ میں اس چیز کو جلدی نہیں چاہتا جس کو تو نے مؤخر فرمایا اور اس چیز کی تاخیر کو پسند نہیں کرتا ہوں جس کو تو نے معجّل فرمایا۔ میں تجھ سے معجّل اور مؤجل تمام بھلائیوں کا سوال کرتا ہوں جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا، اے اللہ! مجھے لطف اندوز فرما میرے کانوں سے، میری آنکھوں سے، ان دونوں کو مجھ سے وارث بنا۔ اے اللہ! میں تیرا بندہ اور تیری بندی کا بیٹا ہوں تیرا ہر فیصلہ میرے حق میں عدل ہے، تیرا ہر حکم مجھ میں نافذ ہے۔ تیرے ہر اس نام کے توسل سے جو تو نے خود اپنے لیے رکھا یا اس کو اپنی کتابوں میں نازل فرمایا یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا یا تو نے اس کو علم غیب کے خزانہ میں اپنے پاس ہی محفوظ رکھا۔ میں سوال کرتا ہوں کہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور یہ کہ تو قرآن کریم کو میرے سینہ کا نور، میرے دل کی بہار، میرے غم کا ازالہ اور پریشانی کو دور کرنے کا ذریعہ بنا دے"۔

اس کو نمیری نے روایت کیا ہے اور انہوں نے ابن عباس سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ جب بندہ اس دعا کے ساتھ دعا کرنے کا ارادہ کرے تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز عمدہ طریقہ سے پڑھے، پھر یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَسْاَلُكَ بِاِسْمِكَ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ بِاسْمِكَ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ بِاِسْمِكَ اللّٰهِ الَّذِىْ

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ بِاسْمِكَ اللهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی بِاسْمِكَ اللهِ الَّذِیْ هُوَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ الْاَحَدُ ذُوالطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ذُوالْحَوْلِ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْقَدِیْمُ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِاسْمِكَ اللهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ ذُوالْمَعَارِجِ وَالْقُوَی بِعِزِّ اسْمِكَ الَّذِیْ تَنْشُرُ بِهِ الْمَوْتٰی تُحْیِیْ بِهٖ تَنْبُتُ بِهِ الشَّجَرُ وَتُرْسِلُ بِهِ الْمَطَرَ وَتَقُوْمُ بِهِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ بِعِزِّ اسْمِكَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ لَا یَمَسُّ بِاسْمِ اللهِ نَصَبٌ وَلَا لُغُوْبٌ تَعَالٰی اسْمُ اللهِ وَلِاقْتِرَابِ عِلْمِهٖ وَلِثَبَاتِ اسْمِ اللهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی الَّذِیْ هٰذِهِ الْاَسْمَاءُ مِنْهُ وَهُوَ مِنْهَا الَّذِیْ لَایُدْرَكُ وَلَا یُنَالُ وَلَا یُحْصٰی اِسْتَجِبْ لِدُعَائِیْ وَقُلْ لَهٗ یَااَللهُ كُنْ فَیَكُوْنَ۔

پھر یہ درود پڑھے:

اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اَفْضَلَ مَاصَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْنَ۔

عبدالرزاق الطبسی ایک سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں جو حضرت ابن عباس تک پہنچتی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو، وہ کسی ایسی جگہ پر جائے جہاں اسے کوئی نہ دیکھ سکے پھر اچھی طرح پورا وضو کرے، چار رکعت نماز ادا کرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ هُوَاللهُ اَحَدٌ دس مرتبہ دوسری میں بیس مرتبہ تیسری میں تیس مرتبہ چوتھی میں چالیس مرتبہ پڑھے، نماز سے فارغ ہو کر قُلْ هُوَاللهُ اَحَدٌ پچاس مرتبہ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود ستر مرتبہ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ ستر مرتبہ پڑھے، اگر اس

پر قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اتار دے گا۔ اگر مسافر ہوگا تو اللہ تعالیٰ گھر واپس لوٹائے گا اگر اس پر بادل کی مقدار گناہ ہوں گے اور معافی مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دے گا۔ اگر اس کا بیٹا نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے بیٹا عطا فرمائے گا اگر دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ اگر دعا نہیں مانگے گا تو اس پر ناراضگی کا اظہار کیا جائے گا۔ فرماتے یہ دعا احمقوں کو نہ سکھاؤ ورنہ وہ اپنے فسق پر اس کے ساتھ مدد طلب کریں گے۔

وہیب بن الورد سے مروی ہے فرماتے ہیں، ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک دعا ایسی ہے جو رد نہیں ہوتی، یعنی بندہ پہلے بارہ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے جب نماز سے فارغ ہو تو سجدہ میں ان کلمات کو پڑھے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ بَسَطَ الْعِزَّ وَقَالَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ تَعَطَّفَ بِالْمَجْدِ وَتَكَرَّمَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ بِعِلْمِهٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یَنْبَغِی التَّسْبِیْحُ اِلَّا لَهٗ سُبْحَانَ ذِی الْمَنِّ وَالْفَضْلِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزِّ وَالتَّكَرُّمِ سُبْحَانَ ذِی الطَّوْلِ اَسْاَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَی الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَبِاسْمِكَ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْاَعْلٰی وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ كُلِّهَا الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

تو جو دعا مانگے گا بشرطیکہ اس میں معصیت نہ ہو تو وہ قبول ہوگی۔ وہیب یہ بھی فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ کہا جاتا تھا کہ احمقوں کو یہ کلمات نہ سکھاؤ کیونکہ وہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معصیت پر تقویت پائیں گے۔

الطبسی نے اس راویت کو دونوں سندوں سے روایت کیا ہے اور النمیری نے ''الاعلام'' میں اور ابن بشکوال نے روایت کی ہے۔

الطبسی نے مقاتل بن حیان سے روایت کیا ہے کہ جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو دور کر دے، اس کے غم دور کر دے اس کی امنگ وامید کو پورا کر دے، اس کی

حاجت وقرض کو پورا کردے، اس کو شرح صدر عطا فرمائے، اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے تو وہ چار رکعت نماز پڑھے جب چاہے پڑھے، مگر نصف رات یا ضحوۃ النہار کے وقت پڑھنا افضل ہے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورہ یٰسین دوسری میں الم تنزیل السجدہ تیسری میں الدخان، چوتھی میں تبارک الذی پڑھے، نماز سے فارغ ہوکر قبلہ رو ہوکر مذکورہ بالا دعا کو پڑھے اور یہ سو مرتبہ پڑھے۔ درمیان میں کلام نہ کرے جب تشہد سے فارغ ہوتو سجدہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اہل بیت پر کئی مرتبہ درود بھیجے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے انشاء اللہ اس دعا کی قبولیت کا اثر قریب دیکھ لے گا۔

ہر حالت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا

ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ابی وائل سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ جب بھی کسی محفل یا دستر خوان پر آتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے، بازار میں کسی غیر معروف جگہ پر بیٹھتے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے، اسی باب میں پہلے بھی یہ روایت گزر چکی ہے۔ شیخ ابوحفص بن عمر السمرقندی اپنے استاذ سے مروی باتوں میں جو انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہیں ذکر کیا ہے کہ میں نے حرم شریف میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ حرم میں ''عرفہ''، ''منیٰ'' ہر جگہ کثرت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھ رہا ہے میں نے کہا، اے شخص! ہر جگہ کیلئے علیحدہ ایک ورد ہے تو نہ دعا مانگتا ہے نہ نفل پڑھتا ہے سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے تو کچھ بھی نہیں کرتا کیا وجہ ہے۔ اس شخص نے کہا، میں اپنے والد کے ساتھ بیت اللہ کا حج کرنے کیلئے خراسان سے نکلا جب ہم کوفہ پہنچے تو میرے والد سخت بیمار ہوگئے حتیٰ کہ وہ اسی بیماری سے فوت ہوگئے۔ جب فوت ہوئے تو میں نے کپڑے سے اس کا منہ ڈھانپ دیا۔ پھر میں ان سے کچھ دور ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد واپس آیا تو والد کا چہرہ دیکھا وہ گدھے کی شکل میں تبدیل ہو چکا تھا۔ جب میں نے یہ کیفیت دیکھی تو انتہائی پریشان ہوا۔ میں نے سوچا کہ لوگوں کے سامنے اس حالت کا کیسے اظہار کروں گا۔ میں مغموم ہوکر بیٹھ گیا، بیٹھے بیٹھے مجھے اونگھ آگئی،

میں سویا ہوا تھا خواب میں دیکھا ایک شخصیت میرے والد کے پاس آئی چہرے سے کپڑا اٹھایا۔ اس کو دیکھا پھر کپڑا ڈال دیا پھر مجھ سے مخاطب ہو کر کہا غمگین کیوں ہو۔ میں نے کہا جناب غمزدہ کیوں نہ ہوں جبکہ میرے والد صاحب اس تکلیف میں مبتلا ہیں۔ اس نے کہا تجھے خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کی یہ تکلیف دور کر دی ہے میں نے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو والد صاحب کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ میں نے اس شخصیت سے پوچھا، خدارا بتا تو سہی آپ کون ہیں، آپ کی تشریف آوری تو کتنی مبارک ہے انہوں نے کہا میں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ جب انہوں نے مجھے تعارف کرایا تو میں بہت خوش ہوا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر کو پکڑ لیا اور اپنے ہاتھ پر لپیٹ لیا۔ میں نے پوچھا، یا سیدی رسول اللہ! کیا آپ مجھے اس واقعہ کی خبر نہ دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرا والد سود کھاتا تھا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جو سود کھائے گا اللہ اس کی شکل دنیا میں یا آخرت میں گدھے کی طرح بنا دے گا۔ لیکن تیرے والد کی یہ عادت تھی کہ سونے سے پہلے ہر رات مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتا تھا۔ جب سود کھانے کی وجہ سے وہ اس تکلیف میں مبتلا ہوا تو میرے پاس وہ فرشتہ آیا جو مجھ پر میری امت کے اعمال پیش کرتا ہے۔ اس نے مجھے تمہارے والد کی اس حالت کی خبر دی میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کی سفارش کی تو اللہ تعالیٰ نے میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمائی۔ فرماتے ہیں اس کے بعد میں بیدار ہو گیا والد صاحب کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو وہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، شکر ادا کیا، پھر اس کی تجہیز و تدفین کی، دفن کرنے کے بعد کچھ وقت قبر پر بیٹھ گیا میں نیند اور بیداری کی بین بین حالت میں تھا ہاتف غیبی نے آواز دی کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے والد صاحب پر یہ عنایت کیوں ہوئی اور اس کا سبب کیا تھا، میں نے کہا نہیں، ہاتف غیبی نے کہا اس نوازش کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھنا تھا۔ میں نے اس کے بعد قسم اٹھائی کہ میں کسی حالت اور کسی وقت بھی درود و سلام کو ترک نہ کروں گا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ ابن بشکوال نے عبدالواحد بن زید سے روایت کر کے لکھا ہے

فرماتے ہیں، میں حج کے ارادہ سے نکلا ایک شخص اٹھتے بیٹھتے، آتے جاتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا تھا میں نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کئی سال پہلے میں مکہ شریف کا ارادہ کر کے نکلا تھا میرا والد بھی میرے ساتھ تھا جب ہم واپس لوٹے تو کسی جگہ ہم نے قیلولہ کیا۔ میں سویا ہوا تھا، ایک آنے والا آیا اور کہا اٹھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو موت دے دی ہے اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہے وہ کہتا ہے، میں اٹھا پریشانی کے عالم میں میں نے اپنے والد کے چہرے سے کپڑا اٹھایا وہ مردہ تھا اور چہرہ بھی سیاہ تھا، دیکھ کر مجھ پر رعب طاری ہو گیا۔ اسی غم کی حالت میں مجھے پھر نیند آ گئی اچانک میں نے دیکھا کہ چار آدمی ہاتھوں میں گرز لیے ہوئے ایک سر کی جانب ایک پاؤں کی طرف ایک دائیں اور ایک بائیں جانب کھڑا ہے تو فوراً ایک شخصیت سفید کپڑوں میں ملبوس خوبصورت چہرے والی آئی اس نے ان کو کہا ہٹ جاؤ پھر خود میرے والد کے چہرے سے کپڑا اٹھایا اپنا ہاتھ ان کے چہرے پر پھیرا پھر میرے پاس آیا اور کہا، اٹھ اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کے چہرہ کو سفید کر دیا ہے میں نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تو کون ہے اس نے کہا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں میں نے اپنے والد کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا تو وہ بالکل سفید تھا، میں نے اس کو درست کر کے دفن کر دیا۔

اسی قسم کی حکایت سفیان الثوری نے بیان کی ہے فرماتے ہیں، میں نے ایک حاجی کو دیکھا وہ کثرت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھ رہا تھا میں نے کہا یہ جگہ تو اللہ تعالیٰ کی ثناء کیلئے ہے اس نے کہا، میں اپنے شہر میں تھا کہ میرا بھائی فوت ہو گیا میں نے اس کا چہرہ دیکھا تو وہ سیاہ ہو چکا تھا مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ یہ سارا گھر تاریک ہے میں انتہائی پریشان تھا، ایک شخصیت ہمارے گھر میں آئی اس کا چہرہ گویا روشن سورج ہے، اس نے میرے بھائی کے چہرے سے کپڑا اٹھایا پھر اس کے اوپر ہاتھ پھیرا تو اس کی سیاہی زائل ہو گئی اور چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح ہو گیا میں یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا میں نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس حسن سلوک کی تجھے بہتر جزاء عطا فرمائے، تو اس نے کہا

میں وہ فرشتہ ہوں جو ہر اس شخص پر مقرر کیا جاتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجتا ہے میں اس کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہوں تیرا بھائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھتا تھا اس کو یہ تکلیف ہوئی تو چہرہ سیاہ ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنے کی وجہ سے اس کی سیاہی کو دور کر دیا اور سفیدی و چمک عطا فرما دی۔

ابو نعیم اور ابن بشکوال نے سفیان الثوری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، میں حج کر رہا تھا ایک نوجوان آیا، ہر قدم پر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کا ورد کرتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو "یہ" سمجھ کر پڑھ رہا ہے اس نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا تو کون ہے میں نے کہا، میں سفیان ثوری ہوں۔ اس نے کہا العراقی؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا کیا تم اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتے ہو میں نے کہا ہاں اس نے کہا کیسے تو نے اسے پہچانا ہے میں نے کہا وہ رات کے کچھ حصہ کو دن میں داخل کرتا ہے رحم مادر میں بچے کی تصویر بناتا ہے، اس نے کہا اے سفیان! تو نے اللہ تعالیٰ کی معرفت اس طرح حاصل نہیں کی جیسے اس کا حق تھا۔ میں نے کہا تم اسے کیسے جانتے ہو اس نے کہا عزم وارادہ کو دور کرنے اور عزیمت کو ختم کرنے کے ساتھ۔ میں نے ارادہ کیا اس نے میرے ارادے کو فسخ کر دیا میں نے عزم کیا اس نے میرے عزم کو توڑ دیا پس مجھے معلوم ہو گیا کہ میرا ایک رب ہے جو میرے ہر کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا تم یہ درود پاک کیوں کثرت سے پڑھ رہے ہو، اس نے کہا میں حج کر رہا تھا میری والدہ میرے ساتھ تھی اس نے مجھے کہا کہ میں اسے بیت اللہ شریف کے اندر لے جاؤں میں اندر لے گیا وہ گر گئیں، ان کا پیٹ پھول گیا اور چہرہ سیاہ ہو گیا۔ میں اس کے پاس غمزدہ ہو کر بیٹھ گیا۔ میں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور عرض کی اے میرے پروردگار! تو ایسا سلوک فرماتا ہے اس کے ساتھ جو تیرے گھر میں داخل ہوتا ہے پس اچانک تہامہ کی طرف سے بادل اٹھا پھر ایک سفید کپڑوں میں ملبوس شخص نمودار ہوا بیت اللہ شریف میں داخل ہوا، اس نے اپنا ہاتھ میری والدہ کے چہرہ پر پھیرا تو وہ سفید ہو گیا پھر اس نے اپنا ہاتھ ان کے پیٹ پر پھیرا تو وہ بھی سفید ہو گیا اور مرض سے آرام ہو گیا

پھر وہ جانے لگا تو میں نے اس کا دامن پکڑ لیا اور پوچھا تو کون ہے جس نے میری تکلیف کو دور کیا، تو اس نے کہا میں تیرا نبی محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمائیے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر قدم کو اٹھاتے، رکھتے وقت محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا۔

تمام احوال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا

جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا دامن پکڑا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درود کو وسیلہ بنایا، اس نے اپنی مراد پالی اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا۔ علماء کرام نے اس موضوع پر علیحدہ علیحدہ تصانیف لکھی ہیں، اسی موضوع کے متعلق حضرت عثمان بن حنیف کی گزشتہ حدیث بھی ہے گردش زمانہ کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ کا معجزہ باقی رہنے والے معجزات میں سے ایک ہے۔ اگر کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑنے والوں کی قبولیتیں ان کی کثیر التعداد توسلات کی وجہ سے کثیر معجزات کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہیں تو مزید بہتر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کو شمار کرنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا۔ جتنا کسی نے لکھا پایا وہ کم وقاصر ہے۔ بعض علماء اعلام نے ان معجزات کو شمار کرنے کی طرف پیش قدمی کی اور وہ ہزار تک پہنچے، خدا کی قسم اگر وہ گہری نظر سے مزید مطالعہ فرماتے تو اس سے کئی ہزار سے زائد پاتے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔

تیرے لیے اس مہاجرہ عورت کا قصہ کافی ہے جس کا بچہ فوت ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اس کے بچہ کو زندہ فرما دیا، جب اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑا، اسی عنوان کے تحت حضرت ابی بن کعب وغیرہ کی احادیث آتی ہیں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ درود شریف کی کثرت تیرے ہر ارادے کیلئے کافی ہوگی اور تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے وللہ الحمد۔

وہ جس پر تہمت لگائی گئی ہو حالانکہ وہ بری ہو، اس کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنا

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ کچھ لوگ ایک شخص کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور انہوں نے گواہی دی کہ اس شخص نے ان کی اونٹنی چوری کی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا اس شخص نے یہ درود پڑھنا شروع کیا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ صَلَاتِكَ شَيْءٌ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ سَلَامِكَ شَيْءٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ بَرَكَاتِكَ شَيْءٌ۔ جب اس نے یہ پڑھا تو اونٹ بول پڑا، یا محمد صلی اللہ علیک وسلم یہ شخص میرے چوری کرنے سے بری ہے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اس شخص کو کون میرے پاس لے آئے گا مسجد کے ستر آدمی اس کی طرف دوڑے اور اسے لے کر آگئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو نے واپس جاتے ہوئے کیا پڑھا ہے اس نے جو پڑھا تھا وہ بتا دیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، میں نے دیکھا کہ فرشتے مدینہ طیبہ کی گلیوں کو گھیرے ہوئے ہیں حتیٰ کہ وہ میرے اور تیرے درمیان حائل ہو جاتے پھر فرمایا، تو صراط پر اترے گا درآں حالیکہ تیرا چہرہ چودھویں کے چاند سے زیادہ چمکدار ہوگا۔

اس روایت کو الدیلمی نے تخریج کیا ہے اور صحیح نہیں ہے، بعض نے اس کی نسبت ''الدر المنظم'' کے مصنف کی طرف کی ہے کہ انہوں نے ''المولد المعظم'' میں مندرجہ ذیل الفاظ میں نقل کی ہے، روایت کیا گیا ہے کہ ایک جماعت نے ایک آدمی پر چوری کرنے کی گواہی دی، اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا۔ چوری شدہ مال اونٹ تھا اونٹ بولا اس کے ہاتھ مت کاٹو۔ پوچھا گیا، کیسے تیری نجات ہوئی اس شخص نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر روز سو مرتبہ درود پڑھنے کی وجہ سے، اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی کہ تو دنیا و آخرت کے عذاب سے نجات پا گیا اسی طرح ابن بشکوال نے بغیر سند کے اس واقعہ

کو روایت کیا ہے۔

بھائیوں کی ملاقات کے وقت درود پڑھنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدَيْنِ مُتَحَابَّيْنِ فِي اللهِ وَفِي رِوَايَةٍ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَسْتَقْبِلُ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَ فِيْ رِوَايَةٍ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ وَيُصَلِّيَانِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا لَمْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يُغْفَرَ لَهُمَا ذُنُوْبُهُمَا مَا تَقَدَّمَ وَمَا تَاَخَّرَ۔

''دو بندے اللہ کیلئے محبت کرنے والے، ایک روایت میں ہے دو مسلمانوں میں سے ایک اپنے ساتھی کا استقبال نہیں کرتا، ایک روایت میں دو مسلمان ملتے ہیں اور باہم مصافحہ کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے جدا ہونے سے پہلے اگلے، پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے''۔

اس حدیث کو الحسن بن سفیان اور ابو یعلی نے اپنی اپنی مسند میں، ابن حبان نے ''الضعفاء'' میں الرشید العطار اور ابن بشکوال نے بقی بن مخلد کے طریق سے روایت کیا ہے، اس کے لفظ یہ ہیں:

مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيُصَافِحُ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَيُصَلِّيَانِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا لَمْ يَبْرَحَا حَتّٰى يُغْفَرَ لَهُمَا ذُنُوْبُهُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَاَخَّرَ۔

ابی نعیم کے طریق سے دو واسطوں سے مروی ہے اور لفظ یہ ہیں:

مَا مِنْ مُتَحَابَّيْنِ يَسْتَقْبِلُ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَيُصَافِحُهُ وَيُصَلِّيَانِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا لَمْ يَبْرَحَا حَتّٰى يُغْفَرَ لَهُمَا ذُنُوْبُهُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَاَخَّرَ۔

فرماتے ہیں یہ غریب ہے میں کہتا ہوں یہ انتہائی ضعیف ہے لیکن الفاکہانی نے بعض فقراء مبارکین سے روایت کیا ہے کہ اس نے خبر دی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کی یارسول اللہ! آپ نے یہ فرمایا ہے؟ مَا مِنْ عَبْدَیْنِ مُتَحَابَّیْنِ فِی اللهِ یَلْتَقِیَانِ فَیُصَافِحُ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِلَّا لَمْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی یُغْفَرَ ذُنُوْبُهُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَاَخَّرَ۔ دو درودوں کی درمیان کے دعا رد نہیں کی جاتی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

قوم کے مجلس سے اٹھنے کے وقت درود شریف پڑھنا

اس موضوع کے متعلق مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا ثُمَّ تَفَرَّقُوْا عَنْ ذِکْرِ اللهِ والی حدیث تیسرے باب میں گزر چکی ہے اور زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلٰوةِ عَلَیَّ کی حدیث دوسرے باب میں گزر چکی ہے۔

ختم قرآن کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنا

آثار وارد ہیں کہ ختم قرآن کا وقت محل دعا ہے اور ختم قرآن کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس نے قرآن ختم کیا اس کی دعا قبول ہوتی ہے، یہ مقام دعا کرنے کا مؤکد مقام ہے اور قبولیت بھی اس کا حق ہے پس یہ درود پاک کا بھی مؤکد محل ہے۔

دعا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت علی بن ابی طالب تشریف لائے عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھے قرآن کریم یاد نہیں رہتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوالحسن! میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ تجھے نفع دے گا اور جن کی برکت سے اپنے یاد کیے ہوئے سے نفع اٹھائے گا اور جو یاد کرلے گا وہ

تیرے سینہ میں محفوظ رہے گا۔ عرض کی حضور! ضرور بتایئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تجھ سے ہو سکے تو جمعہ کی رات کے آخری تیسرے حصہ میں اٹھ، وہ گھڑی اجابت وقبولیت کی ہے اور اس میں دعا کی مقبولیت کی گواہی دی گئی ہے اگر اس گھڑی اٹھنے کی طاقت نہیں تو رات کے درمیانی حصہ میں جاگو، اگر اس پر بھی قدرت نہیں تو اول رات میں چار رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سورۃ یٰسین، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد حم الدخان تیسری میں سورۃ فاتحہ کے بعد الم تنزیل السجدہ اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے تبارک الذی پڑھو، جب تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو پھر اللہ تعالیٰ کی نہایت عمدگی کے ساتھ حمد وثنا کرو، پھر مجھ پر درود بھیجو، پھر مومن مردوں اور مومن عورتوں اور ان بھائیوں کیلئے جو ایمان میں سبقت لے گئے ہیں، استغفار کرو، آخر میں یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ اَبَدًا مَا اَبْقَیْتَنِیْ وَارْحَمْنِیْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَا لَا یُعِیْنُنِیْ وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظْرِ فِیْمَا یُرْضِیْكَ عَنِّیْ اَللّٰهُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُكَ یَا اللهُ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَى النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْكَ عَنِّیْ اَللّٰهُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُكَ یَا اللهُ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِیْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِیْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِیْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِیْ فَاِنَّهٗ لَا یُعِیْنُنِیْ عَلَى الْحَقِّ غَیْرُكَ وَلَا یُؤْتِیْهِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

"اے اللہ! جب تک تو مجھے زندہ رکھے تو گناہوں کے چھوڑنے کے ساتھ مجھ پر رحم فرما اور رحم فرما مجھ پر کہ میں اس سے دور ہو جاؤں جو میری مدد نہیں کرتا، مجھے اس کام میں حسن نظر عطا فرما جو تجھے مجھ سے راضی کر دے، اے اللہ! اے زمین وآسمان کو

پیدا کرنے والے: اے بزرگی واکرام کے مالک! اے اس عزت کے مالک جس کا قصد نہیں کیا جاتا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ، اے رحمٰن اپنے جلال کے طفیل، اپنی ذات کے نور کے طفیل، جیسے تو نے مجھے اپنی کتاب کا علم سکھایا ہے اسی طرح تو ہی میرے دل میں اپنی کتاب کی حفاظت فرما اور مجھے توفیق دے کہ میں اس کتاب کو اس طرح تلاوت کروں کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے۔ اللہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے! اے عزت واکرام کے مالک! اے اس عزت کے مالک جس کا قصد نہیں کیا جاسکتا۔ اے اللہ! اے رحمٰن! اپنے جلال اور اپنی ذات کے نور کے طفیل اپنی کتاب کے ساتھ میری آنکھوں کو روشن کردے اس کے ساتھ میری زبان کو جاری کردے میرے دل کو اس کے ساتھ کشادہ کردے تیرے سوا حق پر میرا کوئی مددگار نہیں، یہ نعمت مجھے تیرے سوا کوئی نہیں عطا کرسکتا، نہ مجھے گناہ سے بچنے کی طاقت نہ نیکی کرنے کی قوت سوائے اللہ علی عظیم کے''۔

اے ابوالحسن! اگر تو یہ وظیفہ تین یا پانچ یا سات جمعے کرے گا تو تیری دعا قبول ہوگی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، یہ مومن سے خطا نہیں کرتی۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں، حضرت علی پانچ یا سات جمعوں کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! اس سے پہلے میں تقریباً چار آیات یاد کرتا تھا، جب میں دل میں دہراتا تو بھول جاتی تھیں مگر آج میں نے چالیس آیتیں یاد کی ہیں جب میں ان کو پڑھتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اللہ کی کتاب میرے سامنے ہے پہلے میں حدیث سنتا تھا جب میں دوبارہ پڑھتا تھا تو یاد نہ ہوتی تھی مگر آج میں احادیث سنتا ہوں جب بیان کرتا ہوں تو ایک حرف بھی نہیں بھولتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فرمایا، رب کعبہ کی قسم اے ابوالحسن تو مومن ہے۔

اس حدیث کو ترمذی نے اپنی جامع میں اسی طرح تخریج کیا ہے اور فرمایا یہ غریب ہے حاکم نے اپنی صحیح میں ذکر کی ہے اور فرمایا، یہ بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے الذہبی نے

تعاقب کیا اور فرمایا یہ منکر و شاذ ہے اور مجھے خوف ہے کہ یہ موضوع نہ ہو۔ قسم بخدا مجھے تو اس کی سند کی جودت نے حیران کر دیا ہے ایک اور جگہ اس کے موضوع ہونے کا پختہ یقین ظاہر کیا ہے۔ ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں اس کا باطن باطل ہے ابن جوزی نے اس کو الموضوعات میں اسی طرح ذکر کیا ہے اور اس پر وضع کی تہمت لگائی ہے جیسا کہ تمام طرق حدیث سے ظاہر ہے۔ الطبرانی نے ''الدعاء'' اور ''الکبیر'' میں ایک دوسرے واسطہ سے تخریج کی ہے۔ ابن الجوزی نے بھی اس طریق سے نقل کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللهِ اِنَّ الْقُرْاٰنَ تَفَلَّتَ مِنْ صَدْرِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللهُ بِهِنَّ وَتَنْفَعُ مَنْ عَلَّمْتَهٗ قَالَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ قَالَ صَلِّ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ تَقْرَءُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَيٰسٓ وَ فِي الثَّانِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَحٰمٓ الدُّخَانَ وَ فِي الثَّالِثَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالٓمّٓ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ السَّجْدَةِ وَ فِي الرَّابِعَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَتَبَارَكَ الْمُفَصَّلَ فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ التَّشَهُّدِ فَاحْمِدِ اللهَ تَعَالٰى وَاَثْنِ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلَى النَّبِيِّيْنَ وَاسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ثُمَّ قُلْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِيْ وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظْرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُكَ يَا اللهُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِيْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِيْ وَارْزُقْنِيْ اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَى النَّحْوِ الَّذِيْ يُرْضِيْكَ عَنِّيْ وَاَسْاَلُكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِالْكِتَابِ بَصَرِيْ وَتُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِيْ وَتُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِيْ وَتَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِيْ وَتَغْسِلَ بِهٖ ذُنُوْبِيْ وَتُقَوِّيَنِيْ عَلٰى ذَالِكَ وَتُعِيْنَنِيْ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ لَا يُعِيْنُنِيْ عَلَى الْخَيْرِ غَيْرُكَ وَتُوَفِّقُ لَهٗ اِلَّا اَنْتَ فَافْعَلْ ذَالِكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا تَحْفَظُهٗ بِاِذْنِ اللهِ وَمَا

اَخْطَا مُؤْمِنًا قَطُّ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِسَبْعِ جُمَعٍ فَاَخْبَرَهٗ بِحِفْظِ الْقُرْاٰنِ وَالْحَدِیْثِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ عَلَّمَ اَبَاحَسَنٍ۔

المنذری لکھتے ہیں اس کی اسناد جید اور اس کا متن انتہائی غریب ہے۔ اس طرح الحماد بن کثیر نے لکھا ہے کہ اس کے متن میں غرابت بلکہ نکارت ہے، میں کہتا ہوں حق یہ ہے کہ اس میں کوئی علت قادحہ نہیں سوائے اس کے کہ یہ عن ابن جریج عن عطاء کے واسطہ کے ساتھ معنعنہ ہے ہمارے شیخ نے بھی یہی فائدہ لکھا ہے مجھے کئی لوگوں نے خبر دی ہے کہ انہوں نے اس دعا کا تجربہ کیا ہے اور اس کو حق پایا ہے والعلم عند اللہ۔

مجلس سے اٹھتے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا

حضرت عثمان بن عمر سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے سفیان بن سعید الثوری کو بے شمار مرتبہ دیکھا کہ جب وہ مجلس سے اٹھنے کا ارادہ کرتے تو کہتے: صَلَّی اللّٰهُ وَمَلَائِكَتُهٗ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَنْبِیَاءِ اللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ۔

جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلئے محفل منعقد ہو وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہونا چاہیے

اس عنوان کے تحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث آتی ہے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے گردش کرتے رہتے ہیں، یہ حدیث دوسرے باب میں گزر چکی ہے ابو سعید القاضی نے اپنے "فوائد" میں تخریج کی ہے اور اس کی اصل مسلم میں ہے اللہ تعالیٰ مندرجہ ذیل اشعار کہنے والے کو سعادت دارین بخشے۔

مجالس کی روح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اور آپ کی حدیث ہے اور یہ ہر حیران و مجبور کیلئے ہدایت ہے۔ جب کوئی مجلس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے خالی ہو، تو اس مجلس کے لوگ زندوں میں مردہ ہیں۔

کلام کی ابتداء میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ کلام جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو اور اللہ کا ذکر اور مجھ پر درود بھیجنے کے ساتھ شروع نہ ہو تو ہر برکت سے محروم اور خالی ہے۔

اس حدیث کو الدیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں۔ ابو موسیٰ المدینی نے اور الحاملی نے ''الارشاد'' میں تخریج کیا ہے، ان کے طریق سے الرہاوی نے ''الاربعین'' میں ذکر کی ہے اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن مندہ کے دوسرے فائدہ میں ہے کہ جو کام بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور مجھ پر درود بھیجے بغیر شروع کیا جائے وہ ہر قسم کی برکت سے خالی ہے۔ یہ حدیث مشہور ہے مگر اس کے لفظ اور ہیں، امام شافعی فرماتے ہیں میں یہ پسند کرتا ہوں کہ ہر آدمی اپنے خطبہ اور اپنے ہر مطلوب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے وقت درود شریف پڑھنا

اس موضوع کے متعلق دوسرے اور تیسرے باب میں احادیث گزر چکی ہیں اور اس کا حکم مقدمہ میں بیان ہو چکا ہے، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابراہیم التجیبی سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خود کرنے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کسی اور شخص سے سننے کے وقت ہر مومن پر واجب ہے کہ وہ خشوع وخضوع کا اظہار کرے، اپنی حرکات سے رک جائے اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت اور اجلال کو مدنظر رکھے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سامنے تشریف فرما ہوں، اور اس طرح ادب کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ادب سکھایا ہے، ہمارے سلف صالحین کا ہمیشہ سے یہی طریقہ رہا ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا تو ان کا رنگ بدل جاتا اور اتنے خشوع وخضوع کا اظہار فرماتے کہ اہل مجلس پر گراں ہو جاتا، ایک دن اس کیفیت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا، جو کچھ میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھتے تو تم مجھ پر

تعجب وانکار نہ کرتے۔ میں نے محمد بن المنکدر کو دیکھا کہ آپ سید القراء تھے ان سے جب کسی حدیث شریف کے متعلق پوچھا جاتا تو آپ اتنے روتے کہ ہمیں ان پر رحم آنے لگتا۔ میں نے جعفر بن محمد کو دیکھا جو انتہائی قسم کے خوش مزاج اور مسکرانے والے تھے جب ان کے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا تو ان کا رنگ زرد ہو جاتا، میں نے ہمیشہ ان کو باوضو حدیث بیان کرتے ہوئے دیکھا، عبد الرحمن بن القاسم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے تو ہم ان کے رنگ کو دیکھتے یوں لگتا جیسے ان کا خون نکل گیا ہے اور منہ میں زبان خشک ہو گئی ہے۔ یہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے کرتے تھے۔ میں عامر بن عبد اللہ بن الزبیر کے پاس آتا تھا جب ان کے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا تو اتنے روتے کہ آنکھوں سے آنسو ختم ہو جاتے میں نے الزہری کو دیکھا وہ تمام لوگوں سے خوشگوار طبیعت تھے جب ان کے سامنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا تو یوں لگتا جیسے انہوں نے تجھے نہیں پہچانا اور تم نے انہیں نہیں پہچانا۔ میں صفوان بن سلیم کے پاس جاتا تھا وہ انتہائی عبادت گزار تھے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا تو وہ اتنا روتے کہ لوگ ان کو چھوڑ کر چلے جاتے۔ ہم ایوب السختیانی کے پاس جاتے تھے ان کے سامنے بھی جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کی جاتی تو وہ اتنا روتے کہ ہمیں ان پر رحم آنے لگتا جب تو نے یہ سب کچھ سمجھ لیا تو تجھ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو سننا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے وقت خشوع وخضوع کرنا، عزت وادب کا خیال کرنا اور درود سلام پر مواظبت کرنا واجب ہے۔ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا۔

علم کے پھیلانے، وعظ ونصیحت کرنے اور حدیث شریف پڑھنے کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا

جو سعادت مند حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے فریضہ تبلیغ پر مامور ہوا سے چاہئے کہ اپنی کلام کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اس کی وحدانیت کے اعتراف اور بندوں پر اس کے حقوق کی تعریف سے کرے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے اور آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی وثناء بیان کرے، پھر کلام کا اختتام بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے ساتھ کرے۔

ابن الصلاح فرماتے ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود وسلام پر محافظت کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار ذکر کے وقت بھی بار بار درود پڑھنے سے نہ اکتائے کیونکہ یہ ان بڑے فوائد میں سے ہے جن کی طرف طلباء حدیث اور حاملین حدیث اور کاتب حدیث جلدی کرتے ہیں جو اس سعادت سے غافل ہوا وہ عظیم حصہ سعادت سے محروم ہوگیا اور جو ہم درود لکھتے ہیں وہ دعا ہے اس میں کوئی کلام نہیں ہے، اور اس کی روایت پر کوئی تنقید نہیں ہے اور جو چیز اصل میں ہے اس میں تو کوتاہی وکمی نہ کر۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کا حکم ہے۔ منصور بن عمار کو خواب میں دیکھا گیا ان سے پوچھا گیا، تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک فرمایا ہے۔ انہوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو لوگوں کو دنیا سے دور کرتا تھا اور خود دنیا سے رغبت رکھتا تھا، میں نے کہا بات تو اسی طرح تھی لیکن میری کوئی مجلس ایسی نہیں ہوتی تھی جس میں میں نے پہلے تیری حمد وثناء پھر تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور تیسرے نمبر پر تیرے بندوں کو نصیحت نہ کی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے فرشتوں کو حکم ہوا میرے آسمانوں میں اس کے لئے کرسی رکھو۔ یہ میرے فرشتوں کے سامنے میری بزرگی بیان کرے جیسے دنیا میں میرے بندوں کے سامنے میری بزرگی بیان کرتا تھا۔

اس روایت کو ابن بشکوال نے ابوالقاسم القشیری کے واسطہ سے تخریج کیا ہے۔

فسبحان اللہ المجید الفعال لما یرید لا الہ سواہ ولا نعبد الا ایاہ وصلی اللہ علی محمد وعلی ال محمد وسلم۔

امام نووی ''الاذکار'' میں لکھتے ہیں۔ حدیث پڑھنے والے اور اس قسم کی دوسری کتب پڑھنے والے کیلئے مستحب ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت بلند آواز سے درود وسلام پڑھے۔ مگر آواز کی بلندی میں فاحش مبالغہ نہ ہو۔ الامام الحافظ ابوبکر بن

الخطیب البغدادی اور دوسرے علماء نے آواز بلند کرنے پر نص قائم کی ہے اور ہمارے اصحاب نے بھی اور دوسرے علماء نے یہ صراحۃً لکھا ہے کہ تلبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے وقت آواز کو بلند کرنا مستحب ہے، دوسرے باب میں مسطح کی حکایت گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اور اہل مجلس تمام کی مغفرت فرمادی کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ بلند آواز کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کی سماعت فوت ہو جائے گی، اگر بلند آواز سے درود پڑھنا، حدیث کی سماعت کے فوت ہونے کا سبب نہ ہو تو بلا شک وشبہہ درود کے ساتھ آواز بلند کرنا مکروہ نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں جیسے ہم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر لازمی تھی۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بھی تعظیم وتوقیر لازمی ہے محمد بن یحییٰ الکرمانی سے مروی ہے فرماتے ہیں، ہم ابوعلی بن شاذان کی مجلس میں بیٹھے تھے، ایک نوجوان آیا جسے ہم نہیں پہچانتے تھے اس نے ہم پر سلام کیا پھر پوچھا تم میں ابوعلی بن شاذان کون ہے ہم نے ان کی طرف اشارہ کیا تو اس نے کہا، اے شیخ! میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ تو علی بن شاذان کی مسجد پوچھ لے اور جب ان سے ملاقات ہو تو میرا اس کو سلام کہنا، وہ جوان یہ کہہ کر واپس چلا گیا۔ اور ابوعلی رونے لگ گئے اور کہا میں جانتا ہوں کہ میں اس شرف کا مستحق نہیں ہوں سوائے اس کے کہ، میں حدیث شریف پڑھتا رہتا ہوں اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا ہے تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں۔

الکرمانی فرماتے ہیں اس واقعہ کے بعد ابوعلی دو یا تین مہینے زندہ رہے پھر فوت ہو گئے رحمۃ اللہ علیہ، اس روایت کو ابن بشکوال نے روایت کیا ہے۔

ابوالقاسم التیمی نے اپنی ''الترغیب'' میں ابوالحسن الحرانی کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابوعروبہ الحرانی پر جو بھی احادیث پڑھتا اس کے ساتھ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے اور احادیث پڑھنے والے کو بتاتے کہ، حدیث کا دنیا میں فائدہ یہ ہے کہ کثرت

سے درود شریف پڑھنے کا موقع میسر آتا ہے۔ اور آخرت میں اس کی برکت سے انشاء اللہ جنت کی نعمتیں ملیں گی۔ ہم نے وکیع بن الجراح سے ابن بشکوال کے طریق سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ہر حدیث میں نہ ہوتا تو میں کسی سے حدیث بیان ہی نہ کرتا۔ ایک اور روایت میں ہے، اگر میرے نزدیک تسبیح سے حدیث افضل نہ ہوتی تو میں حدیث بیان نہ کرتا۔ ایک اور روایت میں ہے اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ نماز حدیث سے افضل ہے تو میں حدیث روایت نہ کرتا۔

ابو القاسم التیمی، ابو الحسن النہاوندی الزاہد کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ، ایک شخص حضرت خضر علیہ السلام سے ملا اور کہا، سب سے افضل عمل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے۔ حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا، افضل ترین درود وہ ہوتا ہے جو نشر حدیث اور املاء حدیث کے وقت پڑھا جاتا ہے کیونکہ اس وقت زبان سے پڑھا جاتا ہے اور کتابوں میں لکھا جاتا ہے اس میں انتہائی رغبت ہوتی ہے اور بے حد فراخ دلی سے پڑھا جاتا ہے جب علماء حدیث جمع ہوتے ہیں تو میں بھی ان کی مجلس میں حاضر ہوتا ہوں۔

ابو احمد الزاہد سے مروی ہے، فرمایا، تمام علوم سے بابرکت اور افضل اور دین و دنیا کیلئے نفع بخش کتاب اللہ کے بعد احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہے کیونکہ اس میں کثرت سے درود پڑھا جاتا ہے گویا یہ باغیچہ کی مانند ہے تو اس میں ہر قسم کی بھلائی، نیکی اور فضیلت پا لے گا، دوسرے باب کے آخر میں بھی اس کی فضیلت گزر چکی ہے، ابن بشکوال نے ''الصلاۃ'' میں ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن عثمان الطلیطلی کے تعارف میں لکھا ہے کہ وہ مناظرہ کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے ساتھ کرتے۔ پھر ایک، دو، تین حدیثیں بیان کرتے اور وعظ و نصیحت کرتے پھر مسائل میں شروع ہوتے۔ ابو نعیم نے ''الحلیہ'' میں عمر بن عبد العزیز کے تعارف میں اپنی سند کو اوزاعی تک پہنچا کر لکھا ہے کہ عمر بن العزیز نے لکھا کہ ''القصاص'' والوں کو حکم دو کہ تمہاری بڑی سے بڑی دعا رسول اللہ

ﷺ پر درود ہونا چاہیے۔

فتویٰ لکھتے وقت حضور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا

امام نووی ''الروضہ'' میں لکھتے ہیں کہ فتویٰ لکھتے وقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا، اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا، نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا، لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا، رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿٢٨﴾ پڑھنا مستحب ہے، پھر فرماتے ہیں، اگر سائل دعا یا حمد یا رسول اللہ ﷺ پر دود بھیجنے کو ترک کر دے، تو مفتی خود اپنے خط سے فتویٰ کے آخر میں یہ چیزیں لکھ دے، کیونکہ علماء کرام کی عادت یہی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک کو لکھتے وقت درود شریف پڑھنا درود شریف لکھنے کا ثواب اور غافل کی مذمت کا بیان

اے مخاطب! جیسے تو اپنی زبان کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہے اسی طرح جب بھی آپ ﷺ کا اسم شریف لکھے تو اپنی انگلیوں سے بھی درود شریف لکھا کر، کیونکہ اس میں تیرے لئے بہت بڑا ثواب ہے یہ ایک فضیلت ہے اس کے ساتھ آثار کے تبعین، اخبار کے رواۃ اور حاملین سنت کامیاب ہوئے، یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان ہے اہل علم مستحب قرار دیتے ہیں کہ کاتب جب بھی حضور نبی کریم ﷺ کا نام لکھے تو پورا درود لکھے، فرماتے ہیں صرف اشارہ کر دینا کافی نہیں ہے جیسا کہ ست، جاہل اور عوام الطلبہ ''ﷺ'' کی جگہ صلعم لکھ دیتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کتاب میں مجھ پر درود بھیجا، جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا فرشتے اس کے لئے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔

اس حدیث کو الطبرانی نے ''الاوسط'' میں، الخطیب نے ''شرف اصحاب

الحدیث'' میں، ابن بشکوال اور ابو الشیخ نے ''الثواب'' میں، المستغفری نے ''الدعوات'' میں التیمی نے ضعیف سند کے ساتھ ''الترغیب'' میں روایت کیا ہے۔ ابن الجوزی نے ''الموضوعات'' میں لکھا ہے۔ ابن کثیر فرماتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔ بعض محدثین کے الفاظ یہ ہیں: ''لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَسْتَغْفِرُ لَهُ''، ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''مَنْ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَسْتَغْفِرُ لَهُ مَا دَامَ فِي كِتَابِهِ'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری حدیث لکھی اور اس کے ساتھ مجھ پر درود بھی لکھا تو جب تک پڑھا جاتا رہے گا اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

اس روایت کو الدارقطنی، ابن بشکوال نے ان کے طریق سے، ابن مندہ اور ابن الجوزی نے تخریج کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر کتاب میں درود پڑھا، جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا اس کے لئے صلاۃ جاری رہے گی۔

اس روایت کو ابو القاسم التیمی نے ''الترغیب'' میں اور محمد بن الحسن الہاشمی نے تخریج کیا ہے اس کی سند میں ایک راوی متہم بالکذب ہے، ابن کثیر فرماتے ہیں یہ حدیث کئی وجوہ سے صحیح نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی گئی ہے اور وہ بھی صحیح نہیں ہے۔ الذہبی لکھتے ہیں میرا گمان ہے کہ یہ موضوع ہے۔

حضرت جعفر بن محمد کے کلام سے موقوفاً مروی ہے ابن قیم فرماتے ہیں کہ محمد بن حمید کی روایت کے مشابہ ہے، کہ جس نے کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کتاب میں رہے گا فرشتے اس شخص پر صبح و شام درود بھیجتے رہیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب قیام قیامت ہوگا، اصحاب حدیث اپنی دواتوں کے ساتھ آئیں گے، اللہ تعالیٰ انہیں ارشا،

فرمائے گا تم اصحاب حدیث ہو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تم درود لکھتے تھے، اس لئے جنت میں چلے جاؤ۔ الطبرانی اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے اس کو تخریج کیا ہے۔ طاہر بن احمد النیشاپوری سے منقول ہے کہ مجھے علم نہیں کہ الطبرانی کے علاوہ بھی کسی نے یہ حدیث بیان کی ہے، میں کہتا ہوں یہ ''مسند الفردوس'' میں اس طریق کے علاوہ سے بھی موجود ہے۔ اس کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے ''جب قیامت کا دن ہوگا اصحاب حدیث اپنے ہاتھوں میں اپنی دواتیں پکڑے ہوئے آئیں گے اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو ان کے لانے کا حکم دیں گے، پھر ان سے پوچھے گا تم کون ہو وہ کہیں کے ہم اصحاب حدیث ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ارشاد فرمائے گا تم جنت میں داخل ہو جاؤ، میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھنا تم پر طویل ہوتا تھا''۔

النمیری نے پہلے الفاظ کے ساتھ تخریج کی ہے، ایک دوسرے طریق سے اس طرح ہے کہ قیامت کے روز اصحاب حدیث اور اہل علم اٹھیں گے، ان کی سیاہی سے خوشبو مہک رہی ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے گا، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا تم پر طویل ہوتا تھا، تم اس کی برکت سے جنت میں داخل ہو جاؤ یہ روایت ضعیف ہے اس کو ابوالفرج، ابن الجوزی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

حضرت سفیان الثوری سے مروی ہے اگر اصحاب حدیث کو کوئی بھی فائدہ نہ ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا فائدہ تو ہے۔ جب تک اس کتاب میں درود شریف لکھا رہے گا اس پر درود پڑھا جاتا رہے گا۔

اس روایت کو الخطیب اور ابن بشکوال نے تخریج کیا ہے، خطیب اور ان کے طریق سے ابن بشکوال کے ہاں سفیان بن عیینہ سے بایں معنی بھی مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں خلف صاحب الخلقان نے بیان کیا کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ حدیث سیکھتا تھا وہ فوت ہو گیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ اس نے گہرا سبز لباس پہنا ہوا ہے، وہ گھوم پھر رہا تھا میں نے اس سے پوچھا کیا تو وہی نہیں جو میرے ساتھ حدیث پڑھتا تھا، یہ کیفیت میں کیوں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے کہا میں تمہارے ساتھ حدیث لکھتا تھا، جو حدیث بھی گزرتی

جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا تھا میں اس کے نیچے صلی اللہ علیہ وسلم لکھتا تھا، اس کا بدلہ مجھ یہ ملا ہے جو تو دیکھ رہا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

النمیری نے سفیان بن عیینہ سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ میرا ایک بھائی چارے کا بھائی تھا وہ فوت ہو گیا میں نے اس خواب میں دیکھا اور میں نے اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے، اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے میں نے پوچھا کیوں، اس نے کہا حدیث لکھا کرتا تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا تو میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھتا، اور میرا اس سے ثواب کا ارادہ ہوتا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی کے سبب بخش دیا ہے۔

جعفر الزعفرانی سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے اپنے خالو الحسن بن محمد کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے حضرت احمد بن حنبل کو خواب میں دیکھا انہوں نے مجھے فرمایا، اے ابو علی! تو نے ہماری کتب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کو دیکھا کیسے وہ آج ہمارے سامنے روشنی کر رہا ہے۔

اس روایت کو ابن بشکوال نے روایت کیا ہے، میں کہتا ہوں الخطیب نے اپنی کتاب "الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع" میں اس کو ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں میں نے کئی مرتبہ امام احمد بن حنبل کی تحریر دیکھی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک درود شریف کے بغیر نہ لکھتے تھے، فرماتے ہیں مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ وہ لفظاً بھی درود پڑھتے تھے۔

النمیری نے ابن سنان سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں میں نے عباس العنبری اور علی ابن المدینی کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہم نے جو حدیث بھی سنی اس کے ساتھ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درود کو کبھی نہیں چھوڑا، بعض اوقات ہمیں جلدی ہوتی تو ہم جگہ چھوڑ دیتے پھر بعد میں وہاں درود شریف لکھ دیتے۔

ابو الحسن المیمونی سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں شیخ ابو علی الحسن بن عیینہ کو خواب میں ان کے مرنے بعد دیکھا، یوں لگتا جیسے ان کی انگلیوں میں سونے یا زعفران کے ساتھ کوئی چیز

لکھی ہوئی ہے، میں نے عرض کی یا استاذ! آپ کی انگلیوں میں ایک دلکش چیز لکھی ہوئی دیکھ رہا ہوں یہ کہا انہوں نے فرمایا۔ اے میرے بیٹے! یہ حدیث رسول ﷺ میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کا ثمر ہے۔

اس روایت کو ابو القاسم التیمی نے ''الترغیب'' میں روایت کیا ہے، بہت سے محدثین نے قاضی برہان الدین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ہم سے الامام ابی عمرو بن المرابط کے واسطہ سے سماعاً بیان کیا ہے کہ حافظ ابو احمد الدمیاطی نے ان کو شیخ علی بن عبد الکریم الدمشقی سے روایت کر کے خبر دی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں محمد بن الامام ذکی الدین المنذری کو ان کے مرنے کے بعد دیکھا جب نیک بادشاہ پہنچ چکا تھا اور شہر اس کے لئے سجایا جا چکا تھا۔ انہوں نے فرمایا ہم جنت میں داخل ہوئے اور ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں کو بوسہ دیا، اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تمہیں خوشخبری ہو جس نے اپنے ہاتھ کے ساتھ قال رسول اللہ ﷺ لکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا یہ سند صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی ہی امید ہے۔

ابو سلیمان محمد بن الحسین الحرانی سے مروی ہے فرماتے ہیں، میرے ایک پڑوسی نے بتایا جسے الفضل کہا جاتا تھا وہ کثرت سے نماز و روزہ کرتا تھا، میں حدیث لکھا کرتا تھا اور میں نبی کریم ﷺ پر درود نہیں لکھتا تھا۔ میں نے خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے مجھے فرمایا، جب تو میرا نام لکھتا یا ذکر کرتا ہے تو مجھ پر درود کیوں نہیں بھیجتا، پھر دوبارہ ایک دفعہ زیارت کا شرف حاصل ہوا آپ ﷺ نے مجھے فرمایا، تیرا درود مجھ تک پہنچتا ہے جب تو مجھ پر درود بھیجا کرے یا تو میرا ذکر کرے تو ﷺ لکھا اور پڑھا کر۔

اس روایت کو الخطیب نے اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے اور التیمی نے ''الترغیب'' میں تخریج کیا ہے۔

ابو سلیمان سے یہ بھی مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا، اے ابو سلیمان! جب تو میرا ذکر کرتا ہے تو درود بھیجتا ہے

سلام کیوں نہیں بھیجتا وسلم کے چار لفظ ہیں ہر ہر حرف کے بدلے دس دس نیکیاں ہیں تو چالیس نیکیاں چھوڑ دیتا ہے۔

ابراہیم النفسی سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ناراض ہیں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ مبارک چوما اور میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اصحاب حدیث اور اہل السنتہ سے ہوں اور میں مسافر ہوں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا دیئے اور فرمایا جب تو مجھ پر صلاۃ لکھتا ہے تو سلام کیوں نہیں لکھتا پھر اس کے بعد میں جب بھی صلاۃ لکھتا تو ساتھ ہی وسلم لکھتا ہے۔

محمد بن ابی سلیمان یا عمر بن ابی سلیمان سے مروی ہے، پہلے کا ذکر زیادہ ہے فرماتے ہیں، میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا، میں نے عرض کی، ابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا ہے، انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے، میں پوچھا بخشش کا سبب کیا بنا، فرمایا ہر حدیث کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود لکھنا میری بخشش کا باعث بنا۔

الخطیب نے اس روایت کو تخریج کیا ہے ان کے طریق سے ابن بشکوال نے تخریج کیا ہے عبد اللہ بن عمر بن میسرہ القواریری سے مروی ہے فرماتے ہیں میرا پڑوسی تھا جو کاتب تھا، وہ مر گیا میں نے اس کو خواب میں دیکھا، یا فرمایا، کسی نے اسے خواب میں دیکھا، سوال کیا اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیا معاملہ فرمایا ہے، انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما دیا ہے، پوچھا گیا، کس عمل کے سبب؟ اس نے کہا میں حدیث میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر لکھتا تو ساتھ "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھتا تھا اس روایت کو ابن بشکوال نے روایت کیا ہے۔

جعفر بن عبد اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا وہ آسمان میں فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں فرماتے ہیں، میں نے پوچھا، یہ مرتبہ کس

وجہ سے ملا ہے فرمایا میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیث لکھی ہے جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتا (تو درود شریف لکھتا) اور حضور الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔

اس روایت کو ابن عساکر نے ذکر کیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عبد الحکم سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور عرض کی جناب اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا اور مجھ کو معاف فرمادیا اور مجھے جنت کی طرف اس اہتمام سے لے جایا گیا جیسے دلہن کو لے جایا جاتا ہے اور مجھ پر اس طرح پیتاں نچھاور کی گئیں جیسے دلہن پر کی جاتی ہیں، میں پوچھا، تم نے یہ مقام کیسے پایا انہوں نے فرمایا اپنی کتاب ''الرسالہ'' میں جو میں نے درود شریف لکھا ہے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے یہ مقام دیا ہے، میں پوچھا وہ درود کس طرح ہے انہوں نے فرمایا ''صلی اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون وعدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون'' راوی فرماتے ہیں جب صبح میں نے ''الرسالہ'' میں دیکھا تو اسی طرح لکھا تھا جیسے انہوں نے فرمایا تھا۔

اس واقعہ کو النمیری، ابن بشکوال اور ابن سدی نے طحاوی کے طریق سے روایت کیا ہے، اسی طرح البردانی نے ''المنامات'' میں روایت کیا ہے، ابن مسدی نے المزنی کے طریق سے یوں روایت کیا ہے کہ میں نے امام شافعی کو ان کی وفات کے بعد دیکھا۔ اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیا سلوک فرمایا انہوں نے فرمایا میں نے اپنی کتاب ''الرسالہ'' میں جو درود شریف لکھا ہے اس کی برکت سے مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے وہ درود یہ ہے ''اللھم صل علی محمد کلما ذکرہ الذاکرون وصل علی محمد کلما غفل عن ذکرہ الغافلون۔''

البیہقی نے ''المناقب'' میں التیمی نے ''الترغیب'' میں ابوالحسن شافعی سے روایت کیا ہے، میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! الشافعی کو

اپنی کتاب ''الرسالہ'' میں صلی اللہ علیہ وسلم کلما ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ الغافلون کے درود کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کیا جزا ملی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے اسے یہ جزا دی گئی ہے کہ اسے حساب کیلئے نہیں روکا جائے گا۔ ہم نے اس واقعہ کو ابن صلاح کی حدیث سے روایت کیا ہے جو انہوں نے ابی المظفر السمعانی کے طریق سے ابو الحسن یحییٰ بن الحسین کے طریق سے روایت کی ہے فرماتے ہیں، میں نے ابن بنان الاصبہانی کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! محمد بن ادریس الشافعی آپ کے چچا کے بیٹے بنتے ہیں، آپ نے اس کو کسی چیز کے ساتھ خاص بھی فرمایا ہے یا ان کوئی نفع بھی پہنچایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ اس کا محاسبہ نہ کیا جائے۔ پھر میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ نے ان کی یہ سفارش کیوں فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اس نے مجھ پر ایسا درود بھیجا ہے، جس کی مثل اور کسی نے نہیں بھیجا، پھر میں نے پوچھا حضور وہ درود کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ یہ درود پڑھتے ہیں ''اللھم صل علی محمد کلما ذکرہ الذاکرون وصل علی محمد کلما غفل عن ذکرہ الغافلون۔''

بیہقی کے پاس اس طرح بھی ہے کہ امام شافعی کو خواب میں دیکھا گیا اور پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیا سلوک فرمایا ہے انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما دیا ہے، پوچھا گیا کس عمل کے سبب، فرمایا ان پانچ کلمات کے سبب جن کے ساتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں پوچھا گیا وہ کلمات کیا ہیں فرمایا یہ پڑھتا ہوں:

اللھم صل علی محمد عدد من صلی علیہ وصل علی محمد بعدد من لم یصل علیہ وصل علی محمد کما امرت ان یصلی علیہ وصل علی محمد کما تحب ان یصلی علیہ وصل علی محمد کما تنبغی الصلاۃ علیہ۔

النمیری، ابن بشکوال اور ان کے طریق سے ابن مسدی نے الخطیب عن عبد اللہ بن صالح کے واسطہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، ایک صاحب الحدیث کو خواب میں دیکھا گیا اس سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیا سلوک فرمایا ہے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی ہے، پوچھا گیا، کس عمل کے باعث؟ اس درود کے سبب جو میں اپنی کتابوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لکھا کرتا تھا۔

ابن بشکوال نے اسماعیل بن علی بن المثنیٰ ابیہ کے واسطہ سے تخریج کیا ہے کہ بعض اصحاب حدیث کو خواب میں دیکھا گیا اور اس سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے اس نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے پھر پوچھا گیا کس عمل کے سبب؟ اس نے کہا دو انگلیوں کے ساتھ کثرت سے ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھنے کے سبب مجھے معاف کیا گیا ہے۔

عبد اللہ المروزی نے روایت کیا ہے کہ میں اور میرا باپ رات کو احادیث کا تقابل کیا کرتے تھے۔ پس جس جگہ ہم احادیث کا تقابل کرتے تھے وہاں نور کا ایک ستون نظر آیا، جو آسمان تک پہنچتا تھا پوچھا گیا یہ کیا نور ہے؟ بتایا گیا کہ یہ جب احادیث کا تقابل کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں یہ اس کا نور ہے صلی اللہ علیہ وسلم وشرف وکرم۔

اس روایت کو الخطیب نے اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے تخریج کیا ہے ابو اسحٰق ابراہیم بن دارم الدارمی سے مروی ہے جو نہشل نام سے مشہور تھے، فرماتے ہیں، میں تخریج حدیث میں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما لکھا کرتا تھا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی ایسی کتاب پکڑی ہوئی ہے جو میں لکھا کرتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ملاحظہ فرمایا اور پھر کہا یہ بہت عمدہ ہے۔ اس روایت کو بھی خطیب نے اور ان کے طریق سے ابن بشکوال نے روایت کیا ہے۔

الحسن بن رشیق کو وفات کے بعد بڑی اچھی حالت میں دیکھا گیا ان سے پوچھا گیا تمہیں یہ مرتبہ و مقام کیسے ملا ہے انہوں نے فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود

پڑھنے کی وجہ سے یہ کرم نوازی ہوئی ہے۔ اس روایت کو ابن بشکوال وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

الحافظ ابو موسیٰ المدینی نے اپنی کتاب میں اہل حدیث کی ایک جماعت کے متعلق روایت کیا ہے کہ انہیں ان کے مرنے کے بعد دیکھا گیا انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر حدیث میں نبی کریم ﷺ پر درود لکھنے کی برکت سے بخش دیا ہے۔ ابو العباس الخیاط ایک مرتبہ، ابو محمد رشیق کی مجلس میں بیٹھے تھے، شیخ نے ان کا اکرام کیا اور کہا کہ شیخ کے سامنے پیش کرنے کی کوئی چیز ہے آپ نے فرمایا لو پڑھو۔ اس کے بعد پھر میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ فرمارہے ہیں، تم رشیق کی مجلس میں حاضر ہوا کرو کیونکہ وہ اس میں اتنی اتنی مرتبہ درود پڑھتے ہیں۔

حضرت حسن بن موسیٰ الحضرمی المعروف بابن عجینہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں جب حدیث لکھتا تو نبی کریم ﷺ پر درود لکھنا چھوڑ دیتا، اور میرا مقصود جلدی کرنا ہوتا تھا، میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا، تم مجھ پر درود کیوں نہیں بھیجتے جیسا کہ ابو عمرو الطبرانی مجھ پر درود بھیجتا ہے فرماتے ہیں میں بیدار ہوا، مجھ پر خوف طاری تھا، میں نے قسم اٹھائی کہ، میں جب بھی نبی کریم ﷺ کی حدیث لکھوں گا تو ضرور ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھوں گا۔

ابو علی الحسن بن علی عطار سے مروی ہے فرماتے ہیں ابو طاہر المخلص نے کچھ اجزاء اپنے خط سے لکھ کر مجھے بھیجے، میں نے دیکھا جب بھی انہوں نے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا لکھا ہے۔ ابو علی فرماتے ہیں، میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی کہ تم ایسا کیوں لکھتے ہو انہوں نے فرمایا میرا جوانی کا زمانہ تھا، میں حدیث لکھتا تھا مگر جب نبی کریم ﷺ کا ذکر آتا تو میں درود شریف نہیں لکھتا تھا، میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا میں آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا، فرماتے ہیں، ''آپ ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے، فرماتے ہیں، میں نے سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے چہرہ مبارک مجھ سے پھیر

لیا۔ پھر میں دوسری جانب گھوم گیا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چہرہ مبارک پھیر لیا، میں تیسری مرتبہ سامنے آیا اور عرض کی، یارسول اللہ! آپ مجھ سے کیوں چہرہ پھیر لیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جب اپنی کتاب میں میرا ذکر کرتا ہے تو مجھ پر درود نہیں بھیجتا۔ پس اس وقت سے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب بھی ذکر آتا ہے تو میں صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا ہوں اس کو بھی ابن بشکوال نے روایت کیا ہے۔

حمزہ الکنانی سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں حدیث لکھتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت صلی اللہ علیہ لکھتا تھا میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو مجھ پر مکمل درود کیوں نہیں بھیجتا، اس کے بعد اب میں صلی اللہ علیہ کے ساتھ وسلم ضرور لکھتا ہوں۔

اس روایت کو ابن الصلاح اور الرشید العطار نے روایت کیا ہے اور الذہبی نے حمزہ کے تعارف میں ان کی تاریخ سے نقل کرتے ہوئے ابن مندہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ان سے "اما تختم الصلوۃ علی فی کتابك" کے الفاظ وارد کئے ہیں ابوزکریا یحییٰ بن مالک بن عائذ العائذی سے مروی ہے، فرماتے ہیں بصرہ کے ہمارے ایک دوست نے ہمیں بتایا کہ ہمارا ایک دوست حدیث لکھتا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود نہیں لکھتا تھا۔ یہ وہ کاغذ کی کنجوسی کی وجہ سے کرتا تھا۔ راوی فرماتے ہیں میں اس کو ملا تو دیکھا کہ دائیں ہاتھ میں اس کو پھوڑا نکلا ہوا تھا۔ اس کو ابن بشکوال نے روایت کیا ہے۔

النمیری فرماتے ہیں میں نے ابوجعفر احمد بن علی المقری کو یہ فرماتے سنا کہ انہوں نے اپنے باپ کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے ابوعمر بن عبدالبر کی کتاب "التمہید" کا نسخہ دیکھا اس کے کاتب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھ درود کو جان بوجھ کر مٹا دیا۔ اور اس کو بیچنے کیلئے مارکیٹ میں پیش کیا تو اس کی قیمت کم ہوگئی۔ اس نے اس کو خسارے کے ساتھ بیچ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے مرنے کے بعد اس کا نام مٹا دیا، حالانکہ وہ علم کا ایک باب تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا۔

النمیری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ایک عالم نے ''کتاب الموطا'' کا ایک نسخہ اپنے خط سے لکھا اور بڑا خوبصورت لکھا مگر جہاں نبی کریم ﷺ ذکر آیا وہاں پورا درود لکھنے کی بجائے صرف (ص) لکھا۔ پھر اس نے ایک رئیس کا قصد کیا جو کتابوں کے چناؤ اور دفاتر کی خرید کا شغف رکھتا تھا اور اس شخص نے بہت زیادہ قیمت کی امید پر کتاب کو پیش کیا۔ اس نے کتاب کی تحریر و خوشخطی کو بڑا سراہا اور اس کو بہت زیادہ ہدیہ دینے کا ارادہ کیا۔ پھر اچانک وہ اس کی اس حرکت (یعنی درود شریف کے حذف) پر آگاہ ہوگیا۔ اسے وہ کتاب واپس کر دی اور قیمت سے محروم کر دیا اور اسے دور کر دیا۔ اس کے بعد وہ شخص ہمیشہ افسوس کے ہاتھ ملتا رہا اور اپنی غلطی پر اقراری رہا۔ یہ مفہوم ہے اس کلام کا جو انہوں نے اپنے والد سے سنی تھی۔ و باللہ التوفیق۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کا ذکر مبارک کیا جائے تو خطاً اور لفظاً درود پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم تسلیمًا کثیرا کثیرا۔ آمین

خاتمہ

شیخ الاسلام ابوزکریا النووی رحمۃ اللہ علیہ ''الاذکار'' میں لکھتے ہیں کہ علماء حدیث اور فقہاء وغیرہم فرماتے ہیں کہ، فضائل اعمال، ترغیب اور ترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز اور مستحب ہے بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو مگر احکام جیسے حلال، حرام، بیع، نکاح اور طلاق وغیر ذالک میں صرف حدیث صحیح یا حدیث حسن پر عمل کیا جائے گا مگر کسی چیز میں احتیاط ہو تو اس میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا مستحب ہے جیسا کی بعض بیوع اور انکحہ کی کراہت کے متعلق ضعیف حدیث وارد ہے، اس لئے ان سے اجتناب مستحب ہے مگر واجب نہیں، ابو العربی المالکی نے اس مسئلہ میں مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں ضعیف حدیث پر مطلقاً عمل نہیں کیا جائے گا۔ میں نے اپنے شیخ سے سنا بھی ہے اور انہوں نے مجھے لکھا بھی ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنے کیلئے تین شرائط ہیں، پہلی شرط متفق علیہ ہے کہ وہ انتہائی ضعف سے متصف نہ ہو، دوسری یہ ہے کہ وہ اصل عام کے تحت مندرج ہو، اس سے وہ خارج ہو جائے گی جس کی بالکل اصل نہ ہو، تیسری یہ ہے کہ اس پر عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا اعتقاد نہ ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کوئی ایسی چیز منسوب نہ ہو جائے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی نہ ہو۔ فرمایا کہ آخری دو شرائط ابن عبد السلام اور ان کے دوست ابن دقیق العبد سے مروی ہیں۔ پہلی شرط پر العلائی نے اتفاق نقل کیا ہے۔ میں کہتا ہوں امام احمد سے منقول ہے کہ جب کوئی دوسری حدیث نہ ہوتی اور ضعیف حدیث کے معارض بھی کوئی حدیث نہ ہوتی تو وہ ضعیف حدیث پر عمل کرتے تھے، ان سے یہ بھی مروی ہے کہ ہمارے نزدیک لوگوں کی رائے پر عمل کرنے سے ضعیف حدیث پر عمل کرنا زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ ابن حزم نے ذکر کیا ہے کہ تمام احناف کا اجماع ہے کہ امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنا ان کے نزدیک رائے اور قیاس پر عمل کرنے سے اولیٰ ہے۔ امام احمد سے

سوال ہوا کہ ایک شخص ایسے شہر میں رہتا ہے جہاں ایک صاحب حدیث رہتا ہے جو صحیح و سقیم کی تمیز نہیں کرسکتا اور ایک صاحب الرائے رہتا ہے، اب وہ شخص کس سے مسئلہ پوچھے، امام صاحب نے فرمایا، صاحب حدیث سے پوچھے صاحب الرائے سے نہ پوچھے۔ ابوعبداللہ بن مندہ نے ابوداؤد صاحب سنن سے روایت کیا ہے جو امام احمد صاحب کے شاگرد ہیں۔ فرماتے ہیں، وہ ضعیف سند کو تخریج کر لیتے تھے جب اس باب میں کوئی اور حدیث نہ ملتی تھی ان کے نزدیک وہ ضعیف حدیث لوگوں کی رائے سے اقویٰ ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ضعیف حدیث کے متعلق تین مذاہب ہیں: ۱۔ اس پر مطلقاً عمل نہیں کیا جائے گا۔ ۲۔ جب اس باب میں کوئی اور حدیث نہ تو ضعیف حدیث پر مطلقاً عمل کیا جائے گا۔ ۳۔ تیسرا مذہب جمہور علماء کا ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ احکام میں نہیں، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے واللہ الموفق۔

موضوع حدیث کا حکم

موضوع حدیث پر عمل کرنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اس کی روایت بھی جائز نہیں ہے، مگر جب اس کی حقیقت ساتھ بیان کردے تو جائز ہے جیسا کہ ہم نے اس تالیف میں کیا ہے۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ جس نے مجھ سے کوئی ایسی بات بیان کی جس کا اسے گمان ہے کہ یہ جھوٹ ہے، تو وہ راوی بھی ان جھوٹوں میں سے ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''من حدث عنی بحدیث یری انه کذب فهو احد الکاذبین۔

یری بمعنی یظن ہے اور الیاء کے ضمہ کے ساتھ ہے اور الکاذبین میں دو روایتیں ہیں تثنیہ کا صیغہ ہے یعنی با کے فتحہ کے ساتھ ہے یا جمع کا صیغہ ہے اور باء کے کسرہ کے ساتھ ہے۔

پس حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ جملہ بطور وعید شدید کافی ہے اس شخص کیلئے جو حدیث روایت کرتا ہے، حالانکہ اسے گمان ہے کہ یہ جھوٹ ہے چہ جائیکہ اسے یقین ہو کہ یہ جھوٹ ہے، پس موضوع حدیث کو بیان نہ کرے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موضوع حدیث بیان

کرنے والے کو واضع کے ساتھ شریک فرمایا ہے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ہر محدث پر واجب ہے کہ وہ صحیح وسقیم روایات اور ثقہ، متہم بالکذب راویوں کا فرق جانتا ہوتا کہ وہ کوئی ایسی چیز روایت نہ کرے جو ثقہ روایوں سے منقول نہ ہو اور صحیح نہ ہو صرف وہ چیز روایت کرے جس کے مخرج کی صحت اور اس کے ناقلین کی ثقاہت پر اعتماد ہو اور ہر اس چیز کو ترک کر دے جو اہل تہمت اور اہل بدعت میں سے جو معاندین ہیں، ان سے مروی ہو۔ میں کہتا ہوں کہ امام مسلم کی کلام حدیث شریف کے کلام کے موافق ہے۔ واللہ الموفق۔

ابن الصلاح نے ضعیف حدیث کی روایت کے جواز کو باطن میں اس کے صدق کے احتمال کے ساتھ مقید کیا ہے کیونکہ انہوں نے عدم جواز روایۃ الموضوع کے قول کے فوراً بعد لکھا ہے ''بخلاف الاحادیث الضعیفه التی تحتمل صدقهافی الباطن۔'' یعنی موضوع کو روایت کرنا جائز نہیں ہے مگر احادیث ضعیفہ جو باطن میں صدق کا احتمال رکھتی ہیں (ان کو روایت کرنا جائز ہے) لیکن کیا اس احتمال میں یہ شرط ہے کہ وہ اس حیثیت سے قوی ہو کہ وہ کذب کے احتمال سے قوی ہو یا مساوی ہو یا کوئی شرط نہیں ہے، ہمارے شیخ فرماتے ہیں یہ محل نظر ہے۔ مسلم کی کلام کا ظاہر اور حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ صدق کا احتمال جب ضعیف ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو محمد عبد اللہ عبد الرحمٰن الدارمی سے حدیث سمرہ المذکور کا مفہوم پوچھا، میں نے کہا جو شخص ایک حدیث روایت کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی اسناد غلط ہے، کیا تمہیں اندیشہ ہے کہ وہ اس حدیث کی وعید میں داخل ہوگا، یا جب وہ لوگوں کو مرسل حدیث روایت کرتا ہے بعض سند کے ساتھ روایت کیا یا سند کو تبدیل کر دیا، کیا وہ اس وعید میں آئے گا انہوں نے فرمایا، نہیں کیونکہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب کوئی شخص حدیث روایت کرتا ہے اور اسے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی اصل ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ یہ شخص اس وعید میں داخل ہوگا۔ اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ صحت وسقم کا حکم ائمہ نقاد کی طرف سے سند کے

اعتبار سے ہوتا ہے، متن کے اعتبار سے نہیں۔

ابن صلاح فرماتے ہیں:

جب علماء حدیث هذا حدیث صحیح کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ باقی تمام اوصاف کے ساتھ اس کی سند متصل ہے اور اس میں شرط نہیں ہے کہ وہ نفس امر میں بھی قطعی ہو، پھر فرماتے ہیں اسی طرح جب محدثین یہ لکھتے ہیں انه غیر صحیح تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ یہ حقیقت میں بھی کذب وجھوٹ ہے کیونکہ بعض اوقات وہ حقیقت میں حدیث سچی ہوتی ہے بلکہ غیر صحیح کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی سند مذکورہ شرائط پر صحیح نہیں ہے جیسا کہ امام نووی فرماتے ہیں کہ انسان کیلئے مناسب و بہتر یہی ہے کہ جب فضائل اعمال میں سے کوئی چیز اسے پہنچے تو وہ اس پر عمل کرے اگرچہ ایک مرتبہ ہی کرے۔ تاکہ وہ اس پر عمل کرنے والوں سے ہو جائے، یہ بہتر نہیں ہے کہ وہ اس عمل کو مطلقاً ترک کر دے بلکہ جتنا ممکن ہو اس عمل کو بجالائے کیونکہ متفق علیہ حدیث میں ہے: "فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَافْعَلُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ" یعنی جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو تم اسے اپنی طاقت کے مطابق بجالاؤ"۔ میں کہتا ہوں ہم نے الحسن بن عرفہ کے جز سے روایت کیا ہے:

قَالَ حَدَّثَنِیْ خَالِدُ بْنُ حَبَّانَ الرَّقِّیْ اَبُوْیَزِیْد عَنْ فرات بْنِ سُلَیْمان و عیسٰی بْنِ کَثِیْرٍ کِلَاهُمَا عَنْ اَبِیْ رَجَاءَ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَن ابی سَلمَةَ بن عبد الرّحمٰن عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْاَنْصَارِیْ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَلَغَهٗ عَنِ اللهِ شَیْءٌ فِیْهِ فَضِیْلَةٌ فَاَخَذَ بِهٖ اِیْمَانًا وَرَجَاءَ ثَوَابِهٖ اَعْطَاهُ اللهُ ذَالِكَ وَاِنْ لَمْ یَکُنْ۔

"رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم پہنچے جس میں کوئی فضیلت ہو، پھر وہ ایمان اور ثواب کی توقع کے ساتھ اس پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرمائے گا اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ بھی ہو"۔

اس طرح بھی مجھے یہ حدیث پہنچی ہے، اخبرنیه الامام الرحله ابو عبد الله محمد بن احمد الخلیلی مراسله منها عن ابی الفتح البکری حضور ا انا ابو الفرج بن الصیقل انا ابو الفرج بن کلیف انا ابو القاسم العمری انا ابو الحسن بن مخلد انا علی الصاثنا ابو علی الحسن بن عرفه فذکره خالد اور فرات ان دونوں راویوں کے متعلق جرح کی گئی ہے اور ابورجا غیر معروف ہے۔

لیکن اس حدیث کو ابوالشیخ نے بشر بن عبید عن ابی الزبیر عن جابر کے واسطہ سے تخریج کیا ہے مگر بشر متروک ہے اور اس حدیث کو کامل بن طلحہ الجحدری نے اپنے معروف نسخہ میں عباد بن عبد الصمد (وهو متروك ایضا) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے طریق سے اس طرح روایت کیا ہے ابواحمد بن عدی نے اپنی کامل میں بزلیع عن ثابت عن انس کی روایت سے ذکر کی ہے اور اس پر استنکار کیا ہے اسی طرح اس کو ابویعلی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس سے مندرجہ ذیل الفاظ سے روایت کیا ہے: مَنْ بَلَغَهُ عَنِ اللهِ فَضِيْلَةٌ فَلَمْ يَصْدُقْ بِهَا لَمْ يَنَلْهَا

اس حدیث کے شواہد حضرات ابن عباس، ابن عمر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی احادیث ہیں۔

اس موضوع پر لکھی گئی کتب کا بیان

اس موضوع پر بہت سے علماء نے کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، جیسے القاضی اسماعیل ابوبکر بن ابی عاصم النبیل، ابوعبداللہ النمیری المالکی ان کی کتاب کا نام "الاعلام بفضل الصلاۃ علی النبی علیه افضل الصلاۃ و السلام۔" ابومحمد بن جبیر بن محمد بن جبیر بن ہشام القرطبی یہ ابن بشکوال کے شاگرد ہیں، یہ ثقہ، فضل اور الدین جیسی صفات سے موصوف تھے ان کی وفات ۶۳۰ھ میں ہوئی، ابوعبداللہ ابن القیم الحنبلی ان کی کتاب کا نام "جلاء الافهام" ہے، التاج ابوحفص عمر بن علی الفاکہانی المالکی شارح العمدۃ وغیرہا ان کی کتاب کا نام "الفجر المنیر فی الصلاۃ علی البشیر النذیر" ہے ابوالقاسم بن احمد بن ابوالقاسم ابن نبون القرشی المالکی التونسی عصری الشاب، احمد بن یحییٰ بن فضل اللہ، ان کی

کتاب کا نام "فضل التسلیم علی النبی الکریم" ابو العباس احمد بن معد بن عیسیٰ وکیل التجیبی الاندلسی الاقلیشی الحافظ المشہور ان کے جز کا نام انوار الاثار المختصہ بفضل الصلاۃ علی النبی المختار، الشہاب بن ابی حجلہ الشاعر الحنفی ان کی کتاب کا نام "دفع النقمۃ فی الصلاۃ علی نبی الرحمہ" ہے، المجد الفیروز آبادی اللغوی صاحب القاموس و سفر العادۃ وغیرہما، ان کی کتاب کا نام الصلاۃ والبشر فی الصلاۃ علی سید البشر، ان تمام کا میں مطالعہ کیا ہے، ابو الحسین بن فارس اللغوی، ابن الشیخ بن حیان الحافظ، ابن موسیٰ المدینی الحافظ، ابو القاسم ابن بشکوال الحافظ ان کے جزء لطیف کا نام "القربۃ الی رب العالمین بالصلاۃ علی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین"، الضیاء ابو عبد اللہ المقدسی صاحب المختارہ وغیرہا، ابو احمد الدمیاطی الحافظ النسابہ ابو الفتح بن سید الناس الیعمری الحافظ، المحب الطبری الحافظ، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمٰن التجیبی الحافظ نزیل تلمسان فی اربعین حدیثالہ، ان کی وفات ۶۱۰ھ میں ہوئی، ان تمام سے میں نے بالواسطہ نقل کیا ہے کیونکہ یہ میرے پاس نہیں تھیں ان میں سے ہر ایک لطیف پمفلٹ پر مشتمل ہے۔ تیسری ان دونوں کی نسبت سے مفید ہے۔ اس کا حجم تکرار اور سیاق اسانید کی وجہ سے بہت بڑا ہے، چوتھی کتاب اس میں غرائب کا ذکر بغیر کسی کی طرف نسبت کے زیادہ ہے، میں نے کئی چیزیں اس سے نقل کی ہیں، اس بنا پر کہ یہ ثقہ ہے لیکن ظاہر حال یہ ہے کہ حدیث اس کی صنعت سے نہیں ہے۔ پانچویں کتاب اس مضمون میں بڑی عظیم ہے مگر اس میں بہت زیادہ خارج از عنوان چیزیں ہیں اور طویل کلام پر مشتمل ہے، جیسا کہ اس کے مصنف کی عادت ہے۔ چھٹی یہ بارہ ابواب پر مشتمل ہے ان میں سے پانچ کا تعلق عنوان کے ساتھ ہے باقی بعض کتب مناسک کے مناسب ہیں، بعض سیرت نبویہ کے مناسب ہیں۔ ساتویں، اس میں باب کی آیت پر بحث کی گئی ہے اور چند فوائد ذکر کئے گئے ہیں۔ آٹھویں تھوڑے سے اوراق پر مشتمل ہے، جس میں چالیس احادیث جمع ہیں، نویں کتاب، اس کا سبب طاعون کا وقوع ہے، یہ حقیقت میں "الطاعون" کے ذکر، اس کی اخبار اور اس کے اشعار کے ذکر میں

ہے لیکن مقدمہ میں اس کے مفہوم کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب کے تیسرے حصہ سے کچھ زائد ہے، دسویں کتاب، یہ ایک نفیس کتاب ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ احادیث پر اس کے حکم میں مناقشات بھی ہیں اور غریبۃ اللفظ احادیث بغیر کسی نسبت کے ہیں، اور بھی اس کے علاوہ کئی ایسی چیزیں ہیں جس کی تحریر کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو اس نے غار ثور کے قصہ پر ختم کیا ہے کیونکہ اس کی تصنیف کا سبب وہی ہے جیسا کہ اُس مصنف نے ذکر کیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان تمام سے بہتر اور بلحاظ فائدہ سب سے زیادہ پانچویں کتاب ہے۔ اس کتاب کے مسودہ کو صاف لکھنے کے بعد مجھے ایک رئیس المحدثین کی تصنیف پر آگاہی ہوئی، جن کی طرف حفظ و اتقان کا اشارہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں میں کثرت فرمائے، اس کتاب کا نام ''الرقم المعلم'' تھا میں نے اس میں ایسے مقامات کا ذکر پایا جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے اس کتاب کے ابواب میں سے یہ ایک باب تھا۔ میں نے اس میں سوائے دو یا تین جگہوں کے اپنے مطلوب کو نہ پایا۔ لیکن اس میں فقہاء کی کلام کی نقل زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مصنف کو اپنی نعمت و رحمت سے لطف اندوز فرمائے، مجھے ایک ایسے شخص نے خبر دی جس کے علم اور دین پر مجھے وثوق ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں نفع بخشے کہ وہ اس عنوان کی بڑی ضخیم کتاب پر آگاہ ہیں جو ابن جملہ کی ہے اور ان کی ملکیت میں ہے۔

اس تمام کلام کا ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ میری کتاب کو پڑھنے والا جان لے ان چیزوں کو جن تک میری رسائی نہیں ہوئی، اور جو چیزیں اس کو ملنی ممکن ہوں ان اشیاء میں سے جو پہلے نہیں ملیں ان کو عمدہ طریقہ سے درج کر دے، وگرنہ جو چیز اسے زائد ملے وہ انتہائی غور و خوض کے بعد اس کے ساتھ ملحق کر دے تاکہ وہ ایسی چیز دوبارہ نہ لکھ دے جو اصل میں پہلے ہی موجود ہو۔ جب اس کتاب کے نسخے عالم اسلام میں پھیل گئے تو میری طرف محدث مکہ اور حافظ مکہ نے جو نیک ارادہ کے ساتھ بھلائی کی طرف جلدی کرنے والے ہیں، ابن بشکوال کی کتاب کا نسخہ بھیجا، میں نے اس کو دو دفاتر میں پایا، دونوں اسی کی سند کے ساتھ

ہیں، میں نے اپنی ضرورت کی چیزیں اس سے لے کر اس کے ساتھ ملحق کر دیں، پھر مجھے ابن فارس کی کتاب پر آگاہی ہوئی، وہ صرف چار اوراق پر مشتمل تھی اکثر حصہ پہلے باب کی گزشتہ طویل حدیث کے ایراد اور اس کی شرح پر موقوف ہے۔ میں نے شیخ ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ بن النعمان کی ایک کاپی دیکھی جن کا نام انہوں نے ''الفوائد المدنیه فی الصلاۃ علی خیر البریه'' رکھا ہے میں نے اس سے بھی استفادہ کیا۔ ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ'' یہ تمام کتب وہ ہیں جن کا میں نے اس تالیف میں مطالعہ کیا ہے اور کتب صحاح ستہ اور دوسری کتب جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ وہ تمام کتب یہ ہیں: صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداؤد، الترمذی، النسائی، فی سننه الصغریٰ و الکبریٰ، ابن ماجه، الموطا للمالك، المسند للشافعی و لاحمد، یہ اعلیٰ المسانید ہیں، شرح معانی الاثار للطحاوی والصحاح لابن خزیمه ولابن حبان و للحاکم و لابی عوانه، والسنن للبیهقی والدارقطنی وسعید بن منصور و المصنف لابن ابی شیبه و لعبد الرزاق والجامع للدارمی و مسند الفردوس للدیلمی والمجالسه للدینوری و الترغیب لابن زنجویه و لابن شاهین، وللتیمی وللمنذری و شعب الایمان للقصری وللحلیمی وللبیهقی والشفا لعیاض والخلافیات للبیهقی و الداعوات للبیهقی و للطبرانی، والتفسیر لابن ابی حاتم ولابن کثیر و لغیرهما، تخریج الرافعی لشیخنا وغیره و الموضوعات لابن الجوزی و الاحادیث الواهیه لابن الجوزی، مجمع الزوائد للهیثمی، المعاجم الثلاثه للطبرانی، والمسانید الثلاثه لاحمد و البزاز وابی یعلی و المطالب العالیه فی زوائد المسانید الثمانیه یعنی العدنی والحمید و الطیالسی و مسددًا و ابن منیع و ابن ابی شیبه عبدًا اور اس میں ایسی احادیث بھی ہیں جو ان مسانید سے زائد ہیں، جن پر ہمارے شیخ کو مکمل آگاہی نہ ہوئی، جیسے اسحق بن راهویه و الحسن بن سفیان محمد بن هشام السدوسی و محمد بن هارون

الرویانی و الهیثم بن کلیب وغیرهما و تهذیب الاثار للطبری، و ترتیب الاحادیث الحلیه للهیثمی و ترتیب الکتب الاربعه العیلانیات و الخلعیات، فوائد تمام و افراد الدار قطنی للهیثمی ایضاً و المختاره للضیاء و عمل الیوم و اللیله للمعمری ولابی نعیم ولا بن السنی و الاذ کار للنودی و تخریجه لشیخناولم یکملا والادب المفرد للبخاری وللبیهقی والصلاۃ لعبد الرزاق الطبسی والا طراف للمزی و لشیخنا ومن شروح الحدیث، شرح البخاری لشیخنا یعنی شیخ الاسلام خاتم الحفاظ الاعلام ابالفضل بن حجر، جب اس کتاب میں شیخنا کا لفظ آئے تو اس سے مراد ابن حجر ہوں گے، شرح مسلم للنودی و للزواوی والموجود من شرح ابوداؤد و للعلامه الحجه المتقن، اوحد الحافظ شیخ الاسلام ابو زرعه بن العراق و معالم السنن للخطابی وحاشیه السنن للمنذری و ماکتبه ابن القیم علیه و شرح الترمذی لابن العربی، والموجود من شرحه لحافظ الوقت ابی الفضل ابن العراق، شرح ابن ماجه للدمیری وهو کثیر الاعوان الموجود من شرحه لمغلطائی اگر یہ مکمل ہوتی تو بہت فائدہ ہوتا، شرح الشفا للعلامه برهان الدین الحلبی، یہ بہت زیادہ تہذیب کی محتاج ہے ہمارے بعض محققین نے اس کا اختصار کیا ہے اور طلباء نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لے لیا ہے۔ کتب غریبہ میں سے "النهایه لابن الاثیر و الصحاح للجوهری" وغیرہما کتب فقہ میں سے مواضع من الخادم للزرکشی و شرح ابن حاجب المغنی لابن قدامه، شرح الهدایه للسروجی وغیرہ، کتب اسماء رجال میں سے تهذیب التهذیب اور لسان المیزان لشیخنا اور ان کی کتاب تعجیل المنفعه و ثقات لابن حبان الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم، الکامل لابی احمد بن عدی۔ تاریخ کی کتب سے خطیب، الذہبی وغیرہ کی تاریخ، علل کی کتب میں سے العلل للدار قطنی و الابن ابی حاتم و للخلال ان کے علاوہ کئی کتب، اجزاء، فوائد، مشیخات اور المعاجم جن کا شمار بہت طویل ہوجائے گا۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

صلی الاله علی النبی محمد و الطیبین الطاهرین الرشد

والال والابرار اعداد الحصی و الرمل و القطر الذی لم یعد

''اللہ تعالیٰ درود بھیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی پاکیزہ آل پر اور نیک لوگوں پر کنکریوں اور ریت کے ذرات اور بارش کے ان قطروں کی مقدار جن کا شمار نہیں ہوسکتا''۔

واللہ المستعان و علیه الاتکال۔ میں اسی سے سیدھے راستہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنے کے الہام کی توفیق طلب کرتا ہوں۔

انتهی بحمد الله وعونه علی ید مولفه ابو الخیر محمد بن عبد الرحمن السخاوی المصری الشافعی الابزی فی شهر رمضان المعظم سنة ستین و ثمان مائة، سوی ما الحق فیه بعد ذالک نفع الله لمن صنف فیه هذا الکتاب و اجزل له ولوالدیه و محبیه الاجر والثواب و سامحه اذا حاسبه یوم الحساب بجوده و کرمه فهو الکریم الوهاب۔